جدید و قدیم تفاسیر اور دیگر علوم اسلامیہ پر مشتمل ذخیرۂ کتب کی روشنی میں قرآنِ مجید کی آیات کے مطالب و معانی
اور ان سے حاصل ہونے والے درس و مسائل کا موجودہ زمانے کے تقاضوں کے مطابق انتہائی آسان بیان

صِراطُ الجِنان فی تفسیرِ القرآن

سا تویں جلد
پارہ 19..20..21

مُفَسِّر: شیخ الحدیث والتفسیر، ابو صالح مفتی محمد قاسم قادری عطاری مدظلہ العالی

جدید وقدیم تفاسیر اور دیگر علومِ اسلامیہ پر مشتمل ذخیرۂ کتب کی روشنی میں قرآن مجید کی آیات کے مطالب ومعانی اور ان سے حاصل ہونے والے درس ومسائل کا موجودہ زمانے کے تقاضوں کے مطابق انتہائی آسان بیان، نیز مسلمانوں کے عقائد، دینِ اسلام کے اوصاف وخصوصیات، اہلسنت کے نظریات ومعمولات، عبادات، معاملات، اخلاقیات، باطنی امراض اور معاشرتی برائیوں سے متعلق قرآن وحدیث، اقوالِ صحابہ وتابعین اور دیگر بزرگانِ دین کے ارشادات کی روشنی میں ایک جامع تفسیر مع دو ترجموں کے

كَنْزُ الْاِیْمَان فِیْ تَرْجَمَةِ الْقُرْاٰن

از: اعلیٰ حضرت، مجددِ دین وملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن

اور

كَنْزُ الْعِرْفَان فِیْ تَرْجَمَةِ الْقُرْاٰن

مع

صِرَاطُ الْجِنَان فِیْ تَفْسِیْرِ الْقُرْاٰن

از: شیخ الحدیث والتفسیر، ابوصالح مفتی محمد قاسم قادری عطاری مدظلہ العالی

ناشر
مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
www.dawateislami.net

یادداشت

(دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرمالیجئے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ علم میں ترقّی ہوگی)

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : صراط الجنان فی تفسیر القرآن (جلد ہفتم)

مصنف : شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی ابو الصالح محمد قاسم القادری مدظلہ العالی

پہلی بار : ربیع الاول ۱۴۴۰ھ، دسمبر 2018ء

تعداد : 10000 (دس ہزار)

ناشر : مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ محلّہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ، کراچی

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

01	کراچی: فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی باب المدینہ کراچی	UAN: +92 21 111 25 26 92
02	لاہور: داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ	042-37311679
03	سردار آباد: (فیصل آباد) امین پور بازار	041-2632625
04	میر پور کشمیر: فیضانِ مدینہ چوک شہیداں میر پور	05827-437212
05	حیدر آباد: فیضانِ مدینہ آفندی ٹاؤن	022-2620123
06	ملتان: نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ	061-4511192
07	راولپنڈی: فضل داد پلازہ کمیٹی چوک اقبال روڈ	051-5553765
08	نواب شاہ: چکرا بازار نزد MCB بینک	0244-4362145
09	سکھر: فیضانِ مدینہ مدینہ مارکیٹ بیراج روڈ	0310-3471026
10	گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ شیخوپورہ موڑ	055-4441919
11	گجرات: مکتبۃ المدینہ میلاد (فوہارہ چوک)	053-3021911

E.mail: ilmia@dawateislami.net

www.dawateislami.net

مدنی التجاء: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تفسیر ''صِراطُ الجِنان فی تفسیرِ القرآن'' کا مطالعہ کرنے کی نیتیں

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ : ''نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِنْ عَمَلِہٖ'' مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ۶/ ۱۸۵ حدیث: ۵۹۴۲)

دو مَدَنی پھول

- بِغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
- جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

(1) ہر بار تَعَوُّذ و (2) تَسْمِیَہ سے آغاز کروں گا۔ (3) رضائے الٰہی کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا۔ (4) باوضو اور (5) قبلہ رُو مطالعہ کروں گا۔ (6) قرآنی آیات کی درست مخارج کے ساتھ تلاوت کروں گا۔ (7) ہر آیت کی تلاوت کے ساتھ اس کا ترجمہ اور تفسیر پڑھ کر قرآنِ کریم سمجھنے کی کوشش کرونگا اور دوسروں کو اس کی تعلیم دوں گا۔ (8) اپنی طرف سے تفسیر کرنے کے بجائے علمائے حقّہ کی لکھی گئی تفاسیر پڑھ کر اپنے آپ کو ''اپنی رائے سے تفسیر کرنے'' کی وعید سے بچاؤں گا۔ (9) جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے وہ کروں گا اور جن سے منع کیا گیا ہے ان سے دور رہوں گا۔ (10) اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کروں گا اور بدعقیدگی سے خود بھی بچوں گا اور دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی بچانے کی کوشش کروں گا۔ (11) جن پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا انعام ہوا ان کی پیروی کرتے ہوئے رضائے الٰہی پانے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ (12) جن قوموں پر عتاب ہوا ان سے عبرت لیتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے ڈروں گا۔ (13) شانِ رسالت میں نازل ہونے والی آیات پڑھ کر اس کا خوب چرچا کر کے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے اپنی محبت و عقیدت میں مزید اضافہ کروں گا۔ (14) جہاں جہاں ''اللہ'' کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور (15) جہاں جہاں ''سرکار'' کا اِسْمِ مبارک آئے گا وہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پڑھوں گا۔ (16) شرعی مسائل سیکھوں گا۔ (17) اگر کوئی بات سمجھ نہ آئی تو علمائے کرام سے پوچھ لوں گا۔ (18) دوسروں کو یہ تفسیر پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ (19) اس کے مطالعہ کا ثواب آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ساری امت کو ایصال کروں گا۔ (20) کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا۔ (ناشرین و مصنف وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

(شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ
کے صراط الجنان کی پہلی جلد پر دیئے گئے تاثرات)

کچھ صراط الجنان کے بارے میں.....

۱۴۲۲ھ (2002ء) کی بات ہے جب مفتیِ دعوتِ اسلامی الحاج محمد فاروق مَدَنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی ''چلِ مدینہ'' کے قافلے میں ہمارے ساتھ تھے اور اِس سفرِ حج میں مجھے ان کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ بے حد کم گو، انتہائی سنجیدہ اور کثرت سے تلاوتِ قرآن کرنے والی اِس نہایت پرہیزگار شخصیت کی عَظَمت میرے دل میں گھر کر گئی۔ مکّۃُ المکرَّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعظِیْماً میں ہمارا مشورہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کے ترجمۂ کنز الایمان کی ایک آسان سی تفسیر ہونی چاہئے جس سے کم پڑھے لکھے عوام بھی فائدہ اٹھا سکیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ مفتیِ دعوتِ اسلامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی اِس بابرکت خدمت کے لئے بخوشی آمادہ ہوگئے۔ مُجَوَّزہ تفسیر کا نام **صِراطُ الْجِنان** (یعنی جنّتوں کا راستہ) طے ہوا۔ تَبَرُّکاً مکّۃُ المکرَّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعظِیْماً ہی میں اِس عظیم کام کا آغاز کر دیا گیا، افسوس! مفتیِ دعوتِ اسلامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی کی زندگی نے ان کا ساتھ نہ دیا، 6 پاروں پر کام کر کے وہ (بروز جمعہ ۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ) پردہ فرما گئے۔

اللّٰہ ربُّ العزّت کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

چونکہ یہ کام انتہائی اہم تھا لہٰذا مَدَنی مرکز کی درخواست پر شیخ الحدیث والتّفسیر حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی ابو صالح **محمد قاسم** قادری مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی نے اس کام کا از سرِ نو آغاز کیا۔ اگرچہ اس نئے مواد میں مفتیِ دعوتِ اسلامی کے کئے گئے کام کو شامل نہ کیا جا سکا مگر چونکہ بُنیاد انہی نے رکھی تھی اور آغاز بھی مکّۃُ المکرَّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعظِیْماً کی پُر بہار

www.dawateislami.net

فَضاؤں میں ہوا تھا اور ”صِراطُ الْجِنان“ نام بھی وہیں طے کیا گیا تھا لہٰذا حُصُولِ بَرَکت کیلئے یہی نام باقی رکھا گیا ہے۔ **کنز الایمان** اگرچہ اپنے دور کے اعتبار سے نہایت فَصیح ترجَمہ ہے تاہم اس کے بے شمار الفاظ ایسے ہیں جو اَب ہمارے یہاں رائج نہ رہنے کے سبب عوام کی فہم سے بالاتر ہیں لہٰذا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے ترجمۂ قرآن **کنز الایمان** شریف کو مِن وعَن باقی رکھتے ہوئے اِسی سے روشنی لیکر دورِ حاضر کے تقاضے کے مطابق حضرتِ علامہ مفتی **محمد قاسم** صاحِب مدّ ظلہٗ نے مَاشَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ایک اور ترجَمے کا بھی اضافہ فرمایا، اس کا نام **کنزُ الْعِرفان** رکھا ہے۔ اِس کام میں دعوتِ اسلامی کی میری عزیز اور پیاری مجلس **المدینۃُ العلمیہ** کے **مَدَنی عُلَما** نے بھی حصّہ لیا بالخصوص مولانا **ذُوالقَرنَین** مَدَنی سلَّمہُ الغَنِی نے خوب معاونت فرمائی اور اس طرح صِراطُ الجِنان کی **3 پاروں** پر مشتمل پہلی جلد (دوسری، تیسری، چوتھی، پانچویں اور چھٹی جلد کے بعد اب پارہ نمبر **19، 20** اور **21** پر مَبنی ساتویں جلد) آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللّٰہ تعالٰی الحاج مفتی **محمد قاسم** صاحِب مدّظلہٗ سمیت اِس کَنْزُ الْاِیْمَانِ فِیْ تَرْجَمَۃِ الْقُرْاٰنِ وَصِرَاطُ الْجِنَانِ فِیْ تَفْسِیْرِ الْقُرْاٰنِ کے مبارَک کام میں اپنا اپنا حصّہ ملانے والوں کو دنیا و آخِرت کی خوب خوب بھلائیاں عنایت فرمائے اور تمام عاشقانِ رسول کیلئے یہ تفسیر نفع بخش بنائے۔

اٰمِیْن بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

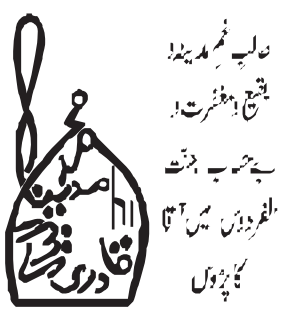

۶ جمادی الاخری ۱۴۳۴ھ

20-04-2013

www.dawateislami.net

فہرست

عنوان	صفحہ
نیتیں	1
کچھ صراط الجنان کے بارے میں	2
اُنیسواں پارہ	12
قیامت کے دن کچھ مسلمانوں کے اعمال بے وقعت کردیئے جائیں گے	14
اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت کا دن مسلمانوں پر آسان ہوگا	17
بری صحبت اور دوستی سے بچنے کی ترغیب	19
اچھی صحبت اور دوستی اختیار کرنے کی ترغیب	21
آزمائشیں مقبول بندوں کے درجات کی بلندی کا سبب ہیں	23
عقل خواہشات سے کیسے مغلوب ہوکر چھپ جاتی ہے؟	32
اشیاء کی طبعی تاثیریں بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہیں	35
بارش اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے	37
اللہ تعالیٰ کی نعمت ملنے کو صرف مادی اسباب کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہئے	38
سکون اور وقار کے ساتھ چلنے کی ترغیب	50
جاہلانہ گفتگو کرنے والے سے سلوک	50
رات میں عبادت کرنے کی ترغیب	51
رات میں عبادت کرنے کے فوائد	52
اپنی راتیں عبادت میں گزارنے والی دو بزرگ خواتین	53
تھوڑی عبادت کرنے والوں کو بھی شب بیداری کا ثواب	53
آیت "وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا" سے معلوم ہونے والی باتیں	55
اسراف اور تنگی کرنے سے کیا مراد ہے؟	56
ضروریاتِ زندگی میں صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا زُہد	56
بڑے بڑے تین گناہ	59
برائیوں کو نیکیوں سے بدل دینے کا معنی	61
اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی اور شانِ کرم	61
گناہوں سے سچی توبہ کرنے کی ترغیب	62
جھوٹی گواہی دینے کی مذمت پر 4 اَحادیث	64
قرآن مجید کی آیات کے ذریعے کی جانے والی نصیحت کیسے سننی چاہئے؟	65
مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک	66
سورۂ شعراء	70
سورۂ شعراء کا تعارف	70
مقامِ نزول	70
رکوع اور آیات کی تعداد	70
''شعراء'' نام رکھنے کی وجہ	70
سورۂ شعراء کی فضیلت	70
سورۂ شعراء کے مضامین	70
سورۂ فرقان کے ساتھ مناسبت	72

www.dawateislami.net

عنوان	صفحہ
رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مخلوق پر انتہائی کرم نوازی	73
مسلمان بھائیوں کو بدنام کرنے والوں کے لئے عبرت انگیز دو اَحادیث	89
غمی خوشی کی ناجائز رسموں میں مبتلا لوگوں کو نصیحت	104
دعا مانگنے کا ایک ادب	107
جنت کی دعا مانگنا حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے	108
حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مانگی ہوئی دعاؤں کی فضیلت	108
آخرت میں مسلمانوں کو ان کے مال اور اولاد سے نفع حاصل ہوگا	110
قیامت کے دن پرہیزگار مسلمانوں کی دوستی مسلمان کے کام آئے گی	114
تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شانِ امانت داری	117
عزت وذلت کا معیار دین اور پرہیزگاری ہے	119
تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی غریب پروری	122
اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے معاملے میں کسی کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے	124
دوسروں کو تنگ کرنے کے سلسلے میں لوگوں کی رَوِش	129
نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے مکانات کی سادگی	131
نصیحت قبول کرنا مسلمان کا اور نہ ماننا کافر کا کام ہے	133
خیانت اور نبوت جمع نہیں ہوسکتیں	138
عورتوں کے ساتھ بدفعلی کرنے کی وعیدیں	146
لواطت اور ہم جنس پرستی کے نقصانات	149
حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کو روح اور امین کہنے کی وجوہات	156
قرآنِ مجید کے بارے میں ایک عقیدہ	157
عربی زبان کی فضیلت	158
حق بات قبول کرنے میں ایک رکاوٹ	160
دنیا کا عیش وعشرت اللہ تعالیٰ کا عذاب دور نہیں کرسکتا	163
قریبی رشتہ داروں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے کا حکم	166
توکل کا معنیٰ	168
غلط شاعری کرنے والوں اور سننے، پڑھنے والوں کو نصیحت	171
دربارِ رسالت کے شاعر حضرت حسان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان	173
اشعار فی نفسہٖ بُرے نہیں	173
زبانی جہاد سے متعلق دو اَحادیث	175
سورۂ نمل	176
سورۂ نمل کا تعارف	176
مقامِ نزول	176
رکوع اور آیات کی تعداد	176
”نمل“ نام رکھنے کی وجہ	176
سورۂ نمل کے مضامین	176

www.dawateislami.net

عنوان	صفحہ
سورۂ شعراء کے ساتھ مناسبت	177
حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے استاد نہیں	180
عذاب یافتہ لوگوں کے انجام سے عبرت و نصیحت حاصل کرنی چاہئے	184
علم والوں کو شکر کرنے کی ترغیب	185
حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر اللہ تعالٰی کی نعمتیں	187
انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ہنسنا تبسم ہی ہوتا ہے	190
اولیاءِ کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ سے کرامات ظاہر ہونے کا ثبوت	203
خود پسندی کی مذمت اور اللہ تعالٰی کی طرف فضل کو منسوب کرنے کی ترغیب	204
بدشگونی لینے کی مذمت	211
بدشگونی کا بہترین علاج	212
فطرت سے بغاوت کا نتیجہ	217
بیسواں پارہ	221
اللہ تعالٰی کی معرفت کا بہت بڑا ذریعہ	223
مجبور و لاچار کی دعا	224
غیب کا علم اللہ تعالٰی کے ساتھ خاص ہونے سے متعلق اہم کلام	227
اجڑی بستیاں عبرت کے نشان ہیں	231
گناہ چھوڑنے اور دل کو باطنی اَمراض سے پاک رکھنے کی ترغیب	233
آیت "اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى" سے مُردوں کے نہ سننے پر اِستدلال کرنے والوں کا رَد	236
مُردوں کے سننے کا ثبوت	237
"دَآبَّةُ الْاَرْض" کا تعارف	240
سورۂ قصص	248
سورۂ قصص کا تعارف	248
مقامِ نزول	248
رکوع اور آیات کی تعداد	248
"قصص" نام رکھنے کی وجہ	248
سورۂ قصص کے مضامین	248
سورۂ نمل کے ساتھ مناسبت	249
لوحِ محفوظ اور قرآن مجید کے روشن کتاب ہونے میں فرق	250
حکمرانی قائم رکھنے کیلئے فرعون کا طریقہ اور موجودہ دور کے حکمرانوں کا طرزِ عمل	252
اللہ تعالٰی کے اولیاء کو بھی غیب کا علم عطا ہوتا ہے	255
آیت "وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ" سے معلوم ہونے والے مسائل	261
آیت "فَخَرَجَ مِنْهَا خَآىِٕفًا" سے معلوم ہونے والے مسائل	267
سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی فصاحت	280
آیت "وَاَخِيْ هٰرُوْنُ" سے معلوم ہونے والے مسائل	281
لوگوں کو گمراہی اور بدعملی کی دعوت دینے والوں کا انجام	287
دُگنا اجر پانے والے لوگ	298
ابوطالب کے ایمان سے متعلق اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی تحقیق	300

www.dawateislami.net

عنوان	صفحہ
معاشرے کو امن وامان کا گہوارہ بنانے کا ذریعہ	303
گناہ کرنے میں لوگوں کی بجائے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے	304
موجودہ زمانے کے کفار کو نصیحت	305
آخرت پر دنیا کو ترجیح دینے والا نادان ہے	306
دنیا کا طلبگار اور آخرت کا خواہش مند برابر نہیں	309
قارون کا مختصر تعارف، اس کے خزانوں کا حال اور اس کی رَوِش	319
خوش ہونے اور خوشی منانے سے متعلق 3 شرعی احکام	320
تکبر میں مبتلا ہونے کا ایک سبب	320
مال ودولت کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبر کا علاج	321
پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت سمجھیں	323
خود پسندی کی حقیقت اور اس کی مذمت	324
رَشک اور حسد کا شرعی حکم	327
غافلوں اور علم والوں کا حال	328
قارون اور اس کے خزانوں کو زمین میں دھنسائے جانے کا واقعہ	328
تکبر کرنے اور فساد پھیلانے سے بچیں	332
حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو وحی نازل ہونے سے پہلے اپنی نبوت کی خبر تھی	336
سورۂ عنکبوت	339
سورۂ عنکبوت کا تعارف	339
مقامِ نزول	339
رکوع اور آیات کی تعداد	339
”عنکبوت“ نام رکھنے کی وجہ	339
سورۂ عنکبوت کے مضامین	339
سورۂ قصص کے ساتھ مناسبت	340
ہر مسلمان کو اس کی ایمانی قوت کے حساب سے آزمایا جاتا ہے	342
مصیبتوں پر صبر کرنے کی ترغیب	343
کافر والدین کے حقوق سے متعلق 2 شرعی اَحکام	348
شرعی احکام کے مقابلے میں کسی کی اطاعت نہیں کی جائے گی	349
قیامت کے دن نیک بندوں کے ساتھ حشر	351
مصائب وآلام میں ایمان پر ثابت قدم رہنے کی ترغیب	353
دوسروں کو گمراہ اور گناہوں میں مبتلا کرنے کا انجام	356
آیت ”وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّیْ“ سے معلوم ہونے والے مسائل	367
آیت ”وَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا“ سے معلوم ہونے والے احکام	373
آیت ”وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ“ سے معلوم ہونے والے مسائل	376
مکڑی کے جالے رزق میں تنگی کا سبب ہوتے ہیں	378
اکیسواں پارہ	381
قرآنِ مجید دیکھ کر پڑھنے کی فضیلت اور ترغیب	381
نماز بے حیائیوں اور شرعی ممنوعات سے روکتی ہے	382
تلاوتِ قرآن اور نماز کی پابندی کے فوائد وبرکات	384
اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے فضائل	385
ظاہر وباطن تمام احوال میں نیک اعمال کرنے کی ترغیب	386

www.dawateislami.net

عنوان	صفحہ
عیسائیوں اور یہودیوں سے دینی اُمور میں بحث کرنے کا اختیار کس کو ہے؟	388
اہلِ کتاب اپنی کتابوں کا مضمون بیان کریں تو سننے والے کو کیا کہنا چاہئے؟	389
آیت ”وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ الْكُتُبَ“ سے متعلق دو باتیں	390
غیر مسلموں کے ایک مشہور اعتراض کا جواب	391
جنّتی بالا خانوں کے اوصاف	399
رزق کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی ترغیب	400
دنیا کی مذمت پر مشتمل 3 اَحادیث	404
مصیبت کے وقت مخلص مومن اور کافر کا حال	406
اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کی مختلف صورتیں	408
سورۂ روم	411
سورۂ روم کا تعارف	411
مقامِ نزول	411
رکوع اور آیات کی تعداد	411
”روم“ نام رکھنے کی وجہ	411
سورۂ روم کے مضامین	411
سورۂ عنکبوت کے ساتھ مناسبت	412
حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا یقین	413
حربی کفار کے ساتھ خرید و فروخت سے متعلق ایک مسئلہ	414
رومیوں کے غالب آنے کی مدت مبہم رکھنے کی حکمت	415
حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو رومیوں کے غالب آنے کی مدت معلوم تھی	415

عنوان	صفحہ
موجودہ دور میں مسلمانوں کی علمی اور عملی حالت	417
بدعقیدگی اور گناہوں کا بنیادی سبب	420
جنت میں شادمانی کے نغمات کن لوگوں کو سنائے جائیں گے؟	424
اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تسبیح بیان کرنے کے فضائل	425
نماز کیلئے یہ پانچ اوقات مقرر فرمائے جانے کی حکمت	426
سورۂ روم کی آیت نمبر 17، 18، 19 کی فضیلت	427
انسان کی مرحلہ وار تخلیق کا بیان	428
اسلامی معاشرے اور مغربی معاشرے میں خاندانی نظام میں اختلاف کی وجہ سے ہونے والا فرق	430
عورت اپنے شوہر کے آرام اور سکون کا لحاظ رکھے	432
اس کائنات کا کامل قدرت رکھنے والا ایک ہی خالق موجود ہے	434
ندا فرمانے اور قبروں سے زندہ ہو کر نکلنے کی صورت	438
آیت ”فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ“ سے متعلق دو باتیں	449
نیوتا اور تحفہ دینے والوں کے لئے نصیحت	450
زکوٰۃ اور صدقات اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے دیئے جائیں	451
پریشانیوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہونے کا سبب	453
ہمارے اعمال کا فائدہ یا نقصان ہمیں ہی ہوگا	456
نیک اعمال کی جزا ملنا محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے	458
مسلمان بھائی کی آبرو بچانے کی فضیلت	459
گناہگار مسلمانوں کے لئے نصیحت	466
گناہ کے تین درجے	468

www.dawateislami.net

عنوان	صفحہ
سورۂ لقمان	470
سورۂ لقمان کا تعارف	470
مقامِ نزول	470
رکوع اور آیات کی تعداد	470
”لقمان“ نام رکھنے کی وجہ	470
سورۂ لقمان کے مضامین	470
سورۂ روم کے ساتھ مناسبت	471
قرآنِ کریم کی شان	472
سورۂ لقمان کی آیت نمبر 4 اور 5 سے معلوم ہونے والی باتیں	473
”لَهْوَ الْحَدِیْثِ“ کی وضاحت	474
آیت ”وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ“ سے معلوم ہونے والے مسائل	475
گانے بجانے کی مذمت	475
گانے کی مختلف صورتیں اور ان کے احکام	476
دینِ اسلام سے روکنے اور دُور کرنے والوں کے لئے سامانِ عبرت	478
قرآنِ مجید کی تلاوت سننے سے متعلق دو اَحکام	479
حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا تعارف	483
حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دو فضائل	483
حکمت کی تعریف	484
حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حکمت آمیز کلمات	484
رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حکمت بھرے ارشادات	485
آیت ”وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ“ سے معلوم ہونے والے مسائل	486
حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اپنے بیٹے کو نصیحتیں	487
ماں کو باپ پر تین درجے فضیلت حاصل ہے	488
ماں کا حق باپ کے حق پر مُقدَّم ہے	489
اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے معاملے میں والدین کی اطاعت نہیں	492
والدین سے متعلق اسلام کی شاندار تعلیمات	492
بظاہر معمولی سمجھے جانے والے اعمال کا بھی حساب ہوگا	494
آیت ”یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ“ سے معلوم ہونے والے اَہم اُمور	495
فخر اور اِختیال میں فرق	497
کسی شخص کو حقیر نہیں جاننا چاہئے	497
اکڑ کر چلنے کی مذمت	499
آہستہ چلنے کی فضیلت اور بہت تیز چلنے کی مذمت	500
چلنے میں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت	500
چلنے کی سنتیں اور آداب	501
ضرورت سے زیادہ بلند آواز سے گفتگو کرنے اور زیادہ باتیں کرنے کی مذمت	501
گفتگو کرنے میں سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت	502
بات چیت کرنے کی سنتیں اور آداب	502
اولاد کی تربیت میں قابلِ لحاظ اُمور	503

www.dawateislami.net

عنوان	صفحہ
علماء اور مفتیانِ کرام سے مسائل پوچھنے والوں کو نصیحت	508
آخرت میں اچھی جزا پانے کے لئے ضروری عمل	509
آیت ”اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ“ سے متعلق اَہم کلام	521
سورۂ سجدہ	523
سورۂ سجدہ کا تعارف	523
مقامِ نزول	523
رکوع اور آیات کی تعداد	523
”سجدہ“ نام رکھنے کی وجہ	523
سورۂ سجدہ کے فضائل	523
سورۂ سجدہ کے مضامین	524
سورۂ لقمان کے ساتھ مناسبت	525
قیامت کے دن کی درازی	529
کافر اور مومن کی روح قبض کرتے وقت حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کی شکل	532
جنّوں اور انسانوں سے جہنم کو بھر دیا جائے گا	536
نمازِ تہجد کے دو فضائل	538
زائد مال راہِ خدا میں خرچ کرنے کی فضیلت	539
جنّتی نعمتوں سے متعلق دو اَحادیث	540
مجرم کون؟	543
صبر کا ثمرہ اور اس کی فضیلت	545
سورۂ احزاب	550
سورۂ احزاب کا تعارف	550
مقامِ نزول	550

عنوان	صفحہ
رکوع اور آیات کی تعداد	550
”احزاب“ نام رکھنے کی وجہ	550
سورۂ احزاب کے مضامین	550
نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو کی جانے والی ندا سے معلوم ہونے والے مسائل	554
یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں اور دیگر کفار کی مخالفت کا حکم	555
ظِہار سے متعلق 3 شرعی مسائل	558
بیوی کو ماں، بہن کہنے سے متعلق ایک اَہم شرعی مسئلہ	559
گود لئے ہوئے بچے کے حقیقی باپ کے طور پر اپنا نام استعمال کرنے کا شرعی حکم	561
بچہ یا بچی گود لینے سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلہ	562
رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مالکیت	565
تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ایمان والوں کے سب سے زیادہ قریبی ہیں	565
حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت اپنے نفس کی اطاعت پر مُقدَّم ہے	566
حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی افضلیت کا اظہار	569
غزوۂ احزاب کا مختصر بیان	570
مدینہ منورہ کو یثرب کہنے کا شرعی حکم	576
عقیدے کی کمزوری اور نفاق کا نقصان صرف زبانی دعوے کرنا اور وقت پر ساتھ نہ دینا منافقوں کا کام ہے	578
	583

www.dawateislami.net

عنوان	صفحہ
تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیروی اور اِطاعت کا حکم	586
صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اور سیرتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیروی	586
حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زندگی ہر ایک کے لئے کامل نمونہ ہے	588
راہِ خدا میں قربانیاں دینے والوں پر اللّٰہ تعالٰی کا فضل و کرم	594
اللّٰہ تعالٰی کی قدرت وشان	596
غزوۂ بنو قریظہ کے مختصر احوال	597
مجتہدین میں اختلاف ہونے کے باوجود وہ گناہگار نہیں	598
ماخذ ومراجع	604
ضمنی فہرست	609

www.dawateislami.net

وَقَالَ الَّذِيْنَ

19

وَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓىٕكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ وَ عَتَوْ عُتُوًّا كَبِیْرًا ﴿۲۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بولے وہ لوگ جو ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے ہم پر فرشتے کیوں نہ اُتارے یا ہم اپنے رب کو دیکھتے بیشک اپنے جی میں بہت ہی اُونچی کھینچی اور بڑی سرکشی پر آئے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے انہوں نے کہا: ہم پر فرشتے کیوں نہ اتارے گئے؟ یا ہم اپنے رب کو کیوں نہیں دیکھتے؟ بیشک انہوں نے اپنے دلوں میں تکبر کیا ہے اور انہوں نے بہت بڑی سرکشی کی ہے۔

﴿وَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا: اور جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے انہوں نے کہا۔﴾ اس آیت سے سیّد المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی رسالت کا انکار کرنے والوں کے مزید اعتراضات ذکر کر کے ان کا رد کیا گیا ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے ”کفار جو کہ قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے اور حشر نشر کو نہیں مانتے، اسی لئے وہ قیامت کے دن والی ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے رسول بنا کر یا رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت و رسالت کے گواہ بنا کر ہم پر فرشتے کیوں نہ اتارے گئے؟ یا ہم اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو کیوں نہیں دیکھتے جو ہمیں خود بتا دے کہ محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک انہوں نے اپنے دلوں میں تکبر کیا اور اُن کا تکبر انتہا کو پہنچ گیا ہے اور انہوں نے بہت بڑی سرکشی کی اور وہ سرکشی میں حد سے گزر گئے ہیں کہ معجزات کا مشاہدہ کرنے کے بعد بھی فرشتوں کے اپنے اوپر اترنے اور اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا سوال کر رہے ہیں۔ (1)

یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓىٕكَةَ لَا بُشْرٰى یَوْمَىٕذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ وَ یَقُوْلُوْنَ

1 .....ابو سعود، الفرقان، تحت الآیۃ: ۲۱، ۴/۱۲۹، روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ: ۲۱، ۶/۱۹۹-۲۰۰، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن فرشتوں کو دیکھیں گے وہ دن مجرموں کی کوئی خوشی کا نہ ہوگا اور کہیں گے الٰہی ہم میں ان میں کوئی آڑ کردے رُکی ہوئی۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: یاد کرو جس دن لوگ فرشتوں کو دیکھیں گے تو اس دن مجرموں کے لئے کوئی خوشخبری نہ ہوگی اور وہ کہیں گے: (یااللہ! ہمارے درمیان) کوئی روکی ہوئی آڑ کردے۔

﴿یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓىٕكَةَ: یاد کرو جس دن لوگ فرشتوں کو دیکھیں گے۔﴾ یعنی لوگ اپنی موت کے وقت روح نکالنے والے فرشتوں کو اِس حال میں دیکھیں گے یا قیامت کے دن عذاب دینے پر مامور فرشتوں کو اس حال میں دیکھیں گے کہ وہ ان سے کہہ رہے ہوں گے ”اس دن مجرموں کیلئے کوئی خوشخبری نہ ہوگی۔“ (1)

یاد رہے کہ اس آیت میں مجرموں سے مراد کفار ہیں، مومنین کو قیامت کے دن جنت کی بشارت سنائی جائے گی، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جس دن تم مومن مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں جانب دوڑ رہا ہے (فرمایا جائے گا کہ) آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں تم ان میں ہمیشہ رہو، یہی بڑی کامیابی ہے۔

﴿وَ یَقُوْلُوْنَ: اور وہ کہیں گے۔﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ قیامت کے دن کفار جب فرشتوں کو دیکھیں گے تو وہ فرشتوں سے پناہ چاہتے ہوئے کہیں گے: اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، ہمارے اور ان فرشتوں کے درمیان کوئی روکی ہوئی آڑ

1 ..... بیضاوی، الفرقان، تحت الآیۃ: ۲۲، ۴/۲۱۳، جلالین مع صاوی، الفرقان، تحت الآیۃ: ۲۲، ۴/۱۴۳۲، ملتقطاً.

2 ..... حدید: ۱۲.

www.dawateislami.net

کردے۔[1] دوسری تفسیر یہ ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: ”فرشتے (ان کفار سے) کہیں گے کہ مومن کے سوا کسی کے لئے جنت میں داخل ہونا حلال نہیں۔ (تو کافروں اور جنت کے درمیان روکی ہوئی آڑ ہے۔)[2] اسی لئے وہ دِن کفار کے لئے انتہائی حسرت وندامت اور رنج وغم کا دن ہوگا۔

وَقَدِمْنَاۤ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کچھ انہوں نے کام کیے تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرّے کردیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور انہوں نے جو کوئی عمل کیا ہوگا ہم اس کی طرف قصد کر کے باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذروں کی طرح بنادیں گے جو روشندان کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔

﴿فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا﴾: تو ہم اسے باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذروں کی طرح بنادیں گے۔ ﴿آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار نے کفر کی حالت میں جو کوئی ظاہری اچھے عمل کیے ہوں گے جیسے صدقہ، صلہ رحمی، مہمان نوازی اور یتیموں کی پرورش وغیرہ، اللہ تعالیٰ ان کی طرف قصد کر کے روشندان کی دھوپ میں نظر آنے والے باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذروں کی طرح انہیں بے وقعت بنادے گا۔ مراد یہ ہے کہ وہ اعمال باطل کردیئے جائیں گے، ان کا کچھ ثمرہ اور کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اعمال کی مقبولیت کے لئے ایمان شرط ہے اور وہ انہیں مُیَسَّر نہ تھا۔[3]

قیامت کے دن کچھ مسلمانوں کے اعمال بے وقعت کردیئے جائیں گے

اس آیت میں قیامت کے دن کفار کے اعمال باطل ہونے کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ اَحادیث میں بعض ایسے مومنین کا ذکر بھی کیا گیا ہے جن کے اعمال قیامت کے دن بے وقعت کردیئے جائیں گے۔ چنانچہ اس سلسلے میں یہاں دو اَحادیث ملاحظہ ہوں،

1 .....روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ: ۲۲، ۶/۲۰۱.
2 .....خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۲۲، ۳/۳۷۰.
3 .....جلالین، الفرقان، تحت الآیۃ: ۲۳، ص۳۰۴-۳۰۵، ملخصاً.

www.dawateislami.net

(1).....حضرت ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”میں اپنی امت میں سے ان لوگوں کو جانتا ہوں کہ جب وہ قیامت کے دن آئیں گے تو ان کی نیکیاں تہامہ کے پہاڑوں کی مانند ہوں گی لیکن اللہ تعالیٰ انہیں روشندان سے نظر آنے والے غبار کے بکھرے ہوئے ذروں کی طرح (بے وقعت) کر دے گا۔ حضرت ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، ہمارے سامنے ان لوگوں کا صاف صاف حال بیان فرما دیجئے تاکہ ہم جانتے ہوئے ان لوگوں میں شریک نہ ہو جائیں۔ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”وہ تمہارے بھائی، تمہارے ہم قوم ہوں گے، راتوں کو تمہاری طرح عبادت کیا کریں گے، لیکن وہ لوگ تنہائی میں برے اَفعال کے مُرتکب ہوں گے۔“ (1)

(2).....حضرت ابوحذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”قیامت کے دن کچھ لوگ ایسے آئیں گے کہ ان کے پاس تہامہ کے پہاڑوں کے برابر نیکیاں ہوں گی، یہاں تک کہ جب انہیں لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو روشندان سے نظر آنے والے غبار کے بکھرے ہوئے ذروں کی طرح (بے وقعت) کر دے گا، پھر انہیں جہنم میں ڈال دے گا۔ حضرت سالم نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، میرے ماں باپ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر قربان ہو جائیں! ہمیں ان لوگوں کا حال بتا دیجئے؟ ارشاد فرمایا: ”وہ لوگ نماز پڑھتے ہوں گے، روزے رکھتے ہوں گے، نیند سے بیدار ہو کر راتوں کو قیام کرتے ہوں گے لیکن جب ان کے سامنے کوئی حرام چیز پیش کی جائے تو وہ اس پر کود پڑتے ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال باطل فرما دے گا۔“ (2)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اصلاح کرنے اور قیامت کے دن اعمال باطل ہو جانے والوں میں شامل ہونے سے محفوظ فرمائے، اٰمین۔

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یَوْمَىٕذٍ خَیْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّ اَحْسَنُ مَقِیْلًا ﴿۲۴﴾

1 .....ابن ماجه، کتاب الزهد، باب ذکر الذنوب، ۴/۴۸۹، الحدیث: ۴۲۴۵.

2 .....حلیة الاولیاء، ذکر الصحابة من المهاجرین، سالم مولی ابی حذیفة، ۱/۲۳۳، الحدیث: ۵۷۵.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: جنت والوں کا اس دن اچھا ٹھکانا اور حساب کے دوپہر کے بعد اچھی آرام کی جگہ۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جنت والے اس دن ٹھکانے کے اعتبار سے بہتر اور آرام کے اعتبار سے سب سے اچھے ہوں گے۔

﴿اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ: جنت والے۔﴾ اس سے پہلی آیات میں کفار کے کامل خسارے اور مکمل طور پر ناکامی کا ذکر کیا گیا، اب اس آیت میں قیامت کے دن اہلِ جنت پر ہونے والے انعامات کا ذکر کرکے یہ بتایا گیا ہے کہ اُخروی کامیابی صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت والے یعنی مومنین قیامت کے دن ان مغرور، متکبر مشرکوں کے مقابلے میں ٹھکانے کے اعتبار سے بہتر اور آرام کے اعتبار سے سب سے اچھے ہوں گے۔ (1)

وَیَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓىٕكَةُ تَنْزِیْلًا ﴿۲۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان بادلوں سے اور فرشتے اُتارے جائیں گے پوری طرح۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جس دن آسمان بادلوں سمیت پھٹ جائے گا اور فرشتے پوری طرح اتارے جائیں گے۔

﴿وَیَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ: اور جس دن آسمان بادلوں سمیت پھٹ جائے گا۔﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ”(جب قیامت قائم ہوگی تو اس دن) پہلے آسمانِ دنیا پھٹے گا اور وہاں کے رہنے والے فرشتے زمین پر اتریں گے اور ان کی تعداد زمین کے جن و اِنس سب سے زیادہ ہوگی، پھر دوسرا آسمان پھٹے گا اور وہاں کے رہنے والے فرشتے اتریں گے، وہ آسمانِ دنیا کے رہنے والوں سے اور جن و اِنس سب سے زیادہ ہیں، اسی طرح آسمان پھٹتے جائیں گے اور ہر آسمان والوں کی تعداد اپنے ماتحتوں سے زیادہ ہے یہاں تک کہ ساتواں آسمان پھٹے گا، پھر کرّوبین (یعنی فرشتوں کے سردار) اتریں گے، پھر عرش اٹھانے والے فرشتے اتریں گے۔ (2)

---

1 .....تفسیر کبیر، الفرقان، تحت الآیۃ: ۲۴، ۸/۴۵۱، خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۲۴، ۳/۳۷۰، روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ: ۲۴، ۶/۲۰۲، ملتقطاً.

2 .....خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۲۵، ۳/۳۷۰.

www.dawateislami.net

اَلْمُلْكُ یَوْمَىٕذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِؕ-وَ كَانَ یَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِیْنَ عَسِیْرًا ﴿۲۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اس دن سچی بادشاہی رحمٰن کی ہے اور وہ دن کافروں پر سخت ہے۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: اس دن سچی بادشاہی رحمٰن کی ہوگی اور کافروں پر وہ بڑا سخت دن ہوگا۔

اَلْمُلْكُ: بادشاہی۔ یعنی قیامت کے دن سچی بادشاہی رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کی ہوگی اور اس دن اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بادشاہ نہ ہوگا اور وہ دن کافروں پر بڑا سخت اور انتہائی شدید ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت کا دن مسلمانوں پر آسان ہوگا

علامہ علی بن محمد خازن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت کا دن مسلمانوں پر آسان ہوگا۔“ (1)

احادیث میں بھی قیامت کا دن مسلمانوں پر آسان ہونے کے بارے میں بیان کیا گیا ہے، چنانچہ یہاں اس سے متعلق دو اَحادیث ملاحظہ ہوں،

(1).....حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کی مقدار کے برابر ہوگا تو یہ دن کتنا طویل ہوگا! نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! قیامت کا دن مسلمانوں پر آسان کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اُن کے لئے ایک فرض نماز سے ہلکا ہوگا جو دنیا میں پڑھی تھی۔ (2)

(2).....حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”قیامت کے دن لوگ سب جہانوں کے رب عَزَّوَجَلَّ کے حضور اس دن کے نصف تک کھڑے ہوں گے جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے، مسلمانوں کے لئے وہ دن اتنا آسان گزرے گا جتنا وقت سورج کے غروب کی طرف مائل ہونے

1 .....خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۲۶، ۳/۳۷۱.

2 .....مسند امام احمد، مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ، ۴/۱۵۱، الحدیث: ۱۱۷۱۷.

www.dawateislami.net

سے لے کر اس کے غروب ہونے تک لگتا ہے۔ (1)

وَ یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ﴿۲۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبا چبالے گا کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبائے گا، کہے گا: اے کاش کہ میں نے رسول کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا۔

﴿وَ یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى یَدَیْهِ: اور جس دن ظالم اپنے ہاتھوں پر کاٹے گا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ وہ وقت یاد کریں جس دن ظالم حسرت وندامت کی وجہ سے اپنے ہاتھوں پر کاٹے گا اور کہے گا: اے کاش کہ میں نے رسول کے ساتھ جنت و نجات کا راستہ اختیار کیا ہوتا، ان کی پیروی کیا کرتا اور ان کی ہدایت کو قبول کیا ہوتا۔

یہ حال اگرچہ کفار کے لئے عام ہے مگر عقبہ بن ابی معیط سے اس کا خاص تعلق ہے۔ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ عقبہ بن ابی معیط اُبی بن خلف کا گہرا دوست تھا، حضور سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ارشاد فرمانے سے اُس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کی شہادت دی اور اس کے بعد اُبی بن خلف کے زور ڈالنے سے پھر مُرتد ہو گیا، سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اسے قتل ہو جانے کی خبر دی، چنانچہ وہ بدر میں مارا گیا۔ اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ قیامت کے دن اس کو انتہا درجہ کی حسرت وندامت ہو گی اور اس حسرت میں وہ اپنے ہاتھوں کو کاٹنے لگے گا۔ (2)

یٰوَیْلَتٰى لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّكْرِ

1 .....مسند ابو یعلی، مسند ابی ہریرۃ، ۵/۳۰۸، الحدیث: ۵۹۹۹.

2 .....مدارک، الفرقان، تحت الآیۃ: ۲۷، ص ۸۰۰، خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۲۷، ۳/۳۷۱، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ ؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: وائے خرابی میری ہائے کسی طرح میں نے فلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ بیشک اس نے مجھے بہکا دیا میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے اور شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ہائے میری بربادی! اے کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ بیشک اس نے میرے پاس نصیحت آجانے کے بعد مجھے اس سے بہکا دیا اور شیطان انسان کو مصیبت کے وقت بے مدد چھوڑ دینے والا ہے۔

﴿یٰوَیْلَتٰى: ہائے میری بربادی!﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن کافر کہے گا: ”ہائے میری بربادی! اے کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا جس نے مجھے گمراہ کر دیا۔ بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے پاس نصیحت آجانے کے بعد مجھے اس نصیحت یعنی قرآن اور ایمان سے بہکا دیا اور شیطان کی فطرت ہی یہ ہے کہ وہ انسان کو مصیبت کے وقت بے یار و مددگار چھوڑ دیتا ہے اور جب انسان پر بلا و عذاب نازل ہوتا ہے تو اس وقت اس سے علیحدگی اختیار کر لیتا ہے۔[1]

بری صحبت اور دوستی سے بچنے کی ترغیب

اس سے معلوم ہوا کہ بدمذہبوں اور برے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا، انہیں اپنا دوست بنانا اور ان سے محبت کرنا دنیا اور آخرت میں انتہائی نقصان دِہ ہے۔ اَحادیث میں بری صحبت اور دوستی سے بچنے کی بہت تاکید کی گئی ہے، چنانچہ ترغیب کے لئے یہاں اس سے متعلق دو اَحادیث ملاحظہ ہوں،

(1).....حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”برے ہم نشین سے بچو کہ تم اسی کے ساتھ پہچانے جاؤ گے۔[2] یعنی جیسے لوگوں کے پاس آدمی کی نشست و بَرخاست ہوتی ہے لوگ اسے ویسا ہی جانتے ہیں۔

---

1 .....خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۲۸-۲۹، ۳/۳۷۱، ملخصاً.

2 .....ابن عساکر، ذکر من اسمہ الحسین، حرف الجیم فی آباء من اسمہ الحسین، الحسین بن جعفر بن محمد ... الخ، ۱۴/۴۶.

www.dawateislami.net

(2).....حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ”فاجر سے بھائی بندی نہ کر کہ وہ اپنے فعل کو تیرے لیے مُزَیَّن کرے گا اور یہ چاہے گا کہ تو بھی اس جیسا ہو جائے اور اپنی بدترین خصلت کو اچھا کر کے دکھائے گا، تیرے پاس اس کا آنا جانا عیب اور ننگ ہے اور احمق سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ وہ تیرے لئے خود کو مشقت میں ڈال دے گا اور تجھے کچھ نفع نہیں پہنچائے گا اور کبھی یہ ہوگا کہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر ہوگا یہ کہ نقصان پہنچا دے گا، اس کی خاموشی بولنے سے بہتر ہے، اس کی دوری نزدیکی سے بہتر ہے اور موت زندگی سے بہتر ہے اور جھوٹے آدمی سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ اس کے ساتھ میل جول تجھے نفع نہ دے گی، وہ تیری بات دوسروں تک پہنچائے گا اور دوسروں کی تیرے پاس لائے گا اور اگر تو سچ بولے گا جب بھی وہ سچ نہیں بولے گا۔ (1)

فی زمانہ بعض نادان لوگ بدمذہبوں سے تعلقات قائم کرتے اور یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ ہمیں اپنے مسلک سے کوئی ہلا نہیں سکتا، ہم بہت ہی مضبوط ہیں، ہم نے ان سے تعلق اس لئے قائم رکھا ہوا ہے تا کہ انہیں اپنے جیسا بنا لیں، یونہی بعض نادان تسکینِ نفس کی خاطر بدمذہب عورتوں سے نکاح کرتے اور یوں کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے نکاح اس لئے کیا ہے تا کہ انہیں بھی اپنے رنگ میں رنگ لیں، اسی طرح کچھ نادان گھرانے ایسے بھی ہیں جو صرف دنیا کی اچھی تعلیم کی خاطر اپنے نونہالوں کو بدمذہب استادوں کے سپرد کر دیتے ہیں اور بالآخر یہی بچے بڑے ہو کر بدمذہبی اختیار کر جاتے ہیں، ایسے لوگوں کو چاہئے کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے اس کلام سے عبرت حاصل کریں، چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: غیر مذہب والیوں (یا والوں) کی صحبت آگ ہے، ذی علم، عاقل، بالغ مردوں کے مذہب (بھی) اس میں بگڑ گئے ہیں۔ عمران بن حطان رقاشی کا قصہ مشہور ہے، یہ تابعین کے زمانہ میں ایک بڑا محدث تھا، خارجی مذہب کی عورت (سے شادی کر کے اس) کی صحبت میں (رہ کر) مَعَاذَ اللّٰہ خود خارجی ہو گیا اور یہ دعویٰ کیا تھا کہ (اس سے شادی کر کے) اسے سُنّی کرنا چاہتا ہے۔ جب صحبت کی یہ حالت (کہ اتنا بڑا محدث گمراہ ہو گیا) تو (بدمذہب کو) استاد بنانا کس درجہ بدتر ہے کہ استاد کا اثر بہت عظیم اور نہایت جلد ہوتا ہے، تو غیر مذہب عورت (یا مرد) کی سپردگی یا شاگردی میں اپنے بچوں کو وہی دے گا جو آپ (خود ہی) دین سے واسطہ نہیں رکھتا اور اپنے بچوں کے بددین ہو جانے کی پرواہ نہیں رکھتا۔ (2)

---

1 .....ابن عساکر، حرف الطاء فی آباء من اسمه علی، علی بن ابی طالب... الخ، ۴۲/۵۱۶.

2 .....فتاویٰ رضویہ، علم و تعلیم، ۲۳/۶۹۲۔

www.dawateislami.net

اللہ تعالیٰ ہمیں بدمذہبوں اور برے لوگوں سے دوستی رکھنے اور ان کی صحبت اختیار کرنے سے محفوظ فرمائے اور نیک و پرہیزگار لوگوں سے میل جول رکھنے اور ان کی صحبت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔ یہاں ایک مسئلہ یاد رکھیں کہ بے دین اور بدمذہب کی دوستی اور اس کے ساتھ صحبت و اختلاط اور الفت و احترام ممنوع ہے۔

اچھی صحبت اور دوستی اختیار کرنے کی ترغیب

ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرے اور اپنا دوست بھی اچھے لوگوں کو ہی بنائے۔ کثیر احادیث میں اچھی صحبت اختیار کرنے اور اچھے ساتھیوں کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں، ترغیب کے لئے یہاں ان میں سے 4 اَحادیث ملاحظہ ہوں،

(1).....حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”کامل مومن کے علاوہ کسی کو ہم نشین نہ بناؤ اور تمہارا کھانا پرہیزگار ہی کھائے۔“ (1)

(2).....حضرت ابوجحیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”بڑوں کے پاس بیٹھا کرو، علماء سے باتیں پوچھا کرو اور حکمت والوں سے میل جول رکھو۔“ (2)

(3).....حضرت حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: یارسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، کون سا ساتھی اچھا ہے؟ ارشاد فرمایا ”اچھا ساتھی وہ ہے کہ جب تو خدا کو یاد کرے تو وہ تیری مدد کرے اور جب تو بھولے تو وہ یاد دلائے۔“ (3)

(4).....حضرت عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اچھا ہم نشین وہ ہے کہ اسے دیکھنے سے تمہیں خدا یاد آئے اور اس کی گفتگو سے تمہارے عمل میں زیادتی ہو اور اس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔“ (4)

---

1 .....ابوداؤد، کتاب الادب، باب من یؤمر ان یجالس، ۴/۳۴۱، الحدیث: ۴۸۳۲.

2 .....معجم الکبیر، سلمة بن کهیل عن ابی جحیفة، ۲۲/۱۲۵، الحدیث: ۳۲۴.

3 .....رسائل ابن ابی الدنیا، کتاب الاخوان، باب من امر بصحبته و رغب فی اعتقاد مودته، ۸/۱۶۱، الحدیث: ۴۲.

4 .....جامع صغیر، حرف الخاء، ص۲۴۷، الحدیث: ۴۰۶۳.

www.dawateislami.net

وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور رسول نے عرض کی کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل ٹھہرالیا۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: اور رسول نے عرض کی: اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل بنالیا ہے۔

﴿وَقَالَ الرَّسُوْلُ: اور رسول نے عرض کی۔﴾ جب کفار کے اعتراضات اور طعن و تشنیع حد سے زیادہ ہوگئے تو حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: ”اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، میری قوم نے اس قرآن کو ایک چھوڑ دینے کے قابل چیز بنالیا ہے کہ کسی نے اس کو جادو کہا، کسی نے شعر اور یہ لوگ قرآن مجید پر ایمان لانے سے محروم رہے۔[1]

اس آیت میں چھوڑنے سے اصل مراد تو اس پر ایمان نہ لانا ہے۔ لیکن چھوڑنے کی اس کے علاوہ بھی صورتیں ہیں لہٰذا قرآن مجید کے حوالے سے مسلمان کا حال ایسا نہیں ہونا چاہئے جس سے یہ لگے کہ اس نے قرآن مجید کو چھوڑ رکھا ہے، بلکہ اسے چاہئے کہ روزانہ تلاوتِ قرآن کرے، قرآن مجید کی آیات کو سمجھنے کی کوشش کرے اور ان میں غور و تدبُّر کیا کرے، نیز اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو احکامات دیئے ہیں ان پر عمل کرے اور جن کاموں سے منع کیا ہے ان سے باز رہے تاکہ وہ قرآن مجید کو عملی طور پر چھوڑ رکھنے والے لوگوں میں شامل نہ ہو۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِیًا وَّ نَصِیْرًا ﴿۳۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن بنا دیئے تھے مجرم لوگ اور تمہارا رب کافی ہے ہدایت کرنے اور مدد دینے کو۔

[1] ----- تفسیر کبیر، الفرقان، تحت الآیۃ: ۳۰، ۸/۴۵۵، ملخصاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ہم نے اسی طرح ہر نبی کے لیے مجرم لوگوں کو دشمن بنا دیا تھا اور ہدایت دینے اور مدد کرنے کے لئے تمہارا رب کافی ہے۔

﴿وَكَذٰلِكَ: اور اسی طرح۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تسلی دیتے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے مدد کا وعدہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ غم نہ کریں کیونکہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ساتھ بدنصیب کافروں کا یہی معمول رہا ہے، تو جس طرح گزشتہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کفار کی طرف سے پہنچنے والی اَذِیَّتوں پر صبر کرتے رہے، اسی طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بھی صبر فرمائیں اور آپ کی تسلی کیلئے یہی بات کافی ہے کہ دین و دنیا کی مَصلحتوں کی طرف ہدایت دینے اور دشمنوں کے خلاف مدد کرنے کیلئے آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ کافی ہے۔ (1)

آزمائشیں مقبول بندوں کے درجات کی بلندی کا سبب ہیں

اس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ ہر نبی اور ولی کا کوئی دشمن ہوتا ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ انہیں آزمائش میں مبتلا فرماتا ہے اور ان کے شرف و مقام کو ظاہر فرماتا ہے۔ حضرت ابوبکر بن طاہر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: دشمنوں اور مخالفت کرنے والوں کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کر کے انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاءِ عظام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم کے درجات بلند کئے جاتے ہیں۔ (2)

مَعَ

وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا ﴿۳۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور کافر بولے قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا ہم نے یونہی بتدریج اسے اُتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا۔

1 .....تفسیر کبیر، الفرقان، تحت الآیۃ: ۳۱، ۸/۴۵۵-۴۵۶، ملخصاً.

2 .....روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ: ۳۱، ۶/۲۰۸.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور کافروں نے کہا: ان پر سارا قرآن ایک ہی مرتبہ کیوں نہیں اتار دیا گیا؟ (ہم نے) یونہی (اس قرآن کو تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کیا) تاکہ اس کے ساتھ ہم تمہارے دل کو مضبوط کریں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا۔

﴿وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا: اور کافروں نے کہا۔﴾ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت کا انکار کرنے والے کفارِ مکہ نے کہا، اگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا یہ گمان ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہمارے پاس سارا قرآن ایک ہی مرتبہ کیوں نہیں لے کر آئے جیسے تورات حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر، انجیل حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر اور زبور حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایک ہی مرتبہ نازل ہوئی۔ (1)

کفار کا یہ اعتراض بالکل فضول اور مُہمَل ہے کیونکہ قرآن کریم کا عاجز کر دینے والا ہونا ہر حال میں یکساں ہے، چاہے وہ ایک ہی مرتبہ نازل ہو یا تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہو۔ (2) بلکہ قرآن کریم تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہونے میں اس کے معجزہ ہونے کی بڑی دلیل ہے کہ اس طرح ہر آیت کا مقابلہ کرنے سے کفار کا عاجز ہونا ظاہر ہو رہا ہے۔

﴿كَذٰلِكَ: یونہی۔﴾ آیت کے اس حصے میں اللہ تعالیٰ قرآن پاک کو بتدریج نازل فرمانے کی حکمت ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرما رہا ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، ہم نے یونہی اس قرآن کو تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کیا تاکہ اس کے ساتھ ہم آپ کے دل کو مضبوط کریں اور پیام کا سلسلہ جاری رہنے سے آپ کے قلب مبارک کو تسکین ہوتی رہے اور کفار کو ہر ہر موقع پر جواب ملتے رہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی فائدہ ہے کہ قرآن پاک کو حفظ کرنا سہل اور آسان ہو۔ (3)

﴿وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا: اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا۔﴾ اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ ہم نے قرآن پاک کو حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کی زبان سے تھوڑا تھوڑا کرکے تیئس برس کی مدت میں پڑھا۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ ہم نے ایک آیت کے بعد دوسری آیت بتدریج نازل فرمائی اور بعض مفسرین نے کہا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں قراءت میں ترتیل کرنے یعنی ٹھہر ٹھہر کر، اطمینان کے ساتھ پڑھنے اور قرآن شریف کو اچھی طرح ادا کرنے کا حکم فرمایا جیسا کہ دوسری آیت میں

1 .....تفسیر کبیر، الفرقان، تحت الآیۃ: ۳۲، ۸/۴۵۷.
2 .....بیضاوی، الفرقان، تحت الآیۃ: ۳۲، ۴/۶۲۱۶.
3 .....مدارک، الفرقان، تحت الآیۃ: ۳۲، ص۸۰۱-۸۰۲، ملخصاً.

www.dawateislami.net

ارشاد ہوا:

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا — ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ (1)

وَلَا یَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِیْرًا ﴿۳۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ کوئی کہاوت تمہارے پاس نہ لائیں گے مگر ہم حق اور اس سے بہتر بیان لے آئیں گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور وہ آپ کے پاس کوئی بھی مثال لے آئیں، ہم آپ کے پاس حق اور بہتر بیان لے آئیں گے۔

﴿وَلَا یَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ: اور وہ آپ کے پاس کوئی مثال نہ لائیں گے۔﴾ آیت کا خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، یہ مشرکین آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دین کے خلاف یا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت پر جو بھی اعتراض قائم کریں گے ہم اس کا انتہائی نفیس جواب دیں گے۔ (2)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو بارگاہِ الٰہی میں وہ قُرب حاصل ہے کہ جب اعتراض حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ہو تو اس کا جواب اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓىٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِیْلًا ﴿۳۴﴾ ع ۱۴ ۳ ۱

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے اپنے منہ کے بل ان کا ٹھکانا سب سے بُرا اور وہ سب سے گمراہ۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: وہ جنہیں ان کے چہروں کے بل جہنم کی طرف ہانکا جائے گا ان کا ٹھکانہ سب سے بدتر اور وہ سب سے زیادہ گم راہ ہیں۔

1 .....ابو سعود، الفرقان، تحت الآیۃ: ۳۲، ۴/۱۳۵.

2 .....صاوی، الفرقان، تحت الآیۃ: ۳۳، ۴/۱۴۳۶.

www.dawateislami.net

﴿اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ: جن لوگوں کو ان کے چہروں کے بل ہانکا جائے گا۔﴾ قیامت کے دن چہروں کے بل ہانکے جانے سے متعلق حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”آدمی روزِ قیامت تین طریقے پر اُٹھائے جائیں گے ایک گروہ سواریوں پر، ایک گروہ پیادہ پا اور ایک جماعت منہ کے بل گھسٹتی ہوئی۔ عرض کی گئی: یارسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، وہ منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ ارشاد فرمایا: ”جس نے انہیں پاؤں پر چلایا ہے وہ اس بات پر قادر ہے کہ انہیں منہ کے بل چلائے۔“ (1)

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِیْرًا ﴿۳۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی اور اس کے بھائی ہارون کو وزیر کیا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی اور اس کے ساتھ اس کے بھائی ہارون کو وزیر بنایا۔

﴿وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی۔﴾ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعات اِجمالی طور پر بیان فرما کر اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تسلی دی کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ کفار کی مخالفت اور سازشوں کا غم نہ کریں، جس نے آپ کی مخالفت کی اور آپ سے دشمنی مول لی تو اسے بھی ہلاک و برباد کر دیا جائے گا جیسے آپ سے پہلی امتوں میں سے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے مخالفین کو ہلاک کر دیا گیا۔ (2) چنانچہ فرمایا گیا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے انہیں جھٹلایا گیا اور انہیں جو معجزات عطا کئے ان کا انکار کیا گیا، بے شک ہم نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو تورات عطا فرمائی اور اس کے بھائی حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ذریعے ہم نے اس کا بازو مضبوط کیا لیکن اس کے باوجود ان کی مخالفت کی گئی۔ (3)

1 .....ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ بنی اسرائیل، ۵/۹۶، الحدیث: ۳۱۵۳.
2 .....صاوی، الفرقان، تحت الآیۃ: ۳۵، ۴/۱۴۳۶، ملخصاً.
3 .....تفسیر کبیر، الفرقان، تحت الآیۃ: ۳۵، ۸/۴۵۸.

www.dawateislami.net

فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِیْرًا ﴿۳۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو ہم نے فرمایا تم دونوں جاؤ اس قوم کی طرف جس نے ہماری آیتیں جھٹلائیں پھر ہم نے انہیں تباہ کر کے ہلاک کر دیا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو ہم نے فرمایا: تم دونوں اس قوم کی طرف جاؤ جس نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے تو ہم نے انہیں مکمل طور پر تباہ کر دیا۔

﴿فَقُلْنَا: تو ہم نے فرمایا۔﴾ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے ارشاد فرمایا کہ تم دونوں قومِ فرعون کی طرف جاؤ، ان لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے، چنانچہ وہ دونوں حضرات ان کی طرف گئے اور انہیں اللہ تعالیٰ کا خوف دلایا اور اپنی رسالت کی تبلیغ کی، لیکن ان بدبختوں نے ان حضرات کو جھٹلایا اور اپنے کفر پر ڈٹے رہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مکمل طور پر تباہ کر دیا۔[1]

وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰیَةًؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۳۷﴾ۚ

ترجمۂ کنزالایمان: اور نوح کی قوم کو جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا ہم نے ان کو ڈبو دیا اور انہیں لوگوں کے لیے نشانی کر دیا اور ہم نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور نوح کی قوم کو جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں غرق کر دیا اور انہیں لوگوں کے لیے نشانی بنا دیا اور ہم نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

1 .....مدارك، الفرقان، تحت الآیة: ۳۶، ص۸۰۳، ملخصاً.

www.dawateislami.net

﴿وَقَوْمَ نُوْحٍ: اور نوح کی قوم۔﴾ ارشاد فرمایا کہ ہم نے حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم کو بھی ہلاک کر دیا، جب انہوں نے رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں غرق کر دیا۔ یہاں رسولوں سے مراد حضرت نوح، حضرت ادریس اور حضرت شیث عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں یا یہ بات ہے کہ ایک رسول عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تکذیب تمام رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تکذیب ہے تو جب انہوں نے حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلایا تو گویا سب رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلایا۔ مزید ارشاد فرمایا کہ ہم نے انہیں لوگوں کے لیے عبرت کا نشان بنا دیا تا کہ بعد والوں کے لئے عبرت ہوں اور ہم نے کفر و تکذیب میں حد سے بڑھنے والے ظالموں کے لیے دنیا کے عذاب کے علاوہ آخرت میں دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (1)

وَّعَادًا وَّ ثَمُوْدَاْ وَ اَصْحٰبَ الرَّسِّ وَ قُرُوْنًۢا بَیْنَ ذٰلِكَ كَثِیْرًا ﴿۳۸﴾ وَ كُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۫ وَ كُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِیْرًا ﴿۳۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور عاد اور ثمود اور کنوئیں والوں کو اور ان کے بیچ میں بہت سی سنگتیں۔ اور ہم نے سب سے مثالیں بیان فرمائیں اور سب کو تباہ کر کے مٹا دیا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور عاد اور ثمود اور کنویں والے اور ان کے درمیان کی بہت سی قومیں (ہم نے ہلاک کر دیں۔) اور ہم نے ہر قوم کیلئے مثالیں بیان فرمائیں اور ہم نے سب کو مکمل طور پر تباہ کر دیا۔

﴿وَعَادًا وَّ ثَمُوْدَاْ: اور عاد اور ثمود۔﴾ یعنی ہم نے حضرت ہود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم عاد اور حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم ثمود کو بھی ہلاک کر دیا اور کنوئیں والوں کو ہلاک کر دیا۔ یہ حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم تھی جو کہ بت پرستی کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بھیجا، آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اُنہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے سرکشی کی، حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تکذیب کی اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ

1 .....مدارك، الفرقان، تحت الآیۃ: ۳۷، ص۸۰۳، روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ: ۳۷، ۶/۲۱۱، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

السَّلام کو ایذا دی، اُن لوگوں کے مکان ایک کنوئیں کے گرد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کیا اور یہ تمام قوم اپنے مکانوں سمیت اس کنوئیں کے ساتھ زمین میں دھنس گئی۔ کنویں والوں کے بارے میں اس کے علاوہ اور اَقوال بھی ہیں۔ مزید ارشاد فرمایا کہ قومِ عاد و ثمود اور کنوئیں والوں کے درمیان میں بہت سی امتیں ہیں جنہیں انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تکذیب کرنے کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا۔ (1)

﴿وَ كُلًّا﴾: اور سب سے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ ہم نے ہر قوم کو سمجھانے کیلئے مثالیں بیان فرمائیں، ان پر حجتیں قائم کیں اور ان میں سے کسی کو ڈر سنائے بغیر ہلاک نہ کیا اور جب انہوں نے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلایا تو ہم نے سب کو مکمل طور پر تباہ کر دیا۔ (2)

وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْیَةِ الَّتِیْۤ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِؕ اَفَلَمْ یَكُوْنُوْا یَرَوْنَهَاۚ بَلْ كَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور ضرور یہ ہو آئے ہیں اس بستی پر جس پر برا برسا ؤ برسا تھا تو کیا یہ اسے دیکھتے نہ تھے بلکہ انہیں جی اٹھنے کی امید تھی ہی نہیں۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور بیشک یہ اس بستی پر ہو آئے ہیں جس پر بری بارش کی گئی تو کیا یہ اس بستی کو نہیں دیکھتے تھے بلکہ یہ مرنے کے بعد اٹھنے کی امید نہیں رکھتے۔

﴿وَلَقَدْ اَتَوْا﴾: اور ضرور یہ ہو آئے ہیں۔ ﴿یعنی کفارِ مکہ شام کی طرف اپنے تجارتی سفروں میں بار بار اس بستی سے گزر چکے ہیں جس پر پتھروں کی بری بارش کی گئی تھی تو کیا کفارِ مکہ سفر کے دوران اس بستی کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتے تھے تاکہ ان کے انجام سے عبرت پکڑتے اور ایمان لاتے، بلکہ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ یہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کے قائل ہی نہیں کہ انہیں آخرت کے ثواب و عذاب کی کوئی پرواہ ہوتی، تو پھر ہلاکت کے آثار دیکھ کر یہ کس طرح

1 .....خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۳۸، ۳/۳۷۳.

2 .....جلالین، الفرقان، تحت الآیۃ: ۳۹، ص۳۰۶.

www.dawateislami.net

عبرت حاصل کرتے اور ایمان لاتے۔

اِس آیت میں جس بستی پر پتھروں کی بارش ہونے کا ذکر ہوا اس سے مراد ”سدوم“ نامی بستی ہے جو کہ حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم کی پانچ بستیوں میں سب سے بڑی بستی تھی۔ حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم کی بستیوں کے بارے میں مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ پانچوں بستیوں کو ہلاک کر دیا گیا اور ایک قول یہ ہے کہ ان بستیوں میں سب سے چھوٹی بستی کے لوگ تو اس خبیث بدکاری کے عامل نہ تھے جس میں باقی چار بستیوں کے لوگ مبتلا تھے، اس لئے انہوں نے تو نجات پائی جبکہ بقیہ چار بستیاں اپنی بدعملی کے باعث آسمان سے پتھر برسا کر ہلاک کر دی گئیں۔ حقیقت میں چار یا پانچ بستیاں ہلاک ہوئیں لیکن یہاں صرف ایک کا ذکر اس لئے ہے کہ کفارِ مکہ کا تجارتی سفروں کے درمیان جس بستی سے گزر ہوتا تھا وہ یہی تھی۔

وَ اِذَا رَاَوْكَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾ اِنْ كَادَ لَیُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْ لَاۤ اَنْ صَبَرْنَا عَلَیْهَا ؕ وَ سَوْفَ یَعْلَمُوْنَ حِیْنَ یَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ﴿۴۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہیں نہیں ٹھہراتے مگر ٹھٹھا کیا یہ ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا۔ قریب تھا کہ یہ ہمیں ہمارے خداؤں سے بہکا دیں اگر ہم ان پر صبر نہ کرتے اور اب جانا چاہتے ہیں جس دن عذاب دیکھیں گے کہ کون گمراہ تھا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کو ٹھٹھا مذاق بنا لیتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) کیا یہ وہ شخص ہے جسے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے؟ (اور کہتے ہیں کہ) قریب تھا کہ اگر ہم اپنے معبودوں پر ڈٹے نہ رہتے تو یہ (رسول) ہمیں ہمارے معبودوں سے بہکا دیتے اور (اللہ فرماتا ہے کہ) عنقریب یہ جان لیں گے جب عذاب دیکھیں گے کہ کون گمراہ تھا؟

www.dawateislami.net

﴿وَ اِذَا رَاَوْكَ: اور جب آپ کو دیکھتے ہیں۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، جن مشرکین کے سامنے آپ نے سابقہ قوموں کے واقعات بیان فرمائے ہیں، یہ جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کو ٹھٹھا مذاق بنا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا یہ وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ (1)

﴿اِنْ كَادَ: قریب تھا۔﴾ اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ وہ مشرکین مزید یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم اپنے ان معبودوں پر ڈٹے نہ رہتے اور ان کی عبادت پر ثابت قدم نہ رہتے تو قریب تھا یہ نبی ہمیں ہمارے معبودوں سے بہکا دیتے۔ (2)

اس سے معلوم ہوا کہ سیّد المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی دعوت اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اظہارِ معجزات نے کفار پر اتنا اثر کیا تھا اور دینِ حق کو اس قدر واضح کر دیا تھا کہ خود کفار کو اقرار ہے کہ اگر وہ اپنی ہٹ دھرمی پر جمے نہ رہتے تو قریب تھا کہ بت پرستی چھوڑ دیں اور دینِ اسلام اختیار کریں۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ دینِ اسلام کی حقانیت اُن پر خوب واضح ہو چکی تھی اور شکوک وشُبہات مٹا ڈالے گئے تھے لیکن وہ اپنی ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے ایمان قبول کرنے سے محروم رہے۔ (3)

﴿وَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ: اور عنقریب یہ جان لیں گے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ عنقریب جب یہ لوگ آخرت کا عذاب دیکھیں گے تو اس وقت جان لیں گے کہ کون گمراہ تھا۔ یہ کفار کی اس بات کا جواب ہے جو انہوں نے کہی تھی کہ قریب ہے کہ یہ ہمیں ہمارے خداؤں سے بہکا دیں۔ یہاں بتایا گیا کہ بہکے ہوئے تم خود ہو اور آخرت میں یہ تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا اور رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف تم نے جو بہکانے کی نسبت کی ہے وہ محض بے جا ہے۔ (4)

اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَیْهِ وَكِیْلًا ﴿۴۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: کیا تم نے اسے دیکھا جس نے اپنے جی کی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا تو کیا تم اس کی نگہبانی کا ذمہ لو گے۔

1 .....تفسیر طبری، الفرقان، تحت الآیۃ: ۴۱، ۹/۳۹۲.
2 .....تفسیر طبری، الفرقان، تحت الآیۃ: ۴۲، ۹/۳۹۳.
3 .....مدارك، الفرقان، تحت الآیۃ: ۴۲، ص۸۰۴.
4 .....مدارك، الفرقان، تحت الآیۃ: ۴۲، ص۸۰۴.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کیا تم نے اس آدمی کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا ہے تو کیا تم اُس پر نگہبان ہو؟

﴿اَرَءَیْتَ: کیا تم نے دیکھا۔﴾ زمانۂ جاہلیت میں عرب کے مشرکین کا دستور تھا کہ ان میں سے ہر ایک کسی پتھر کو پوجتا تھا اور جب کہیں اُسے کوئی دوسرا پتھر اس سے اچھا نظر آتا تو پہلے کو پھینک دیتا اور دوسرے کو پوجنے لگتا۔ اس آیت میں اسی چیز کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، کیا تم نے اس آدمی کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا اور اپنے نفس کی خواہش کو پوجنے لگا اور اسی کا فرمانبردار ہوگیا، وہ ہدایت کس طرح قبول کرے گا۔ تو کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُس پر نگہبان ہو کہ انہیں خواہش پرستی سے روک دو؟ (1)

عقل خواہشات سے کیسے مغلوب ہو کر چھپ جاتی ہے؟

یاد رہے کہ بعض اوقات خواہشات کے سامنے بندے کی عقل مغلوب ہو کر چھپ جاتی ہے اور خواہش غالب آ کر آدمی کو اپنا غلام بنالیتی ہے، ایسا کیسے اور کس طرح ہوتا ہے؟ اسے جاننے کے لئے امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا یہ کلام ملاحظہ ہو، چنانچہ آپ فرماتے ہیں ”ایک دل وہ ہوتا ہے جو خواہشات سے بھرا ہوا اور بری عادات سے آلودہ ہو اور اس میں ایسی خباثتیں ہوتی ہیں جن میں شیطانوں کے دروازے کھلتے اور فرشتوں کے دروازے بند ہوتے ہیں۔ ایسے دل میں شر کا آغاز یوں ہوتا ہے کہ اس میں نفسانی خواہشات کا خیال پیدا ہوتا اور کھٹکتا ہے تو دل حاکم یعنی عقل کی طرف دیکھ کر اس سے حکم پوچھنا چاہتا ہے تاکہ صحیح بات واضح ہو جائے اور چونکہ عقل نفسانی خواہشات کی خدمت سے مانوس ہوتی ہے لہٰذا وہ اس کے لیے طرح طرح کے حیلے تلاش کرتی اور خواہش کو پورا کرنے پر اس کی مدد کرتی ہے۔ جب وہ دل کی مدد کرتی ہے تو سینہ خواہش کے ساتھ کھلتا ہے اور اس میں خواہش کا اندھیرا پھیلتا ہے کیونکہ عقل کے لشکر اس کا مقابلہ کرنے سے رک جاتے ہیں اور خواہش پھیلنے کی وجہ سے شیطان کی سلطنت مضبوط ہو جاتی ہے اور اس وقت وہ ظاہری زینت، دھوکہ اور جھوٹی تمناؤں کے ذریعے دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دھوکہ دینے کے لیے من گھڑت باتیں دل میں ڈالتا ہے اور یوں ایمان کی حکومت کمزور پڑ جاتی ہے یعنی وعدہ اور وعید پر یقین نہیں رہتا اور اُخروی خوف کے یقین کا نور ٹھنڈا پڑ جاتا ہے کیونکہ خواہش سے ایک سیاہ دھواں دل کی طرف اٹھتا ہے جو اس کے اَطراف کو بھر دیتا ہے حتّٰی کہ اس کے انوار مٹ جاتے ہیں اور اس وقت عقل اس آنکھ کی طرح ہوتی ہے جس کے پپوٹے

1 .....مدارك، الفرقان، تحت الآیة: ۴۳، ص۸۰۴.

www.dawateislami.net

دھوئیں سے بھر جائیں اور اس وجہ سے بندہ دیکھنے پر قدرت نہیں رکھتا، شہوت کے غلبے سے بھی دل کی یہی حالت ہوتی ہے حتّٰی کہ دل سوچ و بچار کرنے کے قابل نہیں رہتا اور اس کی بصیرت ختم ہو جاتی ہے اور اگر کوئی واعظ اسے حق بات بتا اور سنا دے تو وہ سمجھنے سے اندھا اور سننے سے بہرہ ہو جاتا ہے اور جب شہوت میں ہیجان ہوتا ہے تو شیطان اس پر حملہ کرتا ہے، پھر اَعضاء خواہش کے مطابق حرکت کرتے ہیں اور یوں گناہ عالَمِ غیب سے ظاہر کی طرف آتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر سے ہوتا ہے۔ اسی قسم کے دل کی طرف اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ گرامی میں اشارہ ہے۔

اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَیْهِ وَكِیْلًا ﴿۴۳﴾ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کیا تم نے اس آدمی کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا ہے تو کیا تم اُس پر نگہبان ہو؟ یا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ان میں اکثر لوگ سنتے یا سمجھتے ہیں؟ یہ تو صرف جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ ہیں۔

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک ان میں اکثر پر (اللہ کے عذاب کی) بات ثابت ہو چکی ہے تو وہ ایمان نہ لائیں گے۔

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَسَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (3)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور تمہارا اُنہیں ڈرانا اور نہ ڈرانا ان پر برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اور کئی دل ایسے ہیں کہ بعض خواہشات کی طرف نسبت کی صورت میں ان کی یہ حالت ہوتی ہے جیسے کوئی شخص بعض چیزوں سے پرہیز کرتا ہے لیکن جب وہ کسی حسین چہرے کو دیکھتا ہے تو اس کی آنکھ اور دل اس کے قابو میں نہیں رہتے، اس کی عقل چلی جاتی ہے اور دل کا ٹھہراؤ باقی نہیں رہتا یا وہ شخص جاہ و مرتبے، حکومت اور تکبر کے سلسلے میں اپنے دل کو قابو میں نہیں رکھ سکتا اور جب ان باتوں کے اسباب ظاہر ہوتے ہیں تو ضبط نہیں کر سکتا یا اس شخص کی طرح ہے جس

1 .....فرقان: ۴۳، ۴۴.
2 .....یٰس: ۷.
3 .....یٰس: ۱۰.

www.dawateislami.net

کے عیب بیان کیے جائیں یا اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو وہ اپنے غصہ پر قابو نہیں پا سکتا یا وہ شخص جو درہم یا دینار لینے کی طاقت رکھتے وقت اپنے اوپر کنٹرول نہیں کر سکتا بلکہ وہ اس پر ایک دیوانے کی طرح گرتا ہے اور تقویٰ و مُرَوَّت کو بھی بھول جاتا ہے یہ سب باتیں اس لیے ہوتی ہیں کہ خواہش کا دھواں دل کی طرف چڑھتا ہے حتّٰی کہ وہ تاریک ہو جاتا ہے اور اس سے معرفت کے انوار مٹ جاتے ہیں اور یوں حیاء، مروت اور ایمان مٹ جاتا ہے اور وہ شیطانی مراد کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگ جاتا ہے۔ (1)

اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾ ع

ترجمۂ کنزالایمان: یا یہ سمجھتے ہو کہ ان میں بہت کچھ سنتے یا سمجھتے ہیں وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: یا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ان میں اکثر لوگ سنتے یا سمجھتے ہیں؟ یہ تو صرف جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ ہیں۔

﴿اَمْ تَحْسَبُ: یا یہ سمجھتے ہو۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، وہ مشرکین اپنی شدتِ عناد کی وجہ سے نہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بات سنتے ہیں، نہ دلائل و براہین کو سمجھتے ہیں بلکہ یہ بہرے اور ناسمجھ بنے ہوئے ہیں، یہ تو صرف جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ ہیں کیونکہ چوپائے بھی اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی تسبیح کرتے ہیں اور جو انہیں کھانے کو دے اس کے فرمانبردار رہتے ہیں اور احسان کرنے والے کو پہچانتے اور تکلیف دینے والے سے گھبراتے ہیں، نفع دینے والی چیز کی طلب کرتے، نقصان دینے والی چیز سے بچتے اور چراگاہوں کی راہیں جانتے ہیں، یہ کفار ان سے بھی بدتر ہیں کہ نہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں، نہ اس کے احسان کو پہچانتے ہیں، نہ شیطان جیسے دشمن کی ضَرَر رسانی کو سمجھتے ہیں، نہ ثواب جیسی عظیم نفع والی چیز کے طالب ہیں نہ عذاب جیسی سخت نقصان دہ اور ہلاکت

1 .....احیاء علوم الدین، کتاب شرح عجائب القلب، بیان سرعۃ تقلب القلب وانقسام القلوب فی التغییر والثبات، ۳/۵۷-۵۸.

www.dawateislami.net

میں مبتلا کرنے والی چیز سے بچتے ہیں۔ (1)

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَ لَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَیْهِ دَلِیْلًا ۪ۙ(۴۵) ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَیْنَا قَبْضًا یَّسِیْرًا(۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب کیا تم نے اپنے رب کو نہ دیکھا کہ کیسا پھیلایا سایہ اور اگر چاہتا تو اسے ٹھہرایا ہوا کر دیتا پھر ہم نے سورج کو اس پر دلیل کیا۔ پھر ہم نے آہستہ آہستہ اسے اپنی طرف سمیٹا۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اے حبیب! کیا تم نے اپنے رب کو نہ دیکھا کہ اس نے سائے کو کیسا دراز کیا؟ اور اگر وہ چاہتا تو اسے ٹھہرا ہوا بنا دیتا پھر ہم نے سورج کو اس پر دلیل بنایا۔ پھر ہم نے آہستہ آہستہ اسے اپنی طرف سمیٹ لیا۔

﴿اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ: اے محبوب! کیا تم نے اپنے رب کو نہ دیکھا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، کیا آپ نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو نہ دیکھا کہ اس کی صَنعت وقدرت کیسی عجیب ہے، اس نے سائے کو صبح صادق طلوع ہونے کے بعد سے لے کر سورج طلوع ہونے تک کیسا دراز کیا کہ اس وقت ساری روئے زمین میں سایہ ہی سایہ ہوتا ہے نہ دھوپ ہے، نہ اندھیرا ہے، اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سائے کو ایک ہی حالت پر ٹھہرا ہوا بنا دیتا کہ سورج طلوع ہونے سے بھی سایہ زائل نہ ہوتا۔ پھر ہم نے سورج کو سائے پر دلیل بنایا کیونکہ اگر سورج نہ ہو تو سائے کا پتہ ہی نہ چلے۔ پھر ہم نے آہستہ آہستہ اسے اپنی طرف سمیٹ لیا کہ طلوع کے بعد سورج جتنا اُونچا ہوتا گیا اتنا ہی سایہ سمٹتا گیا۔ (2)

اَشیاء کی طبعی تاثیریں بھی اللہ تعالیٰ کی مَشِیَّت کے تابع ہیں

اس سے معلوم ہوا کہ اشیاء کی طبعی تاثیریں بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہیں، آگ کا جلانا، پانی کا پیاس

1 .....خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۴۴، ۳/۳۷۴، مدارك، الفرقان، تحت الآیۃ: ۴۴، ص۸۰۴، ملتقطاً.

2 .....مدارك، الفرقان، تحت الآیۃ: ۴۵-۴۶، ص۸۰۴-۸۰۵.

www.dawateislami.net

بجھانا، ثقیل بدن کا سایہ بننا، سورج کا سایہ اٹھا دینا سب اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہے، اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے تو یہ تاثیریں ختم ہو جائیں۔

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِبَاسًا وَّ النَّوْمَ سُبَاتًا وَّ جَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لیے پردہ کیا اور نیند کو آرام اور دن بنایا اُٹھنے کے لیے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لیے پردہ اور نیند کو آرام بنایا اور دن کو اٹھنے کے لیے بنایا۔

﴿وَهُوَ الَّذِیْ: اور وہی ہے جس نے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لیے اپنی تاریکی سے سب کچھ ڈھانپ دینے والا پردہ اور نیند کو تمہارے بدنوں کے لئے راحت اور کام کاج چھوڑ دینے کا وقت بنایا اور دن کو نیند سے اٹھنے کے لیے بنایا تاکہ تم دن میں روزی تلاش کرو اور کام کاج میں مشغول ہو۔[1]

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرتی ہے اور اس آیت میں مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار ہے کیونکہ رات کی تاریکی سے سب کچھ ڈھانپ دینے میں بے شمار دینی اور دُنْیَوی فوائد ہیں۔ اس آیت میں نیند کو موت سے اور بیداری کو زندگی سے تشبیہ دینے میں نصیحت حاصل کرنے والوں کیلئے بڑی نصیحت ہے (اور اس کے ذریعے وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔) ایک مرتبہ حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے فرزند سے فرمایا: ”جیسے سوتے ہو پھر اُٹھتے ہو، ایسے ہی مرو گے اور موت کے بعد پھر اُٹھو گے۔[2]

وَهُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ

1 .....خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۴۷، ۳/۳۷۴.

2 .....مدارک، الفرقان، تحت الآیۃ: ۴۷، ص۸۰۵.

www.dawateislami.net

مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْیِیَ بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا وَّ نُسْقِیَهٗ مِمَّا خَلَقْنَاۤ اَنْعَامًا وَّ اَنَاسِیَّ كَثِیْرًا ﴿۴۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہی ہے جس نے ہوائیں بھیجیں اپنی رحمت کے آگے مژدہ سناتی ہوئی اور ہم نے آسمان سے پانی اُتارا پاک کرنے والا۔ تاکہ ہم اس سے زندہ کریں کسی مُردہ شہر کو اور اسے پلائیں اپنے بنائے ہوئے بہت سے چوپائے اور آدمیوں کو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور وہی ہے جس نے اپنی رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجا جو خوشخبری دینے والی ہوتی ہیں اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا۔ تاکہ ہم اس کے ذریعے کسی مردہ شہر کو زندہ کریں اور وہ پانی اپنی مخلوق میں سے جانوروں اور بہت سے لوگوں کو پلائیں۔

﴿وَهُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ: اور وہی ہے جس نے ہواؤں کو بھیجا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ معبود صرف وہی ہے جس نے بارش ہونے سے پہلے ہواؤں کو بھیجا جو بارش آنے کی خوشخبری دینے والی ہوتی ہیں اور ہم نے آسمان کی طرف سے پانی اتارا جو کہ حَدَث و نجاست سے پاک کرنے والا ہے تاکہ ہم اس پانی کے ذریعے خشکی سے بے جان ہو جانے والی سرزمین کو سرسبز و شاداب کر کے زندہ کر دیں اور وہ پانی اپنی مخلوق میں سے جانوروں اور بہت سے لوگوں کو پلائیں۔ (1)

بارش اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے

اس سے معلوم ہوا کہ بارش اللہ تعالیٰ کی بڑی عظیم نعمت ہے اور اس کے بے شمار فوائد ہیں کہ اس کے ذریعے خشکی کی وجہ سے بے جان کھیتیاں سرسبز ہو کر زندہ ہوتی ہیں، لوگوں کو پانی حاصل کرنے اور دیگر ضروریات کو پورا کرنے کیلئے پانی ملتا ہے اور مخلوقِ خدا سیراب ہوتی ہے۔

1 .....روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ: ۴۸-۴۹، ۶/۲۲۳-۲۲۴.

www.dawateislami.net

وَ لَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَیْنَهُمْ لِیَذَّكَّرُوْا ۫ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے ان میں پانی کے پھیرے رکھے کہ وہ دھیان کریں تو بہت لوگوں نے نہ مانا مگر ناشکری کرنا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک ہم نے لوگوں میں بارش کے پھیرے رکھے تاکہ وہ یاد رکھیں تو بہت سے لوگوں نے ناشکری کے سوا کچھ اور ماننے سے انکار کردیا۔

﴿وَ لَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَیْنَهُمْ: اور بیشک ہم نے لوگوں میں بارش کے پھیرے رکھے۔﴾ اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ ہم نے بادل پیدا کرنے اور بارش نازل کرنے کا ذکر قرآن پاک (کی متعدد سورتوں) میں اور سابقہ رسولوں پر نازل ہونے والی تمام کُتب میں کیا تاکہ لوگ غور وفکر کرکے نصیحت حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو پہچان کر اس کا شکر ادا کریں لیکن بہت سے لوگوں نے نعمت کی ناشکری کے سوا کچھ اور ماننے سے انکار کردیا۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ بیشک ہم نے لوگوں میں بارش کے پھیرے رکھے کہ کبھی کسی شہر میں بارش ہو کبھی کسی میں، کبھی کہیں زیادہ ہو اور کبھی کہیں حکمت کے تقاضے کے مطابق مختلف طور پر ہوتا کہ لوگ ہمارے اس احسان کو یاد رکھیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت و نعمت میں غور کریں لیکن بہت سے لوگوں نے اس احسان کی ناشکری کرنے کے سوا کچھ اور ماننے سے انکار کردیا کیونکہ وہ بارش کے نزول کو صرف ظاہری اسباب کی طرف منسوب کرنے لگ گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کو یاد نہ کیا۔ (1)

اللہ تعالیٰ کی نعمت ملنے کو صرف مادی اسباب کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہئے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ملنے کو صرف مادی اسباب کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہئے یوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اصلاً اس کی نسبت نہ ہو کہ یہ بھی بعض اوقات ایک قسم کی ناشکری ہے اور بطورِ خاص کفار جن چیزوں کو حقیقی مُؤثِّر مان کر نسبت کرتے ہیں ان کی طرف تو تنہا نسبت ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ حضرت زید بن خالد جہنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حُدَیْبِیہ کے مقام پر صبح کی نماز فجر پڑھائی جس

1 .....مدارك، الفرقان، تحت الآیة: ۵۰، ص۸۰۶، خازن، الفرقان، تحت الآیة: ۵۰، ۳/۳۷۵-۳۷۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

کی رات کو بارش ہوئی تھی۔ جب فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے کیا فرمایا؟ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: ”اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بہتر جانتے ہیں۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”میرے بندوں نے صبح کی تو کچھ مومن رہے اور کچھ کافر ہو گئے، جس نے کہا ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی تو وہ مجھ پر ایمان رکھنے والا ہے اور جس نے کہا ہم پر فلاں ستارے نے بارش برسائی اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستاروں پر یقین رکھا۔ (1) حدیث پاک میں کفر سے مراد حقیقی کفر اس صورت میں ہے جب ستاروں کو مُؤثِّرِ حقیقی اعتقاد کر کے یہ بات کہی گئی ہو۔

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا ﴿۵۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈر سنانے والا بھیجتے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈر سنانے والا بھیج دیتے۔

﴿وَلَوْ شِئْنَا: اور اگر ہم چاہتے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اگر ہم چاہتے تو پہلے زمانے کی طرح ہر بستی اور شہر میں ایک جدا جدا ڈر سنانے والا بھیج دیتے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر سے ڈر سنانے کا بوجھ کم کر دیتے لیکن ہم نے تمام بستیوں کو ڈر سنانے کا بوجھ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہی پر رکھا تا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تمام جہان کے رسول ہو کر سب رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی فضیلتوں کے جامع ہوں اور نبوت آپ پر ختم ہو کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد پھر کوئی نبی نہ ہو۔ (2)

فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِیْرًا ﴿۵۲﴾

1 ……بخاری، کتاب الاذان، باب یستقبل الامام الناس اذا سلّم، ۱/۲۹۵، الحدیث: ۸۴۶.

2 ……روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ: ۵۱، ۶/۲۲۶.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: تو کافروں کا کہا نہ مان اور اس قرآن سے ان پر جہاد کر بڑا جہاد۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو آپ کافروں کی بات ہرگز نہ مانیں اور اس قرآن کے ذریعے ان کے ساتھ بڑا جہاد کریں۔

﴿فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ: تو آپ کافروں کی بات ہرگز نہ مانیں۔﴾ کفارِ قریش حضور سیّد المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے کہتے کہ آپ ہمارے آباء واَجداد کا دین اختیار کرلیں، ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرلیں گے اور آپ کے لئے ایک عظیم خزانہ جمع کردیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے فرمایا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کافروں کی بات ہرگز نہ مانیں تاکہ ان پر اچھی طرح ظاہر ہوجائے کہ ان چیزوں کی طرف آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو کوئی رغبت نہیں بلکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی رغبت اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے اور اس پر ایمان لانے کی دعوت دینے میں ہے۔ (1)

﴿وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِیْرًا: اور اس قرآن کے ذریعے ان کے ساتھ بڑا جہاد کریں۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان کے سامنے قرآن پاک میں موجود وعظ ونصیحت اور زجر وتوبیخ پر مشتمل آیات کی تلاوت کر کے اور انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلانے والی سابقہ امتوں کے حالات بیان کر کے ان کے ساتھ بڑا جہاد کریں۔ اس طور پر پوری دنیا میں دین کی دعوت عام کرنا جہادِ کبیر ہے اور کوئی دوسرا جہاد کَمِّیَّت وکیفیت کے اعتبار سے اس کے برابر نہیں ہوسکتا۔ (2)

وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہی ہے جس نے ملے ہوئے رواں کیے دو سمندر یہ میٹھا ہے نہایت شیریں اور یہ کھاری ہے

1 .....البحر المحیط، الفرقان، تحت الآیۃ: ۵۲، ۶/۴۶۴.

2 .....ابو سعود، الفرقان، تحت الآیۃ: ۵۲، ۴/۱۴۴-۱۴۵، ملخصاً.

www.dawateislami.net

نہایت تلخ اوران کے بیچ میں پردہ رکھااور روکی ہوئی آڑ۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اوروہی ہے جس نے دوسمندروں کوملادیا(ان میں) یہ(ایک) میٹھانہایت شیریں ہےاور یہ(ایک) کھاری نہایت تلخ ہےاوران کے بیچ میں اس نے ایک پردہ اورروکی ہوئی آڑ بنادی۔

﴿**وَ هُوَ**: اوروہی ہے۔﴾ارشادفرمایا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ وہی ہے جس نے دوسمندروں کوملادیا،ان میں سے ایک (کا پانی) میٹھانہایت شیریں ہےاوردوسرے کا کھاری نہایت تلخ ہےاوران دونوں کے بیچ میں اللّٰہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے نظر نہ آنے والا ایک پردہ اورروکی ہوئی آڑ بنادی تا کہ ایک کا پانی دوسرے میں مل نہ سکے یعنی نہ میٹھا کھاری ہو، نہ کھاری میٹھا، نہ کوئی کسی کے ذائقہ کو بدل سکے، جیسے کہ دجلہ دریائے شور میں میلوں تک بہتا چلا جاتا ہےاوراس کے ذائقہ میں کوئی تغیر نہیں آتا۔[1] عجب شانِ الٰہی ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًاؕ وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ﴿۵۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اوروہی ہے جس نے پانی سے بنایا آدمی پھراس کے رشتے اورسسرال مقرر کی اورتمہارا رب قدرت والا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اوروہی ہے جس نے آدمی کو پانی سے بنایا پھراس کے (نسلی) رشتے اورسسرالی رشتے بنادیےاور تمہارا رب بڑی قدرت والا ہے۔

﴿**وَ هُوَ**: اوروہی ہے۔﴾ارشادفرمایا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ وہی ہے جس نے گوشت، ہڈیوں، پٹھوں، رگوں اورخون سے مُرَکّب، اچھی صورت پرآدمی کو پانی یعنی نطفہ سے بنایا، پھراس کے نسلی رشتے اورسسرالی رشتے بنادیے تا کہ اس کی نسل

1 .....ابو سعود، الفرقان، تحت الآیۃ: ۵۳، ۴/۱۴۵.

www.dawateislami.net

چلے اور تمہارا رب عَزَّوَجَلَّ بڑی قدرت والا ہے کہ اس نے ایک نطفہ سے مختلف اَعضاء والے، جدا جدا طبیعتوں والے، طرح طرح کے اَخلاق والے اور مذکر و مؤنث دو قسم کے انسان پیدا کئے، تو جو ایسے انسانوں اور ان کے علاوہ اور بے شمار چیزوں کو پیدا کرنے پر قادر ہے وہی اس بات کا حقدار ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کی جائے۔ (1)

وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَ لَا یَضُرُّهُمْ ؕ وَ كَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ۵۵

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جو ان کا بھلا برا کچھ نہ کریں اور کافر اپنے رب کے مقابل شیطان کو مدد دیتا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور (مشرک) اللہ کے سوا ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انہیں نفع دیں اور نہ نقصان پہنچائیں اور کافر اپنے رب کے مقابلے میں (شیطان کا) مددگار ہے۔

﴿وَیَعْبُدُوْنَ: اور وہ عبادت کرتے ہیں۔﴾ توحید کے دلائل بیان فرمانے کے بعد اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے بتوں کی پوجا کرنے میں مشرکین کی مذمت بیان فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ یہ مشرک اللہ تعالیٰ کے سوا ان بتوں کی عبادت کرتے ہیں جو عبادت کرنے کی صورت میں کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے اور ان کی عبادت کرنا چھوڑ دینے کی صورت میں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے جبکہ وہ لوگ اس رب تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑے ہوئے ہیں جس نے انہیں ایسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں کہ ان میں سے چھوٹی سی نعمت بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور عطا نہیں کرسکتا۔ (2)

﴿وَ كَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِیْرًا: اور کافر اپنے رب کے مقابلے میں (شیطان کا) مددگار ہے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ کافر اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے مقابلے میں شیطان کا مددگار ہے کیونکہ بت پرستی کرنا شیطان کو مدد دینا ہے۔ (3)

1 .....جلالین مع صاوی، الفرقان، تحت الآیۃ: ۵۴، ۴/۱۴۴۲-۱۴۴۳.

2 .....تفسیر کبیر، الفرقان، تحت الآیۃ: ۵۵، ۸/۴۷۵، تفسیر طبری، الفرقان، تحت الآیۃ: ۵۵، ۹/۴۰۱، ملتقطاً.

3 .....خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۵۵، ۳/۳۷۶-۳۷۷.

www.dawateislami.net

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِیْلًا ﴿۵۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشی اور ڈر سناتا۔ تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر جو چاہے کہ اپنے رب کی طرف راہ لے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا۔ تم فرماؤ: میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا لیکن جو چاہے کہ اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کرے۔

﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، ہم نے آپ کو ایمان و طاعت پر جنت کی خوشخبری دینے والا اور کفر و مَعصِیَت پر جہنم کے عذاب کا ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (1)

﴿قُلْ: تم فرماؤ۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان مشرکوں سے فرما دیں کہ میں وحی کی تبلیغ پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا لیکن جو چاہے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف راستہ اختیار کرے اور اس کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرے۔ مراد یہ ہے کہ ایمانداروں کا ایمان لانا اور ان کا طاعتِ الٰہی میں مشغول ہونا ہی میرا اجر ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے اس پر جزا عطا فرمائے گا اس لئے کہ اُمت کے نیک لوگوں کے ایمان اور اُن کی نیکیوں کے ثواب اُنہیں بھی ملتے ہیں اور اُن کے انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جن کی ہدایت سے وہ اس رتبہ پر پہنچے۔ (2)

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرَ ۨ الَّ ﴿۵۸﴾

1 .....خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۵۶، ۳/۳۷۷.

2 .....روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ: ۵۷، ۶/۲۳۳.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اور بھروسہ کرو اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا اور اسے سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور وہی کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں پر خبردار۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اس زندہ پر بھروسہ کرو جو کبھی نہ مرے گا اور اس کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرو اور اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے کے لئے وہی کافی ہے۔

﴿وَ تَوَكَّلْ: اور بھروسہ کرو۔﴾ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو حکم دیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ان مشرکوں سے فرمادیں: ”میں وحی کی تبلیغ پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا، اور اس آیت میں حکم فرمایا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تمام اُمور میں صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ فرمائیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ اس زندہ پر بھروسہ کریں جو کبھی نہ مرے گا اور اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے، کیونکہ مرنے والے پر بھروسہ کرنا عقلمند کی شان نہیں اور آپ اس کی حمد کرتے ہوئے پاکی بیان کریں اور اس کی طاعت اور شکر بجالائیں۔ اور اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے کے لئے وہی کافی ہے، اس سے کسی کا گناہ چھپ سکتا ہے اور نہ کوئی اُس کی گرفت سے اپنے آپ کو بچا سکتا ہے۔[1]

الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۛ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِیْرًا ﴿۵۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے وہ بڑی مِہر والا تو کسی جاننے والے سے اس کی تعریف پوچھ۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنائے پھر اس نے عرش پر

1 .....خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۵۸، ۳/۳۷۷، مدارک، الفرقان، تحت الآیۃ: ۵۸، ص۸۰۸، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے، وہ نہایت رحم فرمانے والا ہے تو کسی جاننے والے سے اس کی تعریف پوچھ۔

﴿فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ: چھ دن میں۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ وہی ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنائے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ چھ دن کی مقدار میں بنائے، کیونکہ اس وقت رات، دن اور سورج تو تھے ہی نہیں اور اتنی مقدار میں پیدا کرنا اپنی مخلوق کو آہستگی اور اطمینان کی تعلیم دینے کے لئے ہے، ورنہ وہ ایک لمحہ میں سب کچھ پیدا کر دینے پر قادر ہے۔ (1)

نوٹ: آسمان و زمین کو چھ دن میں پیدا کرنے کے بارے میں مزید تفصیلی معلومات کے لئے سورۂ اَعراف آیت نمبر 54 کے تحت تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

﴿اِسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ: عرش پر اِستواء فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔﴾ علماء فرماتے ہیں کہ استواء اور اس طرح کی جو چیزیں قرآن پاک کی آیات میں ذکر ہوئی ہیں ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی کیفیت کے درپے نہیں ہوتے، ان کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ بعض مفسرین اِستواء کو بلندی اور برتری کے معنی میں لیتے ہیں اور بعض اِستیلاء کے معنی میں لیکن پہلا قول ہی زیادہ مضبوط اور سلامتی والا ہے یعنی یہ کہ اس کی حقیقی مراد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

نوٹ: اللہ تعالیٰ کے عرش پر استواء فرمانے کے بارے میں مزید تفصیل جاننے کے لئے سورۂ اَعراف آیت نمبر 54 کے تحت تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

﴿فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِیْرًا: تو کسی جاننے والے سے اس کی تعریف پوچھ۔﴾ اس آیت میں انسان سے خطاب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کسی ایسے شخص سے دریافت کرے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہو۔ (2)

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَ مَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَ زَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ السجدة ع

(1) ……روح البیان، الفرقان، تحت الآیة: ۵۹، ۶/۲۳۴.

(2) ……مدارك، الفرقان، تحت الآیة: ۵۹، ص۸۰۸.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب ان سے کہا جائے رحمٰن کو سجدہ کرو کہتے ہیں رحمٰن کیا ہے کیا ہم سجدہ کرلیں جسے تم کہو اور اس حکم نے انہیں اور بدکنا بڑھایا۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور جب ان سے کہا جائے رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں: اور رحمٰن کیا ہے؟ کیا ہم اسے سجدہ کرلیں جس کا تم ہمیں کہہ دو اور اس حکم نے ان کی نفرت کو اور بڑھا دیا۔

﴿وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ: اور جب ان سے کہا جائے۔﴾ یعنی جب رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مشرکین سے فرمائیں کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں: رحمٰن کیا ہے؟ کیا ہم اسے سجدہ کرلیں جس کا تم ہمیں کہہ دو۔ اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ رحمٰن کو جانتے نہیں اور عناد کی وجہ سے ان کا یہ کہنا باطل ہے کیونکہ لغتِ عرب کو جاننے والا خوب جانتا ہے کہ رحمٰن کے معنی نہایت رحمت والا ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے۔ آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ مشرکوں کو سجدہ کرنے کا حکم دینا اُن کے لئے اور زیادہ ایمان سے دوری کا باعث ہوا۔ (1)

نوٹ: یاد رہے کہ یہ آیت آیاتِ سجدہ میں سے ہے، اسے پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ کرنا لازم ہوجاتا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا ﴿۶۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں بُرج بنائے اور ان میں چراغ رکھا اور چمکتا چاند۔

ترجمۂ کنزالعرفان: بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور ان میں چراغ اور روشن کرنے والا چاند بنایا۔

﴿بُرُوْجًا: بُرج۔﴾ اس سے پہلی آیت میں کفار کے بارے میں بیان کیا گیا کہ سجدے کے حکم نے کافروں کی نفرت اور

1 .....مدارك، الفرقان، تحت الآية: ٦٠، ص٨٠٨.

www.dawateislami.net

ایمان سے دوری میں اضافہ کیا اور اس آیت سے ان چیزوں کو بیان کیا جا رہا ہے جن میں اگر کافر غور و فکر کریں تو وہ جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اسے سجدہ کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ وہ اللہ بڑی برکت والا ہے جس نے آسمان میں برج بنائے اور ان برجوں میں سورج اور روشن کرنے والا چاند بنایا۔[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ بروج سے سات سَیّارہ ستاروں کی منزلیں مراد ہیں اور ان برجوں کی تعداد بارہ ہے۔ (1) حَمَل۔ (2) ثَور۔ (3) جَوْزَاء۔ (4) سَرَطَان۔ (5) اَسَد۔ (6) سُنْبُلَہ۔ (7) میزان۔ (8) عَقْرَب۔ (9) قَوس۔ (10) جَدْی۔ (11) دَلْو۔ (12) حُوْت۔ مِرِّیخ کے برج حَمَل اور عَقْرَب ہیں، زُہَرہ کے ثَور اور میزان، عُطَارِدْ کے جَوْزَاء اور سُنْبُلَہ، چاند کا سَرَطَان، سورج کا اسد، مشتری کے قَوس اور حُوت اور زُحَل کے جَدْی اور دَلْو ہیں۔[2][3]

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہی ہے جس نے رات اور دن کی بدلی رکھی اس کیلئے جو دھیان کرنا چاہے یا شکر کا ارادہ کرے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنایا (یہ) اس کیلئے (نشانی) ہے جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا ہے یا جو (اللہ کا) شکر ادا کرنا چاہتا ہے۔

﴿وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ خِلْفَةً: اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنایا۔﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ معبود وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنایا کہ ان میں سے ایک کے بعد دوسرا آتا اور اس کا قائم مقام ہوتا ہے تاکہ جس کا عمل رات یا دن میں سے کسی ایک میں قضا ہو جائے

1 .....تفسیر کبیر، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۱، ۸/۴۷۹.
2 .....خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۱، ۳/۳۷۸.
3 .....جلالین، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۱، ص۳۰۷-۳۰۸.

www.dawateislami.net

تو وہ دوسرے میں ادا کر لے۔ یہ رات اور دن کا ایک دوسرے کے بعد آنا اور قائم مقام ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت کی دلیل ہے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ اللہ وہی ہے جس نے رات اور دن میں ایسا نظام قائم فرمایا کہ جب رات آتی ہے تو دن چلا جاتا ہے اور جب دن آتا ہے تو رات چلی جاتی ہے اور اس نے کوئی دن ایسا نہیں بنایا جس کے لئے رات نہ ہو اور کوئی رات ایسی نہیں بنائی جس کے لئے دن نہ ہوتا کہ لوگوں کو سالوں کی گنتی معلوم رہے اور انہیں وہ وقت معلوم ہو جس میں کاروبار وغیرہ کے لئے نکلنا ہے اور وہ وقت بھی معلوم ہو جس میں انہیں راحت وآرام کرنا ہے اور یہ عظیم الشّان نظام اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت کے کمال کی دلیل ہے۔ (1)

﴿لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ: اس شخص کیلئے جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا ہے۔﴾ یعنی رات اور دن کی تبدیلی اور ان کا ایک دوسرے کے قائم مقام ہونے میں اس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت پر نشانی موجود ہے جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی بنائی ہوئی چیزوں میں غور وفکر کر کے نصیحت حاصل کرنا چاہتا ہے، جب وہ ان میں غور وفکر کرے گا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ ان چیزوں کو پیدا کرنے اور ایسے بہترین نظام کو قائم کرنے کے لئے کوئی ایک ایسی ہستی ہونا ضروری ہے جو مکمل قدرت رکھتی ہو، کامل حکمت والی ہو، واجب بِالذّات ہو اور بندوں پر رحیم ومہربان ہو، اسی طرح ان میں اس شخص کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت کی نشانی موجود ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کر کے رات اور دن میں موجود اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہتا ہے۔ (2)

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام۔

1 .....خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۲، ۳/۳۷۸، روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۲، ۶/۲۳۸، ملتقطاً.

2 .....روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۲، ۶/۲۳۸.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور رحمٰن کے وہ بندے جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ”بس سلام“۔

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ: اور رحمٰن کے وہ بندے۔﴾ اس سے پہلی آیات میں کفار و منافقین کے احوال اور ان کا انجام ذکر ہوا، اب یہاں سے کامل مومنین کے تقریباً 12 اَوصاف بیان کئے گئے ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے۔ (1) وہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔ (2) جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ”بس سلام“ (3) وہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے لیے سجدے اور قیام کی حالت میں رات گزارتے ہیں۔ (4) جہنم کا عذاب پھر جانے کی اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں۔ (5) اِعتدال سے خرچ کرتے ہیں، اس میں نہ حد سے بڑھتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ (6) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے۔ (7) جس جان کو ناحق قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے، اسے قتل نہیں کرتے۔ (8) بدکاری نہیں کرتے۔ (9) جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ (10) جب کسی بیہودہ بات کے پاس سے گزرتے ہیں تو اپنی عزت سنبھالتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ (11) جب انہیں ان کے رب عَزَّوَجَلَّ کی آیتوں کے ساتھ نصیحت کی جاتی ہے تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ (12) وہ یوں دعا کرتے ہیں: اے ہمارے رب! عَزَّوَجَلَّ، ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

﴿اَلَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا: جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔﴾ اس آیت میں بیان ہوا کہ کامل ایمان والوں کا اپنے نفس کے ساتھ معاملہ یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ اطمینان اور وقار کے ساتھ، عاجزانہ شان سے زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔ مُتکبرانہ طریقے پر جوتے کھٹکھٹاتے، پاؤں زور سے مارتے اور اتراتے ہوئے نہیں چلتے۔[1] کہ یہ متکبرین کی شان ہے اور شریعت نے اس سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا[2]

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور زمین میں اتراتے ہوئے نہ چل بیشک تو ہرگز نہ زمین کو پھاڑ دے گا اور نہ ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو پہنچ جائے گا۔

1 .....مدارك، الفرقان، تحت الآية: ٦٣، ص٨٠٩، ملخصاً.
2 .....بنی اسرائیل: ۳۷.

www.dawateislami.net

سکون اور وقار کے ساتھ چلنے کی ترغیب

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مومن کو آہستہ، سکون و اطمینان اور وقار کے ساتھ چلنا چاہئے۔ اَحادیث میں بھی اس چیز کی ترغیب دی گئی ہے، چنانچہ یہاں 3 اَحادیث ملاحظہ ہوں:

(1).....حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تمہارے لئے سکون (سے چلنا) ضروری ہے کیونکہ دوڑنے میں کوئی نیکی نہیں ہے۔“ (1)

(2).....حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تیز چلنا ایمان والوں کی ہیبت ختم کر دیتا ہے۔“ (2)

(3).....حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تیز چلنا چہرے کے حسن کو ختم کر دیتا ہے۔“ (3)

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس طرح چلنے کی توفیق عطا فرمائے جو شریعت کا پسندیدہ طریقہ ہے اور اس طرح چلنے سے محفوظ فرمائے جس سے شریعت نے منع کیا اور اسے ناپسند فرمایا ہے، اٰمین۔

﴿ وَ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ: اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں۔ ﴾ یہاں یہ بیان ہوا کہ کامل ایمان والے دوسروں کے ساتھ کیسے پیش آتے ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں اور کوئی ناگوار کلمہ یا بے ہودہ یا ادب و تہذیب کے خلاف بات کہتے ہیں تو کہتے ہیں ”بس سلام“ اس سے مراد مُتارَکت کا سلام ہے اور معنی یہ ہے کہ جاہلوں کے ساتھ جھگڑا کرنے سے اِعراض کرتے ہیں یا اس کے یہ معنی ہیں کہ ایسی بات کہتے ہیں جو درست ہو اور اس میں ایذا اور گناہ سے سالم رہیں۔ (4)

جاہلانہ گفتگو کرنے والے سے سلوک

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب کسی معاملے میں کوئی جاہل جھگڑا کرنا شروع کرے تو اس سے اعراض کرنے

1 .....بخاری، کتاب الحج، باب امر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بالسکینۃ عند الافاضۃ... الخ، ۱/۵۵۸، الحدیث: ۱۶۷۱.

2 .....حلیۃ الاولیاء، ذکر جماعۃ من العارفین العراقیین، محمد بن یعقوب، ۱۰/۳۰۸، الحدیث: ۱۵۳۰۹.

3 .....کنز العمال، کتاب المعیشۃ و الآداب، قسم الاقوال، آداب المشی، ۸/۱۷۵، الحدیث: ۴۱۶۱۴، الجزء الخامس عشر.

4 .....ابو سعود، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۳، ۴/۱۴۸.

www.dawateislami.net

کی کوشش ہی کرنی چاہئے اور اس کی جاہلانہ گفتگو کے جواب میں اگر کوئی بات کریں تو وہ ایسی ہو جس میں گناہ کا کوئی پہلو نہ ہو اور وہ اس جاہل کے لئے اَذِیَّت کا باعث بھی نہ ہو، ترغیب اور تربیت کے لئے یہاں ایک واقعہ ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت نعمان بن مقرن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں ایک شخص نے دوسرے شخص کو برا بھلا کہا تو جسے برا بھلا کہا گیا، اس نے یہ کہنا شروع کر دیا: تم پر سلام ہو۔ اس پر رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”سنو! تم دونوں کے درمیان ایک فرشتہ ہے جو (اے برا بھلا کہے گئے شخص!) تمہاری طرف سے دفاع کرتا ہے، جب یہ تمہیں برا بھلا کہتا ہے تو وہ اس سے کہتا ہے: نہیں، بلکہ تم ایسے ہو اور تم اس کے زیادہ حق دار ہو، اور جب تم اس سے کہتے ہو ”تم پر سلام ہو“ تو فرشتہ کہتا ہے: نہیں، بلکہ تمہارے لئے سلامتی ہو اور تم اس کے زیادہ حق دار ہو۔“ (1)

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ﴿۶۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدے اور قیام میں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور وہ جو اپنے رب کے لیے سجدے اور قیام کی حالت میں رات گزارتے ہیں۔

﴿وَالَّذِیْنَ: اور وہ جو۔﴾ اس سے پہلی آیت میں کامل ایمان والوں کی مجلسی زندگی اور مخلوق کے ساتھ پاکیزہ معاملے کا بیان ہوا اور اب یہاں سے اُن کی خَلْوَت کی زندگانی اور حق کے ساتھ رابطے کے بارے میں بیان کیا جا رہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ کامل ایمان والوں کی خلوت و تنہائی کا حال یہ ہے کہ ان کی رات اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے چہروں کے بل سجدہ کرتے اور اپنے قدموں پر قیام کرتے ہوئے گزرتی ہے۔ (2)

رات میں عبادت کرنے کی ترغیب

ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ آرام کرنے کے بعد رات میں کچھ نہ کچھ نفلی عبادت ضرور کیا کرے تاکہ اس میں

1 ……مسند امام احمد، حدیث النعمان بن مقرن رضی اللّٰہ عنہ، ۹/۱۹۱، الحدیث: ۲۳۸۰۶.

2 ……خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۴، ۳/۳۷۸.

www.dawateislami.net

کامل ایمان والوں کے اوصاف پیدا ہوں اور آخرت کے لئے نیکیوں کا کچھ ذخیرہ جمع ہو۔ایک اور مقام پر کامل ایمان والوں کا وصف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ان کی کروٹیں ان کی خوابگاہوں سے جدا رہتی ہیں اور وہ ڈرتے اور امید کرتے اپنے رب کو پکارتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خیرات کرتے ہیں۔

اور پرہیزگار لوگوں کی جزا اور ان کا وصف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿۱۵﴾ اٰخِذِيْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶﴾ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک پرہیزگار لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔اپنے رب کی عطائیں لیتے ہوئے، بیشک وہ اس سے پہلے نیکیاں کرنے والے تھے۔وہ رات میں کم سویا کرتے تھے۔اور رات کے آخری پہروں میں بخشش مانگتے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو دن میں بھی اور رات میں بھی اپنی عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

رات میں عبادت کرنے کے فوائد

یاد رہے کہ جو عبادت جس وقت کرنا فرض ہے اسے اس وقت ہی کیا جائے گا البتہ نفلی عبادت رات میں کرنا دن کے مقابلے میں زیادہ فائدہ مند ہے، اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ رات میں کچھ دیر سونے کے بعد اٹھ کر عبادت کرنا دن کی نماز کے مقابلے میں زبان اور دل کے درمیان زیادہ موافقت کا سبب ہے۔دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس وقت قرآن پاک کی تلاوت کرنے اور سمجھنے میں زیادہ دل جمعی حاصل ہوتی ہے کیونکہ اس وقت شور وغل نہیں ہوتا بلکہ سکون اور اطمینان ہوتا ہے جو کہ دل جمعی حاصل ہونے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اس وقت عبادت کرنے میں کامل اخلاص نصیب ہوتا ہے اور عبادت میں ریاکاری، نمود ونمائش اور دکھلاوا نہیں ہوتا کیونکہ عام طور پر اس وقت لوگ بیدار نہیں

1 .....السجدۃ:۱۶.

2 .....الذاریات:۱۵-۱۸.

www.dawateislami.net

ہوتے جس کی وجہ سے ریا کاری کا موقع نہیں ہوتا۔ یہ تینوں فوائد قرآن مجید میں انتہائی جامع انداز میں بیان کئے گئے ہیں، چنانچہ سورۂ مُزَّمِّل میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا [1]

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک رات کو قیام کرنا زیادہ موافقت کا سبب ہے اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے۔

اپنی راتیں عبادت میں گزارنے والی دو بزرگ خواتین

ہمارے بزرگانِ دین اپنی راتوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے گزارا کرتے تھے اور ان کی شب بیداری کے ایسے ایسے حیرت انگیز واقعات ہیں کہ انہیں سن کر عقل دنگ رہ جاتی ہے، یہاں بطورِ خاص دو بزرگ خواتین کے واقعات ملاحظہ ہوں،

(1).....امام محمد بن سیرین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی بہن حضرت حفصہ بن سیرین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہا بصرہ میں ایک انتہائی عبادت گزار خاتون تھیں، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہا ساری رات نماز پڑھتے ہوئے گزار دیتیں اور نماز میں آدھا قرآن پاک تلاوت فرماتیں۔ بسا اوقات اپنی نماز پڑھنے کی جگہ پر اتنی دیر نماز میں کھڑی رہتیں کہ آپ کا چراغ بجھ جاتا، لیکن آپ کے لئے صبح تک (چراغ کی روشنی کے بغیر) گھر روشن رہتا۔

(2).....حضرت رابعہ بصریہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہا کی اپنی وفات تک یہ عادت رہی کہ آپ ساری رات نماز پڑھتی رہتیں اور جب فجر کا وقت قریب ہوتا تو تھوڑی دیر کے لئے سو جاتیں، پھر بیدار ہو کر کہتیں: اے نفس! تم کتنا سوؤ گے اور کتنا جاگو گے، عنقریب تم ایسی نیند سو جاؤ گے کہ اس کے بعد قیامت کی صبح کو ہی بیدار ہو گے۔ [2]

ان واقعات میں مسلمان خواتین کے لئے بڑی نصیحت ہے، انہیں چاہئے کہ اپنی راتیں غفلت کی نیند سو کر اور عبادت سے خالی نہ گزاریں بلکہ رات میں اٹھ کر کچھ نہ کچھ عبادت کیا کریں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر اپنی، اپنے اہلِ خانہ اور دیگر مسلمانوں کی بخشش و مغفرت کی دعائیں مانگا کریں۔

تھوڑی عبادت کرنے والوں کو بھی شب بیداری کا ثواب

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے اور وہ اپنے کرم سے رات میں تھوڑی عبادت کرنے پر بھی

1 .....المزمل: ۶.

2 .....روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۴، ۶/۲۴۲.

www.dawateislami.net

شب بیداری کا ثواب عطا فرما دیتا ہے، چنانچہ یہاں تھوڑی عبادت کرنے پر شب بیداری کا ثواب ملنے سے متعلق دو روایات ملاحظہ ہوں،

(1).....حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اُس نے آدھی رات کے قیام کا ثواب پایا اور جس نے نمازِ فجر بھی باجماعت ادا کی وہ ساری رات عبادت کرنے والے کی مثل ہے۔“ (1)

(2).....حضرت عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ جس کسی نے عشاء کے بعد دو رکعت یا اس سے زیادہ نفل پڑھے وہ شب بیداری کرنے والوں میں داخل ہے۔ (2)

وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۶۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے پھیر دے جہنم کا عذاب بیشک اس کا عذاب گلے کا غُل ہے۔ بیشک وہ بہت ہی بری ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور وہ جو عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب پھیر دے، بیشک اس کا عذاب گلے کا پھندا ہے۔ بیشک وہ بہت ہی بری ٹھہرنے اور قیام کرنے کی جگہ ہے۔

﴿رَبَّنَا: اے ہمارے رب!﴾ کامل ایمان والوں کی شب بیداری اور عبادت کا ذکر فرمانے کے بعد اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں ان کی ایک دعا کا بیان فرمایا کہ وہ اپنی نمازوں کے بعد اور عام اوقات میں یوں عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب پھیر دے جو کہ انتہائی شدید دردناک ہے، بیشک اس کا عذاب گلے کا پھندا اور

1 .....مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب فضل صلاۃ العشاء و الصبح فی جماعۃ، ص۳۲۹، الحدیث: ۲۶۰(۶۵۶).
2 .....خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۴، ۳/۳۷۸.

www.dawateislami.net

کافروں سے جدا نہ ہونے والا ہے، بیشک جہنم بہت ہی بری ٹھہرنے اور قیام کرنے کی جگہ ہے۔ (1)

آیت ”وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا“ سے معلوم ہونے والی باتیں

اس آیت سے تین باتیں معلوم ہوئیں،

(1).....اپنی عبادت وریاضت پر بھروسہ کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم پر بھروسہ کرنا چاہئے اور اس کی خفیہ تدبیر سے خوفزدہ رہنا چاہئے کہ یہ کامل ایمان والوں کا طریقہ ہے۔ چنانچہ امام عبد اللہ بن احمد نسفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ان کی اس دعا سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ وہ کثرتِ عبادت کے باوجود اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہیں اور اس کی بارگاہ میں عاجزی، اِنکساری اور گریہ وزاری کرتے ہیں۔ (2)

(2).....علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ کامل ایمان والے مخلوق کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں خوب کوشش کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بہت ڈرتے ہیں اور اپنے اوپر سے عذاب پھیر دیئے جانے کی گریہ وزاری کے ساتھ التجائیں کرتے ہیں، گویا کہ وہ انتہائی عبادت گزاری اور پرہیزگاری کے باوجود جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں تو خود کو گناہگاروں میں شمار کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے اعمال کو شمار نہیں کرتے اور اپنے احوال پر بھروسہ نہیں کرتے۔ (3)

(3).....بطورِ خاص نماز کے بعد دعا کرنی چاہئے، نماز پڑھنے والا تنہا نماز پڑھے یا جماعت کے ساتھ، امام ہو یا مقتدی اور عمومی طور پر جب بھی موقع ملے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہنا چاہئے۔

وَالَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں۔

1 .....مدارك، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۵-۶۶، ص ۸۱۰، روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۵-۶۶، ۶/۲۴۳، ملتقطاً.

2 .....مدارك، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۵، ص ۸۱۰.

3 .....روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۶، ۶/۲۴۳-۲۴۴.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ حد سے بڑھتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان اعتدال سے رہتے ہیں۔

﴿وَالَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا: اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں۔﴾ یہاں کامل ایمان والوں کے خرچ کرنے کا حال ذکر فرمایا جارہا ہے کہ وہ اسراف اور تنگی دونوں طرح کے مذموم طریقوں سے بچتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان اعتدال سے رہتے ہیں۔

اِسراف اور تنگی کرنے سے کیا مراد ہے؟

اسراف مَعصِیَت میں خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کہا کہ اسراف میں کوئی بھلائی نہیں تو دوسرے بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کہا: ”بھلائی کے کام میں اسراف ہوتا ہی نہیں۔ اور تنگی کرنے کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ”اس سے مراد یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے حقوق ادا کرنے میں کمی کرے۔ مروی ہے کہ جس نے کسی حق کو منع کیا اُس نے اِقتار یعنی تنگی کی اور جس نے ناحق میں خرچ کیا اس نے اسراف کیا۔

بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس آیت میں جن حضرات کا ذکر ہے وہ سیِّدُ المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بڑے بڑے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ ہیں جو لذت اور ناز و نعمت میں زندگی بسر کرنے کے لئے کھاتے، نہ خوبصورتی اور زینت کے لئے پہنتے۔ بھوک روکنا، ستر چھپانا، سردی گرمی کی تکلیف سے بچنا بس یہی ان کا مقصد تھا۔ (1)

ضروریاتِ زندگی میں صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا زُہد

صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ دنیا سے بے رغبت رہتے اور دنیا سے صرف اتنا ہی لیا کرتے تھے جتنا ان کی اہم ضروریاتِ زندگی کے لئے کافی ہو، نیز وہ عیش و عشرت اور ناز و نعمت میں زندگی بسر کرنے کی بجائے سادہ زندگی گزارتے اور اپنے نفس کو دنیا کی سختی اور مشقت برداشت کرنے کا عادی بناتے اور دُنْیَوی زندگی کے قیمتی لمحات کو اپنی آخرت کی زندگی بہتر سے بہتر بنانے میں صَرف کیا کرتے تھے۔ حضرت حسن بصری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے ستر بدری

(1) ……مدارك، الفرقان، تحت الآية: ٦٧، ص ٨١٠، خازن، الفرقان، تحت الآية: ٦٧، ٣/٣٧٩، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو دیکھا، وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اَشیاء سے اس قدر اِجتناب کرتے تھے جتنا تم حرام اشیاء سے پرہیز نہیں کرتے۔ دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ جس قدر تم فراخی کی حالت پر خوش ہوتے ہو اس سے زیادہ وہ آزمائشوں پر خوش ہوا کرتے تھے، اگر تم انہیں دیکھ لیتے تو کہتے یہ مجنون ہیں، اور اگر وہ تمہارے بہترین لوگوں کو دیکھتے تو کہتے: ان لوگوں کا کوئی اخلاق نہیں، اور اگر وہ تم میں سے برے لوگوں کو دیکھتے تو کہتے: ان کا قیامت کے دن پر ایمان نہیں۔ ان میں سے ایک کے سامنے حلال مال پیش کیا جاتا تو وہ نہ لیتا اور کہتا: مجھے اپنے دل کے خراب ہونے کا ڈر ہے۔ (1)

یہاں ان کی زُہد و تقویٰ سے بھرپور زندگی کے 4 واقعات ملاحظہ ہوں،

(1).....حضرت حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: اہلِ بصرہ کا ایک وفد حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی معیت میں حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور (کچھ دنوں میں) انہوں نے دیکھا کہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روزانہ ایک چھوٹی روٹی تناول فرماتے ہیں اور یہ روٹی کبھی گھی کے ساتھ، کبھی زیتون کے ساتھ اور کبھی دودھ کے ساتھ کھاتے ہیں اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کبھی خشک گوشت کے ٹکڑے ملتے جنہیں کوٹ کر پانی سے تر کیا ہوا ہوتا اور کبھی تھوڑا سا تازہ گوشت ملتا۔ ایک دن آپ نے اہلِ بصرہ سے فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں تم سے اچھا کھانا کھا سکتا ہوں، آسائش والی زندگی گزار سکتا ہوں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں سینے کے گوشت، گھی، آگ پر بھنے ہوئے گوشت، چٹنی اور چپاتیوں سے ناواقف نہیں ہوں (لیکن میں انہیں اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے استعمال نہیں کرتا) کیونکہ ایسی چیزوں کو استعمال کرنے پر اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو عار دلائی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ حَیَاتِكُمُ الدُّنْیَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم اپنے حصے کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور ان سے فائدہ اٹھا چکے۔

(اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں قیامت کے دن مجھ سے بھی یہ نہ فرما دیا جائے۔) (3)

(2).....حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: قحط سالی کے دنوں میں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے خود کو گھی کھانے سے روک رکھا تھا اور آپ صرف زیتون پر گزارا کیا کرتے تھے۔ ایک دن زیتون کھانے کی

1 .....احیاء علوم الدین، کتاب الفقر والزھد، بیان تفصیل الزھد فیما ھو من ضروریات الحیاۃ، ۴/۲۹۷.

2 .....الاحقاف: ۲۰.

3 .....الزھد لابن مبارك، باب ما جاء فی الفقر، ص۲۰۴، روایت نمبر: ۵۷۹، الجزء الاوّل.

www.dawateislami.net

وجہ سے آپ کے پیٹ میں تکلیف ہونے لگی تو آپ نے پیٹ پر انگلی مار کر فرمایا: ”تجھے جتنی تکلیف ہوتی ہے ہوتی رہے، جب تک لوگوں سے فاقہ کی سختی ختم نہیں ہو جاتی تیرے لئے میرے پاس یہی کچھ ہے۔“ (1)

(3)..... حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اپنے دورِ خلافت میں تین درہم کا ایک کپڑا خریدا اور اسے پہنا، آپ نے اس کی آستینیں کلائیوں سے کاٹ کر فرمایا: ”تمام تعریفیں اس اللّٰہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے اپنے عمدہ لباس میں سے یہ لباس پہنایا۔“ (2)

(4)..... جب حمص کے گورنر حضرت عمیر بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا: ”تم کیا کچھ لے کر آئے ہو؟ حضرت عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: ”میرے پاس میرا تھیلا ہے جس میں اپنا زادِ راہ رکھتا ہوں، ایک پیالہ ہے جس میں کھانا کھاتا ہوں اور اسی سے اپنا سر اور کپڑے وغیرہ دھوتا ہوں، ایک پانی کا برتن ہے جس میں پانی پیتا ہوں اور وضو وغیرہ کرتا ہوں اور ایک لاٹھی ہے جس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اگر کوئی دشمن آ جائے تو اسی لاٹھی سے اس کا مقابلہ کرتا ہوں، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس کے علاوہ میرے پاس دُنْیَوی مال و مَتاع نہیں۔“ (3)

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو اللّٰہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللّٰہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور وہ جو اللّٰہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے اور اس جان کو ناحق قتل نہیں کرتے

1 .....الزهد لابن حنبل، زهد عمر بن الخطاب رضی اللّٰه عنه، ص ۱۴۵، روایت نمبر: ۶۰۸.

2 .....احیاء علوم الدین، کتاب الفقر والزهد، بیان تفصیل الزهد فیما هو من ضروریات الحیاة، ۴/۲۸۸.

3 .....عیون الحکایات، الحکایة الاولی، ص ۱۳.

www.dawateislami.net

جسے اللہ نے حرام فرمایا ہے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا وہ سزا پائے گا۔

﴿وَالَّذِیْنَ: اور وہ جو۔﴾ کامل ایمان والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا کہ وہ فضیلت والے اعمال سے مُتَّصِف ہونے کے ساتھ ساتھ قبیح اور برے کاموں سے بھی بچتے ہیں جیسے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے، شرک سے بَری اور بیزار ہیں اور وہ اس جان کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے قتل کرنے کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اور اس کا خون مُباح نہیں کیا جیسے کہ مومن اور معاہدہ کرنے والا کافر، یونہی وہ بدکاری نہیں کرتے اور جو شخص بھی ان کاموں میں سے کوئی کام کرے گا تو وہ اس کی سزا پائے گا۔ (1)

بڑے بڑے تین گناہ

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا اور زنا کرنا بہت بڑے گناہ ہیں، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”میں نے رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سوال کیا ”کونسا گناہ سب میں بڑا ہے؟ ارشاد فرمایا ”یہ کہ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک کرے، حالانکہ تجھے اُس نے پیدا کیا۔ میں نے عرض کی: پھر اس کے بعد کونسا گناہ؟ ارشاد فرمایا ”یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس لیے قتل کر ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی۔ میں نے عرض کی: پھر کونسا؟ ارشاد فرمایا ”یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی عورت سے زنا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تصدیق میں یہ آیت ”وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ“ نازل فرمائی۔ (2)

اور حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جب بیعت لیتے تو بطورِ خاص یہ تین گناہ یعنی شرک، کسی کو ناحق قتل اور زنا نہ کرنے پر بیعت لیا کرتے تھے، چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ ایک مجلس میں تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا ”تم مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، زنا نہیں کرو گے، چوری نہیں کرو گے اور اس جان کو ناحق قتل نہیں کرو گے جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔ تم میں سے جس شخص نے اس عہد کو پورا کیا اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے اور جس نے ان حرام کردہ چیزوں میں سے کسی کا اِرتکاب کر لیا اور اسے (دنیا میں ہی اس کی شرعی) سزا دے دی گئی تو وہ اس کا

1 .....مدارك، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۸، ص ۸۱۰-۸۱۱، روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۸، ۶/۲۴۶-۲۴۷، ملتقطاً.

2 .....بخاری، کتاب الادب، باب قتل الولد خشیۃ ان یأکل معہ، ۴/۱۰۰، الحدیث: ۶۰۰۱.

www.dawateislami.net

کفارہ ہے اور جس نے ان میں سے کسی حرام کام کو کیا اور اللہ تعالیٰ نے (دنیا میں) اس کا پردہ رکھا تو (آخرت میں) اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، اگر وہ چاہے تو اسے معاف کر دے اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے۔ (1)

يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓىِٕكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا۔ مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اس کے لئے قیامت کے دن عذاب بڑھا دیا جائے گا اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا۔ مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿يُضٰعَفْ: بڑھا دیا جائے گا۔﴾ یعنی جو شخص شرک کے ساتھ ساتھ ناحق قتل کرنے اور زنا کاری وغیرہ گناہوں کا مُرتکب ہوگا تو وہ قیامت کے دن شرک کے عذاب میں گرفتار ہوگا اور اس کے ساتھ دیگر گناہوں کے عذاب میں بھی مبتلا ہوگا اور یوں اس کا عذاب بڑھا دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ اس دگنے عذاب میں ذلت سے رہے گا۔ (2)

﴿اِلَّا مَنْ تَابَ: مگر جو توبہ کرے۔﴾ یعنی جو شخص شرک، ناحق قتل، زنا اور دیگر کبیرہ گناہوں سے توبہ کرے، اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لائے اور توبہ کے بعد نیک کام کرے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور اس کی بخشش و مہربانی کے آثار میں سے یہ ہے کہ وہ

1 .....مسلم، کتاب الحدود، باب الحدود کفارات لاهلها، ص۹۳۹، الحدیث: ۴۱(۱۷۰۹).
2 .....تفسیر کبیر، الفرقان، تحت الآیة: ۶۹، ۸/۴۸۴.

www.dawateislami.net

گناہوں سے توبہ کرنے والوں، ایمان لانے والوں اور توبہ وایمان کے بعد نیک عمل کرنے والواں کی برائیاں نیکیوں سے بدل دیتا ہے اور نیک اعمال کرنے پر انہیں ثواب عطا فرماتا ہے۔[1]

برائیوں کو نیکیوں سے بدل دینے کا معنی

مفسرین نے برائیوں کو نیکیوں سے بدل دینے کے مختلف معنی بیان فرمائے ہیں، ان میں سے تین معنی درج ذیل ہیں،

(1).....اس کا معنی یہ ہے کہ برائی کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اسے نیکی کرنے کی توفیق دیدے گا۔

(2).....اس کا یہ معنی ہے کہ برائیوں کو توبہ سے مٹادے گا اور ان کی جگہ ایمان وطاعت وغیرہ نیکیاں ثبت فرمائے گا۔

(3).....اس کا یہ معنی ہے کہ آیت میں بیان گئے اوصاف سے مُتَّصِف لوگوں سے حالتِ اسلام میں جو گناہ ہوئے ہوں گے انہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا۔[2]

اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی اور شانِ کرم

صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”میں یقیناً جانتا ہوں سب کے بعد جنت میں کون داخل ہوگا اور سب سے آخر میں جہنم سے کون نکلے گا۔ ایک شخص ایسا ہوگا جسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا ”اس شخص کے صغیرہ گناہ اس پر پیش کرو چنانچہ اس کے صغیرہ گناہ اس پر پیش کئے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا ”تو نے فلاں دن فلاں فلاں کام کیا تھا؟ وہ شخص اقرار کرے گا اور کہے گا ”میں اپنے اندر ان کاموں سے انکار کی سکت نہیں پاتا اور وہ ابھی اپنے کبیرہ گناہوں سے ڈر رہا ہوگا کہ ان کا حساب نہ شروع ہو جائے۔ اس شخص سے کہا جائے گا: جا تجھے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی دی جاتی ہے۔ حضرت ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”یہ بیان فرماتے ہوئے رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو (اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی اور اس کی شانِ کرم پر) خوشی ہوئی اور چہرۂ اقدس پر سُرور سے تبسُّم کے آثار نمایاں ہوئے۔[3]

1 .....روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ: ۷۰، ۶/۲۴۷، مدارك الفرقان، تحت الآیۃ: ۷۰، ص ۸۱۱، ملتقطاً.
2 .....مدارك، الفرقان، تحت الآیۃ: ۷۰، ص ۸۱۱، خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۷۰، ۳/۳۸۰، ملتقطاً.
3 .....مسلم، کتاب الایمان، باب ادنی اهل الجنّة منزلة فیها، ص ۱۱۹، الحدیث: ۳۱۴(۱۹۰).

www.dawateislami.net

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف رجوع لایا جیسی چاہیے تھی۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف ایسا ہی رجوع کرتا ہے جیسا کرنا چاہیے تھا۔

﴿وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا: اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے۔﴾ یعنی جو شخص اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف ایسا ہی رجوع کرتا ہے جیسا کرنا چاہیے تھا کیونکہ ایسا رجوع اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہے، گناہوں کو مٹانے والا ہے اور ثواب حاصل ہونے کا ذریعہ ہے۔ (1)

گناہوں سے سچی توبہ کرنے کی ترغیب

یاد رہے کہ حقیقی اور سچی توبہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے گناہ کا اقرار کرتے، اس پر ندامت و شرمندگی کا اظہار کرتے اور آئندہ اس گناہ کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی طلب کرے۔ ایسی توبہ ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اور پسندیدہ ہے اور ایسی توبہ ہی حقیقی طور پر فائدہ مند اور گناہوں کو مٹانے والی ہے، چنانچہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جس کے بعد گناہ کی طرف لوٹنا نہ ہو قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری بُرائیاں تم سے مٹا دے اور تمہیں ان باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ

ترجمۂ کنزُالعِرفان: وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے

1 .....روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ: ۷۱، ۶/۲۴۸-۲۴۹.

2 .....التحریم: ۸.

www.dawateislami.net

بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓىٕكَ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا(۱۷) وَ لَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِۚ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَ لَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌؕ اُولٰٓىٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا(۱۸)

فضل سے لازم کرلیا ہے وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے بُرائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی دیر میں توبہ کرلیں ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔ اور ان لوگوں کی توبہ نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہنے لگے اب میں نے توبہ کی اور نہ ان لوگوں کی (کوئی توبہ ہے) جو کفر کی حالت میں مریں۔ ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آیت میں بوقتِ موت توبہ قبول نہ ہونے سے مراد وہ وقت ہے جب موت کے بعد کے احوال نظر آنا شروع ہوجائیں۔

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ گناہوں سے ایسی توبہ کرے جیسی توبہ کرنے کا حق ہے اور اللہ تعالیٰ سے ویسی توبہ کرنے کی توفیق بھی مانگتا رہے جیسی توبہ اس کی بارگاہ میں مقبول اور پسندیدہ ہے۔

وَ الَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَۙ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا(۷۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب بیہودہ پر گزرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے گزر جاتے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی بیہودہ بات کے پاس سے گزرتے ہیں تو اپنی عزت سنبھالتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔

﴿وَ الَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ: اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔﴾ یعنی کامل ایمان والے گواہی دیتے ہوئے جھوٹ نہیں بولتے اور وہ جھوٹ بولنے والوں کی مجلس سے علیحدہ رہتے ہیں، اُن کے ساتھ میل جول نہیں رکھتے۔ (2)

1 .....النساء: ۱۷، ۱۸.

2 .....مدارك، الفرقان، تحت الآیة: ۷۲، ص ۸۱۱.

www.dawateislami.net

جھوٹی گواہی دینے کی مذمت پر 4 اَحادیث

اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹی گواہی نہ دینا اور جھوٹ بولنے سے تعلق نہ رکھنا کامل ایمان والوں کا وصف ہے۔ یاد رہے کہ جھوٹی گواہی دینا انتہائی مذموم عادت ہے اور کثیر اَحادیث میں اس کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے، یہاں ان میں سے 4 اَحادیث ملاحظہ ہوں:

(1).....حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’کبیرہ گناہ یہ ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ کسی کو ناحق قتل کرنا۔ اور جھوٹی گواہی دینا۔‘‘ (1)

(2).....حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم واجب کردے گا۔‘‘ (2)

(3).....حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’جس نے ایسی گواہی دی جس سے کسی مسلمان مرد کا مال ہلاک ہوجائے یا کسی کا خون بہایا جائے، اس نے (اپنے اوپر) جہنم (کا عذاب) واجب کرلیا۔‘‘ (3)

(4).....حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’جو شخص لوگوں کے ساتھ یہ ظاہر کرتے ہوئے چلا کہ یہ بھی گواہ ہے حالانکہ یہ گواہ نہیں وہ بھی جھوٹے گواہ کے حکم میں ہے اور جو بغیر جانے ہوئے کسی کے مقدمہ کی پیروی کرے وہ اللہ تعالیٰ کی ناخوشی میں ہے جب تک اس سے جدا نہ ہوجائے۔‘‘ (4)

﴿وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ: اور جب کسی بیہودہ بات کے پاس سے گزرتے ہیں۔﴾ یعنی جب وہ کسی لغو اور باطل کام میں مصروف لوگوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو اپنی عزت سنبھالتے ہوئے وہاں سے گزر جاتے ہیں۔ اپنے آپ کو لہو و باطل سے مُلَوَّث نہیں ہونے دیتے اور ایسی مجالس سے اِعراض کرتے ہیں۔ (5)

---

1 .....بخاری، کتاب الدیات، باب قول اللّٰہ تعالی: ومن احیاھا، ۴/۳۵۸، الحدیث: ۶۸۷۱.

2 .....ابن ماجه، کتاب الاحکام، باب شهادة الزور، ۳/۱۲۳، الحدیث: ۲۳۷۳.

3 .....معجم الکبیر، عکرمة عن ابن عباس، ۱۱/۱۷۲، الحدیث: ۱۱۵۴۱.

4 .....سنن الکبری للبیهقی، کتاب الوکالة، باب اثم من خاصم او اعان فی خصومة بباطل، ۶/۱۳۶، الحدیث: ۱۱۴۴۴.

5 .....مدارک، الفرقان، تحت الآیة: ۷۲، ص ۸۱۱.

www.dawateislami.net

وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّ عُمْیَانًا ﴿۷۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ کہ جب کہ انہیں ان کے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور وہ لوگ کہ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں کے ساتھ نصیحت کی جاتی ہے تو ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

﴿وَالَّذِیْنَ: اور وہ لوگ۔﴾ یعنی جب کامل ایمان والوں کو ان کے رب عَزَّوَجَلَّ کی آیتوں کے ساتھ نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان پر غفلت کے ساتھ بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے کہ نہ سوچیں نہ سمجھیں بلکہ ہوش وحواس قائم رکھتے ہوئے سنتے ہیں اور چشمِ بصیرت کے ساتھ دیکھتے ہیں اور اس نصیحت سے ہدایت حاصل کرتے ہیں، نفع اٹھاتے ہیں اور ان آیتوں میں دیئے گئے احکام پر عمل کرتے ہیں۔ (1)

قرآن مجید کی آیات کے ذریعے کی جانے والی نصیحت کیسے سننی چاہئے؟

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب قرآن مجید کی آیات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلائی جائیں، اللہ تعالیٰ کی طاعت وفرمانبرداری کرنے اور اس کی رضا حاصل کرنے کی ترغیب دی جائے اور اس کی نافرمانی کرنے پر اس کے غضب وعذاب سے ڈرایا جائے، یونہی جو کام کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے انہیں کرنے اور جن کاموں سے بچنے کا فرمایا ہے ان سے رک جانے پر ابھارا جائے تو ہر مسلمان کو چاہئے کہ ان چیزوں کو بے توجہی کے ساتھ نہ سنے بلکہ کامل توجہ کے ساتھ اور ہوش وحواس قائم رکھتے ہوئے سنے اور ان آیات کے ذریعے جو نصیحت کی گئی اس پر عمل کرے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗؕ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ هَدٰىهُمُ

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو میرے ان بندوں کو خوشخبری سنادو۔ جو کان لگا کر بات سنتے ہیں پھر اس کی بہتر بات کی پیروی

1 ……روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ: ۷۳، ۶/۲۵۲، خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۷۳، ۳/۳۸۰، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

اللّٰهُ وَاُولٰٓىٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ[1]

کرتے ہیں۔ یہ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی اور یہی عقلمند ہیں۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور وہ جو عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

﴿وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ: اور وہ جو عرض کرتے ہیں۔﴾ یعنی کامل ایمان والے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہمیں بیویاں اور اولاد نیک، صالح، متقی عطا فرما تاکہ ان کے اچھے عمل اور ان کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش ہوں۔[2]

مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک

اس سے معلوم ہوا کہ نیک اور پرہیزگار بیوی اور اولاد مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اس کے دل کی خوشی کا باعث ہے۔ نیک بیوی کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

1 .....الزمر: ۱۷، ۱۸.

2 .....مدارك، الفرقان، تحت الآية: ۷٤، ص ۸۱۲.

www.dawateislami.net

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”دنیا مَتاع (یعنی فائدہ اٹھانے کی چیز) ہے اور دنیا کی بہتر متاع نیک عورت ہے۔“ (1)

اور حضرت ابوامامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے بعد مومن کے لیے نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ اگر اسے حکم دیتا ہے تو وہ اطاعت کرتی ہے اور اگر اسے دیکھے تو خوش کردے اور اس پر قسم کھا بیٹھے تو قسم سچی کردے اور کہیں چلا جائے تو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں بھلائی کرے (یعنی اس کی عزت میں خیانت نہ کرے اور اس کا مال ضائع نہ کرے۔) (2)

اور نیک اولاد کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جب انسان مرجاتا ہے تو تین اعمال کے علاوہ اس کے عمل مُنقطع ہوجاتے ہیں۔ (1) صدقہ جاریہ۔ (2) وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا ہو۔ (3) نیک بچہ جو اس کے لئے دعا کرے۔ (3)

﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا: اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔﴾ یعنی ہمیں ایسا پرہیزگار، عبادت گزار اور خدا پرست بنا کہ ہم پرہیزگاروں کی پیشوائی کے قابل ہوں اور وہ دینی اُمور میں ہماری اِقتدا کریں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں دلیل ہے کہ آدمی کو دینی پیشوائی اور سرداری کی رغبت رکھنی اور طلب کرنی چاہئے۔ (4) لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ جب مقصد اچھا ہو نہ یہ کہ حبِ دنیا اور حبِ جاہ کی وجہ سے ہو۔

اُولٰٓىٕكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَ یُلَقَّوْنَ فِیْهَا تَحِیَّةً وَّ سَلٰمًا ﴿۷۵﴾
خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۷۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ان کو جنت کا سب سے اونچا بالا خانہ انعام ملے گا بدلہ ان کے صبر کا اور وہاں مجرے اور سلام کے ساتھ ان کی پیشوائی ہوگی۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور بسنے کی جگہ۔

1 .....مسلم، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا المرأة الصالحة، ص۷۷٤، الحدیث: ۵۹(۱٤۶۷).
2 .....ابن ماجه، کتاب النکاح، باب افضل النساء، ۲/٤۱٤، الحدیث: ۱۸۵۷.
3 .....مسلم، کتاب الوصیة، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاته، ص۸۸۶، الحدیث: ۱٤(۱۶۳۱).
4 .....خازن، الفرقان، تحت الآیة: ۷٤، ۳/۳۸۱.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: انہیں ان کے صبر کے سبب جنت کا سب سے اونچا درجہ انعام میں دیا جائے گا اور اس بلند درجے میں دعائے خیر اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے، کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور قیام کرنے کی جگہ ہے۔

﴿اُولٰٓىٕكَ: انہیں۔﴾ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے صالحین بندوں کے اوصاف ذکر فرمائے، اس کے بعد یہاں اُن کی جزا ذکر فرمائی جارہی ہے۔ چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ڈٹے رہنے، گناہوں سے بچنے، کفار کی طرف سے پہنچنے والی اَذِیَّتوں پر صبر کرنے، اِستقامت کے ساتھ عبادت کرنے اور فقر و فاقہ پر صبر کرتے رہنے کے سبب جنت کا سب سے اونچا درجہ انعام میں دیا جائے گا اور اس بلند درجے میں دعائے خیر اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا۔ یہ استقبال یوں ہوگا کہ فرشتے دعائے خیر اور سلام کے ساتھ ان کی تعظیم و تکریم کریں گے یا یوں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف سلام بھیجے گا۔ مزید ارشاد فرمایا کہ وہ اس بلند درجے میں ہمیشہ رہیں گے، وہ کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور قیام کرنے کی جگہ ہے۔ (1)

قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّیْ لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ یَكُوْنُ لِزَامًا(۷۷) ع ۱۰

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ تمہاری کچھ قدر نہیں میرے رب کے یہاں اگر تم اسے نہ پوجو تو تم نے تو جھٹلایا تو اب ہوگا وہ عذاب کہ لپٹ رہے گا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم فرماؤ: میرا رب تمہاری کوئی قدر نہیں فرمائے گا اگر تم اس کی عبادت نہ کرو تو تم نے تو جھٹلایا تو اب عذاب (تم پر) ہمیشہ رہے گا۔

1 .....مدارك، الفرقان، تحت الآیة: ۷۵، ص ۸۱۲، خازن، الفرقان، تحت الآیة: ۷۵-۷۶، ۳/۳۸۱، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

﴿قُلْ: تم فرماؤ۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ اہلِ مکہ سے فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی اطاعت اور عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے، اگر تم نے میرے رب عَزَّوَجَلَّ کی عبادت نہ کی تو وہ تمہاری کوئی قدر نہیں فرمائے گا اور وہ تمہاری قدر کیسے فرمائے گا حالانکہ تم نے اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور اس کی کتاب کو جھٹلایا ہے تو اب تم پر دنیا میں ہلاکت کے بعد آخرت کا دائمی عذاب ہوگا۔ (1)

1 .....خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۷۷، ۳/۳۸۱، جلالین، الفرقان، تحت الآیۃ: ۷۷، ص۳۰۹، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

سُوْرَۃُ الشُّعَرَآء

سورۂ شعراء کا تعارف

مقامِ نزول

سورۂ شعراء آخری چار آیتوں کے علاوہ مکیہ ہے، وہ چار آیتیں "وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ" سے شروع ہوتی ہیں۔ (1)

رکوع اور آیات کی تعداد

اس سورت میں 11 رکوع اور 227 آیتیں ہیں۔

''شعراء'' نام رکھنے کی وجہ

شعراء، شاعر کی جمع ہے جس کا معنی واضح ہے۔ اس سورت کی آیت نمبر 224 سے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے خلاف شاعری کرنے والے مشرکین کی مذمت بیان کی گئی ہے، اس مناسبت سے اس سورت کا نام ''سورۂ شعراء'' رکھا گیا۔

سورۂ شعراء کی فضیلت

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے تورات کی جگہ (قرآن پاک کی ابتدائی) سات (لمبی) سورتیں عطا کیں اور انجیل کی جگہ راءات (یعنی وہ سورتیں) عطا کیں (جن کے شروع میں لفظ ''ر'' موجود ہے) اور زبور کی جگہ طواسین (یعنی وہ سورتیں جن کے شروع میں "طٰسٓمٓ" ہے) اور حوامیم (یعنی وہ سورتیں جن کے شروع میں حٰمٓ ہے) کے مابین سورتیں عطا فرمائیں اور مجھے حوامیم اور مُفَصَّل سورتوں کے ذریعے (ان انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر) فضیلت دی گئی اور مجھ سے پہلے ان سورتوں کو کسی نبی نے نہیں پڑھا۔ (2)

سورۂ شُعراء کے مَضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے واحد و یکتا ہونے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

1 ..... خازن، تفسیر سورۃ الشعراء، ۳/۳۸۱.

2 ..... کنز العمال، کتاب الاذکار، قسم الاقوال، ۱/۲۸۵، الحدیث: ۲۵۷۸، الجزء الاول.

www.dawateislami.net

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اللہ تعالیٰ کا نبی اور رسول ہونے، موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور اسلام کے دیگر عقائد کو دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، نیز اس سورت میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں،

(1).....اس سورت کی ابتداء میں قرآن پاک کی عظمت وشان اور ہدایت کے معاملے میں اس کا ہدف بیان کیا گیا۔

(2)..... نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر قرآن پاک وحی کی صورت میں نازل ہونے کو ثابت کیا گیا اور کفارِ مکہ کے رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی رسالت پر ایمان لانے سے اِعراض کرنے پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تسلی دی گئی۔

(3).....نباتات کی تخلیق سے اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت پر اِستدلال کیا گیا۔

(4).....سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو جھٹلانے والے کفار کو نصیحت کرنے کے لئے پچھلے انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی امتوں کے واقعات بیان کئے گئے اور اس سلسلے میں سب سے پہلے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ بیان کیا گیا اور اس واقعے میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے معجزات، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بارے میں فرعون اور اس کی قوم کے ساتھ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ہونے والا مُکالمہ، روشن نشانیوں کے ساتھ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تائید و مدد کئے جانے اور جادوگروں کے ایمان لانے کو ذکر کیا گیا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا وہ واقعہ بیان کیا گیا جس میں انہوں نے اپنے عُرفی باپ آزر اور اپنی قوم کا بتوں کی پوجا کرنے کے معاملے میں رد کیا اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و یکتائی کو ثابت کیا۔ اس کے بعد حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط اور حضرت شعیب عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعات بیان کئے گئے اور انہی واقعات کے ضِمن میں رسولوں کو جھٹلانے والوں کا عبرتناک انجام بیان کیا گیا۔

(5).....نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں کو جنت کی بشارت دی گئی اور آخرت کا انکار کرنے والے کافروں کو برے عذاب کی وعید سنائی گئی۔

(6).....اس بات کو ثابت کیا گیا کہ قرآن مجید شیطانوں کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی وحی ہے اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کوئی شاعر یا کاہن نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے عظیم رسول ہیں جو اس کے احکام اپنے خاندان والوں اور پوری امت تک پہنچاتے ہیں۔

www.dawateislami.net

سورۂ فرقان کے ساتھ مناسبت

سورۂ شعراء کی اپنے سے ماقبل سورت ”فرقان“ کے ساتھ **ایک مناسبت** یہ ہے کہ سورۂ فرقان کی ابتداء قرآن پاک کی تعظیم سے ہوئی اور سورۂ شعراء کی ابتداء بھی قرآن پاک کی تعظیم سے ہوئی۔ **دوسری مناسبت** یہ ہے کہ سورۂ فرقان میں جس ترتیب سے انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعات اِجمالی طور پر بیان کئے گئے اُسی ترتیب سے سورۂ شعراء میں ان کے واقعات تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں، اور **تیسری مناسبت** یہ ہے کہ سورۂ فرقان کے آخر میں کفار کی مذمت اور مسلمانوں کی مدح بیان ہوئی اور سورۂ شعراء کے آخر میں بھی کفار کی مذمت اور مسلمانوں کی مدح بیان ہوئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

طٰسٓمٓ ۝۱ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۝۲

ترجمۂ کنزالایمان: یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: طٰسٓمٓ۔ یہ ظاہر کرنے والی کتاب کی آیتیں ہیں۔

﴿طٰسٓمٓ﴾ یہ حروفِ مُقَطَّعات میں سے ایک حرف ہے اور اس کی مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہی بہتر جانتے ہیں۔

﴿تِلْكَ﴾: یہ۔ یعنی اِس سورت کی آیتیں اُس قرآن کی آیتیں ہیں جس کا مُعْجِز یعنی دوسروں کو مقابلے سے عاجز کر دینے والا نیز اللہ تعالیٰ کا کلام ہونا روشن و ظاہر ہے اور جس کا حق کو باطل سے ممتاز کرنے والا ہونا واضح ہے۔ اگر اس کی یہ شان

www.dawateislami.net

نہ ہوتی تو لوگ اس کی مثل لانے پر ضرور قادر ہو جاتے اور اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز نہ رہتے۔ (1)

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۳

ترجمۂ کنزالایمان: کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے غم میں کہ وہ ایمان نہیں لائے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: (اے حبیب!) کہیں آپ اپنی جان کو ختم نہ کر دو اس غم میں کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

﴿ **لَعَلَّكَ: کہیں آپ۔** ﴾ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اس بات کی شدید خواہش تھی کہ اہلِ مکہ ایمان لے آئیں، لیکن جب وہ ایمان نہ لائے اور کفارِ مکہ نے حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو جھٹلایا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ان کی ایمان سے محرومی کی وجہ سے قلبی طور پر بہت دکھ ہوا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی اور اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تسلی دیتے ہوئے رحمت و کرم کے انداز میں خطاب فرمایا کہ ”اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، قرآن مجید حق کو بیان کرنے میں انتہا کو پہنچا ہوا ہے اور کفارِ مکہ میں سے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم میں ایمان سے محروم ہیں وہ قرآنِ کریم کی آیات سن کر بھی ایمان نہیں لائیں گے، اس لئے آپ ان کے ایمان قبول نہ کرنے پر اتنا غم نہ کریں کہ آپ کی جان ہی چلی جائے۔ (2)

رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مخلوق پر انتہائی کرم نوازی

اس آیت میں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے انتہائی محبوبیت کے اظہار کے ساتھ ساتھ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مخلوق پر انتہائی کرم نوازی کا بھی ذکر ہے۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی امت پر کرم نوازی دنیا میں تو ہے ہی، آخرت میں یہ رحمت و شفقت اپنے مرتبۂ کمال کو پہنچی ہوئی ہوگی۔

اِدھر امّت کی حسرت پر اُدھر خالق کی رحمت پر ترالا طَور ہوگا گردشِ چشمِ شفاعت کا

1 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲، ۶/۲۶۱، جلالین، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲، ص۳۰۹، ملتقطاً.

2 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۳، ۳/۳۸۲، تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیۃ: ۳، ۸/۴۹۰، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِیْنَ ۴

ترجمۂ کنزالایمان: اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ان پر کوئی نشانی اتاریں کہ ان کے اونچے اونچے اس کے حضور جھکے رہ جائیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے کوئی نشانی اتاریں تو ان کے بڑے بڑے سردار اُس نشانی کے آگے جھکے رہ جائیں۔

﴿اِنْ نَّشَاْ: اگر ہم چاہیں۔﴾ اس آیت میں مزید تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان کے ایمان قبول نہ کرنے کی وجہ سے غمزدہ نہ ہوں، اگر ہمیں ان کا ایمان قبول کر لینا منظور ہوتا تو ہم ضرور ان پر ایسی نشانی اتار دیتے جس کی وجہ سے ان کے بڑے بڑے بھی اس نشانی کے سامنے جھک جاتے، لیکن ہمیں ان کی شَقاوت معلوم ہے، اس لئے ہم ان کے سامنے ایسی کوئی نشانی نہیں اتارتے، لہٰذا آپ زیادہ غم فرما کر اپنی جان کو مشقت میں نہ ڈالیں۔

وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِیْنَ ۵ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۶

ترجمۂ کنزالایمان: اور نہیں آتی ان کے پاس رحمٰن کی طرف سے کوئی نئی نصیحت مگر اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ تو بیشک انہوں نے جھٹلایا تو اب ان پر آیا چاہتی ہیں خبریں ان کے ٹھٹھے کی۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ان کے پاس رحمٰن کی طرف سے کوئی نئی نصیحت نہیں آتی مگر وہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ تو

www.dawateislami.net

بیشک انہوں نے جھٹلایا تو اب ان پر اس کی خبریں آئیں گی جس کا یہ مذاق اُڑاتے تھے۔

﴿وَمَا یَاْتِیْهِمْ: اور ان کے پاس نہیں آتی۔﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے تنبیہ اور نصیحت پر مشتمل ایک کے بعد ایک آیت نازل فرمائی اور ان کفار کا حال یہ ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نئی نصیحت اور وحی نازل ہوتی ہے تو وہ اس کا انکار کرتے چلے جاتے ہیں اور یوں دم بدم ان کا کفر بڑھتا جاتا ہے۔ (1)

﴿فَقَدْ كَذَّبُوْا: تو بیشک انہوں نے جھٹلایا۔﴾ اس آیت میں قرآن مجید کا انکار کرنے پر مشرکوں کو وعید سنائی گئی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو قرآن لے کر ان مشرکوں کے پاس تشریف لائے ہیں، انہوں نے اسے جادو، شعر اور سابقہ لوگوں کی کہانیاں کہہ کر جھٹلایا تو عنقریب جب انہیں (دنیا میں قتل یا آخرت میں جہنم کا) عذاب پہنچے گا تب انہیں خبر ہوگی کہ قرآن مجید اور رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو جھٹلانے کا یہ انجام ہے اور جب جھٹلانے کا نتیجہ ظاہر ہو گیا تو اس کے بعد ان کی شرمندگی اور ندامت کوئی فائدہ نہ دے گی۔ (2)

اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ ۝۷ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۸ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝۹ ع

ترجمۂ کنزالایمان: کیا انہوں نے زمین کو نہ دیکھا ہم نے اس میں کتنے عزت والے جوڑے اُگائے۔ بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان کے اکثر ایمان لانے والے نہیں۔ اور بیشک تمہارا رب ضرور وہی عزت والا مہربان ہے۔

1 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۵، ۶/۲۶۲-۲۶۳، مدارک، الشعراء، تحت الآیۃ: ۵، ص۸۱۴، ملتقطاً.

2 .....مدارک، الشعراء، تحت الآیۃ: ۶، ص۸۱۴، تفسیر طبری، الشعراء، تحت الآیۃ: ۶، ۹/۴۳۳، روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۶، ۶/۲۶۳، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کیا انہوں نے زمین کی طرف نہ دیکھا کہ ہم نے اس میں کتنی قسموں کے اچھے جوڑے اگائے۔ بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان کے اکثر ایمان والے نہیں۔ اور بیشک تمہارا رب ہی یقیناً بہت عزت والا، مہربان ہے۔

﴿اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ: کیا انہوں نے زمین کی طرف نہ دیکھا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی آیات سے منہ پھیرنے والے، انہیں جھٹلانے والے اور ان کا مذاق اڑانے والے مشرکین نے کیا زمین کے عجائبات کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں کتنی قسموں کی نباتات کے اچھے جوڑے اگائے اور ان سے انسان و جانور دونوں نفع اٹھاتے ہیں۔ (1)

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ: بیشک اس میں۔﴾ یعنی زمین میں کتنی قسموں کے اچھے جوڑے اگائے جانے میں عظیم نشانی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال، اس کے علم کی کثرت اور اس کی رحمت کی وسعت پر دلالت کرتی ہے اور یہ چیزیں ایمان قبول کرنے کی طرف راغب کرنے والی اور کفر سے روکنے والی ہیں اور اس کے باوجود ان مشرکوں میں سے اکثر ایمان قبول کرنے والے نہیں کیونکہ یہ کفر و گمراہی میں ڈوبے ہوئے اور سرکشی و جہالت میں مُنْہَمِک ہیں۔ (2)

بعض مفسرین نے اس آیت کا یہ معنی بھی بیان کیا ہے کہ وہ لوگ جو قیامت میں دوبارہ زندہ کئے جانے کے منکر ہیں ان کیلئے زمین میں مختلف قسموں کی بہترین اور نفع بخش چیزوں کی پیدائش میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ قیامت میں لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ جو رب تعالیٰ مردہ زمین سے ایسی بہترین نباتات پیدا کرنے پر قادر ہے تو وہ ہرگز اس بات سے عاجز نہیں کہ مردوں کے بکھرے ہوئے اَجزاء جمع کر کے قبروں سے انہیں زندہ اٹھائے۔ لیکن ان میں سے اکثر قیامت کے دن اٹھائے جانے پر ایمان نہیں لاتے۔ (3)

﴿وَ اِنَّ رَبَّكَ: اور بیشک تمہارا رب۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ ہی یقینی طور پر عزت والا ہے، وہی غالب اور کافروں کو سزا دینے پر قدرت رکھنے والا ہے اور وہی بہت بڑا مہربان ہے اور اسی نے اپنی رحمت سے مشرکوں کی فوری گرفت نہیں فرمائی بلکہ انہیں (اپنا حال سنوار لینے کی) مہلت دی ہے۔ (4)

1 ……روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۷، ۶/۲۶۳.
2 ……روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۸، ۶/۲۶۳.
3 ……تفسیر طبری، الشعراء، تحت الآیۃ: ۸، ۹/۴۳۴.
4 ……روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۹، ۶/۲۶۴.

www.dawateislami.net

وَ اِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰۤى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے موسیٰ کو ندا فرمائی کہ ظالم لوگوں کے پاس جا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے موسیٰ کو ندا فرمائی کہ ظالم لوگوں کے پاس جاؤ۔

﴿وَ اِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰى: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے موسیٰ کو ندا فرمائی۔﴾ یہاں سے مشرکوں کی طرف سے پہنچنے والی اَذِیَّتوں پر اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تسلی دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے پچھلے انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی قوموں کے واقعات بیان فرمائے ہیں، ان کی ترتیب یہ ہے۔ (1) حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ۔ (2) حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ۔ (3) حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ۔ (4) حضرت ہود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ۔ (5) حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ۔ (6) حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ۔ (7) حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ۔ اس سے پہلے (متعدد سورتوں میں) ان انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعات گزر چکے ہیں، ان واقعات کو بار بار ذکر کرنے سے (ایک) مقصود یہ (بھی) ہے کہ مومن کے ایمان میں اضافہ ہو اور کافر پر مزید حجت قائم ہو جائے۔ (1)

اس آیت سے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعے کی ابتداء کی جا رہی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ وہ وقت یاد کریں جب آپ کے رب عَزَّوَجَلَّ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اس وقت ندا فرمائی جب وہ مَدْیَن سے لوٹے اور انہوں نے رات میں درخت اور آگ دیکھی، اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ اے موسیٰ! تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے کفر اور گناہوں کا اِرتکاب کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ (2)

نوٹ: حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور فرعون کا واقعہ سورۂ اَعراف، سورۂ یونس، سورۂ ہود، سورۂ طٰہٰ اور سورۂ

1 .....البحر المحیط، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۰، ۷/۷، صاوی، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۰، ۴/۱۴۵۳، ملتقطاً.

2 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۰، ۶/۲۶۵.

www.dawateislami.net

مؤمنون میں گزر چکا ہے۔

قَوْمَ فِرْعَوْنَؕ اَلَا یَتَّقُوْنَ ﴿۱۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جو فرعون کی قوم ہے کیا وہ نہ ڈریں گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جو فرعون کی قوم ہے، کیا وہ نہیں ڈریں گے؟

﴿قَوْمَ فِرْعَوْنَ: جو فرعون کی قوم ہے۔﴾ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بنی اسرائیل کی طرف بھی رسول بنا کر بھیجا گیا تھا مگر یہاں جو پیغام مذکور ہے وہ خاص فرعون کی قوم قِبط کی طرف ہے تاکہ اُنہیں اُن کی بدکرداری پر زَجر فرمائیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے فرمایا کہ تم ظالم لوگوں کے پاس جاؤ اور وہ فرعون کی قوم ہے، انہوں نے کفر اور گناہوں کا اِرتکاب کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور بنی اسرائیل کو غلام بنا کر اور انہیں طرح طرح کی ایذائیں پہنچا کر اُن پر ظلم کیا۔ کیا وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈریں گے اور اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لا کر اور اس کی فرمانبرداری کر کے اس کے عذاب سے نہ بچائیں گے؟[1]

قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ﴿۱۲﴾ وَ یَضِیْقُ صَدْرِیْ وَ لَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ﴿۱۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: عرض کی اے میرے رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔ اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی تو تُو ہارون کو بھی رسول کر۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: عرض کی: اے میرے رب! میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔ اور میرا سینہ

1 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۰-۱۱، ۳/۳۸۳.

www.dawateislami.net

تنگ ہوگا اور میری زبان نہیں چلتی تو تُو ہارون کو بھی رسول بنا دے۔

﴿قَالَ: عرض کی۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم سن کر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی ”اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے اور ان کے جھٹلانے سے میرا سینہ تنگ ہوگا اور میں نے بچپن میں جو آگ کا انگارہ منہ میں رکھا تھا اس کی وجہ سے مجھے گفتگو کرنے میں بھی کچھ تکلُّف ہوتا ہے تو تو میرے بھائی ہارون کو بھی رسول بنا دے تاکہ وہ رسالت کی تبلیغ میں میری مدد کریں۔ جس وقت حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو شام میں نبوت عطا کی گئی اس وقت حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام مصر میں تھے۔ (1)

وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۱۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور ان کا مجھ پر ایک الزام ہے تو میں ڈرتا ہوں کہیں مجھے قتل کر دیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ان کا مجھ پر ایک الزام ہے تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔

﴿وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْۢبٌ: اور ان کا مجھ پر ایک الزام ہے۔﴾ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے مزید عرض کی کہ اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، ان فرعونیوں کا مجھ پر قتل کا ایک الزام ہے کہ میں نے قبطی کو مارا تھا تو مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ اگر میں اکیلا گیا تو کہیں وہ مجھے رسالت کی ادائیگی سے پہلے ہی اس کے بدلے میں قتل نہ کر دیں جبکہ حضرت ہارون پر ان کا کوئی الزام نہیں۔ (2)

قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿۱۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: فرمایا یوں نہیں تم دونوں میری آیتیں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ سنتے ہیں۔

1 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۲-۱۳، ۳/۳۸۳، مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۲-۱۳، ص ۸۱۵، ملتقطاً.

2 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۴، ص ۸۱۵، روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۴، ۶/۲۶۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: (اللہ نے) فرمایا: ہرگز نہیں، تم دونوں ہمارے معجزات لے کر جاؤ، ہم تمہارے ساتھ ہیں، خوب سننے والے ہیں۔

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے فرمایا: ”وہ تمہیں ہرگز قتل نہیں کر سکیں گے کیونکہ میں انہیں آپ پر مُسَلَّط نہیں ہونے دوں گا بلکہ آپ کو ان پر غالب فرما دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی درخواست منظور فرما کر حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بھی نبی بنا دیا اور دونوں کو حکم دیا کہ ”تم دونوں میرے دیئے ہوئے معجزات لے کر جاؤ، ہم اپنی مدد و نصرت کے ذریعے تمہارے ساتھ ہیں اور جو تم کہو اور جو تمہیں جواب دیا جائے اسے خوب سننے والے ہیں۔ (1)

فَاْتِیَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ﴿۱۶﴾ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ؕ﴿۱۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو فرعون کے پاس جاؤ پھر اس سے کہو ہم دونوں اس کے رسول ہیں جو رب ہے سارے جہاں کا۔ کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو چھوڑ دے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو فرعون کے پاس جاؤ پھر اس سے کہو: بیشک ہم دونوں اس کے رسول ہیں جو تمام جہانوں کا مالک ہے۔ کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔

﴿اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا: کہ تو ہمارے ساتھ بھیج دے۔﴾ فرعون نے چار سو برس تک بنی اسرائیل کو غلام بنائے رکھا تھا اور اس وقت بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تیس ہزار تھی اللہ تعالیٰ کا یہ حکم پا کر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام مصر کی طرف روانہ ہوئے، آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پشمینہ کا جبہ پہنے ہوئے تھے، دستِ مبارک میں عصا تھا اور عصا کے سرے میں زنبیل لٹکی

1 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۵، ۳/ ۳۸۳، مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۵، ص ۸۱۵-۸۱۶، روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۵، ۶/ ۲۶۶، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

ہوئی تھی جس میں سفر کا توشہ تھا۔ اس شان سے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام مصر میں پہنچ کر اپنے مکان میں داخل ہوئے۔ حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام وہیں تھے، آپ نے انہیں خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر فرعون کی طرف بھیجا ہے اور آپ کو بھی رسول بنایا ہے کہ فرعون کو خدا کی طرف دعوت دو۔ یہ سن کر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی والدہ صاحبہ گھبرائیں اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے کہنے لگیں کہ فرعون تمہیں قتل کرنے کے لئے تمہاری تلاش میں ہے، جب تم اس کے پاس جاؤ گے تو وہ تمہیں قتل کر دے گا لیکن حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اُن کے یہ فرمانے سے نہ رکے اور حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ساتھ لے کر رات کے وقت فرعون کے دروازے پر پہنچے۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا ”میں سب جہانوں کے رب کا رسول موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہوں۔ فرعون کو خبر دی گئی اور صبح کے وقت آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بلائے گئے۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس کے پاس پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی رسالت ادا کی اور فرعون کے پاس جو حکم پہنچانے پر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام مامور کئے گئے تھے وہ پہنچایا۔ فرعون نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو پہچان لیا کیونکہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اسی کے گھر میں پلے بڑھے تھے۔ (1)

قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّلَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِیْنَ ﴿۱۸﴾
وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بولا کیا ہم نے تمہیں اپنے یہاں بچپن میں نہ پالا اور تم نے ہمارے یہاں اپنی عمر کے کئی برس گزارے۔ اور تم نے کیا اپنا وہ کام جو تم نے کیا اور تم ناشکر تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: (فرعون نے) کہا: کیا ہم نے تمہیں اپنے ہاں بچپن میں نہ پالا؟ اور تم نے ہمارے یہاں اپنی عمر کے کئی سال گزارے۔ اور تم نے اپنا وہ کام کیا جو تم نے کیا اور تم شکریہ ادا کرنے والوں میں سے نہیں ہو۔

﴿قَالَ: کہا۔﴾ جب فرعون نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو پہچان لیا تو احسان جتاتے ہوئے آپ سے کہا: کیا ہم

(1) ..... خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۷، ۳/۳۸۳-۳۸۴.

www.dawateislami.net

نے تمہیں اپنے شاہی محل میں بچپن میں نہ پالا؟ اور تم نے ہمارے محل میں اپنی عمر کے کئی سال گزارے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرعون کے محل میں تیس سال گزارے اور اس زمانے میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام فرعون کے عمدہ لباس پہنتے تھے اور اس کی سواریوں میں سوار ہوتے تھے اور اس کے فرزند کے طور پر مشہور تھے۔ (1)

﴿وَفَعَلْتَ: اور تم نے کیا۔﴾ فرعون نے مزید یہ کہا کہ اے موسیٰ! تم نے ہمارے احسانات کے باوجود قبطی کو قتل کیا اور تم شکریہ ادا کرنے والوں میں سے نہیں ہو کیونکہ تم نے ہماری نعمت کی شکر گزاری نہ کی اور ہمارے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ (2)

قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۲۰﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُكْمًا وَّ جَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۲۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: موسیٰ نے فرمایا میں نے وہ کام کیا جب کہ مجھے راہ کی خبر نہ تھی۔ تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جب کہ تم سے ڈرا تو میرے رب نے مجھے حکم عطا فرمایا اور مجھے پیغمبروں سے کیا۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: موسیٰ نے فرمایا: میں نے وہ کام اس وقت کیا تھا جبکہ مجھے راہ کی خبر نہ تھی۔ پھر جب میں نے تم لوگوں سے ڈر محسوس کیا تو میں تمہارے پاس سے نکل گیا تو میرے رب نے مجھے حکمت عطا فرمائی اور مجھے رسولوں میں سے کر دیا۔

﴿قَالَ: موسیٰ نے فرمایا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرعون سے فرمایا ”میں نے قبطی والا وہ کام اس وقت کیا تھا جب میں نہ جانتا تھا کہ گھونسہ مارنے سے وہ شخص مر جائے گا کیونکہ میرا مارنا ادب سکھانے کیلئے تھا نہ کہ قتل کرنے کیلئے۔ پھر جب میں نے تم لوگوں سے ڈر محسوس کیا کہ اس کے بدلے تم مجھے قتل کر دو گے تو میں تمہارے پاس سے مَدیَن شہر کی طرف نکل گیا اور مدین سے مصر آتے وقت کوہِ طور کے پاس مجھے میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے حکم عطا فرمایا اور مجھے رسولوں میں سے کر دیا۔ یہاں حکم سے نبوت یا علم مراد ہے۔ (3)

1 .....جلالین، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۸، ص ۳۱۰، روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۸، ۶/۲۶۷، ملتقطاً.
2 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۹، ۳/۳۸۴، ملتقطاً.
3 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۰-۲۱، ۳/۳۸۴، مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۰-۲۱، ص۸۱۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ کوئی نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان جتاتا ہے کہ تو نے غلام بنا کر رکھے بنی اسرائیل۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور یہ کون سی نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان جتا رہا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا کر رکھا۔

﴿وَتِلْكَ: اور یہ۔﴾ فرعون نے جو احسان جتایا تھا اس کے جواب میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: ”اس میں تیرا کیا احسان ہے کہ تم نے میری تربیت کی اور بچپن میں مجھے اپنے پاس رکھا، کھلایا اور پہنایا کیونکہ میرا تجھ تک پہنچنے کا سبب تو یہی ہوا کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنایا اور اُن کی اولادوں کو قتل کیا، تیرے اس عظیم ظلم کی وجہ سے میرے والدین میری پرورش نہ کر سکے اور مجھے دریا میں ڈالنے پر مجبور ہوئے، اگر تو ایسا نہ کرتا تو میں اپنے والدین کے پاس ہی رہتا، اس لئے یہ بات کیا اس قابل ہے کہ اس کا احسان جتایا جائے۔[1] اسے دوسرے الفاظ میں یوں سمجھ لیں کہ کوئی شخص کسی بچے کے باپ کو قتل کر کے بچہ گود میں لے اور اس کی پرورش کرے پھر بڑا ہونے پر اسے احسان جتلائے کہ بیٹا تو یتیم و لاوارث تھا میں نے تجھ پر احسان کیا اور تجھے پال پوس کر بڑا کیا۔ تو اس کے جواب میں وہ بچہ کیا کہے گا۔ وہ یہی کہے گا کہ اپنا احسان اپنے پاس سنبھال کر رکھ۔ مجھے پالنا تو تجھے یاد ہے لیکن یہ تو بتا کہ مجھے یتیم و لاوارث بنایا کس نے تھا؟

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۲۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: فرعون بولا اور سارے جہان کا رب کیا ہے۔ موسیٰ نے فرمایا رب آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تمہیں یقین ہو۔

1 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۲، ۶/۲۶۸، ملخصاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: فرعون نے کہا: اور سارے جہان کا رب کیا چیز ہے؟ موسیٰ نے فرمایا: آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے وہ سب کا رب ہے، اگر تم یقین کرنے والے ہو۔

﴿قَالَ فِرْعَوْنُ: فرعون نے کہا۔﴾ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اس تقریر سے فرعون لاجواب ہوگیا اور اس نے اُسلوبِ کلام بدلا اور یہ گفتگو چھوڑ کر دوسری بات شروع کردی کہ سارے جہان کا رب کیا چیز ہے جس کے تم اپنے آپ کو رسول بتاتے ہو۔ (1)

﴿قَالَ: موسیٰ نے فرمایا۔﴾ بعض مفسرین کے نزدیک فرعون کا سوال چیز کی جنس کے بارے میں تھا اور اللہ تعالیٰ چونکہ جنس اور ماہیت سے پاک ہے اس لئے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے افعال اور اس کی قدرت کے وہ آثار ذکر فرمائے جن کی مثل لانے سے مخلوق عاجز ہے، چنانچہ فرمایا کہ سارے جہان کا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے، ان سب کو پیدا کرنے والا ہے، اگر تم لوگ اَشیاء کو دلیل سے جاننے کی صلاحیت رکھتے ہو تو ان چیزوں کی پیدائش اُس کے وجود کی کافی دلیل ہے۔ اس مفہوم کے اعتبار سے آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہر شخص سے اس کے لائق گفتگو کرنی چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں ”ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کریں۔ (2)

بعض مفسرین کے نزدیک فرعون کا سوال اللہ تعالیٰ کی صفت کے بارے میں تھا اس لئے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے یہاں جو جواب دیا وہ فرعون کے سوال کے مطابق ہے۔ یاد رہے کہ اِیقان اس علم کو کہتے ہیں جو اِستدلال سے حاصل ہو، اسی لئے اللہ تعالیٰ کی شان میں مُوقِن نہیں کہا جاتا۔ (3)

قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَ رَبُّ اٰبَآىٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۶﴾

1 .....ابو سعود، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۳، ۴/۱۵۹، ملخصاً.
2 .....مسند الفردوس، باب الالف، ۱/۳۹۸، الحدیث: ۱۶۱۱.
3 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۴، ۳/۳۸۴، مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۴، ص۸۱۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اپنے آس پاس والوں سے بولا کیا تم غور سے سنتے نہیں۔ موسیٰ نے فرمایا رب تمہارا اور تمہارے اگلے باپ داداؤں کا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: (فرعون نے) اپنے آس پاس والوں سے کہا: کیا تم غور سے نہیں سن رہے؟ موسیٰ نے فرمایا: وہ تمہارا رب ہے اور تمہارے پہلے باپ داداؤں کا رب ہے۔

﴿قَالَ: کہا۔﴾ اس آیت اور بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ فرعون کے آس پاس اس کی قوم کے سرداروں میں سے پانچ سو شخص زیوروں سے آراستہ زریں کرسیوں پر بیٹھے تھے اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا جواب سن کر تعجب کرتے ہوئے فرعون نے ان سے کہا ”کیا تم غور سے نہیں سنتے“ اس کا مطلب یہ تھا کہ میں نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے سارے جہان کے رب کی ماہیت پوچھی ہے اور یہ اِس کے جواب میں اُس کے افعال اور آثار بتا رہے ہیں اور بعض مفسرین کے نزدیک فرعون کا یہ کہنا اس معنی میں تھا کہ وہ لوگ آسمان اور زمین کو قدیم سمجھتے تھے اور ان کے حادث ہونے کا انکار کرتے تھے اور مطلب یہ تھا کہ جب یہ چیزیں قدیم ہیں تو ان کے لئے ربّ کی کیا حاجت ہے۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان چیزوں سے اِستدلال پیش کرنے کی ضرورت محسوس فرمائی جن کا حادث ہونا اور جن کا فنا ہو جانا ان کے مشاہدہ میں آ چکا تھا، چنانچہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا کہ اگر تم دوسری چیزوں سے استدلال نہیں کر سکتے تو خود تمہاری جانوں سے استدلال پیش کیا جاتا ہے، سنو! تم لوگ اپنے آپ کے بارے میں جانتے ہو کہ پیدا ہوئے ہو اور اپنے باپ دادا کے بارے میں جانتے ہو کہ وہ فنا ہو گئے تو تمہاری اپنی پیدائش اور تمہارے باپ دادا کے فنا ہو جانے میں اس رب تعالیٰ کے وجود کا ثبوت موجود ہے جو پیدا کرنے والا اور فنا کر دینے والا ہے۔ (1)

قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْۤ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بولا تمہارے یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ضرور عقل نہیں رکھتے۔

1 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۵-۲۶، ۳/۳۸۵، مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۵-۲۶، ص۸۱۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: (فرعون نے) کہا: بیشک تمہارا یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے ضرور دیوانہ ہے۔

﴿قَالَ: کہا۔﴾ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا جواب سن کر فرعون نے کہا: بیشک تمہارا یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے ضرور دیوانہ ہے کہ یہ سوال ہی نہیں سمجھ سکا تو اس کا جواب کیا دے گا۔ بعض مفسرین کے نزدیک فرعون نے یہ اس لئے کہا کہ وہ اپنے سوا کسی معبود کے وجود کا قائل نہ تھا اور جو اس کے معبود ہونے کا اعتقاد نہ رکھے اس کو وہ خارج از عقل کہتا تھا اور حقیقۃً اس طرح کی گفتگو آدمی کی زبان پر اس وقت آتی ہے جب وہ عاجز ہو چکا ہو، لیکن حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ہدایت کے فریضہ کو علیٰ وجہِ الکمال ادا کیا اور اس کی اس تمام لایعنی گفتگو کے باوجود پھر مزید بیان کی طرف متوجہ ہوئے۔

قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: موسیٰ نے فرمایا رب پورب اور پچھّم کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تمہیں عقل ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: موسیٰ نے فرمایا: وہ مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے اگر تمہیں عقل ہو۔

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: سارے جہان کا رب وہ ہے جو مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے، اگر تمہیں عقل ہو تو جو بات میں نے بیان کی اس سے اللہ تعالیٰ کے وجود پر استدلال کر سکتے ہو کیونکہ مشرق سے سورج کا طلوع کرنا اور مغرب میں غروب ہو جانا اور سال کی فصلوں میں ایک مُعَیَّن حساب پر چلنا اور ہواؤں اور بارشوں وغیرہ کے نظام یہ سب اس کے وجود و قدرت پر دلالت کرتے ہیں۔ (1)

قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ ﴿۲۹﴾

1 .....ابو سعود، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۸، ۴/ ۱۶۰، مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۸، ص ۸۱۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: بولا اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو خدا ٹھہرایا تو میں ضرور تمہیں قید کر دوں گا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: (فرعون نے) کہا: (اے موسیٰ!) اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں ضرور تمہیں قید کر دوں گا۔

﴿قَالَ: کہا۔﴾ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا یہ جواب سن کر فرعون حیران رہ گیا اور اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار کا انکار کرنے کی کوئی راہ باقی نہ رہی اور اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو اس نے کہا: اے موسیٰ! عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں ضرور تمہیں قید کر دوں گا۔ فرعون کی قید قتل سے بدتر تھی، اس کا جیل خانہ تنگ و تاریک اور گہرا گڑھا تھا، اس میں اکیلا ڈال دیتا تھا، نہ وہاں کوئی آواز سنائی دیتی تھی اور نہ کچھ نظر آتا تھا۔ (1)

قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۳۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: فرمایا کیا اگرچہ میں تیرے پاس کوئی روشن چیز لاؤں۔ کہا تو لاؤ اگر سچے ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: موسیٰ نے فرمایا: کیا اگرچہ میں تیرے پاس کوئی روشن چیز لے آؤں۔ (فرعون نے) کہا: (اے موسیٰ!) اگر تم سچوں میں سے ہو تو وہ نشانی لے آؤ۔

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرعون سے فرمایا: کیا تو مجھے قید کرے گا اگرچہ میں تیرے پاس کوئی حق اور باطل میں فرق واضح کرنے والا کوئی معجزہ لے کر آؤں اور یہ معجزہ اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے اور میری رسالت کی دلیل ہو۔ اس پر فرعون نے کہا: اے موسیٰ! اگر تم اپنے دعوے کی صداقت پر دلیل پیش کرنے میں سچوں میں سے ہو تو وہ نشانی لے آؤ۔ (2)

1 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۲۹، ص۸۱۸.

2 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۳۰-۳۱، ص۸۱۸، روح البیان، الشعراء، تحت الآیة: ۳۰-۳۱، ۶/ ۲۷۰، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌۚ(۳۲) وَّ نَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ(۳۳) ع ۲ ۲۴ ۶

ترجمۂ کنزالایمان: تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا جبھی وہ صریح اژدہا ہوگیا۔ اور اپنا ہاتھ نکالا تو جبھی وہ دیکھنے والوں کی نگاہ میں جگمگانے لگا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا تو اچانک وہ بالکل واضح ایک بہت بڑا سانپ ہوگیا۔ اور اپنا ہاتھ نکالا تو اچانک وہ دیکھنے والوں کی نگاہ میں جگمگانے لگا۔

﴿فَاَلْقٰى عَصَاهُ: تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ فرعون کے نشانی طلب کرنے پر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا تو اچانک وہ بالکل واضح ایک بہت بڑا سانپ بن گیا اور فرعون کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: اے موسیٰ! عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، مجھے جو چاہے حکم دیجئے۔ فرعون نے گھبرا کر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے کہا: اس کی قسم جس نے تمہیں رسول بنایا، اس کو پکڑ لو۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس کو اپنے دستِ مبارک میں لیا تو وہ پہلے کی طرح عصا بن گیا۔ فرعون کہنے لگا: اس کے سوا اور بھی کوئی معجزہ ہے؟ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا ”ہاں!“ اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو اچانک اس سے سورج کی سی شعاع ظاہر ہوئی جس سے دیکھنے والوں کی نگاہیں چکا چوند ہو گئیں۔ (1)

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌۙ(۳۴) یُّرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ(۳۵)

1 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۳۲-۳۳، ۳/۳۸۵، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: بولا اپنے گرد کے سرداروں سے کہ بیشک یہ دانا جادوگر ہیں۔ چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہارے ملک سے نکال دیں اپنے جادو کے زور سے تب تمہارا کیا مشورہ ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: (فرعون نے) اپنے اردگرد موجود سرداروں سے کہا: بیشک یہ بڑے علم والا جادوگر ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں اپنے جادو کے زور سے تمہارے ملک سے نکال دے تو (اب) تم کیا مشورہ دیتے ہو؟

﴿قَالَ: کہا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ دو نشانیاں دیکھنے کے بعد فرعون کی حالت یہ ہوئی کہ اسے اپنی خدائی کا دعویٰ بھول گیا اور وہ خوف کی وجہ سے تھر تھرانے لگا۔ اپنے گمان میں خود کو معبود اور لوگوں کو اپنا بندہ سمجھنے کے باوجود اپنے اردگرد موجود سرداروں سے مشورہ مانگتے ہوئے کہنے لگا ”بیشک موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بڑے علم والا جادوگر ہے، یہ چاہتا ہے کہ تمہیں اپنے جادو کے زور سے تمہارے ملک سے نکال دے تو اب تم کیا مشورہ دیتے ہو؟ اس زمانے میں چونکہ جادو کا بہت رواج تھا اس لئے فرعون نے خیال کیا کہ یہ بات چل جائے گی اور اس کی قوم کے لوگ اس دھوکے میں آ کر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے مُتَنَفِّر ہو جائیں گے اور ان کی بات قبول نہ کریں گے۔ (1)

مسلمان بھائیوں کو بدنام کرنے والوں کے لئے عبرت انگیز دو اَحادیث

آیت کی تفسیر میں فرعون کا جو طریقہ بیان ہوا، حقیقت میں یہ وہی طریقہ ہے جسے ہم سیاسی چالبازی کہتے ہیں کہ جھوٹا پروپیگنڈا کر کے کسی کو بدنام اور غیر مقبول کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ کوئی اس کی بات نہ سنے۔ فی زمانہ ہمارے معاشرے میں دُنْیَوی اعتبار سے بڑے منصب والوں کو اور دینی اعتبار سے بڑے رتبے والی شخصیات کو اسی طریقے کے ذریعے بدنام کرنے کی بھرپور کوششیں کی جاتی ہیں تاکہ لوگ ان کی طرف مائل نہ ہوں اور دینی شخصیات کی صحبت و قرب اور ان کے وعظ و نصیحت سے محروم رہیں اور اس مقصد کے لئے پرنٹ، الیکٹرونک اور سوشل میڈیا کو بطورِ خاص استعمال کیا جاتا اور بے حد پیسہ خرچ کیا جاتا ہے، ایسے حضرات کے لئے درجِ ذیل دو اَحادیث میں بڑی عبرت ہے،

(1)..... حضرت معاذ بن انس جہنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص کسی مسلمان کو ذلیل کرنے کی غرض سے اس پر الزام عائد کرے تو اللّٰہ تعالیٰ جہنم کے پل پر اسے روک لے

(1)..... مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۳۴-۳۵، ص۸۱۸، خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۳۴-۳۵، ۳/۳۸۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

گا یہاں تک کہ وہ اپنے کہنے کے مطابق عذاب پالے۔[1]

(2).....حضرت مستورد بن شداد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص کو کسی مسلمان مرد کی برائی کرنے کی وجہ سے کھانے کو ملا، اللّٰہ تعالیٰ اسے اتنا ہی جہنم سے کھلائے گا اور جس کو کسی مسلمان مرد کی برائی کرنے کی وجہ سے کپڑا پہننے کو ملا، اللّٰہ تعالیٰ اسے جہنم کا اتنا ہی کپڑا پہنائے گا۔[2]

اللّٰہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو عقلِ سلیم عطا فرمائے اور مسلمان بھائیوں کو بدنام کرنے کے ارادے اور منصوبے بنانے اور ان پر عمل پیرا ہونے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَ اَخَاهُ وَ ابْعَثْ فِی الْمَدَآىٕنِ حٰشِرِیْنَ ﴿۳۶﴾ یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِیْمٍ ﴿۳۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: وہ بولے انھیں اور ان کے بھائی کو ٹھہرائے رہو اور شہروں میں جمع کرنے والے بھیجو۔ کہ وہ تیرے پاس لے آئیں ہر بڑے جادوگر دانا کو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: انہوں نے کہا: اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دو اور شہروں میں جمع کرنے والے بھیجو۔ وہ تمہارے پاس ہر بڑے علم والے جادوگر کو لے آئیں گے۔

﴿قَالُوْۤا: انہوں نے کہا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ فرعون کے مشورہ طلب کرنے پر سرداروں نے اس سے کہا ”تم حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اس کے بھائی ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو مہلت دو اور جب تک ان کا جھوٹا ہونا ظاہر نہیں ہو جاتا اس وقت تک انہیں قتل کرنے میں جلدی نہ کرو تاکہ لوگ تمہارے بارے میں برا گمان نہ کریں اور تمہارے پاس انہیں قتل کرنے کا عذر بھی ہو جائے، اس کے لئے تم یوں کرو کہ مختلف شہروں میں

1 .....ابو داؤد، کتاب الادب، باب من ردّ عن مسلم غیبة، ۴/۳۵۴، الحدیث: ۴۸۸۳.

2 .....ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبة، ۴/۳۵۴، الحدیث: ۴۸۸۱.

www.dawateislami.net

جادوگروں کو جمع کرنے والے بھیجو اور وہ تمہارے پاس ہر بڑے علم والے جادوگر کو لے آئیں جو جادو کے علم میں (بقول اُن کے) حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے بڑھ کر ہو اور وہ لوگ اپنے جادو سے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے معجزات کا مقابلہ کریں تا کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے کوئی حجت باقی نہ رہے اور فرعونیوں کو یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ یہ کام جادو سے ہو جاتے ہیں، لہٰذا یہ نبوت کی دلیل نہیں ہیں۔ (1)

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو جمع کیے گئے جادوگر ایک مقرر دن کے وعدہ پر۔ اور لوگوں سے کہا گیا کیا تم جمع ہو گئے۔ شاید ہم ان جادوگروں ہی کی پیروی کریں اگر یہ غالب آئیں۔

ترجمۂ کنزالعرفان: تو جادوگروں کو ایک مقرر دن کے وعدے پر جمع کر لیا گیا۔ اور لوگوں سے کہا گیا: کیا تم جمع ہو گے؟ شاید ہم ان جادوگروں ہی کی پیروی کریں اگر یہ غالب ہو جائیں۔

﴿فَجُمِعَ: تو جمع کر لیا گیا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جادوگروں کو فرعونیوں کی عید کے دن جمع کر لیا گیا اور اس مقابلے کے لئے چاشت کا وقت مقرر کیا گیا اور فرعون کی جانب سے لوگوں سے کہا گیا: کیا تم بھی جمع ہو گے تا کہ دیکھو کہ دونوں فریق کیا کرتے ہیں اور اُن میں سے کون غالب آتا ہے۔ شاید ہم ان جادوگروں ہی کی پیروی کریں اگر یہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر غالب ہو جائیں۔ اس سے ان کا مقصود جادوگروں کی پیروی کرنا نہ تھا بلکہ غرض یہ تھی کہ اس حیلے سے لوگوں کو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی پیروی کرنے سے روکیں۔ (2)

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَىِٕنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ

1 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۳۶-۳۷، ۶/۲۷۱-۲۷۲، ملخصاً.

2 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۳۸-۴۰، ص۸۱۹، خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۳۸-۴۰، ۳/۳۸۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

الْغٰلِبِیْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَ اِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۴۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب جادوگر آئے فرعون سے بولے کیا ہمیں کچھ مزدوری ملے گی اگر ہم غالب آئے۔ بولا ہاں اور اس وقت تم میرے مقرب ہو جاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: پھر جب جادوگر آئے تو انہوں نے فرعون سے کہا: کیا ہمارے لئے کوئی معاوضہ بھی ہے اگر ہم غالب ہو گئے۔ (فرعون نے) کہا: ہاں اور اس وقت تم میرے نہایت قریبی لوگوں میں سے ہو جاؤ گے۔

﴿ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ: پھر جب جادوگر آئے۔ ﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب جادوگر فرعون کے پاس آئے تو انہوں نے فرعون سے کہا: اگر ہم حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر غالب ہو گئے تو کیا ہمارے لئے کوئی معاوضہ بھی ہے؟ فرعون نے کہا: ہاں ہے اور کوئی معمولی معاوضہ نہیں بلکہ اس وقت تم میرے نہایت قریبی لوگوں میں سے ہو جاؤ گے، تمہیں درباری بنا لیا جائے گا، تمہیں خاص اعزاز دیئے جائیں گے، سب سے پہلے داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی اور سب سے بعد تک دربار میں رہو گے۔ (1)

قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَ عِصِیَّهُمْ وَ قَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: موسیٰ نے ان سے فرمایا ڈالو جو تمہیں ڈالنا ہے۔ تو انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور بولے فرعون کی عزت کی قسم بیشک ہماری ہی جیت ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: موسیٰ نے ان سے فرمایا: تم ڈالو جو تم ڈالنے والے ہو۔ تو انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں (زمین

1 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۴۱-۴۲، ص۸۱۹، ملخصاً.

www.dawateislami.net

پر) ڈال دیں اور کہنے لگے: فرعون کی عزت کی قسم! بیشک ہم ہی غالب ہوں گے۔

﴿قَالَ لَهُمْ: موسیٰ نے ان سے فرمایا۔﴾ فرعون سے معاوضے کا وعدہ لینے کے بعد جادوگروں نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے عرض کی: کیا آپ پہلے اپنا عصا ڈالیں گے یا ہمیں اجازت ہے کہ ہم اپنا جادو کا سامان ڈالیں۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان جادوگروں سے فرمایا: تم اپنا وہ سامان زمین پر ڈالو جو تم ڈالنے والے ہو تاکہ تم اس کا انجام دیکھ لو۔ (1)

﴿فَاَلْقَوْا: تو انہوں نے ڈال دیں۔﴾ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے کہنے پر جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں زمین پر ڈال دیں اور کہنے لگے: فرعون کی عزت کی قسم: بیشک ہم ہی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر غالب ہوں گے۔ جادوگروں نے فرعون کی عزت کی قسم اس لئے کھائی کہ انہیں اپنے غلبہ کا اطمینان تھا کیونکہ جادو کے اعمال میں سے جو انتہا کے عمل تھے یہ اُن کو کام میں لائے تھے اور کامل یقین رکھتے تھے کہ اب کوئی جادو اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ (2)

فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سُجِدِیْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا جبھی وہ ان کی بناوٹوں کو نگلنے لگا۔ اب سجدہ میں گرے جادوگر۔ بولے ہم ایمان لائے اس پر جو سارے جہان کا رب ہے۔ جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔

ترجمۂ کنزالعرفان: تو موسیٰ نے اپنا عصا (زمین پر) ڈالا تو جبھی وہ ان کی جعلسازیوں کو نگلنے لگا۔ تو جادوگر سجدے میں گرا دیے گئے۔ انہوں نے کہا: ہم ایمان لائے اس پر جو سارے جہان کا رب ہے۔ جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔

1 .....جلالین، الشعراء، تحت الآیۃ: ۴۳، ص ۳۱۱، مدارک، الشعراء، تحت الآیۃ: ۴۳، ص ۸۱۹، ملتقطاً.

2 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۴۴، ۲۷۳/۶، ملخصاً.

www.dawateislami.net

﴿فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ: تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی تین آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جب جادوگروں نے رسیاں ڈال دیں تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا تو وہ اسی وقت بہت بڑا سانپ بن کر اُن رسیوں اور لاٹھیوں کو نگلنے لگا جو جادو کی وجہ سے اژدھے بن کر دوڑتے نظر آ رہے تھے، جب وہ اُن سب کو نگل گیا اور اس کے بعد حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اسے اپنے دستِ مبارک میں لیا تو وہ پہلے کی طرح عصا تھا۔ جادوگروں نے جب یہ منظر دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ یہ جادو نہیں ہے اور یہ دیکھنے کے بعد ان پر ایسا اثر ہوا کہ وہ بے اختیار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے اور یوں لگتا تھا جیسے کسی نے انہیں پکڑ کر سجدے میں گرا دیا ہو، پھر جادوگروں نے سچے دل سے کہا: ہم اس پر ایمان لائے جو سارے جہان کا رب عَزَّوَجَلَّ ہے اور جو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا رب عَزَّوَجَلَّ ہے۔ (1)

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِیْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ؕ لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝۴۹

ترجمۂ کنزالایمان: فرعون بولا کیا تم اس پر ایمان لائے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں بیشک وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا تو اب جانا چاہتے ہو مجھے قسم ہے بیشک میں تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تم سب کو سولی دوں گا۔

ترجمۂ کنزالعرفان: فرعون نے کہا: کیا تم اس پر ایمان لے آئے اس سے پہلے کہ میں تمہیں اجازت دوں۔ بیشک یہ (موسیٰ) تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا تو جلد تم جان جاؤ گے تو مجھے قسم ہے میں ضرور ضرور تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دوں گا اور تم سب کو پھانسی دوں گا۔

1 ..... خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۴۵-۴۸، ۳/۳۸۶، روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۴۵-۴۸، ۶/۲۷۳-۲۷۴، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

﴿قَالَ: فرعون نے کہا۔﴾ جب جادوگر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان لے آئے تو فرعون نے ان سے کہا: ”کیا تم میری اجازت کے بغیر ہی اس پر ایمان لے آئے۔ بیشک موسیٰ تمہارا بڑا استاد ہے، جس نے تمہیں جادو سکھایا، اسی لئے وہ تم پر غالب آ گئے اور تم نے آپس میں مل کر میرے خلاف سازش کی اور میرے ملک میں فساد پھیلانے کی کوشش کی، اب تم جان جاؤ گے کہ تمہارے اس عمل کی وجہ سے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ مجھے قسم ہے! عنقریب میں ضرور تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دوں گا اور تم سب کو پھانسی دے دوں گا۔ اس گفتگو سے فرعون کا ایک مقصد یہ تھا کہ لوگ شبہ میں پڑ جائیں اور وہ یہ نہ سمجھیں کہ جادوگروں پر حق ظاہر ہو گیا اسی لئے وہ ایمان لے آئے اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ عام مخلوق ڈر جائے اور لوگ جادوگروں کو دیکھ کر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان نہ لے آئیں۔ (1)

قَالُوْا لَا ضَیْرَ ۫ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰیٰنَاۤ اَنْ كُنَّاۤ اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۱﴾ ع ط

ترجمۂ کنزالایمان: وہ بولے کچھ نقصان نہیں ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں۔ ہمیں طمع ہے کہ ہمارا رب ہماری خطائیں بخش دے اس پر کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جادوگروں نے کہا: کچھ نقصان نہیں، بیشک ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں۔ ہم اس بات کی لالچ کرتے ہیں کہ ہمارا رب ہماری خطائیں بخش دے اس بنا پر کہ ہم سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔

﴿قَالُوْا: وہ بولے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ فرعون کی دھمکی سن کر ان جادوگروں نے کہا ”اللہ تعالیٰ کی خاطر جان دینے میں کچھ نقصان نہیں خواہ دنیا میں کچھ بھی پیش آئے کیونکہ ہم اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف ایمان کے ساتھ پلٹنے والے ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید ہے اور ہمیں اس بات کا لالچ ہے کہ ہمارا

(1) .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۴۹، ۶/۲۷۴-۲۷۵، مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۴۹، ص۸۱۹-۸۲۰، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

رب عَزَّوَجَلَّ اس بنا پر ہماری خطائیں بخش دے کہ ہم فرعون کی رعایا میں سے یا اس مجمع کے حاضرین میں سے سب سے پہلے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان لانے والے ہیں۔ (1)

اس واقعہ کے بعد حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کئی سال تک وہاں ٹھہرے رہے اور ان لوگوں کو حق کی دعوت دیتے رہے، لیکن اُن کی سرکشی بڑھتی گئی۔

وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْۤ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے موسیٰ کو وحی بھیجی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے نکل بیشک تمہارا پیچھا ہونا ہے۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے چلو، بیشک تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔

﴿وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰى: اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی۔﴾ جب ایک عرصے تک حق کی دعوت دینے اور پے در پے نشانیاں دکھانے کے باوجود فرعونی ایمان نہ لائے اور اپنی سرکشی میں بڑھتے ہی گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی بھیجی کہ راتوں رات بنی اسرائیل کو مصر سے لے چلو، بیشک فرعون اور اس کے لشکر تمہارا پیچھا کریں گے اور وہ لوگ تمہارے پیچھے پیچھے دریا میں داخل ہو جائیں گے، اس کے بعد ہم تمہیں نجات دیں گے اور فرعون کو اس کے لشکر کے ساتھ دریا میں غرق کر دیں گے۔ (2)

فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِی الْمَدَآىٕنِ حٰشِرِیْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِیْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَ اِنَّهُمْ لَنَا لَغَآىٕظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ اِنَّا لَجَمِیْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾

---

1 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۵۰-۵۱، ۳/۳۸۶-۳۸۷، مدارک، الشعراء، تحت الآیۃ: ۵۰-۵۱، ص ۸۲۰، ملتقطاً.

2 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۵۲، ۶/۲۷۶ ملخصًا.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اب فرعون نے شہروں میں جمع کرنے والے بھیجے۔ کہ یہ لوگ ایک تھوڑی جماعت ہیں۔ اور بیشک وہ ہم سب کا دل جلاتے ہیں۔ اور بیشک ہم سب چوکنے ہیں۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: تو فرعون نے شہروں میں جمع کرنے والے بھیجے۔ (اور کہا:) یہ لوگ ایک تھوڑی سی جماعت ہیں۔ اور بیشک یہ ہمیں غصہ دلانے والے ہیں۔ اور بیشک ہم سب ہوشیار ہیں۔

﴿فَاَرْسَلَ: تو اس نے بھیجے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی تین آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر راتوں رات مصر سے نکل گئے اور جب فرعون نے ان کے مصر سے نکلنے کی خبر سنی تو اس نے لشکر جمع کرنے کے لئے شہروں میں قاصد بھیجے، جب لشکر جمع ہو گئے تو ان کی کثرت کے مقابلے میں بنی اسرائیل کی تعداد تھوڑی معلوم ہونے لگی، چنانچہ فرعون نے بنی اسرائیل کے بارے میں کہا: یہ لوگ ایک تھوڑی سی جماعت ہیں اور بیشک یہ ہماری مخالفت کر کے اور ہماری اجازت کے بغیر ہماری سرزمین سے نکل کر ہم سب کا دل جلاتے اور ہمیں غصہ دلانے والے ہیں اور بیشک ہم سب ہتھیاروں سے لیس اور ہوشیار ہیں۔ (1)

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّ كُنُوْزٍ وَّ مَقَامٍ كَرِیْمٍ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَ اَوْرَثْنٰهَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۵۹﴾ ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: تو ہم نے انہیں باہر نکالا باغوں اور چشموں۔ اور خزانوں اور عمدہ مکانوں سے۔ ہم نے ایسا ہی کیا اور ان کا وارث کر دیا بنی اسرائیل کو۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: تو ہم نے انہیں (فرعون اور اس کی قوم کو) باغوں اور چشموں (کی زمین) سے باہر نکالا۔ اور خزانوں اور عمدہ مکانوں سے۔ ہم نے ایسے ہی کیا اور بنی اسرائیل کو ان کا وارث بنا دیا۔

(1) ……جلالین، الشعراء، تحت الآیۃ: ۵۳-۵۶، ص ۳۱۱، مدارک، الشعراء، تحت الآیۃ: ۵۳-۵۶، ص ۸۲۰، خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۵۳-۵۶، ۳/۳۸۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

﴿فَاَخْرَجْنٰهُمْ :تو ہم نے انہیں باہر نکالا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو باغوں اور چشموں کی سرزمین مصر سے اور سونے چاندی کے خزانوں اور عمدہ مکانوں سے باہر نکالا تا کہ وہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور بنی اسرائیل تک پہنچیں اور اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں کو ایسے ہی ان کے وطن سے نکالا جیسا کہ بیان ہوا، پھر فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیئے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعونیوں کی سرزمین اور ان کے خزانوں اور مکانوں کا وارث بنا دیا۔ (1)

فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِیْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۶۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو فرعونیوں نے ان کا تعاقب کیا دن نکلے۔ پھر جب آمنا سامنا ہوا دونوں گروہوں کا موسیٰ والوں نے کہا ہم کو انہوں نے آ لیا۔ موسیٰ نے فرمایا یوں نہیں بیشک میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے اب راہ دیتا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو دن نکلنے کے وقت فرعونیوں نے ان کا تعاقب کیا۔ پھر جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا: بیشک ہمیں پالیا گیا۔ موسیٰ نے فرمایا: ہرگز نہیں، بیشک میرے ساتھ میرا رب ہے وہ ابھی مجھے راستہ دکھا دے گا۔

﴿فَاَتْبَعُوْهُمْ :تو فرعونیوں نے ان کا تعاقب کیا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جب سورج طلوع ہوا تو فرعونیوں نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور بنی اسرائیل کا تعاقب کیا، پھر جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوا اور ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو دیکھا تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ساتھیوں نے کہا: بیشک اب وہ ہم پر قابو پالیں گے، نہ ہم ان کا مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ہمارے پاس بھاگنے کی کوئی جگہ ہے کیونکہ آگے دریا ہے۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو چونکہ اللہ تعالیٰ کے وعدے پر پورا بھروسہ تھا اس لئے آپ عَلَیْہِ

1 .....جلالین، الشعراء، تحت الآیۃ: ۵۷-۵۹، ص ۳۱۱-۳۱۲، روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۵۷-۵۹، ۶/۲۷۷-۲۷۸، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے برا گمان نہ رکھو، وہ لوگ ہرگز تمہیں نہ پاسکیں گے بیشک میرے ساتھ میرا رب عَزَّوَجَلَّ ہے اور وہ ابھی مجھے بچنے کا راستہ دکھادے گا۔ (1)

فَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ ﴿۶۳﴾ وَ اَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِیْنَ ﴿۶۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مار تو جبھی دریا پھٹ گیا تو ہر حصہ ہو گیا جیسے بڑا پہاڑ۔ اور وہاں قریب لائے ہم دوسروں کو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ دریا پر اپنا عصا مارو تو اچانک وہ دریا پھٹ گیا تو ہر راستہ بڑے پہاڑ جیسا ہو گیا۔ اور وہاں ہم دوسروں کو قریب لے آئے۔

﴿فَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰى: تو ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی۔﴾ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی بھیجی کہ اپنا عصا دریا پر مارو، چنانچہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے دریا پر عصا مارا تو اچانک وہ دریا بارہ راستوں میں تقسیم ہو کر پھٹ گیا، ہر راستہ بڑے پہاڑ جیسا ہو گیا اور ان کے درمیان خشک راستے بن گئے جن پر چل کر بنی اسرائیل دریا سے پار ہو گئے۔ (2)

﴿وَ اَزْلَفْنَا: اور ہم قریب لے آئے۔﴾ یعنی ہم فرعون اور اس کے لشکر کو بنی اسرائیل کے قریب لے آئے، یہاں تک کہ وہ بنی اسرائیل کے راستوں میں چل پڑے جو اُن کے لئے دریا میں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پیدا ہوئے تھے۔ (3)

وَ اَنْجَیْنَا مُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۶۶﴾

1 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۶۰-۶۲، ۶/۲۷۸، مدارک، الشعراء، تحت الآیۃ: ۶۰-۶۲، ص ۸۲۱، ملتقطاً.

2 .....جلالین، الشعراء، تحت الآیۃ: ۶۳، ص ۳۱۲.

3 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۶۴، ۶/۲۷۹-۲۸۰.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے بچالیا موسیٰ اور اس کے سب ساتھ والوں کو۔ پھر دوسروں کو ڈبو دیا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ہم نے موسیٰ اور اس کے سب ساتھ والوں کو بچالیا۔ پھر دوسروں کو غرق کر دیا۔

﴿وَ اَنْجَیْنَا: اور ہم نے بچالیا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کے سب ساتھ والوں کو دریا سے سلامت نکال کر بچالیا اور فرعون اور اس کی قوم کو اس طرح غرق کر دیا کہ جب بنی اسرائیل سارے کے سارے دریا سے باہر ہو گئے اور تمام فرعونی دریا کے اندر آ گئے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریا مل گیا اور پہلے کی طرح ہو گیا، یوں فرعون اپنی قوم کے ساتھ ڈوب گیا۔ (1)

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۶۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں اکثر مسلمان نہ تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان (فرعونیوں) میں اکثر مسلمان نہ تھے۔

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے۔﴾ یعنی دریا میں جو کچھ واقع ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ضرور نشانی ہے اور یہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا معجزہ ہے۔ (2)

﴿وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ: اور ان میں اکثر مسلمان نہ تھے۔﴾ یعنی فرعونیوں میں سے اکثر مسلمان نہ تھے۔ مصر والوں میں سے صرف تین حضرات ایمان لائے۔ (1) فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا۔ (2) حِزْقِیْل۔ انہیں آلِ فرعون کا مؤمن کہتے ہیں، یہ اپنا ایمان چھپائے رہتے تھے اور فرعون کے چچازاد تھے۔ (3) مریم۔ یہ ایک بوڑھی خاتون تھیں، انہوں نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے جنت کا وعدہ لے کر دریائے نیل میں حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قبرِ انور کا محلِ وقوع بتایا تھا۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت یوسف عَلَیْہِ

1 .....جلالین، الشعراء، تحت الآیۃ: ۶۵-۶۶، ص ۳۱۲.

2 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۶۷، ۳/۳۸۸.

www.dawateislami.net

الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا تابوت شریف دریا سے نکال کر ملکِ شام لے گئے تھے۔ (1)

ع ۱۷ ۸

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۶۸﴾ ع

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک تمہارا رب وہی عزت والا مہربان ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک تمہارا رب وہی غالب، مہربان ہے۔

﴿وَ اِنَّ رَبَّكَ: اور بیشک تمہارا رب۔﴾ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دستِ اقدس سے معجزات ظاہر ہونے کے باجود جب آپ کی قوم جھٹلاتی تو بعض اوقات آپ کا قلبِ منیر غمزدہ ہو جاتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے گزشتہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں سے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ بیان فرما کر آپ کو تسلی دی اور ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، بے شک آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ ہی غالب اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہے، اس کی ایک مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر کے ان سے انتقام لیا اور اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ ایمان والوں پر مہربان ہے اور اس کی ایک مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان لانے والوں کو غرق ہونے سے نجات دے کر ان پر مہربانی فرمائی، لہٰذا آپ اپنی قوم کی اَذِیَّتوں پر اس طرح صبر فرمائیں جس طرح پچھلے انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے صبر فرمایا۔ (2)

وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ ﴿۶۹﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِیْنَ ﴿۷۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور ان پر پڑھو خبر ابراہیم کی۔ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا تم کیا پوجتے ہو۔ بولے

وقف لازم

1 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۶۷، ۳/۳۸۸، صاوی، الشعراء، تحت الآیۃ: ۶۷، ۴/۱۴۶۱، ملتقطاً.

2 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۶۸، ۶/۲۸۰-۲۸۱، جلالین، الشعراء، تحت الآیۃ: ۶۸، ص ۳۱۲، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ہم بتوں کو پوجتے ہیں پھر ان کے سامنے آسن مارے رہتے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ان کے سامنے ابراہیم کی خبر پڑھو۔ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا: تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں پھر ان کے سامنے جم کر بیٹھے رہتے ہیں۔

﴿**وَاتْلُ عَلَیْهِمْ**: اور ان کے سامنے پڑھو۔﴾ اس رکوع میں سیّد العالَمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تسلی کے لئے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی قوم کا واقعہ بیان فرمایا جا رہا ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں ارشاد فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ کفارِ مکہ کے سامنے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا وہ واقعہ بیان کریں کہ جب انہوں نے اپنے (عُرفی) باپ اور اپنی قوم سے فرمایا ”تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جانتے تھے کہ وہ لوگ بت پرست ہیں، اس کے باوجود آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ان سے یہ سوال فرمانا اس لئے تھا تاکہ اُنہیں دکھا دیں کہ جن چیزوں کو وہ لوگ پوجتے ہیں وہ کسی طرح بھی عبادت کے مستحق نہیں۔ (1)

نوٹ: یاد رہے کہ آیت میں باپ سے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا چچا آزر مراد ہے۔ اس بارے میں تفصیلی معلومات کے لئے سورۂ مریم آیت نمبر **42** کے تحت تفسیر ملاحظہ فرمائیں، نیز اس واقعے کی بعض تفصیلات سورۂ اَنعام، آیت نمبر **74** تا **83**، سورۂ توبہ، آیت نمبر **114**، سورۂ مریم، آیت نمبر **41** تا **49** اور سورۂ اَنبیاء، آیت نمبر **51** تا **70** میں گزر چکی ہیں۔

﴿**قَالُوْا: انہوں نے کہا۔**﴾ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سوال کرنے پر قوم نے جواب دیا ”ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں، اس کے بعد فخریہ انداز میں کہنے لگے کہ ہم ان کے سامنے سارا دن جم کر بیٹھے رہتے ہیں۔ (2)

قَالَ هَلْ یَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۲﴾ اَوْ یَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ یَضُرُّوْنَ ﴿۷۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: فرمایا کیا وہ تمہاری سنتے ہیں جب تم پکارو۔ یا تمہارا کچھ بھلا برا کرتے ہیں۔

1 .....مدارك، الشعراء، تحت الآية: ٦٩-٧٠، ص ٨٢٢، خازن، الشعراء، تحت الآية: ٦٩-٧٠، ٣/٣٨٨، ملتقطاً.

2 .....ابو سعود، الشعراء، تحت الآية: ٧١، ٤/١٦٦.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: فرمایا: جب تم پکارتے ہو تو کیا وہ تمہاری سنتے ہیں؟ یا تمہیں کوئی نفع یا نقصان دیتے ہیں؟

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان سے فرمایا: جب تم ان بتوں کو پکارتے ہو تو کیا وہ تمہاری پکار سنتے ہیں؟ یا تمہیں عبادت کرنے پر کوئی نفع یا عبادت نہ کرنے پر کوئی نقصان دیتے ہیں؟ جب ایسا کچھ نہیں ہے تو تم نے انہیں معبود کس طرح قرار دے دیا![1]

قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ ﴿۷۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بولے بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: انہوں نے کہا: بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا ہے۔

﴿قَالُوْا: بولے۔﴾ جب حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی پیش کردہ دلیل کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو کہنے لگے: ”بت اگرچہ نہ کسی کی بات سنتے ہیں، نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی کسی سے کوئی نقصان دور کر سکتے ہیں لیکن بتوں کی عبادت کرنے میں ہم نے اپنے باپ دادا کی پیروی کی ہے کیونکہ ہم نے انہیں ایسا ہی کرتے پایا ہے (اس لئے ہم آپ کے کہنے پر اپنے آباؤ اَجداد کے طریقے کو نہیں چھوڑ سکتے۔)[2]

قَالَ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۵﴾ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿۷۶﴾ صلے

ترجمۂ کنزالایمان: فرمایا تو کیا دیکھتے ہو جنہیں پوج رہے ہو تم اور تمہارے اگلے باپ دادا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ابراہیم نے فرمایا: کیا تم نے ان (بتوں) کے بارے میں غور کیا جن کی تم اور تمہارے پہلے

1 .....جلالین، الشعراء، تحت الآیۃ: ۷۲-۷۳، ص۳۱۲، خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۷۲-۷۳، ۳/۳۸۹، ملتقطاً.

2 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۷۴، ۳/۳۸۹.

www.dawateislami.net

آباؤ اَجداد عبادت کرتے رہے ہیں؟

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان لوگوں سے فرمایا: جن بتوں کی تم عبادت کر رہے ہو اور جن کی تمہارے پہلے آباؤ اَجداد عبادت کرتے رہے ہیں، کیا تم نے ان کے بارے میں غور کیا؟ اگر تم حقیقی طور پر ان سے متعلق غور کر لو تو جان جاؤ گے کہ جن بتوں کی تم عبادت کر رہے ہو ان کی عبادت کرنا پرانی گمراہی اور باطل کام ہے اور کوئی باطل کام پرانا ہو یا نیا، یونہی اس باطل کام کو کرنے والے تھوڑے ہوں یا زیادہ، اس سے اس کام کے باطل ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ وہ باطل کام باطل ہی رہتا ہے۔ (1)

غمی خوشی کی ناجائز رسموں میں مبتلا لوگوں کو نصیحت

اس تفسیر کو سامنے رکھتے ہوئے ان لوگوں کو بھی اپنے طرزِ عمل پر غور کرنا چاہئے جو غمی خوشی کے موقع پر شریعت کے خلاف رسمیں بجا لانے اور دیگر اَفعال کرنے پر کوئی شرعی دلیل پیش کرنے کی بجائے یہ کہنے لگتے ہیں کہ ہمارے بڑے بوڑھے عرصۂ دراز سے یہ رسم و کام کرتے چلے آ رہے ہیں اور ہمارے خاندان میں شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جو غمی خوشی کے موقع پر ان رسموں اور کاموں کو نہ کرتا ہو، پھر ہم کسی کے کہنے پر ان چیزوں کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں! اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دیئے ہوئے احکام کو سامنے رکھ کر اپنے طرزِ عمل پر صحیح طریقے سے غور کریں تو انہیں بھی معلوم ہو جائے گا کہ ان کی کچھ رسمیں اور اَفعال شریعت کے سراسر خلاف ہیں اور یہ ان کے کندھوں پر اپنے اور دوسروں کے گناہوں کا بہت بھاری بوجھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو عقلِ سلیم عطا فرمائے اور شریعت کے احکام کے مطابق عمل کرنے اور ان کے خلاف کام کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۷﴾ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ﴿۷۸﴾ وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ﴿۷۹﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ﴿۸۰﴾ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ﴿۸۱﴾

(1) ……روح المعانی، الشعراء، تحت الآیۃ: ۷۵-۷۶، ۱۰/۱۲۶، تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیۃ: ۷۵-۷۶، ۸/۵۱۰، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک وہ سب میرے دشمن ہیں مگر پروردگارِ عالَم۔ وہ جس نے مجھے پیدا کیا تو وہ مجھے راہ دے گا۔ اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ مجھے وفات دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک وہ سب میرے دشمن ہیں سوائے سارے جہانوں کے پالنے والے کے۔ جس نے مجھے پیدا کیا تو وہ مجھے ہدایت دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے وفات دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا۔

﴿فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْ: **بیشک وہ سب میرے دشمن ہیں۔**﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی 4 آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے مزید فرمایا: ”بیشک وہ سب بت میرے دشمن ہیں، میں گوارا نہیں کرسکتا کہ میں یا کوئی دوسرا ان کی عبادت کرے، البتہ پروردگارِ عالَم وہ ہستی ہے جو میرا رب عَزَّوَجَلَّ ہے، میں صرف اسی کی عبادت کرتا ہوں کیونکہ وہی عبادت کا مستحق ہے اور اس کے اَوصاف یہ ہیں کہ وہ مجھے عدم سے وجود میں لایا اور اپنی طاعت کے لئے بنایا، تو وہی میری رہنمائی کرتا ہے اور مجھے ہدایت پر رکھتا ہے اور وہی مجھے اپنا خلیل بننے کے آداب کی ہدایت دے گا جیسا کہ پہلے دین و دنیا کی مَصلحتوں کی ہدایت فرما چکا ہے، وہی مجھے کھلاتا، پلاتا ہے اور مجھے روزی دینے والا ہے، جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی میرے اَمراض دور کر کے مجھے شفا دیتا ہے اور وہی مجھے وفات دے گا، پھر آخرت میں مجھے زندہ کرے گا کیونکہ موت اور زندگی اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔[1]

﴿وَ اِذَا مَرِضْتُ: **اور جب میں بیمار ہوں۔**﴾ یہاں حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ادب کی وجہ سے بیماری کو اپنی طرف اور شفاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب فرمایا اگرچہ بیماری اور شفا دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں۔[2] اس سے معلوم ہوا کہ برائی کی نسبت اپنی طرف اور خوبی و بہتری کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنی چاہیے۔

---

1 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۷۷-۸۱، ۳/۳۸۹، جلالین، الشعراء، تحت الآیۃ: ۷۷-۸۱، ص۳۱۲، مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۷۷-۸۱، ص۸۲۲، ملتقطاً.

2 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۸۰، ۳/۳۸۹.

www.dawateislami.net

وَالَّذِیْۤ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۸۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت کے دن بخشے گا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور وہ جس سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری خطائیں بخش دے گا۔

﴿وَالَّذِیْۤ اَطْمَعُ: اور وہ جس سے مجھے امید ہے۔﴾ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے آخر میں اللہ تعالیٰ کا یہ وصف بیان فرمایا کہ میں اس رب تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں جس سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن وہ میری خطائیں بخش دے گا۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا اللہ تعالیٰ کی ان صفات کو بیان کرنا اپنی قوم پر حجت قائم کرنے کے لئے ہے کہ معبود صرف وہی ہوسکتا ہے جس کی یہ صفات ہوں۔ یاد رہے کہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام معصوم ہیں، اُن سے گناہ صادِر نہیں ہوتے۔ اُن کا استغفار کرنا دراصل اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی و اِنکساری کا اظہار ہے اور اس میں امت کو یہ تعلیم دینا مقصود ہے کہ وہ مغفرت طلب کرتے رہا کریں۔ (1)

رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے میرے رب مجھے حکم عطا کر اور مجھے ان سے ملا دے جو تیرے قربِ خاص کے سزاوار ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے میرے رب! مجھے حکمت عطا کر اور مجھے ان سے ملا دے جو تیرے خاص قرب کے لائق بندے ہیں۔

﴿رَبِّ: اے میرے رب!﴾ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف بیان کرنے کے بعد دعا مانگی: اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، مجھے حکم عطا کر اور مجھے ان سے ملا دے جو تیرے خاص قرب کے لائق بندے ہیں۔ آیت میں مذکور ”حکم“ کے بارے میں مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد علم ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے

1 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۸۲، ۳/۳۸۹، مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۸۲، ص۸۲۳، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

مراد حکمت ہے۔قرب کے لائق خاص بندوں سے مراد انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں۔آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی یہ دعا قبول ہوئی، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک وہ آخرت میں ہمارا خاص قرب پانے والوں میں سے ہے۔ (2)

دعا مانگنے کا ایک ادب

یہاں سے دعا مانگنے کا ایک ادب بھی معلوم ہوا کہ دعا مانگنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف وتوصیف بیان کی جائے، اس کے بعد دعا مانگی جائے۔

وَ اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۸۴﴾ وَ اجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ﴿۸۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں۔اور مجھے ان میں کر جو چین کے باغوں کے وارث ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بعد والوں میں میری اچھی شہرت رکھ دے۔اور مجھے ان میں سے کر دے جو چین کے باغوں کے وارث ہیں۔

﴿وَاجْعَلْ: اور رکھ دے۔﴾ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے دوسری دعا یہ مانگی کہ اے میرے رب! میرے بعد آنے والی امتوں میں میری اچھی شہرت رکھ دے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو یہ عطا فرمایا کہ ہر دین والے اُن سے محبت رکھتے ہیں اور اُن کی ثنا کرتے ہیں۔ (3)

﴿وَاجْعَلْنِیْ: اور مجھے کر دے۔﴾ دنیا کی سعادتیں طلب کرنے کے بعد آخرت کی سعادتیں طلب کرتے ہوئے حضرت

1 .....البقرۃ: ۱۳۰.
2 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۸۳، ص۸۲۳.
3 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۸۴، ص۸۲۳.

www.dawateislami.net

ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے دعا مانگی کہ اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، مجھے ان لوگوں میں سے کر دے جنہیں تو اپنے فضل و کرم سے چین کے باغوں اور نعمت کی جنت کا وارث بنائے گا۔ (1)

جنت کی دعا مانگنا حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن جنت ملنے کی دعا کرنا حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے۔ حدیث پاک میں بھی جنت الفردوس کی دعا مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''جب تم اللہ تعالیٰ سے مانگو تو اس سے جنت الفردوس کا سوال کرنا کیونکہ یہ جنت کا درمیانی حصہ اور اعلیٰ درجہ ہے، اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اور جنت کی نہریں اسی سے نکلتی ہیں۔ (2)

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن جنت الفردوس عطا ہونے کی دعا مانگا کرے۔ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اَکابر بزرگانِ دین کی طلبِ جنت کی دعائیں درحقیقت اللہ تعالیٰ کے دیدار اور ملاقات کے لئے تھیں۔

حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مانگی ہوئی دعاؤں کی فضیلت

حضرت سمرہ بن جندب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''جب بندہ فرض نماز کے لئے وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے، پھر مسجد جانے کے ارادے سے اپنے گھر کے دروازے سے نکلے اور کہے: ''بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ'' تو اللہ تعالیٰ اسے درست راستے کی ہدایت دے گا۔ اور یہ کہے: ''وَ الَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِ'' تو اللہ تعالیٰ اسے جنتی کھانا کھلائے گا اور جنتی مشروبات پلائے گا۔ اور یہ کہے: ''وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ'' تو اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرمائے گا اور اس کے مرض کو اس کے گناہوں کے لئے کفارہ بنا دے گا۔ اور یہ کہے: ''وَ الَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ'' تو اللہ تعالیٰ اسے سعادت مندوں والی زندگی کے ساتھ زندہ رکھے گا اور شہیدوں والی موت عطا فرمائے گا۔ اور یہ کہے: ''وَالَّذِیْ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ

1 .....تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیۃ: ۸۵، ۸/۵۱۶، خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۸۵، ۳/۳۸۹، ملتقطاً.

2 .....بخاری، کتاب الجهاد و السیر، باب درجات المجاهدین فی سبیل اللّٰه... الخ، ۲/۲۵۰، الحدیث: ۲۷۹۰.

www.dawateislami.net

یَوْمَ الدِّیْنِ “ تو اللہ تعالیٰ اس کی ساری خطائیں معاف کردے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔ اور یہ کہے: ”رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ “ تو اللہ تعالیٰ اسے علم وحکمت عطا فرمائے گا اور جو صالح بندے گزر چکے اور جو باقی ہیں اسے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ملا دے گا۔ اور یہ کہے: ”وَ اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ “ تو ایک سفید کاغذ میں لکھ دیا جاتا ہے کہ فلاں بن فلاں صادقین میں سے ہے، پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ اسے صدق کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ اور یہ کہے: ”وَ اجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ“ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مکانات اور محلات بنا دے گا۔ (1)

وَ اغْفِرْ لِاَبِیْۤ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۸۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور میرے باپ کو بخش دے بیشک وہ گمراہ ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور میرے باپ کو بخش دے بیشک وہ گمراہوں میں سے ہے۔

﴿وَ اغْفِرْ لِاَبِیْۤ: اور میرے باپ کو بخش دے۔﴾ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ایک دعا یہ مانگی کہ اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، میرے باپ کو توبہ وایمان کی توفیق عطا کر کے بخش دے بیشک وہ گمراہوں میں سے ہے۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے یہ دعا اس لئے فرمائی کہ آپ کے باپ نے جدا ہوتے وقت آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے ایمان لانے کا وعدہ کیا تھا۔ جب آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ظاہر ہو گیا کہ وہ خدا کا دشمن ہے اور اس کا وعدہ جھوٹا تھا تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اس سے بیزار ہو گئے، جیسا کہ سورۂ براءت میں ہے:

وَ مَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِیَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ابراہیم کا اپنے باپ کی مغفرت کی دعا کرنا صرف ایک وعدے کی وجہ سے تھا جو انہوں نے اس سے کر لیا تھا پھر جب ابراہیم کے لئے یہ بالکل واضح ہو گیا کہ

1 .....در منثور، الشعراء، تحت الآیۃ: ۸۵، ۶/۳۰۶.

2 .....التوبۃ: ۱۱۴.

www.dawateislami.net

وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے۔ (1)

نوٹ: یاد رہے کہ یہاں آیت میں باپ سے مراد حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا چچا آزر ہے حقیقی والد مراد نہیں ہیں۔اس کے بارے میں مزید تفصیل جاننے کیلئے سورۂ انعام آیت نمبر 74 کے تحت تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿۸۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے۔جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے۔مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور مجھے اس دن رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے۔جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے۔مگر وہ جو اللہ کے حضور سلامت دل کے ساتھ حاضر ہوگا۔

﴿وَلَا تُخْزِنِیْ: اور مجھے رسوا نہ کرنا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ایک دعا یہ مانگی کہ اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، مجھے قیامت کے اس دن رسوا نہ کرنا جس دن سب لوگوں کو اٹھایا جائے گا اور اس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے البتہ اس دن جو اللہ تعالیٰ کے حضور کفر، شرک اور نفاق سے سلامت دل کے ساتھ حاضر ہوگا تو اسے راہِ خدا میں خرچ کیا ہوا مال بھی نفع دے گا اور اس کی نیک اولاد بھی اسے نفع دے گی۔ (2)

آخرت میں مسلمانوں کو ان کے مال اور اولاد سے نفع حاصل ہوگا

یاد رہے کہ کافر و مشرک جو مال نیک کاموں میں خرچ کرے گا آخرت میں وہ جہنم کے عذاب سے نجات دلانے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ثواب حاصل کرنے میں اس کے کوئی کام نہ آئے گا البتہ مسلمان جو مال اللہ تعالیٰ کی

1 .....جلالین، الشعراء، تحت الآیۃ: ۸۶، ص۳۱۲-۳۱۳، مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۸۶، ص۸۲۳، ملتقطاً.

2 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۸۷-۸۹، ص۸۲۳، ملخصاً.

www.dawateislami.net

راہ میں خرچ کرے گا اور جو نیک اولاد چھوڑ کر مرے گا وہ مال اور اولاد اس کے کام آئے گی اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مسلمان کو اس کے صدقات و خیرات کا ثواب عطا فرمائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے تین اعمال کے علاوہ باقی عمل مُنقطع ہوجاتے ہیں۔ (1) صدقۂ جاریہ۔ (2) وہ علم جس سے لوگ نفع اٹھائیں۔ (3) نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔“ (1)

نوٹ: یاد رہے کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی دعا میں قیامت کے دن کی رسوائی سے جو پناہ مانگی یہ دعا بھی لوگوں کی تعلیم کے لئے ہے تاکہ وہ اس کی فکر کریں اور قیامت کے دن کی رسوائی سے بچنے کی کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے لئے دعا بھی مانگیں۔

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَ بُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ
اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ ؕ
فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ ؕ قَالُوْا وَهُمْ
فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۷﴾ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَمَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا
صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

1 .....مسلم، کتاب الوصیۃ، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ، ص۸۸۶، الحدیث: ۱۴(۱۶۳۱).

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اور قریب لائی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے لیے۔ اور ظاہر کی جائے گی دوزخ گمراہوں کے لیے۔ اور ان سے کہا جائے گا کہاں ہیں وہ جن کو تم پوجتے تھے اللہ کے سوا کیا وہ تمہاری مدد کریں گے یا بدلہ لیں گے۔ تو اوندھا دیئے گئے جہنم میں وہ اور سب گمراہ اور ابلیس کے لشکر سارے۔ کہیں گے اور وہ اس میں باہم جھگڑتے ہوں گے۔ خدا کی قسم بیشک ہم کھلی گمراہی میں تھے۔ جب کہ تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔ اور ہمیں نہ بہکایا مگر مجرموں نے۔ تو اب ہمارا کوئی سفارشی نہیں۔ اور نہ کوئی غم خوار دوست۔ تو کسی طرح ہمیں پھر جانا ہوتا کہ ہم مسلمان ہوتے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جنت پرہیزگاروں کے قریب لائی جائے گی۔ اور دوزخ گمراہوں کے لیے ظاہر کر دی جائے گی۔ اور ان سے کہا جائے گا: وہ (بت) کہاں ہیں جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے؟ کیا وہ تمہاری مدد کریں گے یا کیا وہ بدلہ لے سکتے ہیں؟ تو انہیں اور گمراہوں کو اور ابلیس کے سارے لشکروں کو جہنم میں اوندھے کر دیا جائے گا۔ وہ گمراہ کہیں گے اس حال میں کہ وہ اس میں باہم جھگڑ رہے ہوں گے۔ خدا کی قسم، بیشک ہم کھلی گمراہی میں تھے۔ جب ہم تمہیں تمام جہانوں کے پروردگار کے برابر قرار دیتے تھے۔ اور ہمیں مجرموں نے ہی گمراہ کیا۔ تو اب ہمارے لئے کوئی سفارشی نہیں۔ اور نہ ہی کوئی غم خوار دوست ہے۔ تو اگر کسی طرح ہمارے لئے ایک مرتبہ لوٹ کر جانا ہوتا تو ہم مسلمان ہو جاتے۔

﴿ **وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ** ﴾: **اور جنت قریب لائی جائے گی۔** ﴿ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے قیامت کے دن کی رسوائی سے بچنے کی دعا مانگنے کے بعد اس دن کے کچھ اوصاف بیان فرمائے جن کا ذکر اس آیت اور اس کے بعد والی 12 آیات میں ہے، ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(1).....قیامت کے دن جنت سعادت مندوں کے مقام سے قریب کر دی جائے گی، وہ جنت کی طرف دیکھیں گے اور اس میں موجود طرح طرح کی عظیم الشان نعمتوں کا مشاہدہ کریں گے اور اس لئے خوش ہوں گے کہ انہیں اس میں جمع کیا جائے گا، جبکہ حق راستے سے گمراہ ہو جانے والے بدبختوں پر جہنم ظاہر کر دی جائے گی، وہ اس میں موجود طرح طرح کے ہَولناک اَحوال کو دیکھیں گے اور انہیں اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ اب انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور وہ کسی صورت اس سے چھٹکارا نہ پا سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسا اس لئے فرمائے گا کہ ایمان والوں کو جلد خوشی نصیب ہو اور کافروں کو عظیم غم ملے۔

www.dawateislami.net

(2).....کافروں کو ان کے کفر و شرک پر ڈانٹتے ہوئے سختی سے کہا جائے گا کہ تمہارے وہ معبود کہاں ہیں جن کی دنیا میں تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کیا کرتے تھے اور ان کے بارے میں یہ گمان رکھتے تھے کہ وہ تمہاری شفاعت کریں گے؟ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا کر تمہاری مدد کریں گے یا وہ اپنے دوزخ میں ڈالے جانے کا بدلہ لے سکتے ہیں؟ سن لو! وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔

(3)..... بت اور ان کے پجاری اور ابلیس کے سارے لشکر سب اوندھے کر کے جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔ یاد رہے کہ بت جہنم میں عذاب پانے کے لئے نہیں بلکہ اپنے پجاریوں کو عذاب دینے کے لئے ڈالے جائیں گے اور ابلیس کے لشکروں سے مراد اس کی پیروی کرنے والے ہیں چاہے وہ جن ہوں یا انسان اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ ابلیس کے لشکروں سے اس کی ذُرِّیَّت مراد ہے۔

(4)..... جب ان گمراہوں کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو وہ جہنم میں اپنے جھوٹے معبودوں سے جھگڑتے ہوئے کہیں گے ”خدا کی قسم، بیشک ہم اس وقت کھلی گمراہی میں تھے جب ہم تمہیں عبادت کا مستحق ہونے میں تمام جہانوں کے پروردگار کے برابر قرار دیتے تھے حالانکہ تم اس کی ایک ادنیٰ، کمترین اور انتہائی عاجز مخلوق تھے اور ہمیں مجرموں نے ہی گمراہ کیا اور اب یہ حال ہے کہ ہمارے لئے کوئی سفارشی نہیں جیسے کہ مومنین کے لئے انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، اولیاء، فرشتے اور مومنین شفاعت کرنے والے ہیں، اور نہ ہی ایمان والوں کی طرح ہمارا کوئی غم خوار دوست ہے جو اس مشکل ترین وقت میں ہمارے کام آئے، پس اگر کسی طرح ہمیں ایک مرتبہ دنیا کی طرف لوٹ کر جانا نصیب ہو جائے تو ہم ضرور مسلمان ہو جائیں گے۔ (1)

﴿اَلْمُجْرِمُوْنَ: مجرموں۔﴾ مجرموں سے مراد وہ ہیں جنہوں نے بت پرستی کی دعوت دی یا وہ پہلے لوگ مراد ہیں جن کی ان گمراہوں نے پیروی کی یا ان سے ابلیس اور اس کی ذریت مراد ہے۔ (2)

﴿وَلَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ: اور نہ ہی کوئی غم خوار دوست ہے۔﴾ کفار یہ بات اس وقت کہیں گے جب دیکھیں گے کہ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، اولیاء رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ، فرشتے اور صالحین ایمان داروں کی شفاعت کر رہے ہیں اور ان کی

1 .....تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیۃ: ۹۰-۱۰۲، ۸/۵۱۸-۵۱۹، خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۹۰-۱۰۲، ۳/۳۹۰-۳۹۱، ابو سعود، الشعراء، تحت الآیۃ: ۹۰-۱۰۲، ۴/۱۶۹-۱۷۱، ملتقطاً.

2 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۹۹، ص ۸۲۴.

www.dawateislami.net

دوستیاں کام آ رہی ہیں۔ (1)

قیامت کے دن پرہیز گار مسلمانوں کی دوستی مسلمان کے کام آئے گی

معلوم ہوا کہ قیامت کے دن نیک، صالح اور پرہیز گار مسلمانوں کی دوستی مسلمانوں کے کام آئے گی اور وہ قیامت کے انتہائی سخت ہولناک دن میں مسلمانوں کی غم خواری اور شفاعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: پرہیز گاروں کے علاوہ اس دن گہرے دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ جنتی کہے گا: میرے فلاں دوست کا کیا حال ہے؟ اور وہ دوست گناہوں کی وجہ سے جہنم میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کے دوست کو نکالو اور جنت میں داخل کر دو تو جو لوگ جہنم میں باقی رہ جائیں گے وہ یہ کہیں گے کہ ہمارا کوئی سفارشی نہیں ہے اور نہ کوئی غم خوار دوست۔ (3)

حضرت حسن بصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: ”ایماندار دوست بڑھاؤ کیونکہ وہ روزِ قیامت شفاعت کریں گے۔ (4)

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ نیک اور پرہیز گار مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے اور فاسق و فاجر لوگوں کی دوستی سے بچے۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اسے یہ دیکھنا چاہیے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔ (5)

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾

1 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۰۱، ۳/۳۹۰.

2 .....الزخرف: ۶۷.

3 .....تفسیر بغوی، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۰۱، ۳/۳۳۴.

4 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۰۱، ۳/۳۹۱.

5 .....ترمذی، کتاب الزھد، ۴۵-باب، ۴/۱۶۷، الحدیث: ۲۳۸۵.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت ایمان والے نہ تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک اس بیان میں ضرور نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان والے نہ تھے۔

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً: **بیشک اس میں ضرور نشانی ہے۔**﴾ یعنی حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا اپنی قوم کے ساتھ جو واقعہ بیان کیا گیا اس میں ان سب کے لئے عبرت کی نشانی ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اوروں کی عبادت کرتے ہیں تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ قیامت کے دن ان کے یہی جھوٹے معبود ان سے بیزاری ظاہر کر دیں گے اور کسی کو کوئی نفع بھی نہیں پہنچا سکیں گے۔ (1)

﴿وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ: **اور ان میں اکثر ایمان والے نہ تھے۔**﴾ یعنی جس طرح کفارِ قریش میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لائے اسی طرح حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم میں سے بھی اکثر لوگ ایمان نہیں لائے تھے (لہٰذا اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ کفارِ قریش کے ایمان نہ لانے پر غم نہ فرمائیں) (2)

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۰۴﴾ ع

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک تمہارا رب وہی عزت والا مہربان ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک تمہارا رب وہی عزت والا مہربان ہے۔

﴿وَ اِنَّ رَبَّكَ: **اور بیشک تمہارا رب۔**﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، بے شک آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ ہی عزت اور غلبے والا ہے اور وہی توبہ کرنے والوں کو بخش کر اور کافروں کو مہلت دے کر مہربانی فرمانے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی وسیع رحمت کی وجہ سے ہی کفارِ قریش کو مہلت دی تاکہ وہ ایمان لے آئیں یا ان کی اولاد میں سے کوئی ایمان لے آئے۔ (3)

1 ……روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۰۳، ۶/۲۹۱.
2 ……روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۰۳، ۶/۲۹۱.
3 ……روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۰۴، ۶/۲۹۱.

www.dawateislami.net

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۚ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۰۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

ترجمۂ کنزالعرفان: نوح کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔

﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۚ الْمُرْسَلِیْنَ : نوح کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔ ﴾ سیّد العالَمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تسلی کے لئے حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ بیان کرنے کے بعد یہاں سے حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ بیان کیا جارہا ہے۔ چنانچہ اس آیت میں فرمایا گیا کہ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا دین ایک ہے اور ہر ایک نبی لوگوں کو تمام انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں اس لئے حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلانا تمام پیغمبروں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلانا ہے۔ (1)

نوٹ: یہ واقعہ سورۂ اَعراف آیت نمبر 59 تا 64، سورۂ یونس آیت نمبر 71 تا 73، سورۂ ہود آیت نمبر 25 تا 49، سورۃُ الانبیاء آیت نمبر 76 تا 77 اور سورۂ مؤمنون آیت نمبر 23 تا 30 میں بیان ہو چکا ہے۔

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۰۷﴾ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ۚ

ترجمۂ کنزالایمان: جب کہ ان سے ان کے ہم قوم نوح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں۔ بیشک میں تمہارے لیے اللہ کا بھیجا ہوا امین ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

(1) ……تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۰۵، ۸/۵۲۰، خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۰۵، ۳/۳۹۱، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جب ان سے ان کے ہم قوم نوح نے فرمایا: کیا تم ڈرتے نہیں؟ بیشک میں تمہارے لیے ایک امانتدار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

﴿اِذْ قَالَ لَهُمْ: جب ان سے فرمایا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ان کی قوم نے اس وقت جھٹلایا جب آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی قوم سے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے نہیں تاکہ کفر اور گناہوں کو ترک کر دو۔ بیشک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے ایک ایسا رسول ہوں جس کی امانت داری تم میں مشہور ہے اور جو دُنیوی کاموں پر امین ہے وہ وحی اور رسالت پر بھی امین ہوگا لہٰذا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو میں تمہیں توحید و ایمان اور اللہ تعالیٰ کی طاعت کے بارے میں حکم دیتا ہوں اس میں میری اطاعت کرو۔ (1)

﴿رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ: امانتدار رسول۔﴾ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی امانت داری آپ کی قوم کو اسی طرح تسلیم تھی جیسا کہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی امانت داری پر عرب کو اتفاق تھا۔ (2)

تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شانِ امانت داری

سیِّدُ المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذاتِ گرامی میں دیگر اَوصاف کے ساتھ ساتھ امانت و دیانت داری کا وصف بھی انتہائی اعلیٰ پیمانے پر موجود تھا اور آپ کی امانت داری کے اپنے پرائے سبھی قائل تھے اور آپ صادق و امین کے لقب سے مشہور تھے، یہاں حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی امانت داری سے متعلق تین واقعات کا خلاصہ درج ذیل ہے جن سے آپ کی امانت و دیانت داری کی شان واضح ہوتی ہے۔

(1).....پچیس سال کی عمر شریف میں سیِّدُ العالَمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی امانت و صداقت کا چرچا دور دور تک پہنچ چکا تھا۔ آپ کے اسی وصف کی وجہ سے حضرت خدیجہ نے اپنا تجارتی سامان لے جانے کے لئے آپ کو منتخب کیا اور آپ کی بارگاہ میں یہ عرض پیش کی کہ آپ میرا تجارت کا مال لے کر ملکِ شام جائیں، جو معاوضہ میں دوسروں کو دیتی ہوں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی امانت و دیانت داری کی بنا پر میں آپ کو اس کا دوگنا دوں گی۔

(2)..... نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی امانت و دیانت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

---

1 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۰۶-۱۰۸، ۳/۳۹۱، مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۰۶-۱۰۸، ص ۸۲۵، روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۰۶-۱۰۸، ۶/۲۹۱-۲۹۲، ملتقطاً.

2 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۰۷، ص ۸۲۵.

www.dawateislami.net

کومخلوق میں انتہائی مقبول بنادیا اور عقلِ سلیم اور بے مثل دانائی کا عظیم جوہر عطا فرمادیا، چنانچہ جب تعمیرِ کعبہ کے وقت حجرِ اَسوَد کو نَصب کرنے کے معاملے میں عرب کے بڑے بڑے سرداروں کے درمیان جھگڑا کھڑا ہوگیا اور قتل وغارت گری تک نوبت پہنچ گئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کے جھگڑے کا ایسا لاجواب فیصلہ فرمادیا کہ بڑے بڑے دانشوروں اور سرداروں نے اس فیصلہ کی عظمت کے آگے سر جھکادیا اور سبھی کفار پکار اُٹھے کہ وَاللّٰہ یہ امین ہیں اور ہم ان کے فیصلے پر راضی ہیں۔

(3).....کفارِ مکہ اگرچہ رحمتِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بدترین دشمن تھے مگر اس کے باوجود حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی امانت ودیانت پر کفار کو اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنے قیمتی مال وسامان کو حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس امانت رکھتے تھے اور رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی امانت داری کی یہ شان تھی کہ آپ نے اس وقت بھی ان کفار کی امانتیں واپس پہنچانے کا انتظام فرمایا جب وہ جان کے دشمن بن کر آپ کے مقدس مکان کا مُحاصرہ کئے ہوئے تھے۔

وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍۚ-اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۱۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور میں اس (تبلیغ) پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

﴿وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ: اور میں اس پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا۔﴾ اس سے پہلی آیات میں بیان ہوا کہ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی امانت داری کا وصف بیان کرکے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا اور

www.dawateislami.net

اپنی اطاعت کرنے کی ترغیب دلائی اور یہاں سے یہ بیان کیا جارہا ہے کہ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنے لالچ و طمع سے خالی ہونے کو بیان کرکے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا اور اطاعت کی طرف راغب کیا، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی قوم سے فرمایا: میں رسالت کی ادائیگی پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا، میرا اجر وثواب تو اسی کے ذمۂ کرم پر ہے جو سارے جہان کا رب عَزَّوَجَلَّ ہے تو تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بولے کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں اور تمہارے ساتھ کمینے ہوئے ہیں۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: (قوم نے) کہا: کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں حالانکہ تمہاری پیروی گھٹیا لوگوں نے کی ہے۔

﴿قَالُوْۤا: بولے۔﴾ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم نے جواب دیا کہ کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں حالانکہ تمہاری پیروی ہماری قوم کے صرف گھٹیا لوگوں نے کی ہے۔ یہ بات انہوں نے غرور کی وجہ سے کہی تھی کیونکہ انہیں غریبوں کے پاس بیٹھنا گوارا نہ تھا اور اس میں وہ اپنی کسرِ شان سمجھتے تھے، اس لئے ایمان جیسی نعمت سے محروم رہے۔ کمینے اور گھٹیا لوگوں سے ان کی مراد غریب اور پیشہ ور لوگ تھے اور انہیں رذیل اور کمین کہنا یہ کفار کا مُتکبّرانہ فعل تھا ورنہ درحقیقت صَنعت اور ردی پیشہ ایسی چیز نہیں کہ جس سے آدمی دین میں ذلیل ہوجائے۔ مالداری اصل میں دینی مالداری ہے اور نسب دراصل تقویٰ کا نسب ہے۔ یہاں ایک مسئلہ یاد رہے کہ مومن کو گھٹیا کہنا جائز نہیں خواہ وہ کتنا ہی محتاج و نادار ہو یا وہ کسی بھی نسب کا ہو۔[1]

عزت وذلت کا معیار دین اور پرہیزگاری ہے

اس سے معلوم ہوا کہ عزت وذلت کا معیار مال و دولت کی کثرت نہیں بلکہ دین اور پرہیزگاری ہے چنانچہ جس کے پاس دولت کے انبار ہوں لیکن دین اور پرہیزگاری نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت والا نہیں اور اس کی

1 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۱۱، ص ۸۲۵.

www.dawateislami.net

بارگاہ میں ان کے مال و دولت کی حیثیت مچھر کے پر برابر بھی نہیں اگرچہ دُنیوی طور پر وہ کتنا ہی عزت دار شمار کیا جاتا ہو، اسی طرح جو شخص غریب اور نادار ہے لیکن دین اور پرہیزگاری کی دولت سے مالا مال ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت والا ہے اگرچہ دنیوی طور پر اسے کوئی عزت داروں میں شمار نہ کرتا ہو اور لوگ اسے کمتر، حقیر اور ذلیل سمجھتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىٕلَ لِتَعَارَفُوْاؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (1)

ترجمۂ کنزالعرفان: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو، بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

اور حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! تمہارا رب عَزَّوَجَلَّ ایک ہے اور تمہارے والد ایک ہیں، سن لو! کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں البتہ جو پرہیزگار ہے وہ دوسروں سے افضل ہے، بیشک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ (2)

اور غریب، پرہیزگار مسلمانوں کی قدر و قیمت سے متعلق حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”بہت سے پَراگندہ بالوں والے ایسے ہوتے ہیں جنہیں (حقیر سمجھ کر) لوگ دروازوں سے دھکے دیتے ہیں (لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا یہ مقام ہوتا ہے کہ) اگر وہ کسی کام کے لئے قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو ضرور پورا کردے۔ (3)

افسوس ہمارے معاشرے میں بھی عزت کے قابل اسے ہی سمجھا جاتا ہے جس کے پاس دولت کی کثرت ہو،

---

1 .....حجرات: ۱۳.

2 .....شعب الایمان، الرابع والثلاثون من شعب الایمان...الخ، فصل فی حفظ اللسان عن الفخر بالآباء، ۴/ ۲۸۹، الحدیث: ۵۱۳۷.

3 .....مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الضعفاء والخاملین، ص ۱۴۱۲، الحدیث: ۱۳۸ (۲۶۲۲).

www.dawateislami.net

گاڑیاں، بنگلے، عہدے اور منصب ہوں اگرچہ اس کے پاس یہ سب چیزیں سود، جوئے، رشوت اور دیگر حرام ذرائع سے حاصل کی ہوئی آمدنی سے آئی ہوں اور جو شخص محنت مزدوری کر کے اور طرح طرح کی مشقتیں برداشت کر کے گزارے کے لائق حلال روزی کماتا ہوا سے لوگ کمتر اور حقیر سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقلِ سلیم اور ہدایت عطا فرمائے، اٰمین۔

قَالَ وَ مَا عِلْمِیْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: فرمایا مجھے کیا خبر ان کے کام کیا ہیں۔ ان کا حساب تو میرے رب ہی پر ہے اگر تمہیں حِس ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: نوح نے فرمایا: مجھے ان کے کاموں کا علم نہیں۔ ان کا حساب تو میرے رب ہی (کے ذمہ) پر ہے اگر تمہیں شعور ہو۔

﴿ قَالَ: فرمایا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی قوم کو جواب دیتے ہوئے فرمایا: جن لوگوں نے میری پیروی کی ہے مجھے ان کے کاموں کا علم نہیں اور نہ ہی مجھے اس سے کوئی غرض اور مطلب ہے کہ وہ کیا پیشے کرتے ہیں؟ میری ذمہ داری انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا ہے (اور وہ میں نے پوری کر دی ہے) اگر تم ان کے گھٹیا پیشوں کو جانتے ہو تو اچھی طرح سمجھ لو کہ ان کا حساب تو میرے رب عَزَّوَجَلَّ ہی کے ذمہ پر ہے، وہی انہیں جزا دے گا، تو نہ تم انہیں عیب لگاؤ اور نہ پیشوں کے باعث ان سے عار کرو۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم نے ایمان لانے والوں کے پیشے پر اعتراض کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے ایمان پر بھی اعتراض کیا اور یہ کہا تھا کہ جو لوگ آپ پر ایمان لائے ہیں وہ دل سے ایمان نہیں لائے بلکہ صرف ظاہری طور پر ایمان لائے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ارشاد فرمایا: ”میری ذمہ داری ظاہر پر اعتبار کرنا ہے باطن کی تفتیش مجھ پر لازم نہیں، اگر تمہیں ان کے دل کا حال معلوم ہے تو جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اس کا ان سے حساب لینا میرے رب عَزَّوَجَلَّ ہی کے ذمہ پر ہے۔[1]

1 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۱۲-۱۱۳، ۳/۳۹۱، مدارک، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۱۲-۱۱۳، ص۸۲۵، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوْا لَىٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ﴿۱۱۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں۔ میں تو نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا۔ بولے اے نوح اگر تم باز نہ آئے تو ضرور سنگسار کیے جاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں۔ میں تو صرف صاف صاف ڈر سنانے والا ہوں۔ قوم نے کہا: اے نوح! اگر تم باز نہ آئے تو ضرور تم سنگسار کئے جانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

﴿وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ﴾: اور میں دور کرنے والا نہیں۔ ﴿قوم نے حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بات سن کر کہا کہ پھر آپ کمینوں کو اپنی مجلس سے نکال دیجئے تاکہ ہم آپ کے پاس آئیں اور آپ کی بات مانیں۔ اس کے جواب میں آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: ”یہ میری شان نہیں کہ میں تمہاری ایسی خواہشوں کو پورا کروں اور تمہارے ایمان کے لالچ میں غریب مسلمانوں کو اپنے پاس سے نکال دوں۔“ (1)

تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی غریب پروری

اس آیت سے معلوم ہوا کہ غریبوں فقیروں کے ساتھ بیٹھنا انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ غریب مسلمانوں سے بھی ہم نشینی رکھے، ان کی دلجوئی کرے اور ان کی مشکلات دور کرنے کے لئے عملی طور پر اِقدامات کرنے کی کوشش کرے، ترغیب کے لئے یہاں غریب پروری اور مسکین نوازی سے متعلق تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تعلیمات اور آپ کی مبارک سیرت ملاحظہ ہو، چنانچہ

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے یہ دعا مانگی: ”اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، قیامت کے دن مجھے مسکینوں کی جماعت سے ہی اٹھانا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے عرض کی:

(1) ..... تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۱۴، ۸/۵۲۱، مدارک، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۱۴، ص۸۲۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

کیوں (ایسا ہو؟) ارشاد فرمایا: ”مسکین لوگ امیر لوگوں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے، اے عائشہ! مسکین کے سوال کو کبھی رد نہ کرنا اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو، اے عائشہ! مسکینوں سے محبت رکھو اور انہیں اپنے قریب کرو (ایسا کرنے سے) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے اپنا قرب عطا فرمائے گا۔ (1)

حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”(اگر تم مجھے ڈھونڈنا چاہو تو) مجھے اپنے کمزور اور غریب لوگوں میں تلاش کرو کیونکہ تمہیں کمزور اور غریب لوگوں کے سبب رزق دیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔ (2)

حضرت ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”یہ (غلام) تمہارے بھائی اور خادم ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے تو جس شخص کے ماتحت اس کا بھائی ہو وہ اسے وہ چیز کھلائے جسے خود کھاتا ہو، وہ لباس پہنائے جسے خود پہنتا ہو اور تم انہیں ایسے کام پر مجبور نہ کرو جو ان کے لئے دشوار ہو اور اگر انہیں ایسے کام کے لئے کہو تو اس میں ان کی مدد کرو۔ (3)

اسی طرح کثیر احادیث میں یتیموں اور بیواؤں کی سرپرستی کرنے، مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دینے، غریب مقروض کو مہلت دینے یا قرض معاف کر دینے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اب غریب پروری سے متعلق سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت کا عالَم ملاحظہ ہو، چنانچہ قاضی عیاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی مشہور تصنیف ”شفا شریف“ میں ہے کہ ”حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مسکینوں کی عیادت فرماتے، فقیروں کے پاس بیٹھتے اور کوئی غلام بھی دعوت دیتا تو اسے قبول فرما لیتے تھے۔ (4)

علامہ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں جب حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کسی محتاج کو ملاحظہ فرماتے تو اپنا کھانا پینا تک اٹھا کر عنایت فرما دیتے حالانکہ اس کی آپ کو بھی ضرورت ہوتی، آپ کی عطا مختلف قسم کی ہوتی جیسے کسی کو تحفہ دیتے، کسی کو کوئی حق عطا فرماتے، کسی سے قرض کا بوجھ اتار دیتے، کسی کو صدقہ عنایت

1 .....ترمذی، کتاب الزهد، باب ما جاء انّ فقراء المهاجرین یدخلون الجنّة قبل اغنیاءهم، ۴/۱۵۷، الحدیث: ۲۳۵۹.
2 .....ترمذی، کتاب الجهاد، باب ما جاء فی الاستفتاح بصعالیك المسلمین، ۳/۲۶۸، الحدیث: ۱۷۰۸.
3 .....مسلم، کتاب الایمان والنذور، باب اطعام المملوك ممّا یأكل... الخ، ص۹۰۶، الحدیث: ۴۰(۱۶۶۱).
4 .....الشفاء القسم الاول، الباب الثانی، فصل واما تواضعه، ص۱۳۱، الجزء الاول.

www.dawateislami.net

فرماتے، کبھی کپڑا خریدتے اور اس کی قیمت ادا کر کے اس کپڑے والے کو وہی کپڑا بخش دیتے، کبھی قرض لیتے اور (اپنی طرف سے) اس کی مقدار سے زیادہ عطا فرما دیتے، کبھی کپڑا خرید کر اس کی قیمت سے زیادہ رقم عنایت فرما دیتے اور کبھی ہدیہ قبول فرماتے اور اس سے کئی گُنا زیادہ انعام میں عطا فرما دیتے۔[1]

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مبارک تعلیمات کو اپنانے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیاری سیرت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے معاملے میں کسی کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے

اس آیت میں ہے کہ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے کفار کے اس مطالبے کو تسلیم نہیں کیا کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام غریبوں کو خود سے دور کر دیں، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کسی کی طرف سے ہونے والی باتوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس سے بے پرواہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور حق بات کو بیان کرنا چاہئے۔ سیِّدُ المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بطورِ خاص صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو اس بات کا حکم دیتے اور اس پر بیعت لیتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈریں گے نہ اس کی پرواہ کریں گے اور صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا یہ حال تھا کہ وہ اس عہد کی پاسداری میں اپنی جان تک چلی جانے کی بھی پرواہ نہ کیا کرتے تھے۔ افسوس! فی زمانہ حق بات بیان کرنے کے حوالے سے مسلمانوں کا حال انتہائی نازک ہے، یہ اپنے سامنے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نافرمانیاں ہوتی دیکھ کر، دین کا مذاق اڑتا ہوا اور شریعت کے احکامات پر عمل پیرا حضرات کی تذلیل ہوتی دیکھ کر، دینِ اسلام کے احکام اور اس کی تعلیمات پر انگلیاں اٹھتی دیکھ کر اتنی ہمت بھی نہیں کر پاتے کہ ایسے لوگوں کو زبان سے ہی روک دیں بلکہ الٹا ان کی ہاں میں ہاں ملاتے اور ان کی الٹی سیدھی اور جاہلانہ باتوں کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقلِ سلیم عطا فرمائے اور حق بات کہنے اور اس میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے، اٰمین۔

﴿نَذِیْرٌ: ڈر سنانے والا۔﴾ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا کہ میری ذمہ داری تمہیں صحیح دلیل کے ساتھ صاف صاف ڈر سنانا ہے جس سے حق و باطل میں امتیاز ہو جائے، تو جو ایمان لائے وہی میرا مُقَرّب ہے اور جو ایمان نہ لائے

[1] .....مدارج النبوہ، باب دوم در بیان اخلاق وصفا، وصل در جود وسخاوت، ۱/۴۹.

www.dawateislami.net

وہی مجھ سے دور ہے۔ (1)

﴿قَالُوْا: بولے۔﴾ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم نے کہا: اے نوح! عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، اگر تم دعوت دینے اور ڈر سنانے سے باز نہ آئے تو ضرور تم سنگسار کئے جانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ (2)

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ فَتْحًا وَّ نَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: عرض کی اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا۔ تو مجھ میں اور ان میں پورا فیصلہ کر دے اور مجھے اور میرے ساتھ والے مسلمانوں کو نجات دے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: نوح نے عرض کی: اے میرے رب! بیشک میری قوم نے مجھے جھٹلایا۔ تو مجھ میں اور ان میں پورا فیصلہ کر دے اور مجھے اور میرے ساتھ والے مسلمانوں کو نجات دے۔

﴿قَالَ: عرض کی۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے میرے رب! بیشک میری قوم نے تیری وحی و رسالت میں مجھے جھٹلایا ہے، پس تو مجھ میں اور ان میں وہ فیصلہ کر دے جس کا ہم میں سے ہر کوئی حق دار ہے اور مجھے اور میرے ساتھ والے مسلمانوں کو ان کافروں کی اَذِیَّتوں سے نجات دے۔

حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی دعا میں جو ذکر کیا کہ میری قوم نے تیری وحی اور رسالت میں مجھے جھٹلایا ہے، اس سے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مراد یہ تھی کہ میں جو اِن کے بارے میں ہلاکت کی دعا کر رہا ہوں اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ انہوں نے مجھے سنگسار کرنے کی دھمکی دی اور نہ ہی یہ سبب ہے کہ انہوں نے میری پیروی کرنے والوں کو

1 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۱۵، ص۸۲۶، خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۱۵، ۳/۳۹۱، ملتقطاً.

2 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۱۶، ۶/۲۹۳.

www.dawateislami.net

گھٹیا کہا بلکہ میری دعا کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے تیرے کلام کو جھٹلایا اور تیری رسالت کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ (1)

فَاَنْجَیْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِیْنَ ﴿۱۲۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو ہم نے بچالیا اسے اور اس کے ساتھ والوں کو بھری ہوئی کشتی میں۔ پھر اس کے بعد ہم نے باقیوں کو ڈبو دیا۔

ترجمۂ کنزالعرفان: تو ہم نے اسے اور اس کے ساتھ والوں کو بھری ہوئی کشتی میں بچالیا۔ پھر اس کے بعد ہم نے باقی لوگوں کو غرق کر دیا۔

﴿فَاَنْجَیْنٰهُ: تو ہم نے اسے بچالیا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دعا قبول فرمائی اور اس نے حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اور ان کے ساتھ والوں کو انسانوں، پرندوں اور جانوروں سے بھری ہوئی کشتی میں سوار کر کے طوفان سے بچالیا اور انہیں نجات دینے کے بعد باقی لوگوں کو طوفان میں غرق کر دیا۔ (2)

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۲۲﴾ ع ۶ ۱۸ ۱۰

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں اکثر مسلمان نہ تھے۔ اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے۔

1 ……روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۱۷-۱۱۸، ۶/۲۹۳، تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۱۷-۱۱۸، ۸/۵۲۱، ملتقطاً.

2 ……خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۱۹-۱۲۰، ۳/۳۹۲.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں اکثر مسلمان نہ تھے۔ اور بیشک تمہارا رب ہی غلبے والا، مہربان ہے۔

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے۔﴾ یعنی حق سے تکبر کرنے اور غریب مسلمانوں کو حقیر جاننے کی وجہ سے حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم کا جو انجام ہوا اس میں بعد والوں کے لئے عبرت کی نشانی ہے۔ (1)

﴿وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ: اور ان میں اکثر مسلمان نہ تھے۔﴾ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم میں سے مسلمان ہونے والے مرد و عورت کی تعداد 80 تھی اور اس آیت میں حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تسلی دی گئی ہے کہ ہمیشہ تھوڑے لوگ ہی ایمان اور ہدایت قبول کرتے ہیں۔ (2)

كَذَّبَتْ عَادُ ِۨالْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۲۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: عاد نے رسولوں کو جھٹلایا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: عاد نے رسولوں کو جھٹلایا۔

﴿كَذَّبَتْ عَادُ: عاد نے جھٹلایا۔﴾ یہاں سے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تسلی کے لئے حضرت ہود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی قوم کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔ حضرت ہود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم کا نام عاد ہے، یہ ایک قبیلہ ہے اور دراصل یہ ایک شخص کا نام ہے جس کی اولاد سے یہ قبیلہ ہے۔ (3)

نوٹ: یہ واقعہ سورۂ اَعراف، آیت نمبر 65 تا 72، سورۂ ہود 50 تا 60 میں بھی گزر چکا ہے۔

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۲۵﴾

1 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۲۱، ۶/۲۹۳.

2 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۲۱، ۶/۲۹۳.

3 .....مدارک، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۲۳، ص۸۲۶.

www.dawateislami.net

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۳۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جب کہ ان سے ان کے ہم قوم ہود نے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں۔ بیشک میں تمہارے لیے اللہ کا امانت دار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: جب ان سے ان کے ہم قوم ہود نے فرمایا: کیا تم ڈرتے نہیں۔ بیشک میں تمہارے لیے امانتدار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

﴿اِذْ قَالَ لَهُمْ: جب ان سے فرمایا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ہود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم ”عاد“ نے انہیں اس وقت جھٹلایا جب آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان سے فرمایا: ”تم جس کفر و شرک میں مبتلا ہو، کیا اس پر تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے نہیں۔ بیشک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا رسول ہوں جس کی امانت داری تم میں مشہور ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی وحی کا امین ہوں تو تم مجھے جھٹلانے میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو اور میں تمہیں جو حکم دوں اس میں میری اطاعت کرو۔ (1)

وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِیْعٍ اٰیَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ۙ

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب۔ کیا ہر بلندی پر ایک نشان بناتے ہو راہ گیروں سے ہنسنے کو۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: اور میں تم سے اِس (تبلیغ) پر کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

1 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۱۲۴-۱۲۶، ص۸۲۶، روح البیان، الشعراء، تحت الآیة: ۱۲۴-۱۲۶، ۶/۲۹۴، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

کیا تم ہر بلند جگہ پر ایک نشان بناتے ہو (راہگیروں کا) مذاق اڑاتے ہو۔

﴿وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ: اور میں تم سے اِس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا۔﴾ حضرت ہود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے قوم سے فرمایا: ”میں رسالت کی ادائیگی پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر وثواب تو اسی کے ذمہِ کرم پر ہے جو سارے جہان کا رب عَزَّوَجَلَّ ہے کیونکہ اسی نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ (1)

﴿اَتَبْنُوْنَ: کیا تم بناتے ہو۔﴾ اس قوم کا معمول یہ تھا کہ انہوں نے سرِ راہ بلند عمارتیں بنالی تھیں، وہاں بیٹھ کر راہ چلنے والوں کو پریشان کرتے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ ان کے اسی عمل کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ہود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: ”کیا تم راہگیروں کا مذاق اڑانے کے لئے ہر بلند جگہ پر ایک نشان بناتے ہو تا کہ اس پر چڑھ کر گزرنے والوں سے مذاق مَسخری کرو۔ (2)

دوسروں کو تنگ کرنے کے سلسلے میں لوگوں کی رَوِش

حضرت ہود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم کی اس روش کے نظارے ہمارے آج کے معاشرے میں بھی بکثرت دیکھے جارہے ہیں، جیسے چوراہوں یا گلیوں میں کھڑے ہو کر وہاں سے گزرنے والوں کو تنگ کرنا، کسی معذور شخص کو آتا دیکھ کر اس کا مذاق اڑانا، راستے سے گزرنے والی خواتین پر آوازیں کسنا، راہ چلتی عورتوں سے ٹکرانا، کوئی راستہ معلوم کرے تو اسے غلط راستہ بتا دینا، راستے میں کوڑا کرکٹ پھینک دینا، گلیوں میں گندا پانی چھوڑ دینا، گلیوں میں کھدائی کر کے کئی دنوں تک بلاوجہ چھوڑے رکھنا، راستوں میں غیر قانونی تعمیرات کرنا، گلی محلوں میں کرکٹ یا کوئی اور کھیل کھیلنا اور غلط جگہ گاڑی پارک کر دینا وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ راستوں میں بیٹھنے سے متعلق حدیث پاک میں ہے، حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ لوگوں نے عرض کی، یارسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، ہمیں راستے میں بیٹھنے سے چارہ نہیں، ہم وہاں آپس میں بات چیت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب تم نہیں مانتے اور بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو راستے کا حق ادا کرو۔ لوگوں نے عرض کی، راستے کا حق کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ”(1) نظر نیچی رکھنا۔ (2) اَذِیَّت کو دور کرنا۔

1 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۲۷، ۶/۲۹۴.
2 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۲۸، ۳/۳۹۲، ملخصاً.

www.dawateislami.net

(3) سلام کا جواب دینا (4) اچھی بات کا حکم کرنا اور (5) بری باتوں سے منع کرنا۔ (1)

ایک اور روایت میں راستے کے یہ دو حق بھی بیان کئے گئے ہیں: (1) فریاد کرنے والے کی فریاد سننا۔ (2) بھولے ہوئے کو ہدایت کرنا۔ (2)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ ”راستوں کے بیٹھنے میں بھلائی نہیں ہے، مگر اس کے لیے جو راستہ بتائے، سلام کا جواب دے، نظر نیچی رکھے اور بوجھ لادنے پر مدد کرے۔ (3)

وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَ اِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور مضبوط محل چنتے ہو اس امید پر کہ تم ہمیشہ رہو گے۔ اور جب کسی پر گرفت کرتے ہو تو بڑی بیدردی سے گرفت کرتے ہو۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور مضبوط محل بناتے ہو اس امید پر کہ تم ہمیشہ رہو گے۔ اور جب کسی کو پکڑتے ہو تو بڑی بیدردی سے پکڑتے ہو۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

﴿وَتَتَّخِذُوْنَ: اور بناتے ہو۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات میں قومِ عاد کے دو اور معمولات کے بارے میں حضرت ہود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا کلام ذکر ہوا، چنانچہ حضرت ہود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی قوم سے فرمایا: ”تم اس امید پر مضبوط محل بناتے ہو کہ تم ہمیشہ رہو گے اور کبھی مرو گے نہیں اور جب کسی پر گرفت کرتے ہو تو بڑی بیدردی کے ساتھ تلوار سے قتل کر کے اور دُرّے مار کر انتہائی بے رحمی سے گرفت کرتے ہو، تو تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو اور ان کاموں

1 .....بخاری، کتاب المظالم و الغصب، باب افنیۃ الدور و الجلوس فیھا... الخ، ۲/۱۳۲، الحدیث: ۲۴۶۵.
2 .....ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی الجلوس فی الطرقات، ۴/۳۳۷، الحدیث: ۴۸۱۷.
3 .....شرح سنہ، کتاب الاستئذان، باب کراھیۃ الجلوس علی الطرق، ۶/۳۶۵، الحدیث: ۳۲۳۲.

www.dawateislami.net

کو چھوڑ دو اور میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت پر ایمان لانے اور عدل و انصاف وغیرہ کی دعوت دے رہا ہوں اس میں میری اطاعت کرو۔ (1)

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے مکانات کی سادگی

اس آیت میں قومِ عاد کے مضبوط محلات بنانے کا ذکر ہوا، فی زمانہ بھی لوگوں کی عمومی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ انتہائی خوبصورت، مضبوط اور بڑا گھر بنائیں۔ جائز ذرائع اور حلال مال سے اس خواہش کو پورا کرنا اگرچہ جائز ہے لیکن اگر ضرورت کے مطابق مناسب سا گھر بنایا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ دو جہاں کے سردار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور ان کے پیارے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے مکانات کی سادگی ملاحظہ ہو، چنانچہ سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مسجدِ نبوی کے مُتَّصل ہی اَزواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے لئے مکانات بنوائے تھے۔ ان مکانات کی سادگی کا عالم یہ تھا کہ صرف دس دس گز لمبے اور چھ چھ، سات سات گز چوڑے تھے، کچی اینٹوں کی دیواریں، کھجور کی پتیوں کی چھت اور وہ بھی اتنی نیچی کہ آدمی کھڑا ہو کر چھت کو چھو لیتا، دروازوں میں لکڑی کے تختوں کی بجائے کمبل یا ٹاٹ کے پردے پڑے رہتے تھے۔ (2)

تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے لئے بھی مکانات کی شان و شوکت پسند نہ فرماتے اور اگر کوئی شاندار مکان تعمیر کرتا یا اپنے مکان کی تزئین و آرائش میں مصروف ہوتا تو اس کی تربیت فرماتے، چنانچہ ایک بار آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ایک راستے سے گزرے، راستے میں ایک اونچا سا گنبد (نما مکان) دیکھا تو فرمایا: ”یہ کس کا ہے؟“ لوگوں نے ایک انصاری کا نام بتایا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو یہ شان و شوکت ناگوار ہوئی، مگر اس کا اظہار نہیں فرمایا، کچھ دیر کے بعد انصاری بزرگ آئے، اور سلام کیا، لیکن آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے رخِ انور پھیر لیا، بار بار یہ واقعہ پیش آیا تو انہوں نے دوسرے صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ناراضگی کا ذکر کیا، جب سبب معلوم ہوا تو انہوں نے اس قبے کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا۔ (3)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں ”نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میرے پاس

1 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۲۹-۱۳۱، ۳/۳۹۲، روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۲۹-۱۳۱، ۶/۲۹۵-۲۹۶، ملتقطاً.

2 .....شرح الزرقانی، ذکر بناء المسجد النبوی وعمل المنبر، ۲/۱۸۵، ملخصاً.

3 .....ابو داؤد، کتاب الادب، باب ما جاء فی البناء، ۴/۴۶۰، الحدیث: ۵۲۳۷.

www.dawateislami.net

سے اس وقت گزرے جب میں اور میری والدہ دیوار کی لپائی کر رہے تھے۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”اے عبد اللہ! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، یہ کیا کر رہے ہو؟ میں نے عرض کی ”یارسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، میں دیوار کو درست کر رہا ہوں۔ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”موت اس سے زیادہ قریب ہے۔ (1)

وَاتَّقُوا الَّذِیْۤ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ بَنِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۳۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس سے ڈرو جس نے تمہاری مدد کی ان چیزوں سے کہ تمہیں معلوم ہیں۔ تمہاری مدد کی چوپایوں اور بیٹوں۔ اور باغوں اور چشموں سے۔ بیشک مجھے تم پر ڈر ہے ایک بڑے دن کے عذاب کا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اس سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے مدد کی جو تمہیں معلوم ہیں۔ اس نے جانوروں اور بیٹوں کے ساتھ تمہاری مدد کی۔ اور باغوں اور چشموں سے۔ بیشک مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

﴿وَاتَّقُوْا: اور ڈرو۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی تین آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ہود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے قوم سے فرمایا: ”اس سے ڈرو جس نے تمہاری ان نعمتوں سے مدد کی جنہیں تم جانتے ہو، جیسے اس نے جانوروں اور بیٹوں کے ساتھ تمہاری مدد کی، باغوں اور چشموں سے تمہاری مدد کی، اگر تم نے میری نافرمانی کر کے ان نعمتوں کی ناشکری کی تو بیشک مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ (2)

قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَیْنَاۤ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِیْنَ ﴿۱۳۶﴾

1 .....ابو داؤد، کتاب الادب، باب ما جاء فی البناء، ۴/۴۵۹، الحدیث: ۵۲۳۵.

2 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۳۲-۱۳۵، ۳/۳۹۲.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: بولے ہمیں برابر ہے چاہے تم نصیحت کرو یا ناصحوں میں نہ ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: قوم نے کہا: ہمارے اوپر برابر ہے کہ آپ ہمیں نصیحت کریں یا آپ نصیحت کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔

﴿قَالُوْا: بولے۔﴾ قومِ عاد نے حضرت ہود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نصیحتوں کا جواب یہ دیا کہ ”آپ ہمیں نصیحت کریں یا آپ نصیحت کرنے والوں میں سے نہ ہوں، ہمارے لئے دونوں چیزیں برابر ہیں، ہم کسی طرح آپ کی بات نہ مانیں گے اور نہ آپ کی دعوت قبول کریں گے۔[1]

نصیحت قبول کرنا مسلمان کا اور نہ ماننا کافر کا کام ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نصیحت قبول کرنا مسلمان کا کام ہے اور نہ ماننا کافر کا۔ اسی چیز کو بیان کرتے ہوئے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

اَوَلَا یَرَوْنَ اَنَّهُمْ یُفْتَنُوْنَ فِیْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ یَذَّكَّرُوْنَ[2]

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ انہیں ہر سال ایک یا دو مرتبہ آزمایا جاتا ہے پھر (بھی) نہ وہ توبہ کرتے ہیں اور نہ ہی نصیحت مانتے ہیں۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِیَذَّكَّرُوْاؕ وَ مَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا[3]

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان فرمایا تاکہ وہ سمجھیں اور یہ سمجھانا ان کے دور ہونے کو ہی بڑھا رہا ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ

ترجمۂ کنزُالعِرفان: وہ آدمی جو یہ جانتا ہے کہ جو کچھ تمہاری

---

1 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۳۶، ۳/۳۹۲، مدارک، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۳۶، ص۸۲۷، ملتقطاً.

2 .....التوبۃ: ۱۲۶.

3 .....بنی اسرائیل: ۴۱.

www.dawateislami.net

اَلْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰىؕ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (1)

طرف تمہارے رب کے پاس سے نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے تو کیا وہ اس جیسا ہے جو اندھا ہے؟ صرف عقل والے ہی نصیحت مانتے ہیں۔

نیز کامل ایمان والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ جب ان کے رب عَزَّوَجَلَّ کی آیتوں کے ساتھ انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان پر غفلت کے ساتھ بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے کہ نہ سوچیں نہ سمجھیں بلکہ ہوش وحواس قائم رکھتے ہوئے سنتے ہیں اور چشمِ بصیرت کے ساتھ دیکھتے ہیں اور اس نصیحت سے ہدایت حاصل کرتے ہیں، نفع اُٹھاتے ہیں اور ان آیتوں پر فرمانبردارانہ گرتے ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ

وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّ عُمْیَانًا (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور وہ لوگ کہ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں کے ساتھ نصیحت کی جاتی ہے تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

فی زمانہ نصیحت قبول کرنے کے حوالے سے مسلمانوں کی حالت ایسی ہو چکی ہے کہ اگر کسی کو سمجھایا جائے تو وہ ماننے کو تیار نہیں ہوتا اور اگر سمجھانے والا مرتبے میں اپنے سے کم ہو تو جسے سمجھایا جائے وہ اپنی بات پر اڑ جاتا ہے اور دوسرے کی بات ماننا اپنے لئے توہین سمجھتا ہے اور نصیحت کئے جانے کو اپنی عزت کا مسئلہ بنالیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اب چھوٹے خاندان والے بڑے خاندان والوں کو نہیں سمجھا سکتے، عام آدمی کسی چودھری کو نہیں سمجھا سکتا، غریب شخص کسی مالدار آدمی کو نہیں سمجھا سکتا، عوام کسی دُنْیَوی منصب والے کو نہیں سمجھا سکتے، مسجدوں میں کوئی نوجوان عالم یا دینی مُبَلِّغ کسی پرانے بوڑھے کو نہیں سمجھا سکتا بلکہ جسے سمجھایا جائے وہی گلے پڑ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حال پر رحم فرمائے، انہیں چاہئے کہ ان آیاتِ کریمہ پر غور کر کے اپنی حالت سدھارنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُؕ وَ لَبِئْسَ الْمِهَادُ (3)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو اسے ضد مزید گناہ پر ابھارتی ہے تو ایسے کو جہنم کافی ہے اور وہ ضرور بہت برا ٹھکانا ہے۔

1 ……رعد: ۱۹۔ 2 ……الفرقان: ۷۳۔ 3 ……بقرہ: ۲۰۶۔

www.dawateislami.net

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِیَ مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ (1)

ترجمۂ کنزالعرفان: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جسے اس کے رب کی آیتوں کے ذریعے نصیحت کی جائے تو وہ ان سے منہ پھیر لے اور ان اعمال کو بھول جائے جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔

اور مسلمانوں کو منافقین اور مشرکین کے حال سے دُور رہنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ هُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ (2)

ترجمۂ کنزالعرفان: اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جنہوں نے کہا: ہم نے سن لیا حالانکہ وہ نہیں سنتے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ ۙ﴿۱۳۷﴾ وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۱۳۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: یہ تو نہیں مگر وہی اگلوں کی رِیت۔ اور ہمیں عذاب ہونا نہیں۔

ترجمۂ کنزالعرفان: وہ تو صرف پہلے لوگوں کی بنائی ہوئی جھوٹی باتیں ہیں۔ اور ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔

﴿اِنْ هٰذَاۤ: یہ تو نہیں۔﴾ اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ قوم نے کہا: جن چیزوں کا آپ نے خوف دلایا یہ پہلے لوگوں کی باتیں ہیں، وہ بھی ایسی ہی باتیں کہا کرتے تھے۔ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ ہم ان باتوں کا اعتبار نہیں کرتے اور انہیں جھوٹ جانتے ہیں۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ قوم نے کہا: ہماری یہ موت و حیات اور ہمارا عمارتیں بنانا پہلوں کے طریقہ پر ہے یعنی جس طرح وہ زندہ تھے اسی طرح ہم زندہ ہیں، جس طرح وہ مر گئے اسی طرح ہم بھی مر جائیں گے اور جس طرح وہ عمارتیں بنایا کرتے تھے اسی طرح ہم بھی عمارتیں بنا رہے ہیں تو یہ مرنا جینا اور عمارتیں بنانا کوئی نئی بات نہیں بلکہ ایسا تو

1 ..... کہف: ۵۷۔
2 ..... انفال: ۲۱۔

www.dawateislami.net

شروع سے ہوتا آ رہا ہے۔ (1)

﴿وَمَا نَحْنُ: اور ہمیں نہیں۔﴾ قوم نے مزید یہ کہا کہ ہمارے اعمال اور ہماری عادات پر دنیا میں ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا اور نہ مرنے کے بعد ہمیں اٹھنا ہے اور نہ آخرت میں حساب دینا ہے۔ (2)

فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةًؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۴۰﴾ ع

ترجمۂ کنزالایمان: تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے انہیں ہلاک کیا بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے۔ اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا، بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں اکثر مسلمان نہ تھے۔ اور بیشک تمہارا رب ہی غلبے والا مہربان ہے۔

﴿فَكَذَّبُوْهُ: تو انہوں نے اسے جھٹلایا۔﴾ قومِ عاد نے حضرت ہود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نصیحتوں کو نہ مانا، آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلایا اور اس جھٹلانے پر قائم رہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے انہیں دنیا میں ہوا کے عذاب سے ہلاک کر دیا۔ بے شک قومِ عاد کی ہلاکت و بربادی میں ضرور عبرت کی نشانی ہے کہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلانے والوں کا انجام بڑا دردناک ہے اور قومِ عاد کے بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے جو بچا لئے گئے۔ (3)

﴿وَ اِنَّ رَبَّكَ: اور بیشک تمہارا رب۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، جو شخص نصیحت قبول نہ کرے اور جابر و متکبر لوگوں جیسے اعمال کرے تو بیشک آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ ہی اس پر غالب اور اسے سزا دینے والا ہے اور جو ایمان

1 .....جلالین، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۳۷، ص۳۱۴، تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۳۷، ۸/ ۵۲۳، مدارک، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۳۷، ص۸۲۷، ملتقطاً.

2 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۳۸، ۶/ ۲۹۶، مدارک، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۳۸، ص۸۲۷، ملتقطاً.

3 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۳۹، ۶/ ۲۹۶، جلالین، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۳۹، ص۳۱۴، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

لے آئے اسے عذاب سے نجات دے کر اس پر مہربانی فرمانے والا ہے۔ (1)

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب کہ ان سے ان کے ہم قوم صالح نے فرمایا کیا ڈرتے نہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: قومِ ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب ان سے ان کے ہم قوم صالح نے فرمایا: کیا تم ڈرتے نہیں؟

﴿ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ: قومِ ثمود نے جھٹلایا۔ ﴾ یہاں سے نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تسلی کے لئے حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی قومِ ثمود کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قومِ ثمود نے حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اس وقت جھٹلا کر انہیں اور ان سے پہلے رسولوں کو جھٹلایا جب انہوں قومِ ثمود سے فرمایا: کیا تم شرک کرنے پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے نہیں۔ (2)

نوٹ: یہ واقعہ سورۂ اَعراف، آیت نمبر 73 تا 79 اور سورۂ ہود، آیت نمبر 61 تا 68 میں گزر چکا ہے۔

اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک میں تمہارے لیے اللہ کا امانت دار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک میں تمہارے لیے امانتدار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

﴿ اَمِیْنٌ: امانتدار۔ ﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے قومِ ثمود سے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ میں تمہیں اس کے حکم کی خلاف ورزی کرنے پر اس کے عذاب سے ڈراؤں اور جس رسالت کے ساتھ اس نے مجھے تمہاری طرف بھیجا میں اس پر امین ہوں، تو اے

1 ……روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۴۰، ۶/۲۹۶-۲۹۷.

2 ……روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۴۱-۱۴۲، ۶/۲۹۷.

www.dawateislami.net

میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو اور میری اطاعت کر کے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے حکم پر عمل کرو۔ (1)

خیانت اور نبوت جمع نہیں ہو سکتیں

اس سے معلوم ہوا کہ حضراتِ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اَسرارِ الٰہیہ اور لوگوں کی عزت، مال آبرو وغیرہ سب کے امین ہوتے ہیں۔ خیانت اور نبوت جمع نہیں ہو سکتیں۔ ہمارے حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اہلِ مکہ بچپن شریف سے محمد امین پکارتے تھے اور اعلانِ نبوت سے پہلے اور بعد میں بھی آپ کے پاس امانتیں رکھتے رہے اور اپنے فیصلے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے کرواتے تھے۔

وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۴۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں تم سے کچھ اس پر اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور میں تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

﴿ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ: اور میں تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ ﴾ حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: میں تمہیں نصیحت کرنے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے پر تم سے کسی اجرت کا مطالبہ نہیں کرتا، میرا اجر و ثواب تو اسی کے ذمۂ کرم پر ہے جو سارے جہان کا رب عَزَّوَجَلَّ ہے اور جس نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ (2)

اَتُتْرَكُوْنَ فِیْ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِیْنَ ﴿۱۴۶﴾ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّ زُرُوْعٍ وَّ نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِیْمٌ ﴿۱۴۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: کیا تم یہاں کی نعمتوں میں چین سے چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ باغوں اور چشموں۔ اور کھیتوں اور کھجوروں

1 ……تفسیر طبری، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۴۳-۱۴۴، ۹/۴۶۴.

2 ……روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۴۵، ۶/۲۹۷.

www.dawateislami.net

میں جن کا شگوفہ نرم نازک۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کیا تم یہاں (دنیا) کی نعمتوں میں امن وامان کی حالت میں چھوڑ دیئے جاؤ گے؟ باغوں اور چشموں میں۔ اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن کا شگوفہ نرم ونازک ہوتا ہے۔

﴿اَتُتْرَكُوْنَ: کیا تم چھوڑ دیئے جاؤ گے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے مزید نصیحت کرتے ہوئے اپنی قوم سے فرمایا: ”کیا تمہارا گمان یہ ہے کہ تم دنیا کی نعمتوں جیسے باغوں اور چشموں میں، کھیتوں اور کھجوروں میں جن کا شگوفہ نرم ونازک ہوتا ہے، امن وامان کی حالت میں چھوڑ دیئے جاؤ گے کہ یہ نعمتیں تم سے کبھی زائل نہ ہوں گی، تم پر کبھی عذاب نہ آئے گا اور تمہیں کبھی موت نہ آئے گی۔ (تمہارا یہ گمان غلط ہے اور ایسا کبھی نہیں ہوگا۔)[1]

وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا فٰرِهِیْنَ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾ وَ لَا تُطِیْعُوْۤا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۵۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور پہاڑوں میں سے گھر تراشتے ہو استادی سے۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔ اور حد سے بڑھنے والوں کے کہنے پر نہ چلو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور تم بڑی مہارت دکھاتے ہوئے پہاڑوں میں سے گھر تراشتے ہو۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور حد سے بڑھنے والوں کے کہنے پر نہ چلو۔

﴿فٰرِهِیْنَ: بڑی مہارت دکھاتے ہوئے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے قوم سے فرمایا: تم بڑی مہارت دکھاتے ہوئے، اپنی صَنعت پر غرور کرتے اور اِتراتے ہوئے پہاڑوں

1 ……روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۴۶-۱۴۸، ۶/۲۹۷-۲۹۸، مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۴۶-۱۴۸، ص۸۲۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

میں سے گھر تراشتے ہو اور ان گھروں کو بنانے سے تمہارا مقصد رہائش اختیار کرنا نہیں بلکہ صرف اپنی مہارت پر غرور کرنا ہے تو تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو اور میری اطاعت کرتے ہوئے وہ اعمال کرو جن کا تمہیں دنیا اور آخرت میں فائدہ ہو اور حد سے بڑھنے والوں کے کہنے پر نہ چلو۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ مُسْرِفِیْنَ سے مراد مشرکین ہیں۔ بعض مفسرین نے کہا کہ مُسْرِفِیْنَ سے مراد وہ نو شخص ہیں جنہوں نے اونٹنی کو قتل کیا تھا۔ (1)

الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَ لَا یُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور بناؤ نہیں کرتے۔

ترجمۂ کنزالعرفان: وہ جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔

﴿یُفْسِدُوْنَ: فساد پھیلاتے ہیں۔﴾ یعنی حد سے بڑھنے والے وہ ہیں جو کفر، ظلم اور گناہوں کے ساتھ زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور ایمان لا کر، عدل قائم کر کے اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہو کر اصلاح نہیں کرتے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ بعض فساد پھیلانے والے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ کچھ فساد بھی کرتے ہیں اور ان میں کچھ نیکی بھی ہوتی ہے، لیکن یہ ایسے نہیں بلکہ ان کا فساد مضبوط ہے جس میں کسی طرح نیکی کا شائبہ تک نہیں۔ (2)

قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ﴿۱۵۳﴾ۙ مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۪ فَاْتِ بِاٰیَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۵۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بولے تم پر تو جادو ہوا ہے۔ تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو تو کوئی نشانی لاؤ اگر سچے ہو۔

1 .....ابن کثیر، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۴۹-۱۵۱، ۶/۱۴۰، خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۴۹-۱۵۱، ۳/۳۹۳، ملتقطاً.

2 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۵۲، ۳/۳۹۳، مدارک، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۵۲، ص۸۲۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: قوم نے کہا: تم ان میں سے ہو جن پر جادو ہوا ہے۔ تم تو ہم جیسے ہی ایک آدمی ہو، اگر تم سچے ہو تو کوئی نشانی لاؤ۔

﴿قَالُوْا: قوم نے کہا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قومِ ثمود نے حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نصیحتوں کے جواب میں کہا ”تم ان میں سے ہو جن پر بار بار بکثرت جادو ہوا ہے جس کی وجہ سے عقل و حواس قائم نہیں رہے۔ (مَعَاذَاللہ) تم تو ہم جیسے ہی ایک آدمی ہو کہ جیسے ہم کھاتے پیتے ہیں اسی طرح تم بھی کھاتے پیتے ہو، اگر تم رسالت کے دعوے میں سچے ہو تو اپنی سچائی کی کوئی نشانی لے کر آؤ۔ (1)

قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّ لَكُمْ شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: فرمایا یہ ناقہ ہے ایک دن اس کے پینے کی باری اور ایک معیّن دن تمہاری باری۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: صالح نے فرمایا: یہ ایک اونٹنی ہے، ایک دن اس کے پینے کی باری ہے اور ایک معیّن دن تمہارے پینے کی باری ہے۔

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے قوم کے مطالبے پر فرمایا: ”یہ ایک اونٹنی ہے، ایک دن اس کے پینے کی باری ہے، تو اس میں اس کے ساتھ مزاحمت نہ کرو اور ایک مُعیّن دن تمہارے پینے کی باری ہے، تو وہ اس میں تمہارے ساتھ مزاحمت نہ کرے گی۔ یہ اونٹنی قوم کے معجزہ طلب کرنے پر ان کی خواہش کے مطابق حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دعا سے پتھر سے نکلی تھی۔ اس کا سینہ ساٹھ گز کا تھا، جب اس کے پینے کا دن ہوتا تو وہ وہاں کا تمام پانی پی جاتی اور جب لوگوں کے پینے کا دن ہوتا تو اس دن نہ پیتی۔ (2)

وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵۶﴾

1 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۵۳-۱۵۴، ۳/۳۹۳، مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۵۳-۱۵۴، ص۸۲۸، ملتقطاً.

2 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۵۵، ص۸۲۸، ملخصاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اور اسے برائی کے ساتھ نہ چھوؤ کہ تمہیں بڑے دن کا عذاب آ لے گا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور تم اس اونٹنی کو برائی کے ساتھ نہ چھونا ورنہ تمہیں بڑے دن کا عذاب پکڑ لے گا۔

﴿وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ: اور تم اس اونٹنی کو برائی کے ساتھ نہ چھونا۔﴾ حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس اونٹنی کے بارے میں مزید فرمایا کہ تم اس اونٹنی کو برائی کے ساتھ نہ چھونا، نہ اس کو مارنا اور نہ اس کے پاؤں کی رگیں کاٹنا ورنہ تمہیں بڑے دن کا عذاب پکڑ لے گا۔ اس دن کو عذاب نازل ہونے کی وجہ سے بڑا فرمایا گیا تاکہ معلوم ہو کہ وہ عذاب اس قدر عظیم اور سخت تھا کہ جس دن میں وہ واقع ہوا اس کو اس کی وجہ سے بڑا فرمایا گیا۔ (1)

فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِیْنَ ﴿۱۵۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اس پر انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں پھر صبح کو پچھتاتے رہ گئے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو انہوں نے اس کے پاؤں کی رگیں کاٹ دیں پھر صبح کو پچھتاتے رہ گئے۔

﴿فَعَقَرُوْهَا: تو انہوں نے اس کے پاؤں کی رگیں کاٹ دیں۔﴾ ارشاد فرمایا کہ انہوں نے حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سمجھانے کے باوجود اس اونٹنی کے پاؤں کی رگیں کاٹ دیں تو صبح کو پچھتاتے رہ گئے۔ پاؤں کی رگیں کاٹنے والے شخص کا نام قدار تھا اور چونکہ لوگ اس کے اس فعل سے راضی تھے اس لئے پاؤں کی رگیں کاٹنے کی نسبت ان سب کی طرف کی گئی اور ان کا پچھتانا پاؤں کی رگیں کاٹ دینے پر عذاب نازل ہونے کے خوف سے تھا، نہ کہ وہ مَعصِیَت پر توبہ کرتے ہوئے نادم ہوئے تھے یا وہ عذاب کا مُعاینہ کر کے نادم ہوئے تھے اور ایسے وقت کی ندامت کا کوئی فائدہ نہیں۔ (2)

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۵۸﴾

1 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۱۵۶، ص۸۲۸.

2 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۱۵۷، ص۸۲۸.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: تو انہیں عذاب نے آلیا بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو انہیں عذاب نے پکڑ لیا، بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان کے اکثر لوگ مسلمان نہ تھے۔

﴿فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ﴾ :تو انہیں عذاب نے پکڑ لیا۔﴾یعنی جس عذاب کی انہیں خبر دی گئی تھی اس نے انہیں پکڑ لیا اور وہ لوگ ہلاک ہو گئے۔قومِ ثمود پر آنے والے عذاب میں ضرور عبرت کی نشانی ہے کہ نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی صداقت پر نشانی ظاہر ہو جانے کے بعد بھی کفر پر قائم رہنا عذاب نازل ہونے کا سبب ہے اور حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی انتہائی تبلیغ کے باوجود بہت تھوڑے لوگ ان پر ایمان لائے۔[1] تو اے پیارے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اگر آپ پر سارے عرب والے ایمان نہ لائیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ غم نہ فرمائیں، اس کی وجہ یہ نہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تبلیغ میں کوتاہی ہے بلکہ یہ خود بدنصیب ہیں۔

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۵۹﴾ ع

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک تمہارا رب ہی غلبے والا، مہربان ہے۔

﴿وَ اِنَّ رَبَّكَ﴾ :اور بیشک تمہارا رب۔﴾یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، بیشک آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ ہی کافروں پر عذاب نازل کرنے میں غلبے والا اور ایمان لانے والوں کو نجات دے کر ان پر مہربانی فرمانے والا ہے جیسا کہ قومِ ثمود نے حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا عذاب نازل فرمایا جس نے انہیں جڑ سے اکھاڑ کر رکھ دیا، اس لئے سابقہ قوموں کے عذابات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے آپ کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے۔[2]

---

1 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۵۸، ۶/۳۰۰.

2 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۵۹، ۶/۳۰۰.

ع ۱۹ ۱۲

www.dawateislami.net

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِالْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۶۰﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۶۲﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۶۳﴾ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب کہ ان سے ان کے ہم قوم لوط نے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں۔ بیشک میں تمہارے لیے اللہ کا امانت دار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔ اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب ان سے ان کے ہم قوم لوط نے فرمایا: کیا تم نہیں ڈرتے؟ بیشک میں تمہارے لیے امانتدار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو صرف ربُّ العٰلمین کے ذمے ہے۔

﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِ: لوط کی قوم نے جھٹلایا۔﴾ یہاں سے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تسلی کے لئے حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی قوم کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی چار آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم نے اس وقت آپ کو جھٹلا کر تمام رسولوں کو جھٹلایا جب آپ نے ان سے فرمایا: ”اے میری قوم: کیا تم شرک اور دیگر گناہوں پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں ڈرتے، بیشک میں تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے تمہارے لیے اس کی وحی اور رسالت پر امانتدار رسول ہوں تو تم اللہ تعالیٰ کے رسول کو جھٹلا کر اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہونے سے ڈرو اور جس سیدھے راستے پر چلنے کی میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں اس میں میری اطاعت کرو۔ اور میں اس تبلیغ اور تعلیم پر تم سے کچھ اجرت اور دُنْیَوی مَنافع کا مطالبہ نہیں کرتا، میرا اجر و ثواب تو صرف ربُّ العٰلمین کے ذمۂ کرم پر ہے۔[1]

1 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۶۰-۱۶۴، ۶/۳۰۱، تفسیر طبری، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۶۰-۱۶۴، ۹/۴۶۵، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

نوٹ: یہ واقعہ سورۂ اَعراف، آیت نمبر 80 تا 84۔ سورۂ ہود، آیت نمبر 74 تا 83۔ سورۂ حجر، آیت نمبر 58 تا 77 میں گزر چکا ہے۔

اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: کیا مخلوق میں مَردوں سے بدفعلی کرتے ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کیا تم لوگوں میں سے مردوں سے بدفعلی کرتے ہو۔

﴿اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ: کیا تم مردوں سے بدفعلی کرتے ہو۔﴾ اس آیت کا ایک معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کیا مخلوق میں ایسے قبیح اور ذلیل فعل کے لئے تمہیں رہ گئے ہو، دنیا جہاں کے اور لوگ بھی تو ہیں، انہیں دیکھ کر تمہیں شرمانا چاہئے۔ اور یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ کثیر عورتیں موجود ہوتے ہوئے اس قبیح فعل کا مُرتکِب ہونا انتہا درجہ کی خباثت ہے۔ مروی ہے کہ اس قوم کو یہ خبیث عمل شیطان نے سکھایا تھا۔ (1)

وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾
قَالُوْا لَىٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِیْنَ ﴿۱۶۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور چھوڑتے ہو وہ جو تمہارے لیے تمہارے رب نے جورُوئیں بنائیں بلکہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو۔ بولے اے لوط اگر تم باز نہ آئے تو ضرور نکال دیئے جاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اپنی بیویوں کو چھوڑتے ہو جو تمہارے لیے تمہارے رب نے بنائی ہیں بلکہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو۔ انہوں نے کہا: اے لوط! اگر تم باز نہ آئے تو ضرور نکال دیئے جاؤ گے۔

1 .....مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۱۶۵، ص۸۲۸، روح البيان، الشعراء، تحت الآية: ۱۶۵، ۶/۳۰۱، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

﴿وَتَذَرُوْنَ: اور چھوڑتے ہو۔﴾ حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے قوم سے فرمایا کہ تمہارے لیے تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے جو بیویاں بنائی ہیں، کیا تم ان حلال طیب عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے بدفعلی جیسی حرام اور خبیث چیز میں مبتلا ہوتے ہو بلکہ تم لوگ اس خبیث عمل کی وجہ سے حد سے بڑھنے والے ہو۔ (1)

عورتوں کے ساتھ بدفعلی کرنے کی وعیدیں

آیت میں مردوں کے ساتھ بدفعلی کے حرام ہونے کا بیان ہے، یہاں اس کی مناسبت سے عورت کے ساتھ بھی بدفعلی یعنی پچھلے مقام میں جماع کرنے کا حکم بیان کیا جاتا ہے۔ لہٰذا یاد رہے کہ بیوی سے جماع کرنا بھی صرف اسی جگہ حلال ہے جہاں کی شریعت نے اجازت دی ہے اور اس سے بدفعلی کرنا بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح مردوں سے بدفعلی کرنا حرام ہے، یہاں بیویوں کے ساتھ بدفعلی کرنے کی وعید پر مشتمل 4 اَحادیث ملاحظہ ہوں،

(1).....حضرت خزیمہ بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا، تم میں سے کسی کے لئے حلال نہیں کہ وہ عورتوں کے پچھلے مقام میں وطی کرے۔ (2)

(2).....حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جو اپنی بیوی کے پچھلے مقام میں وطی کرے وہ ملعون ہے۔ (3)

(3).....حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس شخص کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائے گا جو اپنی بیوی کے پچھلے مقام میں جماع کرے۔ (4)

(4).....حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس شخص کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائے گا جو کسی مرد یا عورت کے پچھلے مقام

1 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۱۶۶، ص۸۲۹، ملتقطاً

2 .....معجم الكبير، باب من اسمه: خزيمة، خزيمة بن ثابت الانصارى ذو الشهادتين، هرمى بن عبد الله الخطمى عن خزيمة بن ثابت، ۸۸/۴، الحديث: ۳۷۳۶.

3 .....ابو داؤد، كتاب النكاح، باب فى جامع النكاح، ۳۶۲/۲، الحديث: ۲۱۶۲.

4 .....ابن ماجه، كتاب النكاح، باب النهى عن اتيان النساء فى ادبارهنّ، ۴۴۹/۲، الحديث: ۱۹۲۳.

www.dawateislami.net

میں وطی کرے۔ (1)

﴿قَالُوْا: انہوں نے کہا۔﴾ حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نصیحت کے جواب میں ان لوگوں نے کہا اے لوط! اگر تم نصیحت کرنے اور اس فعل کو برا کہنے سے باز نہ آئے تو ضرور اس شہر سے نکال دیئے جاؤ گے اور تمہیں یہاں رہنے نہ دیا جائے گا۔ (2)

قَالَ اِنِّیْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ ﴿۱۶۸﴾ رَبِّ نَجِّنِیْ وَ اَهْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: فرمایا میں تمہارے کام سے بیزار ہوں۔ اے میرے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے کام سے بچا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: لوط نے فرمایا: میں تمہارے کام سے شدید نفرت کرنے والوں میں سے ہوں۔ اے میرے رب! مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے اعمال سے محفوظ رکھ۔

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان سے فرمایا: ”میں تمہارے کام سے بیزار اور اس سے شدید نفرت کرنے والوں میں سے ہوں اور مجھے اس سے شدید دشمنی ہے۔ پھر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی: اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے اعمال پر آنے والے عذاب سے محفوظ رکھ۔ (3)

فَنَجَّیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۷۰﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ﴿۱۷۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو نجات بخشی۔ مگر ایک بڑھیا کہ پیچھے رہ گئی۔

1 .....ترمذی، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی کراھیۃ اتیان النساء فی ادبارھنّ، ۲/۳۸۸، الحدیث: ۱۱۶۸.

2 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۶۷، ص۸۲۹.

3 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۶۸-۱۶۹، ۳/۳۹۴، مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۶۸-۱۶۹، ص۸۲۹، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو نجات بخشی۔ مگر ایک بڑھیا جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی۔

﴿فَنَجَّیْنٰهُ: تو ہم نے اسے نجات بخشی۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، ان کی بیٹیوں اور ان تمام لوگوں کو جو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان لائے تھے عذاب سے نجات بخشی لیکن ایک بڑھیا جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی اسے نجات نہ بخشی۔ یہ بڑھیا حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بیوی تھی، یہ چونکہ اپنی قوم کے فعل پر راضی تھی اور جو گناہ پر راضی ہو وہ بھی گناہ کرنے والے کے حکم میں ہوتا ہے اسی لئے وہ بڑھیا عذاب میں گرفتار ہوئی اور اس نے نجات نہ پائی۔ (1)

ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۱۷۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان پر ایک برساؤ برسایا تو کیا ہی بُرا برساؤ تھا ڈرائے گیوں کا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان پر ایک خاص بارش برسائی تو ڈرائے جانے والوں کی بارش کتنی بری تھی۔

﴿ثُمَّ دَمَّرْنَا: پھر ہم نے ہلاک کر دیا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان پر ایمان لانے والوں کو نجات دینے کے بعد دوسروں کو اللہ تعالیٰ نے ان کی بستیاں الٹ کر ہلاک کر دیا اور ان پر پتھروں کی یا گندھک اور آگ کی خاص بارش برسائی تو جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا گیا اور وہ ایمان نہ لائے، ان پر کی جانے والی یہ بارش کتنی بری تھی۔ (2)

1 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۱۷۰-۱۷۱، ص۸۲۹.

2 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیة: ۱۷۲-۱۷۳، ۶/۳۰۲، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں اکثر مسلمان نہ تھے۔

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے۔﴾ یعنی جو کچھ حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم کے ساتھ کیا گیا، اس میں ان کے بعد والوں کے لئے ضرور عبرت کی نشانی ہے تاکہ وہ اس قوم کے جیسا گندا ترین کام نہ کریں اور ان پر بھی ویسا عذاب نازل نہ ہو جیسا حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم پر نازل ہوا اور حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم میں سے بھی بہت تھوڑے لوگ ہی آپ پر ایمان لائے تھے۔[1] اس لئے اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کم لوگوں کے ایمان لانے پر غمزدہ نہ ہوں۔

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۷۵﴾ ع ۹ ۱۶ ۱۳

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک تمہارا رب ہی غلبے والا، مہربان ہے۔

﴿وَ اِنَّ رَبَّكَ: اور بیشک تمہارا رب۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، بے شک آپ کا رب ہی دشمنوں پر قہر فرمانے میں غالب ہے اور وہی تنبیہ اور نصیحت سے پہلے عذاب نازل نہ فرما کر مہربانی فرمانے والا ہے۔[2]

لواطت اور ہم جنس پرستی کے نقصانات

یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت اور مہربانی ہے کہ اس نے ہمارے لئے ہر وہ چیز جائز اور حلال رکھی ہے

1 ……روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۷۴، ۶/۳۰۲.

2 ……روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۷۵، ۶/۳۰۲.

www.dawateislami.net

جو ہمارے لئے دنیا اور آخرت کے اعتبار سے فائدہ مند، نفع بخش، ہماری بقا و سلامتی اور اُخروی نجات کے لئے ضروری ہے اور ہر اس چیز کو ہمارے لئے حرام اور ممنوع کر دیا ہے جو ہماری دنیا یا آخرت کے لئے نقصان کا باعث ہے۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطری خواہش یعنی شہوت کی تسکین کا ذریعہ عورت کو بنایا ہے اور اس میں بھی ہر انسان کو کھلی چھٹی نہیں دی کہ وہ جب چاہے اور جس عورت سے چاہے اپنی فطری خواہش پوری کر لے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی شہوت کی تسکین کے لئے ”نکاح“ کا ایک مقدس نظام دیا ہے تاکہ انسانوں کو اپنے جذبات کی تکمیل کے لئے جائز اور مناسب راہ مل سکے، اخلاقی طور پر بے راہ روی کا شکار نہ ہوں، نسلِ انسانی کی بقا کا سامان مہیا ہو اور لوگ ایک خاندانی نظام کے تحت معاشرے میں امن و سکون کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکیں۔ لیکن فی زمانہ عالمی سطح پر تہذیب و تمدُّن کے دعوے دار کئی غیر مسلم ممالک نے اللہ تعالیٰ کے اس نظام سے بغاوت کرتے ہوئے اپنے معاشروں میں لواطت کو قانوناً جائز قرار دے رکھا ہے بلکہ کئی مسلم ممالک میں بھی یہ وبا پھیلتی چلی جا رہی ہے اور جن ملکوں میں اسے قانوناً اگرچہ جائز قرار نہیں دیا گیا وہاں بھی تقریباً ہر گاؤں اور شہر میں بہت سے لوگ اس غیر فطری عادت اور حرام کاری میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ اس حرام کاری کو قانوناً جائز قرار دینے والے ملکوں میں اخلاقی اور خاندانی نظام کی تباہی کا حال یہ ہوا ہے کہ وہاں پر لوگوں میں حیا اور شرم نام کی چیز باقی نہیں رہی اور لوگ سرِ عام اس حرام کاری میں مصروف ہو جاتے ہیں اور ان میں خاندانی نظامِ حیات تقریباً ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ مَردوں کی مردوں اور عورتوں کی عورتوں سے باہم لذت آشنائی کے باعث ان ملکوں میں نسلِ انسانی تیزی سے کم ہو رہی ہے اور آبادی کی شرح خطرناک حد تک کم ہو چکی ہے۔ شہوت پرست لوگ بچے جننے اور ان کی تربیت کرنے پر راضی نہیں۔ یہ لواطت اور ہم جنس پرستی کا عمومی نقصان ہے بطورِ خاص لواطت اور ہم جنس پرستی کا عادی انسان آتشک، سوزاک، سیلان، خارش اور خطرناک پھوڑے پھنسیوں جیسے اَمراض کا شکار ہو جاتا ہے اور ایڈز کا سب سے بڑا سبب بھی یہی حرام کاری ہے۔ ایڈز وہ انتہائی خطرناک مرض ہے کہ جس کی ہَولناکی کی وجہ سے اس وقت ساری دنیا کے لوگ لرزہ براندام ہیں، یہ وہ عالمگیر مرض ہے جس سے پوری دنیا کا کوئی خطہ، کوئی ملک محفوظ نہیں ہے۔ کروڑوں افراد اس مُہلِک مرض میں مبتلا ہیں اور آئے دن اس کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ اب تک لاکھوں افراد اس مرض کی وجہ سے ہلاک ہو چکے ہیں اور جو زندہ ہیں وہ انتہائی کَرب کی زندگی گزار رہے ہیں۔ میڈیکل سائنس اور طب کے دیگر شعبوں میں تمام تر ترقی کے باوجود ابھی تک اس مرض کا کوئی مُؤثر علاج دریافت نہیں

www.dawateislami.net

کیا جا سکا۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس حرام کاری سے محفوظ رکھے، اٰمین۔

كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔیْكَةِ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۷۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بَن والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اَیکہ (جنگل) والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔

﴿كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔیْكَةِ: اَیکہ (جنگل) والوں نے جھٹلایا۔﴾ حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔ اس آیت میں جس جنگل کا ذکر ہوا یہ مَدیَن شہر کے قریب تھا اور اس میں بہت سے درخت اور جھاڑیاں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اہلِ مدین کی طرح اُن جنگل والوں کی طرف بھی مبعوث فرمایا تھا اور یہ لوگ حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم سے تعلق نہ رکھتے تھے۔ (1)

اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَیْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۷۸﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۷۹﴾ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۸۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جب ان سے شعیب نے فرمایا کیا ڈرتے نہیں۔ بیشک میں تمہارے لیے اللہ کا امانت دار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔ اور میں اس پر کچھ تم سے اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

1 ..... جلالین، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۷۶، ص ۳۱۵، مدارک، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۷۶، ص ۸۲۹، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جب ان سے شعیب نے فرمایا: کیا تم ڈرتے نہیں؟ بیشک میں تمہارے لیے امانتدار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں اس (تبلیغ) پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

﴿اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَیْبٌ: جب ان سے شعیب نے فرمایا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جنگل والوں نے اس وقت حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلا کر تمام رسولوں کو جھٹلایا جب حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان سے فرمایا: ”کیا تم کفر و شرک پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں ڈرتے! بے شک میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی وحی اور رسالت پر امانت دار رسول ہوں تو تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو اور میں تمہیں جو حکم دے رہا ہوں اس میں میری اطاعت کرو۔

﴿وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ: اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا۔﴾ ان تمام انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دعوت کا یہی عنوان رہا کیونکہ وہ سب حضرات اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی اطاعت اور عبادت میں اخلاص کا حکم دیتے اور رسالت کی تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں لیتے تھے، لہٰذا سب نے یہی فرمایا۔[1]

اَوْفُوا الْكَیْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِیْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ﴿۱۸۲﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۱۸۳﴾ وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۸۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ناپ پورا کرو اور گھٹانے والوں میں نہ ہو۔ اور سیدھی ترازو سے تولو۔ اور لوگوں کی چیزیں کم کر کے نہ دو اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو۔ اور اس سے ڈرو جس نے تم کو پیدا کیا اور اگلی مخلوق کو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: (اے لوگو!) ناپ پورا کرو اور ناپ تول کو گھٹانے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ اور بالکل درست ترازو

1 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۸۰، ۳/۳۹۴.

www.dawateislami.net

سے تولو۔اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دو اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو۔اور اس سے ڈرو جس نے تمہیں اور پہلی مخلوق کو پیدا کیا۔

﴿اَوْفُوا الْكَیْلَ : (اے لوگو!) ناپ پورا کرو۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی 3 آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ ناپ تول میں کمی کرنا، لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے دینا، رہزنی اور لوٹ مار کر کے اور کھیتیاں تباہ کر کے زمین میں فساد پھیلانا ان لوگوں کی عادت تھی اس لئے حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے انہیں اِن کاموں سے منع فرمایا اور ناپ تول پورا کرنے کا حکم دیا اور اس کے بعد ساری مخلوق کو پیدا کرنے والے رب تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی عَلَیْہِ السَّلَام صرف عبادات ہی سکھانے نہیں آتے بلکہ اعلیٰ اَخلاق، سیاسیات، معاملات کی درستگی کی تعلیم بھی دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَ مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَ اِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۱۸۶﴾ فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۸۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بولے تم پر جادو ہوا ہے۔تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی اور بیشک ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو اگر تم سچے ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: قوم نے کہا: (اے شعیب!) تم تو ان میں سے ہو جن پر جادو ہوا ہے۔تم تو ہمارے جیسے ایک آدمی ہی ہو اور بیشک ہم تمہیں جھوٹوں میں سے سمجھتے ہیں۔تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو اگر تم سچے ہو۔

﴿قَالُوْا: قوم نے کہا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگوں نے حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نصیحت سن کر کہا: اے شعیب! تم تو ان لوگوں میں سے ہو جن پر جادو ہوا ہے اور تم کوئی فرشتے نہیں بلکہ ہمارے

www.dawateislami.net

جیسے ایک آدمی ہی ہو اور تم نے جو نبوت کا دعویٰ کیا بے شک ہم تمہیں اس میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اگر تم نبوت کے دعوے میں سچے ہو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ عذاب کی صورت میں ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے۔ (1)

﴿وَمَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا: تم تو ہمارے جیسے ایک آدمی ہی ہو۔﴾ صدرالافاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”نبوت کا انکار کرنے والے انبیاء (عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کی نسبت میں بِالعموم یہی کہا کرتے تھے۔ جیسا کہ آج کل کے بعض فاسد العقیدہ کہتے ہیں۔ (2)

قَالَ رَبِّیْۤ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۸۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے کوتک ہیں۔ تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں شامیانے والے دن کے عذاب نے آلیا بیشک وہ بڑے دن کا عذاب تھا۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: شعیب نے فرمایا: میرا رب تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔ تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں شامیانے والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا بیشک وہ بڑے دن کا عذاب تھا۔

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان لوگوں کا جواب سن کر ان سے فرمایا: میرا رب عَزَّوَجَلَّ تمہارے اعمال کو اور جس عذاب کے تم مستحق ہو اسے خوب جانتا ہے، وہ اگر چاہے گا تو آسمان کا کوئی ٹکڑا تم پر گرا دے گا یا تم پر کوئی اور عذاب نازل کرنا اس کی مَشِیَّت میں ہوگا تو میرا رب عَزَّوَجَلَّ وہ عذاب تم پر نازل فرما دے گا۔ (3)

﴿فَكَذَّبُوْهُ: تو انہوں نے اسے جھٹلایا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ جنگل والوں نے حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلایا تو انہیں شامیانے کے دن کے عذاب نے پکڑ لیا، بیشک وہ بڑے دن کا عذاب تھا جو کہ اس طرح ہوا کہ انہیں شدید گرمی

1 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۱۸۵-۱۸۷، ص ۸۳۰، روح البیان، الشعراء، تحت الآیة: ۱۸۵-۱۸۷، ۶/۳۰۴، ملتقطاً.

2 .....خزائن العرفان، الشعراء، تحت الآیة: ۱۸۶، ص ۶۹۵۔

3 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۱۸۸، ص ۸۳۰.

www.dawateislami.net

پہنچی، ہوا بند ہوئی اور سات دن گرمی کے عذاب میں گرفتار رہے۔ تہ خانوں میں جاتے وہاں اور زیادہ گرمی پاتے۔ اس کے بعد ایک بادل آیا سب اس کے نیچے آ کے جمع ہو گئے تو اس سے آگ برسی اور سب جل گئے۔ (1)

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۹۱﴾ ع ۱۰ ۱۶ ۱۴۲

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے۔ اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان کے اکثر لوگ مسلمان نہ تھے۔ اور بیشک تمہارا رب ہی غلبے والا، مہربان ہے۔

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے۔﴾ یعنی حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور جنگل والوں کا جو یہ واقعہ بیان کیا گیا اس میں عقلمندوں کے لئے ضرور عبرت کی نشانی ہے اور ان جنگل والوں کے اکثر لوگ مسلمان نہ تھے۔ (2)

﴿وَ اِنَّ رَبَّكَ: اور بیشک تمہارا رب۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ ہی غالب اور ہر ممکن چیز پر قادر ہے اور اس کی ایک دلیل انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد فرمانا ہے اور بے شک آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ ہی لوگوں کو مہلت دے کر مہربانی فرمانے والا ہے۔ (3)

وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ ﴿۱۹۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک یہ قرآن ربُّ العالمین کا اتارا ہوا ہے۔

1 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۱۸۹، ص ۸۳۰.
2 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیة: ۱۹۰، ۶/۳۰۴-۳۰۵.
3 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیة: ۱۹۱، ۶/۳۰۵.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک یہ قرآن ربُّ العالمین کا اتارا ہوا ہے۔

﴿وَ اِنَّهٗ: اور بیشک یہ قرآن۔﴾ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعات بیان کرنے کے بعد یہاں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت ورسالت پر دلالت کرنے والی چیز کا ذکر فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ یہ قرآن سب جہانوں کے رب تعالیٰ کا اتارا ہوا ہے کسی شاعر، جادوگر یا کاہن کا کلام نہیں جیسا کہ اے کفار تم گمان کرتے ہو۔ (1)

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ﴿۱۹۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اسے روح الامین لے کر اترا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اسے روحُ الامین لے کر نازل ہوئے۔

﴿نَزَلَ بِهِ: اسے لے کر نازل ہوئے۔﴾ قرآن پاک کو روح الامین یعنی حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام لے کر نازل ہوئے۔

حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کو روح اور امین کہنے کی وجوہات

حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کو روح کہنے کی ایک وجہ مفسرین نے یہ بیان کی ہے کہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام روح سے پیدا کئے گئے ہیں اس لئے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو روح کہا گیا۔ دوسری وجہ یہ بیان کی ہے کہ جس طرح روح بدن کی زندگی کا سبب ہوتی ہے اسی طرح حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام مُکَلَّف لوگوں کے دلوں کی زندگی کا سبب ہیں کیونکہ علم اور معرفت کے نور سے دل زندہ ہوتے ہیں جبکہ بے علمی اور جہالت سے مردہ ہوتے ہیں اور حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کے ذریعے وحی نازل ہوتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور اس معرفت کے ذریعے بے علمی اور جہالت کی وجہ سے مردہ ہو جانے والے دل زندہ ہو جاتے ہیں، اس لئے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو روح فرمایا گیا اور آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو امین اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تک اپنی وحی پہنچانے کی امانت ان

1 .....تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۹۲، ۸/۵۳۰، صاوی، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۹۲، ۴/۱۴۷۴، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

کے سپرد فرمائی ہے۔[1]

قرآنِ مجید کے بارے میں ایک عقیدہ

یاد رہے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کی صفت ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کلام کو عربی الفاظ کے لبادے میں حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام پر نازل فرمایا اور انہیں ان الفاظ پر امین بنایا تاکہ وہ اس کے حقائق میں تَصَرُّف نہ کریں، اس کے بعد حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے ان الفاظ کو حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قلبِ اَطہر پر نازل کیا۔[2]

عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ۙ﴿۱۹۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تمہارے دل پر تاکہ تم ڈر سنانے والوں میں سے ہو جاؤ۔

﴿عَلٰى قَلْبِكَ: تمہارے دل پر۔﴾ یعنی اے پیارے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے آپ کے سامنے اس قرآن کی تلاوت کی، یہاں تک کہ آپ نے اسے اپنے دل میں یاد کرلیا کیونکہ دل ہی کسی چیز کو یاد رکھنے اور اسے محفوظ رکھنے کا مقام ہے، وحی اور اِلہام کا مَعدِن ہے اور انسان کے جسم میں دل کے علاوہ اور کوئی چیز خطاب اور فیض کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔[3] نیز اس لئے کہ آپ اسے محفوظ رکھیں اور سمجھیں اور نہ بھولیں۔ دل کی تخصیص اس لئے ہے کہ درحقیقت وہی مُخاطَب ہے اور تمیز، عقل اور اختیار کا مقام بھی وہی ہے، تمام اَعضاء اس کے آگے مُسَخَّر اور اطاعت گزار ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ دل کے درست ہونے سے تمام بدن درست ہو جاتا اور اس کے خراب ہونے سے سب جسم خراب ہو جاتا ہے، نیز فَرحت وسُرُور اور رنج وغم کا مقام دل ہی ہے، جب دل کو خوشی ہوتی

---

1 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۹۳، ۳/۳۹۵، تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۹۳، ۸/۵۳۰، روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۹۳، ۶/۳۰۶، ملتقطاً.

2 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۹۳، ۶/۳۰۶.

3 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۹۴، ۶/۳۰۶.

www.dawateislami.net

ہے تو تمام اعضاء پر اس کا اثر پڑتا ہے، پس دل ایک رئیس کی طرح ہے اور وہی عقل کا مقام ہے تو وہ امیرِ مُطلَق ہوا اور مُکَلَّف ہونا جو کہ عقل وفہم کے ساتھ مشروط ہے، اسی کی طرف لوٹا۔

﴿لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ: تاکہ تم ڈر سنانے والوں میں سے ہو جاؤ۔﴾ یہاں قرآن پاک کو نازل کرنے کی حکمت اور مَصلحت بیان کی جارہی ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ پر قرآن پاک اس لئے نازل ہوا تا کہ آپ اس کے ذریعے اپنی امت کو ان کاموں سے ڈرائیں جنہیں کرنے یا نہ کرنے سے وہ عذاب میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَ اِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۹۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: روشن عربی زبان میں۔ اور بیشک اس کا چرچا اگلی کتابوں میں ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: روشن عربی زبان میں۔ اور بیشک اس کا ذکر پہلی کتابوں میں موجود ہے۔

﴿بِلِسَانٍ: زبان میں۔﴾ یعنی قرآنِ پاک کو عربی زبان میں نازل کیا جس کے معنی ظاہر اور الفاظ کی اپنے معنی پر دلالت واضح ہے تا کہ عرب کے رہنے والوں اور کفارِ قریش کے لئے کوئی عذر باقی نہ رہے اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم اس کلام کو سن کر کیا کریں گے جسے ہم سمجھ ہی نہیں سکتے۔ (1)

عربی زبان کی فضیلت

اس آیت سے عربی زبان کی دیگر زبانوں پر فضیلت بھی ثابت ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک کو عربی زبان میں نازل فرمایا ہے کسی اور زبان میں نہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تین وجہوں سے عربوں سے محبت رکھو، کیونکہ میں عربی ہوں، قرآن عربی ہے اور اہلِ جنت کی زبان بھی عربی ہے۔ (2)

حضرت فقیہ ابو لیث سمرقندی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”جان لو کہ عربی زبان تمام زبانوں سے افضل ہے

1 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۹۵، ۶/۳۰۶.

2 .....معجم الاوسط، باب المیم، من اسمہ: محمد، ۴/۱۶۴، الحدیث: ۵۵۸۳.

www.dawateislami.net

تو جس نے عربی زبان خود سیکھی یا کسی اور کو سکھائی اسے اجر ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو عربی زبان میں نازل فرمایا ہے۔ (1)

﴿وَ اِنَّهٗ: اور بیشک اس کا۔﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ قرآن پاک کا ذکر تمام آسمانی کتابوں میں موجود ہے اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ سابقہ کتابوں میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نعت اور صفت مذکور ہے۔ (2)

اَوَ لَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۱۹۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور کیا یہ ان کے لیے نشانی نہ تھی کہ اس نبی کو جانتے ہیں بنی اسرائیل کے عالم۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور کیا یہ بات ان کے لیے نشانی نہ تھی کہ اس نبی کو بنی اسرائیل کے علماء جانتے ہیں۔

﴿اَوَ لَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً: اور کیا یہ بات ان کے لیے نشانی نہ تھی۔﴾ یہاں کفارِ مکہ پر ایک اور حجت بیان کی گئی کہ کیا یہ بات کفارِ مکہ کے لیے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت و رسالت کی صداقت پر نشانی نہ تھی کہ اس نبی کو بنی اسرائیل کے علماء اپنی کتابوں سے جانتے ہیں اور لوگوں کو ان کی خبریں دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ اہلِ مکہ نے مدینہ کے یہودیوں کے پاس اپنے با اعتماد بندوں کو یہ دریافت کرنے بھیجا کہ کیا نبی آخر الزّمان، سیّدِ کائنات، محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بارے میں اُن کی کتابوں میں کوئی خبر ہے؟ اس کا جواب یہودی علماء نے یہ دیا کہ یہی ان کا زمانہ ہے اور اُن کی نعت و صفت توریت میں موجود ہے۔'' یاد رہے کہ یہودی علماء میں سے حضرت عبداللہ بن سلام، ابنِ یامین، ثعلبہ، اسد اور اُسید، یہ حضرات جنہوں نے توریت میں حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اوصاف پڑھے تھے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لے آئے تھے۔ (3)

وَ لَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَیْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

1 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۹۵، ۶/۳۰۷.

2 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۹۶، ص۸۳۱، خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۹۶، ۳/۳۹۵، ملتقطاً.

3 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۹۷، ۳/۳۹۵، ملخصاً.

www.dawateislami.net

مُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۹۹﴾ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۲۰۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر ہم اسے کسی غیر عربی شخص پر اتارتے۔ کہ وہ انہیں پڑھ سناتا جب بھی اس پر ایمان نہ لاتے۔ ہم نے یونہی جھٹلانا پیرا دیا ہے مجرموں کے دلوں میں۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: اور اگر ہم اسے کسی غیر عربی شخص پر اتارتے۔ پھر وہ ان کے سامنے قرآن کو پڑھتا جب بھی وہ اس پر ایمان لانے والے نہ تھے۔ یونہی ہم نے مجرموں کے دلوں میں اس قرآن کے جھٹلانے کو داخل کر دیا ہے۔

﴿وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ: اور اگر ہم اسے کسی غیر عربی شخص پر اتارتے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے یہ قرآنِ کریم ایک فصیح، بلیغ اور عربی نبی پر اُتارا جس کی فصاحت سب اہلِ عرب مانتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ قرآنِ کریم عاجز کر دینے والا کلام ہے اور اس کی مثل ایک سورت بنانے سے بھی پوری دنیا عاجز ہے۔ علاوہ بریں اہلِ کتاب کے علماء کا اتفاق ہے کہ قرآنِ پاک کے نزول سے پہلے اس کے نازل ہونے کی بشارت اور اس نبی کی صفت اُن کی کتابوں میں انہیں مل چکی ہے، اس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یہ نبی اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں اور یہ کتاب اس کی نازل فرمائی ہوئی ہے اور کفار جو طرح طرح کی بے ہودہ باتیں اس کتاب کے متعلق کہتے ہیں سب باطل ہیں اور خود کفار بھی حیران ہیں کہ اس کے خلاف کیا بات کہیں، اس لئے کبھی اس کو پہلوں کی داستانیں کہتے ہیں، کبھی شعر، کبھی جادو اور کبھی یہ کہ مَعَاذَاللہ اس کو خود رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بنالیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی غلط نسبت کر دی ہے۔ اس طرح کے بے ہودہ اعتراض عناد رکھنے والا ہر حال میں کر سکتا ہے حتّٰی کہ اگر بالفرض یہ قرآن کسی غیر عربی شخص پر نازل کیا جاتا جو عربی کی مہارت نہ رکھتا اور اس کے باوجود وہ ایسا عاجز کر دینے والا قرآن پڑھ کر سناتا جب بھی لوگ اسی طرح کفر کرتے جس طرح انہوں نے اب کفر و انکار کیا کیونکہ اُن کے کفر و انکار کا باعث عناد ہے۔[1]

حق بات قبول کرنے میں ایک رکاوٹ

اس سے معلوم ہوا کہ عناد حق بات کو قبول کرنے کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے کیونکہ جس شخص کے دل میں

1 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۱۹۸-۱۹۹، ص ۸۳۲.

www.dawateislami.net

کسی کے بارے میں عناد بھرا ہوا ہو وہ اس کے اعتراضات کے جتنے بھی تسلی بخش جوابات دے لے اور حق بات پر جتنے بھی ایک سے ایک دلائل پیش کر دے عناد رکھنے والے کے حق میں سب بے سود ہوتے ہیں اور عناد رکھنے والا ان سے کوئی فائدہ اٹھاتا ہے اور نہ ہی ان کی وجہ سے حق بات کو قبول کرتا ہے۔ یہی چیز ہمارے معاشرے میں بھی پائی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ جس شخص کے بارے میں دشمنی دل میں بیٹھ جائے تو اس پر طرح طرح کے بیہودہ اعتراضات شروع کر دیئے جاتے ہیں اور وہ اپنی صداقت وصفائی پر جتنے چاہے دلائل پیش کرے اسے ماننے پر تیار نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو عقلِ سلیم اور ہدایت عطا فرمائے، اٰمین۔

﴿كَذٰلِكَ: یونہی۔﴾ یعنی ہم نے اسی طرح ان کافروں کے دلوں میں اس قرآن کے جھٹلانے کو داخل کر دیا ہے جن کا کفر اختیار کرنا اور اس پر مُصِر رہنا ہمارے علم میں ہے، تو اُن کے لئے ہدایت کا کوئی بھی طریقہ اختیار کیا جائے کسی حال میں وہ کفر سے پلٹنے والے نہیں۔ (1)

لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿۲۰۱﴾ فَیَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ
لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ فَیَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ اَفَبِعَذَابِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ دیکھیں دردناک عذاب۔ تو وہ اچانک ان پر آجائے گا اور انہیں خبر نہ ہوگی۔ تو کہیں گے کیا ہمیں کچھ مہلت ملے گی۔ تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔ تو وہ (عذاب) اچانک ان پر آجائے گا اور انہیں خبر (بھی) نہ ہوگی۔ پھر کہیں گے: کیا ہمیں کچھ مہلت ملے گی؟ تو کیا ہمارے عذاب کو جلدی مانگتے ہیں؟

﴿لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ: وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ کفارِ مکہ قرآن پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ ان پر اچانک عذاب آجائے گا اور انہیں اس کی خبر بھی نہ ہوگی اور جب وہ عذاب کو

1 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۲۰۰، ص ۸۳۲.

www.dawateislami.net

دیکھیں گے تو حسرت زدہ ہو کر کہیں گے ”کیا ہمیں کچھ مہلت ملے گی اگرچہ پلک جھپکنے کے برابر ہی سہی تاکہ ہم ایمان لے آئیں؟ ان سے کہا جائے گا: اب تم سے عذاب مؤخر ہوگا اور نہ تمہیں کوئی مہلت ملے گی۔ (1)

﴿اَفَبِعَذَابِنَا: تو کیا ہمارے عذاب کو۔﴾ جب نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کفار کو اس عذاب کی خبر دی تو وہ مذاق اڑانے کے طور پر کہنے لگے کہ یہ عذاب کب آئے گا؟ اس پر اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی نے ارشاد فرمایا کہ کیا وہ ہمارے عذاب کو جلدی مانگتے ہیں؟ مراد یہ ہے کہ عذاب دیکھ کر کفار کا حال تو یہ ہوگا کہ وہ مہلت مانگتے پھریں گے اس کے باوجود وہ دنیا میں عذاب نازل ہونے کی جلدی مچا رہے ہیں، ان کے دونوں طریقوں میں کتنا فرق ہے۔ (2)

اَفَرَءَیْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِیْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بھلا دیکھو تو اگر کچھ برس ہم انہیں برتنے دیں۔ پھر آئے ان پر وہ جس کا وہ وعدہ دیئے جاتے ہیں۔ تو کیا کام آئے گا ان کے وہ جو برتتے تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بھلا دیکھو تو کہ اگر ہم کچھ سال انہیں فائدہ اٹھانے دیں۔ پھر ان پر وہ (عذاب) آجائے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔ تو کیا وہ سامان ان کے کام آئے گا جس سے انہیں فائدہ اٹھانے (کا موقع) دیا گیا تھا۔

﴿اَفَرَءَیْتَ: بھلا دیکھو تو۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا معنی یہ ہے کہ کفار کا عذاب نازل ہونے کی جلدی مچانے کا ایک سبب ان کا یہ عقیدہ ہے کہ انہیں کوئی عذاب نہیں ہوگا اور وہ ایک طویل عرصے تک امن و سلامتی کے ساتھ دنیا سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ان کے عقیدے کے مطابق اگر انہیں لمبے عرصے تک دنیا سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل جائے، اس کے بعد ان پر وہ عذاب آجائے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا تو اس وقت ان کی

1 .....جمل، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۰۱-۲۰۳، ۵/۴۱۰.

2 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۰۴، ۳/۳۹۶، تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۰۴، ۸/۵۳۴، ملتقطًا.

www.dawateislami.net

لمبی عمر اور عیش وعشرت انہیں کیا فائدہ دے گی۔ دنیا کی زندگانی اور اس کا عیش خواہ طویل بھی ہو لیکن نہ وہ عذاب کو دور کر سکے گا اور نہ اس کی شدت کم کر سکے گا۔ (1)

دنیا کا عیش وعشرت اللہ تعالیٰ کا عذاب دور نہیں کر سکتا

ان آیات میں اگرچہ کفار کے بارے میں بیان ہوا کہ دنیا کی طویل زندگی اور عیش وعشرت کی بہتات ان سے اللہ تعالیٰ کا عذاب دور کر سکے گی اور نہ ان سے عذاب کی شدت میں کوئی کمی کر سکے گی، لیکن ان آیات سے ان مسلمانوں کو بھی عبرت حاصل کرنی چاہئے جو دنیا اور اس کی آسائشوں کے حصول میں تو مگن ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کی یاد اور اس کے ذکر سے غافل ہیں۔ انہیں ڈر جانا چاہئے کہ دنیا کی محبت اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت سے غفلت کہیں ان کی بھی آخرت تباہ نہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُۙ(۱) حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَؕ(۲)
كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَۙ(۳) ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَؕ(۴)
كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِؕ(۵) لَتَرَوُنَّ
الْجَحِیْمَۙ(۶) ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَیْنَ الْیَقِیْنِۙ(۷)
ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَىٕذٍ عَنِ النَّعِیْمِ (2)

ترجمۂ کنزالعرفان: زیادہ مال جمع کرنے کی طلب نے تمہیں غافل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔ ہاں ہاں اب جلد جان جاؤ گے۔ پھر یقیناً تم جلد جان جاؤ گے۔ یقیناً اگر تم یقینی علم کے ساتھ جانتے (تو مال سے محبت نہ رکھتے)۔ بیشک تم ضرور جہنم کو دیکھو گے۔ پھر بیشک تم ضرور اسے یقین کی آنکھ سے دیکھو گے۔ پھر بیشک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو آدمی اپنی آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے لہٰذا فنا ہونے والی پر باقی رہنے والی کو ترجیح دو۔ (3)

1 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۲۰۵-۲۰۷، ص ۸۳۲-۸۳۳، خازن، الشعراء، تحت الآیة: ۲۰۵-۲۰۷، ۳/۳۹۶، ملتقطاً.
2 .....التكاثر: ۱-۸.
3 .....مسند امام احمد، مسند الكوفيين، حديث ابی موسی الاشعری رضی الله تعالی عنه، ۷/۱۶۵، الحديث: ۱۹۷۱۷.

www.dawateislami.net

حضرت یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”لوگوں میں سب سے زیادہ غافل شخص وہ ہے جو اپنی فانی زندگی پر مغرور رہا، اپنی من پسند چیزوں کی لذت میں کھویا رہا اور اپنی عادتوں کے مطابق زندگی بسر کرتا رہا، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَفَرَءَیْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِیْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بھلا دیکھو تو کہ اگر ہم کچھ سال انہیں فائدہ اٹھانے دیں۔ پھر ان پر وہ (عذاب) آجائے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔ تو کیا وہ سامان ان کے کام آئے گا جس سے انہیں فائدہ اٹھانے (کا موقع) دیا گیا تھا۔ (1)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے اور دنیا کی بجائے اپنی آخرت سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

وَمَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ قف ذِكْرٰى قف وَمَا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿۲۰۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہ کی جسے ڈر سنانے والے نہ ہوں۔ نصیحت کے لیے اور ہم ظلم نہیں کرتے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ہم نے جو بستی بھی ہلاک کی اس کیلئے ڈر سنانے والے تھے۔ نصیحت کرنے کے لیے اور ہم ظالم نہ تھے۔

﴿وَمَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ: اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہ کی۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا معنی یہ ہے کہ ہم پہلے ظالم لوگوں کے پاس ڈر سنانے والے بھیج کر ان پر حجت قائم کر دیتے ہیں، اس کے بعد بھی جو لوگ راہِ راست پر نہیں آتے اور حق کو قبول نہیں کرتے ان پر عذاب نازل کر دیتے ہیں تاکہ ان کی ہلاکت دوسروں کے لئے عبرت اور نصیحت کا سامان ہو اور وہ ان جیسی نافرمانی کرنے سے بچ جائیں۔ (2)

1 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۲۰۷، ص ۸۳۳.

2 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۲۰۸-۲۰۹، ص ۸۳۲.

www.dawateislami.net

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّیٰطِیْنُ ﴿۲۱۰﴾ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهُمْ وَمَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس قرآن کو لے کر شیطان نہ اترے۔ اور وہ اس قابل نہیں اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ وہ تو سننے کی جگہ سے دور کر دیئے گئے ہیں۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور اس قرآن کو لے کر شیطان نہ اترے۔ اور نہ ہی وہ اس قابل تھے اور نہ وہ (اس کی) طاقت رکھتے ہیں۔ وہ تو سننے کی جگہ سے دور کر دیئے گئے ہیں۔

﴿وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ﴾: اور اس قرآن کو لے کر نہ اترے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات میں ان کفار کا رد کیا گیا ہے جو یہ کہتے تھے کہ جس طرح شیاطین کاہنوں کے پاس آسمانی خبریں لاتے ہیں اسی طرح وہ (مَعَاذَاللہ) رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس قرآن لاتے ہیں۔ ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ ”اس قرآن کو لے کر شیطان نہ اترے اور نہ ہی وہ اس قابل تھے کہ قرآن لے کر آئیں اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں کیونکہ یہ اُن کی طاقت سے باہر ہے۔ وہ تو فرشتوں کا کلام سننے کی جگہ آسمان سے شعلے مار کر دور کر دیئے گئے ہیں یعنی انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف جو وحی ہوتی ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے محفوظ کر دیا ہے۔ جب تک کہ فرشتہ اس کو بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں پہنچا نہ دے اس سے پہلے شیاطین اس کو نہیں سن سکتے۔[1]

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِیْنَ ﴿۲۱۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو تو اللہ کے سوا دوسرا خدا نہ پوج کہ تجھ پر عذاب ہوگا۔

1 .....ابو سعود، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۰-۲۱۲، ۴/۱۸۱، جلالین مع جمل، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۰-۲۱۲، ۵/۴۱۲، ملتقطًا.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو اللہ کے سوا کسی دوسرے معبود کی عبادت نہ کرنا ورنہ تو عذاب والوں میں سے ہو جائے گا۔

﴿فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ: تو اللہ کے سوا کسی دوسرے معبود کی عبادت نہ کرنا۔﴾ اس آیت میں بظاہر خطاب حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ہے لیکن اس سے مراد آپ کی امت ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (اے لوگو!) جب کافروں کا حال تم نے جان لیا تو تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے معبود کی عبادت نہ کرنا، اگر تم نے ایسا کیا تو تم عذاب پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ (1)

وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو مسلمانوں کے لیے۔ تو اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں تو فرمادو میں تمہارے کاموں سے بے علاقہ ہوں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اے محبوب! اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ اور اپنے پیروکار مسلمانوں کے لیے اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ۔ پھر اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں تو فرمادو میں تمہارے اعمال سے بیزار ہوں۔

﴿وَ اَنْذِرْ: اور اے محبوب! ڈراؤ۔﴾ اس سے پہلی آیات میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تسلیاں دی گئیں، پھر آپ کی نبوت پر دلائل قائم کئے گئے، پھر منکرین کے سوالات ذکر کرکے ان کے جوابات دیئے گئے، اب یہاں سے چند وہ اُمور بیان کئے جا رہے ہیں جن کا تعلق اسلام کی تبلیغ اور رسالت کے ساتھ ہے۔ (2)

قریبی رشتہ داروں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے کا حکم

ابتداء میں دینِ اسلام کی دعوت پوشیدہ طور پر جاری تھی، پھر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ

1 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۳، ۳/۳۹۷، جلالین، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۳، ص۳۱۶، ملتقطاً.

2 .....تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۴، ۸/۵۳۶.

www.dawateislami.net

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو قریبی رشتہ داروں کو اسلام کی تبلیغ کرنے کا حکم دیا۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قریبی رشتہ دار بنی ہاشم اور بنی مُطَّلِب ہیں۔ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُنہیں اعلانیہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا اور خدا کا خوف دلایا۔ (1)

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ”جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی تو نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کوہِ صفا پر چڑھے اور آپ نے آواز دی ”اے بنی فہر، اے بنی عدی، قریش کی شاخو! یہاں تک کہ تمام لوگ جمع ہو گئے اور جو خود نہ جا سکا اس نے اپنا نمائندہ بھیج دیا تاکہ آکر بتائے کہ بات کیا ہے۔ ابولہب بھی آیا اور سارے قریش آئے۔ (جب سب جمع ہو گئے تو) آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”اگر میں آپ لوگوں سے کہوں کہ وادی کے اس طرف ایک لشکرِ جرّار ہے جو آپ پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا آپ مجھے سچا جانو گے؟ سب نے کہا: ہاں! کیونکہ ہم نے آپ سے ہمیشہ سچ بولنا ہی سنا ہے۔ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”میں آپ لوگوں کو قیامت کے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو سب کے سامنے ہے۔ یہ سن کر ابولہب بکواس کرتے ہوئے کہنے لگا ”کیا ہمیں اسی لئے جمع کیا ہے۔ اس وقت یہ سورت نازل ہوئی:

تَبَّتْ یَدَاۤ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ﴿۱﴾ مَاۤ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔ اس کا مال اور اس کی کمائی اس کے کچھ کام نہ آئی۔ (2)

﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ: اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس کے بعد جو لوگ صدق و اِخلاص کے ساتھ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لائیں خواہ وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے رشتہ داری رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں، ان پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لطف و کرم فرمائیں اور جو لوگ آپ کا حکم نہ مانیں تو آپ ان سے اور ان کے اعمال سے بیزاری کا اظہار کر دیں۔ (3)

1 .....جلالین، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۴، ص۳۱۶.
2 .....بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الشعراء، باب وانذر عشیرتك الاقربین ... الخ، ۳/۲۹۴، الحدیث: ۴۷۷۰.
3 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۵-۲۱۶، ۳/۳۹۷-۳۹۸، مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۵-۲۱۶، ص۸۳۴، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ﴿۲۱۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس پر بھروسہ کرو جو عزت والا مہر والا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اس پر بھروسہ کرو جو عزت والا، رحم فرمانے والا ہے۔

﴿وَتَوَكَّلْ: اور بھروسہ کرو۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ اپنے تمام کام اللہ تعالیٰ کے سپرد فرما دیں جو کہ اپنے دشمنوں کو مغلوب کرنے اور اپنے محبوب بندوں کی مدد کرنے پر قادر ہے، ان مشرکین میں سے یا ان کے علاوہ دیگر لوگوں میں سے جو کوئی بھی آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا تو آپ کی طرف سے اللہ تعالیٰ اسے کافی ہوگا۔ (1)

توکُّل کا معنی

توکل کا معنی یہ ہے کہ آدمی اپنا کام اس کے سپرد کر دے جو اس کے کام کا مالک اور اسے نفع و نقصان پہنچانے پر قادر ہے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے جو کہ تمہارے دشمنوں پر اپنی قوت سے غالب ہے اور اپنی رحمت سے ان کے خلاف تمہاری مدد فرماتا ہے۔ (2)

الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۲۲۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو۔ اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔ بیشک وہی سنتا جانتا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو۔ اور نمازیوں میں تمہارے دورہ فرمانے کو (دیکھتا ہے۔)

1 .....ابو سعود، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۷، ۴/۱۸۱، ملخصاً.

2 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۷، ۳/۳۹۸.

www.dawateislami.net

بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

﴿اَلَّذِیْ یَرٰىكَ: جو تمہیں دیکھتا ہے۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ اس پر بھروسہ کریں جو آپ کو اس وقت بھی دیکھتا ہے جب آپ آدھی رات کے وقت تہجد کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہاں قیام سے دعا کے لئے کھڑا ہونا مراد ہے اور بعض کے نزدیک مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اس مقام پر آپ کو دیکھتا ہے جہاں آپ ہوں۔ (1)

﴿وَتَقَلُّبَكَ: اور تمہارے دورہ فرمانے کو۔﴾ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو اس وقت بھی دیکھتا ہے جب آپ اپنے تہجد پڑھنے والے اصحاب کے حالات ملاحظہ فرمانے کے لئے رات کے وقت گھومتے ہیں۔ مفسرین نے اس آیت کے اور معنی بھی بیان کئے ہیں۔

(1)..... اس کا معنی یہ ہے: ”اللہ تعالیٰ آپ کو اس وقت بھی دیکھتا ہے جب آپ امام بن کر نماز پڑھاتے ہیں اور قیام، رکوع، سجود اور قعدہ کی حالت میں ہوتے ہیں۔

(2)..... اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نمازوں میں آپ کی آنکھ کی گردش کو دیکھتا ہے کیونکہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے آگے اور پیچھے سے یکساں ملاحظہ فرماتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی حدیث میں ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! مجھ پر تمہارا خشوع اور رکوع مخفی نہیں، میں تمہیں اپنے پسِ پُشت دیکھتا ہوں۔ (2)

(3)..... بعض مفسرین کے نزدیک اس آیت میں ساجدین سے مومنین مراد ہیں اور معنی یہ ہیں کہ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور حضرت حوا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے زمانے سے لے کر حضرت عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت آمنہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا تک مومنین کی پشتوں اور رحموں میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تک آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے تمام آباء و اجداد سب کے سب مومن ہیں۔ (3)

﴿اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ: بیشک وہی سننے والا ہے۔﴾ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی گفتگو سننے

---

1 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۸، ۶/۳۱۲، خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۸، ۳/۳۹۸، ملتقطاً۔

2 .....بخاری، کتاب الصلاۃ، باب عظۃ الامام الناس فی اتمام الصلاۃ... الخ، ۱/۱۶۱، الحدیث: ۴۱۸۔

3 .....مدارک، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۹، ص۸۳۴، خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۹، ۳/۳۹۸، جمل، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۹، ۵/۴۱۳، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

والا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے عمل اور نیت کو جاننے والا ہے۔ (1)

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیْنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ ﴿۲۲۲﴾ یُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَ اَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: کیا میں تمہیں بتادوں کہ کس پر اترتے ہیں شیطان۔ اترتے ہیں ہر بڑے بہتان والے گناہگار پر۔ شیطان اپنی سنی ہوئی ان پر ڈالتے ہیں اور ان میں اکثر جھوٹے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کیا میں تمہیں بتادوں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں؟ شیطان بڑے بہتان باندھنے والے، گناہگار پر اترتے ہیں۔ شیطان اپنی سنی ہوئی باتیں (ان پر) ڈالتے ہیں اور ان میں اکثر جھوٹے ہیں۔

﴿هَلْ اُنَبِّئُكُمْ: کیا میں تمہیں بتادوں۔﴾ بعض مشرکین یہ کہتے تھے کہ محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر (مَعَاذَاللّٰہ) شیطان اُترتے ہیں۔ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے اُن مشرکوں کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اے مشرکین! کیا میں تمہیں بتادوں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں؟ یہ فرمانے کے بعد بتایا کہ شیطان بڑے بہتان باندھنے والے، گناہگار جیسے مُسَیْلِمَہ وغیرہ کاہنوں پر اترتے ہیں اور شیطان فرشتوں سے سنی ہوئی باتیں ان کاہنوں کے سامنے ذکر کرتے ہیں اور ان میں اکثر جھوٹے ہیں کیونکہ وہ فرشتوں سے سنی ہوئی باتوں میں اپنی طرف سے بہت سی جھوٹی باتیں ملادیتے ہیں۔ (2)

وَ الشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾

1 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۲۲۰، ص۸۳٤.

2 .....مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۲۲۱-۲۲۳، ص۸۳٤-۸۳۵، جلالین، الشعراء، تحت الآیة: ۲۲۱-۲۲۳، ص۳۱٦، ابو سعود، الشعراء، تحت الآیة: ۲۲۱-۲۲۳، ٤/۱۸۲، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہر نالے میں سرگرداں پھرتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور شاعروں کی پیروی تو گمراہ لوگ کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہ دیکھا کہ شاعر ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اور یہ کہ وہ ایسی بات کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔

﴿وَالشُّعَرَآءُ: اور شاعر۔﴾ **شانِ نزول:** یہ آیت کفار کے ان شاعروں کے بارے میں نازل ہوئی جو رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے خلاف شعر بناتے اور یہ کہتے تھے کہ جیسا محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کہتے ہیں ایسا ہم بھی کہہ لیتے ہیں اور اُن کی قوم کے گمراہ لوگ اُن سے ان اَشعار کو نقل کرتے تھے۔ اس آیت میں ان لوگوں کی مذمت فرمائی گئی ہے کہ شاعروں کی اُن کے اشعار میں پیروی تو گمراہ لوگ کرتے ہیں کہ اُن اشعار کو پڑھتے ہیں، رواج دیتے ہیں حالانکہ وہ اشعار جھوٹے اور باطل ہوتے ہیں۔ (1)

غلط شاعری کرنے والوں اور سننے، پڑھنے والوں کو نصیحت

اس سے معلوم ہوا کہ شاعروں کا جھوٹے اور باطل اَشعار لکھنا، انہیں پڑھنا، دوسروں کو سنانا اور انہیں معاشرے میں رائج کرنا گمراہ لوگوں کا کام ہے، اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو ایسے اشعار لکھتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی توہین، دینِ اسلام اور قرآن کا مذاق اڑانے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مُقَرَّب بندوں کی شان میں گستاخی کے کلمات ہوتے ہیں، یونہی بے حیائی، عُریانی اور فحاشی کی ترغیب پر مشتمل نیز عورت اور مرد کے نفسانی جذبات کو بھڑکانے والے الفاظ کے ساتھ شاعری کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ وہ لوگ بھی نصیحت حاصل کریں جو ان کی بیہودہ شاعری سنتے، پڑھتے اور دوسروں کو سناتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اگر تم میں سے کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے بھرا ہوا ہو۔“ (2)

1 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۲۴، ۳/۳۹۸-۳۹۹، ملخصاً.

2 .....بخاری، کتاب الادب، باب ما یکرہ ان یکون الغالب علی الانسان الشعر... الخ، ۴/۱۴۲، الحدیث: ۶۱۵۴.

www.dawateislami.net

حضرت بریدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے اسلام میں فحش اور بے حیائی پر مشتمل اشعار کہے تو اس کی زبان ناکارہ ہے۔ (1) اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا خون رائیگاں گیا۔ (2)

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے، اٰمین۔

﴿فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ: شاعر ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔﴾ یعنی عرب کے شاعر کلام اور فن کی ہر قسم میں شعر کہتے ہیں، کبھی وہ اشعار کی صورت میں کسی کی تعریف کرتے ہیں اور کبھی کسی کی مذمت و برائی بیان کرتے ہیں۔ ان کے اشعار میں اکثر بے حیائی کی باتیں، گالی گلوچ، لعن طعن، بہتان اور الزام تراشی، فخر و تکبر کا اظہار، حسد، خود پسندی، فضیلت کا اظہار، تذلیل، توہین، برے اخلاق اور ایک دوسرے کے نسبوں میں طعن کرنا وغیرہ مذموم چیزیں ہوتی ہیں۔ (3)

﴿وَ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ: اور وہ ایسی بات کہتے ہیں۔﴾ یہاں شاعروں کے قول اور عمل میں تضاد بیان کیا گیا کہ وہ اپنے اشعار میں سخاوت کی تعریف بیان کرتے اور اس کی ترغیب دیتے ہیں لیکن خود سخاوت کرنے سے اِعراض کرتے ہیں اور بخل کی مذمت بیان کرتے ہیں جبکہ خود انتہائی کنجوسی سے کام لیتے ہیں۔ اگر کسی کے آباء و اَجداد میں سے کسی نے کوئی چھوٹی سی غلطی کی ہو تو اس کی وجہ سے لوگوں کی برائی بیان کرتے ہیں اور پھر خود بے حیائی کے کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ (4)

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ انْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ۲۲۷ ع ۱۱ ۱۵ ۳۶

ترجمۂ کنزالایمان: مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور بکثرت اللّٰہ کی یاد کی اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

1 .....شعب الایمان، الرابع و الثلاثون من شعب الایمان ... الخ، فصل فی حفظ اللسان عن الشعر الکاذب، ٤ / ٢٧٦، الحدیث: ٥٠٨٨.

2 .....کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، ٢/ ٢٣٠، الحدیث: ٧٩٧٢، الجزء الثالث.

3 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ٢٢٥، ٦/ ٣١٦، ملخصاً.

4 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ٢٢٦، ٣/ ٣٩٩، تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیۃ: ٢٢٦، ٨/ ٥٣٨، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: مگر وہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کئے اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا اور مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لیا اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

﴿اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: مگر وہ جو ایمان لائے۔﴾ اس آیت میں مسلمان شاعروں کا اِستثناء فرمایا گیا کیونکہ ان کے کلام میں کافر شاعروں کی طرح مذموم باتیں نہیں ہوتیں بلکہ وہ اشعار کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی حمد لکھتے ہیں، حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نعت لکھتے ہیں، دینِ اسلام کی تعریف لکھتے ہیں، وعظ و نصیحت لکھتے ہیں اور اس پر اجر و ثواب پاتے ہیں۔ (1)

دربارِ رسالت کے شاعر حضرت حسان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مسجدِ نبوی شریف میں حضرت حسان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لئے منبر رکھواتے تھے۔ حضرت حسان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس پر کھڑے ہو کر (اشعار کی صورت میں) رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تعریف و توصیف بیان کرتے اور کفار کی بدگوئیوں کا جواب دیتے تھے اور حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ (ان کے حق میں) فرماتے تھے کہ جب تک حضرت حسان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کفار کی بدگوئیوں کا جواب دے رہے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کے ذریعے ان کی مدد فرماتا ہے۔ (2)

ایک اور روایت میں ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حضرت حسان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرماتے: ”تم اللہ تعالیٰ کے رسول کی طرف سے (کفار کی بدگوئیوں کا) جواب دو۔ (پھر دعا فرماتے) اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، تو حضرت حسان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کے ذریعے مدد فرما۔ (3)

اشعار فی نفسہٖ بُرے نہیں

یاد رہے کہ اشعار فی نفسہٖ برے نہیں کیونکہ وہ ایک کلام ہے، اگر اشعار اچھے ہیں تو وہ اچھا کلام ہے اور برے اشعار ہیں تو وہ برا کلام ہے، جیسا کہ حضرت عروہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

1 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۲۷، ۳/۳۹۹، ملخصاً.

2 .....ترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی انشاد الشعر، ۴/۳۸۵، الحدیث: ۲۸۵۵.

3 .....بخاری، کتاب الادب، باب ھجاء المشرکین، ۴/۱۴۲، الحدیث: ۶۱۵۲.

www.dawateislami.net

نے ارشاد فرمایا: ”شعر ایک کلام ہے، اچھے اشعار اچھے کلام کی طرح ہیں اور برے اشعار برے کلام کی طرح ہیں۔“ (1)

اور حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں ”بعض اشعار اچھے ہوتے ہیں اور بعض برے ہوتے ہیں، اچھے اشعار کو لے لو اور برے اشعار کو چھوڑ دو۔“ (2)

حضرت اُبی بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”بعض شعر حکمت ہوتے ہیں۔“ (3)

رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مجلس مبارک میں بھی شعر پڑھے جاتے تھے جیسا کہ ترمذی شریف میں حضرت جابر بن سمرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے۔ (4)

اور امام شعبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا شعر کہتے تھے اور حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ان دونوں سے زیادہ شعر فرمانے والے تھے۔ (5)

﴿ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا : اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا۔﴾ یعنی صالحین کیلئے شاعری اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے اور تلاوتِ قرآن کرنے سے غفلت کا سبب نہ بن سکی بلکہ ان لوگوں نے جب شعر کہے بھی تو ان میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور اس کی توحید بیان کی۔ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نعت، صحابۂ کرام اور امت کے نیک لوگوں کی تعریف بیان کی اور اپنے اشعار میں حکمت، وعظ و نصیحت اور زہد و ادب پر مشتمل باتیں ذکر کیں۔ (6)

ایسی شاعری کی اردو میں بہترین مثال اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا لکھا ہوا کلام بنام ”حدائقِ بخشش“ ہے، جس میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اچھی شاعری کے تمام پہلو انتہائی احسن انداز میں بیان کئے ہیں۔ اس کلام کا مطالعہ کرنا بھی دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا عشق، صحابۂ کرام رَضِیَ

---

1 ……سنن الکبری للبیهقی، کتاب الحج، باب لا یضیق علی واحد منهما ان یتکلّم بما لا یأثم فیه... الخ، ۵/۱۱۰، الحدیث: ۹۱۸۱.

2 ……ادب المفرد، باب الشعر حسن کحسن الکلام و منه قبیح، ص۲۳۵، الحدیث: ۸۹۰.

3 ……بخاری، کتاب الادب، باب ما یجوز من الشعر و الرجز... الخ، ۲/۱۳۹، الحدیث: ۶۱۴۵.

4 ……ترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی انشاد الشعر، ۴/۳۸۶، الحدیث: ۲۸۵۹.

5 ……خازن، الشعراء، تحت الآیة: ۲۲۷، ۳/۴۰۰.

6 ……مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۲۲۷، ص۸۳۵-۸۳۶.

www.dawateislami.net

اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اور اولیاءِ عظام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ کی عظمت پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے، لہٰذا اس کا بھی مطالعہ کرنا چاہئے۔

﴿وَانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا: اور مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لیا۔﴾ یعنی اگر ان کے اشعار میں کسی کی برائی بیان بھی ہوئی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ کفار نے مسلمانوں کی اور اُن کے پیشواؤں کی جھوٹی برائی بیان کر کے ان پر ظلم کیا تو ان حضرات نے شعروں کے ذریعے اس ظلم کا بدلہ لیا اور کافروں کو اشعار کی صورت میں ان کی بدگوئیوں کے جواب دیئے، لہٰذا وہ مذموم نہیں ہیں۔ [1] بلکہ وہ اس پر اجر و ثواب کے مستحق ہیں کیونکہ یہ ان حضرات کا زبان سے جہاد ہے۔

زبانی جہاد سے متعلق دو اَحادیث

آیت کی مناسبت سے یہاں زبانی جہاد سے متعلق دو اَحادیث ملاحظہ ہوں،

(1).....حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تم اپنے مالوں، اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ مشرکوں سے جہاد کرو۔“ [2]

(2).....حضرت کعب بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”مومن اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی، اور اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، تم اسی شعر سے ان کفار کو تیروں کے مارنے کی طرح مارتے ہو۔“ [3]

﴿وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا: اور عنقریب ظالم جان لیں گے۔﴾ یعنی جن مشرکین نے حضور سیّد المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی جھوٹی برائیاں بیان کی ہیں حالانکہ ان کی شان تو یہ ہے کہ وہ پاک ہیں اور پاک کرنے والے ہیں تو یہ مشرکین عنقریب مرنے کے بعد جان لیں گے کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ حضرت عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ”وہ جہنم کی طرف پلٹا کھائیں گے اور جہنم بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔“ [4]

---

1 .....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۲۷، ۶/ ۳۱۶، خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۲۷، ۳/ ۴۰۰، جلالین، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۲۷، ص۳۱۷.

2 .....سنن نسائی، کتاب الجہاد، باب وجوب الجہاد، ص۵۰۳، الحدیث: ۳۰۹۳.

3 .....مسند امام احمد، من مسند القبائل، حدیث کعب بن مالك رضی اللّٰہ عنہ، ۱۰/ ۳۳۵، الحدیث: ۲۷۲۴۴.

4 .....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۲۷، ۳/ ۴۰۰.

www.dawateislami.net

سُوْرَۃُ النَّمْل

سورۂ نمل کا تعارف

مقامِ نزول

سورۂ نمل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔ (1)

رکوع اور آیات کی تعداد

اس میں 7 رکوع اور 93 آیتیں ہیں۔

”نمل“ نام رکھنے کی وجہ

نَمْل کا معنی ہے چیونٹی، اور اس سورت کی آیت نمبر 18 میں ایک چیونٹی کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے اس مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورۂ نمل“ رکھا گیا۔

سورۂ نمل کے مَضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں وہ اُمور بیان کئے گئے ہیں جن کا تقاضا یہ ہے کہ ہر شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے، اسے اپنا رب اور اپنا واحد معبود مان لے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور حشر و نشر کی تصدیق کرے اور قرآن پاک کو اللہ تعالیٰ کا کلام مانے، مزید اس میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں۔

(1).....اس کی ابتداء میں قرآن پاک کے اوصاف بیان کئے گئے، نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں کو جنت کی بشارت دی گئی اور آخرت کا انکار کرنے والوں کو آخرت میں سب سے بڑے نقصان اور برے عذاب کی وعید سنائی گئی۔

(2).....یہ پانچ واقعات بیان کئے گئے ہیں۔(1) حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ۔(2) حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور چیونٹی کا واقعہ۔(3) حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ملکۂ بلقیس کا واقعہ۔(4) حضرت صالح

(1).....مدارك، سورة النمل، ص ۸۳۷.

www.dawateislami.net

عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی قوم کا واقعہ۔ (5) حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی قوم کا واقعہ۔

(3).....اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت پر دلائل بیان کئے گئے کہ اس نے زمین و آسمان اور بحر و بَر کو پیدا کیا، زمین کے خزانوں سے فائدہ اٹھانے کا انسان کو اِلہام کیا، خشکی اور تری کی اندھیریوں میں انسان کو راہ دکھائی اور اسے کثیر رزق عطا کیا۔ یہ بتایا گیا کہ قیامت کی ہَولناکیاں اچانک آجائیں گی، نیز اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت اور دن اور رات کے آنے جانے سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت پر اِستدلال کیا گیا۔

(4).....مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور حشر و نشر کا انکار کرنے والے مشرکین کا رد کیا گیا۔

(5).....قیامت کی چند علامات بیان کی گئیں جیسے دَآبَّۃُ الْاَرْض کا نکلنا، پہاڑوں کا اُڑنا اور صُور میں پھونک ماری جانا وغیرہ۔

(6).....قیامت کے دن لوگوں کی دو اَقسام اور ان کی جزاء بیان کی گئی۔

سورۂ شعراء کے ساتھ مناسبت

سورۂ نمل کی اپنے سے ماقبل سورت ”شعراء“ کے ساتھ **ایک مناسبت** یہ ہے کہ ان دونوں سورتوں کی ابتداء میں قرآنِ پاک کا وصف بیان ہوا ہے۔ **دوسری مناسبت** یہ ہے کہ سورۂ شعراء کی طرح سورۂ نمل میں بھی انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعات بیان ہوئے البتہ سورۂ نمل میں مزید حضرت سلیمان اور حضرت داؤد عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ بیان کیا گیا تو گویا کہ سورۂ نمل سورۂ شعراء کا تَتِمّہ ہے۔ **تیسری مناسبت** یہ ہے کہ ان دونوں سورتوں میں انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعات بیان کر کے حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کفار کی طرف سے پہنچنے والی اَذِیَّتوں پر تسلی دی گئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

www.dawateislami.net

طٰسٓ قف تِلْكَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ وَ كِتَابٍ مُّبِیْنٍۙ(۱)

ترجمۂ کنزالایمان: یہ آیتیں ہیں قرآن اور روشن کتاب کی۔

ترجمۂ کنزالعرفان: طٰسٓ، یہ قرآن اور روشن کتاب کی آیتیں ہیں۔

﴿طٰسٓ﴾ یہ حروفِ مُقَطَّعات میں سے ایک حرف ہے، اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

﴿تِلْكَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ: یہ قرآن کی آیتیں ہیں۔﴾ ارشاد فرمایا کہ یہ سورت قرآن اور اس روشن کتاب کی آیتیں ہیں جو حق اور باطل میں امتیاز کرتی ہے اور جس میں علوم اور حکمتیں امانت رکھی گئی ہیں۔ یہاں روشن کتاب سے مراد لوحِ محفوظ ہے یا اس سے مراد بھی قرآنِ پاک ہی ہے اور یہ قرآنِ مجید کی صفت ہے۔[1]

هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِیْنَۙ(۲) الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ(۳)

ترجمۂ کنزالایمان: ہدایت اور خوشخبری ایمان والوں کو۔ وہ جو نماز برپا رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

ترجمۂ کنزالعرفان: ایمان والوں کیلئے ہدایت اور خوشخبری ہے۔ وہ جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

﴿هُدًى وَّ بُشْرٰى: ہدایت اور خوشخبری ہے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن ان لوگوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے جو اس پر ایمان لاتے ہیں، فرض نمازیں ہمیشہ پڑھتے ہیں اور نماز کی شرائط و آداب اور

1 .....جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ۱، ص۳۱۷، مدارک، النمل، تحت الآیۃ: ۱، ص۸۳۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

جملہ حقوق کی حفاظت کرتے ہیں اور جب ان کے مال پر زکوٰۃ فرض ہو جائے تو خوش دلی سے زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ (1)

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَیَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَ هُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے کو تک ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے ہیں تو وہ بھٹک رہے ہیں۔ یہ وہ ہیں جن کے لیے بُرا عذاب ہے اور یہی آخرت میں سب سے بڑھ کر نقصان میں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے برے اعمال ان کی نگاہ میں خوشنما بنا دیئے ہیں تو وہ بھٹک رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے برا عذاب ہے اور یہی آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ: بیشک وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔﴾ اس سے پہلی آیتوں میں ایمان والوں کے حالات بیان کئے گئے اور اس آیت سے کافروں کے حالات بیان کئے جا رہے ہیں، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو آخرت پر اور قرآن پاک میں قیامت کے دن ملنے والے نیک اعمال کے جو ثواب اور برے اعمال کے جو عذاب بیان کئے گئے ہیں، ان پر ایمان نہیں لاتے، ہم نے ان کے برے اعمال ان کی نگاہ میں خوشنما بنا دیئے ہیں کہ وہ اپنی برائیوں کو خواہشات کی وجہ سے بھلائی جانتے ہیں، پس وہ اپنی گمراہی میں بھٹک رہے ہیں اور ان کے پاس بصیرت نہیں جس کے ذریعے وہ اچھائی اور برائی میں امتیاز کر سکیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے دنیا میں قتل اور گرفتاری

1 .....تفسیر طبری، النمل، تحت الآیۃ: ۲-۳، ۹/۴۹۴، خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۲-۳، ۳/۴۰۱، روح البیان، النمل، تحت الآیۃ: ۲-۳، ۶/۳۱۹، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

کا بڑا عذاب ہے اور یہی آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں کہ ان کا انجام دائمی عذاب ہے۔ (1)

وَ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝٦

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک تم قرآن سکھائے جاتے ہو حکمت والے علم والے کی طرف سے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور (اے محبوب!) بیشک آپ کو قرآن سکھایا جاتا ہے حکمت والے، علم والے کی طرف سے۔

﴿وَ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ: اور (اے محبوب!) بیشک آپ کو قرآن سکھایا جاتا ہے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ اپنی طرف سے قرآن مجید کی آیات نہیں بناتے بلکہ آپ کو اس رب تعالیٰ کی طرف سے قرآن سکھایا جاتا ہے جو حکمت والا اور علم والا ہے، لہٰذا کفار کا یہ اعتراض غلط اور باطل ہے کہ آپ اپنی طرف سے قرآن پاک کی آیتیں بناتے ہیں۔ (2)

حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے استاد نہیں

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے استاد نہیں بلکہ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اللہ تعالیٰ سے سیکھا ہے۔ ہاں، علم پہنچانے میں معاونت کرنے کے اعتبار سے انہیں من وجہ استاد کہہ سکتے ہیں جبکہ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام خادم اور قاصد بن کر تشریف لاتے رہے۔ یہ بھی پتہ لگا کہ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرح قرآن کوئی نہیں سمجھ سکتا کیوں کہ سب لوگ مخلوق سے قرآن سیکھتے ہیں اور حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خالق سے سیکھا۔

اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖۤ اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝٧ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي

1 .....ابو سعود، النمل، تحت الآیۃ: ٤-٥، ١٨٦/٤، مدارك، النمل، تحت الآیۃ: ٤-٥، ص٨٣٧-٨٣٨، جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ٤-٥، ص٣١٧، ملتقطاً.

2 .....روح البیان، النمل، تحت الآیۃ: ٦، ٣٢٠/٦، ملخصاً.

النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٨ يٰمُوْسٰۤى اِنَّهٗۤ اَنَا
اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٩ۙ وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ
وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ
الْمُرْسَلُوْنَ ۝١٠ۖ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّيْ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ۝١١ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫
فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝١٢

ترجمۂ کنزالایمان: جب کہ موسیٰ نے اپنی گھر والی سے کہا مجھے ایک آگ نظر پڑی ہے عنقریب میں تمہارے پاس اس کی کوئی خبر لاتا ہوں یا اس میں سے کوئی چمکتی چنگاری لاؤں گا کہ تم تاپو۔ پھر جب آگ کے پاس آیا ندا کی گئی کہ برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے یعنی موسیٰ اور جو اس کے آس پاس ہیں یعنی فرشتے اور پاکی ہے اللہ کو جو رب ہے سارے جہاں کا۔ اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں ہی ہوں اللہ عزت والا حکمت والا۔ اور اپنا عصا ڈال دے پھر موسیٰ نے اسے دیکھا لہراتا ہوا گویا سانپ ہے پیٹھ پھیر کر چلا اور مڑ کر نہ دیکھا ہم نے فرمایا اے موسیٰ ڈر نہیں بیشک میرے حضور رسولوں کو خوف نہیں ہوتا۔ ہاں جو کوئی زیادتی کرے پھر برائی کے بعد بھلائی سے بدلے تو بیشک میں بخشنے والا مہربان ہوں۔ اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال نکلے گا سفید چمکتا بے عیب نو نشانیوں میں فرعون اور اس کی قوم کی طرف بیشک وہ بے حکم لوگ ہیں۔

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی گھر والی سے کہا: میں نے ایک آگ دیکھی ہے (تو میں جاتا ہوں اور) عنقریب میں تمہارے پاس اس کی کوئی خبر لاتا ہوں یا کوئی چمکتی ہوئی چنگاری لاؤں گا تاکہ تم گرمی حاصل کرو۔ پھر جب موسیٰ آگ کے پاس آئے تو (انہیں) ندا کی گئی کہ اُس (موسیٰ) کو جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے اور جو اس (آگ) کے آس پاس (فرشتے) ہیں انہیں برکت دی گئی اور اللہ پاک ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ اے موسیٰ! بات یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں جو عزت والا حکمت والا ہے۔ اور اپنا عصا (زمین پر) ڈال دو تو جب آپ نے اسے لہراتے ہوئے دیکھا کہ گویا سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر چلے اور مڑ کر نہ دیکھا۔ (ہم نے فرمایا) اے موسیٰ! ڈرو نہیں، بیشک میری بارگاہ میں رسول ڈرتے نہیں۔ لیکن جس شخص نے کوئی زیادتی کی پھر برائی کے بعد (اپنے عمل کو) نیکی سے بدل دیا تو بیشک میں بخشنے والا مہربان ہوں۔ اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو تو وہ بغیر کسی عیب کے سفید چمکتا ہوا نکلے گا، (یہ بھی) فرعون اور اس کی قوم کی طرف نو نشانیوں میں سے ہے، بیشک وہ (فرعونی) نافرمان لوگ تھے۔

﴿اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖ: جب موسیٰ نے اپنی گھر والی سے کہا۔﴾ یہاں سے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ایک واقعہ بیان فرمایا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی 5 آیات میں بیان کئے گئے واقعے کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام مَدْیَن سے مصر کی طرف جا رہے تھے، دورانِ سفر یوں ہوا کہ رات کے وقت کافی اندھیرا اور برف باری ہونے کی وجہ سے سخت سردی تھی، آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام راستہ بھی بھول گئے تھے اور اسی رات آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی زوجہ مطہرہ کو دردِ زِہ (یعنی بچے کی ولادت کا درد) بھی شروع ہو گیا۔ اسی حال میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے دور سے ایک روشنی ملاحظہ فرمائی۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی گھر والی سے کہا: میں نے ایک آگ دیکھی ہے، تم یہیں ٹھہرو، میں اس طرف جاتا ہوں اور تھوڑی دیر میں تمہارے پاس راستے کی کوئی خبر لاتا ہوں یا اس میں سے کوئی چمکتی ہوئی چنگاری لے آؤں گا تاکہ تم اس سے گرمی حاصل کرو اور سردی کی تکلیف سے امن پاؤ۔ جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اس آگ کے پاس آئے تو انہیں ندا کی گئی کہ اُس موسیٰ کو برکت دی گئی جو اِس آگ کی جگہ میں ہے اور جو اِس آگ کے آس پاس فرشتے ہیں انہیں برکت دی گئی اور اللہ تعالیٰ پاک ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ اے موسیٰ! بات یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں جو عزت والا حکمت والا ہے اور اپنا عصا زمین پر ڈال دو۔ چنانچہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اللہ تعالیٰ

www.dawateislami.net

کے حکم سے عصا ڈال دیا تو وہ سانپ بن گیا۔ جب آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اسے لہراتے ہوئے دیکھا تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام خوف کی وجہ سے پیٹھ پھیر کر چلے اور مڑ کر نہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! ڈرو نہیں، بیشک میری بارگاہ میں سانپ یا کسی اور چیز سے رسول ڈرتے نہیں، جب میں انہیں امن دوں تو پھر کسی چیز کا کیا اندیشہ ہے، لیکن جس شخص نے کوئی زیادتی کی اس کو ڈر ہوگا یہاں تک کہ وہ اس سے توبہ کر لے اور برائی کے بعد اپنے عمل کو نیکی سے بدل دے تو بیشک میں بخشنے والا مہربان ہوں، توبہ قبول فرماتا ہوں اور بخش دیتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دوسری نشانی دکھائی گئی اور فرمایا گیا ”اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال کر باہر نکالو تو وہ بغیر کسی عیب کے سفید چمکتا ہوا نکلے گا۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اس وقت صُوف کا جبہ پہنے ہوئے تھے، آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو وہ سورج کی شعاعوں کی طرح چمک رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بھی فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجتے وقت اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نو نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، بیشک وہ فرعونی نافرمان لوگ ہیں اور کفر و سرکشی میں حد سے بڑھ چکے ہیں۔ (1)

﴿ یٰمُوْسٰۤى: اے موسیٰ۔﴾ یاد رہے کہ اس ندا سے اور اِس واقعے سے ولایت و معرفت کے بہت سے اَسرار اَخذ کئے گئے ہیں۔

﴿ فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ: نو نشانیوں میں سے۔﴾ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جو نو نشانیاں عطا کی گئیں وہ یہ ہیں: (1) عصا۔ (2) یدِ بَیضا۔ (3) بولنے میں دِقّت جو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی زبان مبارک میں تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اسے دور فرما دیا۔ (4) دریا کا پھٹنا اور اس میں رستے بننا۔ (5) طوفان۔ (6) ٹڈی۔ (7) گُھن۔ (8) مینڈک۔ (9) خون۔ (2) اس رکوع میں پہلی دو نشانیاں بیان کی گئی ہیں، جبکہ ان میں سے آخری 6 نشانیوں کا مُفَصّل بیان نویں پارے کے چھٹے رکوع میں گزر چکا ہے۔

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰیٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۳﴾ وَ جَحَدُوْا

1 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۷-۱۲، ۳/۱۰۴۰-۱۰۴۲، روح البیان، النمل، تحت الآیۃ: ۱۲، ۶/۳۲۴، ملتقطاً.

2 .....خازن، الاسراء، تحت الآیۃ: ۱۰۱، ۳/۱۹۴.

www.dawateislami.net

بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّاؕ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ(۱۴) ع ۱ ۱۴ ۱۶

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب ہماری نشانیاں آنکھیں کھولتی ان کے پاس آئیں بولے یہ تو صریح جادو ہے۔ اور ان کے منکر ہوئے اور ان کے دلوں میں ان کا یقین تھا ظلم اور تکبر سے تو دیکھو کیسا انجام ہوا فسادیوں کا۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: پھر جب ان کے پاس آنکھیں کھولتی ہوئی ہماری نشانیاں آئیں تو وہ کہنے لگے: یہ تو کھلا جادو ہے۔ اور انہوں نے ظلم اور تکبر کی وجہ سے ان نشانیوں کا انکار کیا حالانکہ ان کے دل ان نشانیوں کا یقین کر چکے تھے تو دیکھو فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا؟

﴿فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰیٰتُنَا: پھر جب ان کے پاس ہماری نشانیاں آئیں۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب فرعونیوں کے پاس آنکھیں کھول دینے والی اللہ تعالیٰ کی نشانیاں یوں آئیں کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرعونیوں کے پاس تشریف لا کر ان نشانیوں کو ظاہر فرمایا تو وہ کہنے لگے: ہم جو دیکھ رہے ہیں یہ تو کھلا جادو ہے۔ انہوں نے صرف ظلم اور تکبر کی وجہ سے ان معجزات کا انکار کیا حالانکہ ان کے دل، دماغ ان نشانیوں کا یقین کر چکے تھے اور وہ جانتے تھے کہ بے شک یہ نشانیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لیکن اس کے باوجود اپنی زبانوں سے انکار کرتے رہے۔ تو دیکھو فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا کہ وہ لوگ دریا میں غرق کر کے ہلاک کر دیئے گئے۔ (1)

عذاب یافتہ لوگوں کے انجام سے عبرت و نصیحت حاصل کرنی چاہئے

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: یہ واقعہ کفارِ قریش کے سامنے بطورِ مثال پیش کر کے ان پر واضح کر دیا گیا کہ جو رب تعالیٰ فرعون (اور اس کی قوم) کو ہلاک کرنے پر قدرت رکھتا ہے وہ ان لوگوں کو بھی ہلاک کرنے پر قادر ہے جو فرعون (اور اس کی قوم) کی رَوِش اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اس میں قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لئے بھی

1 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۱۳-۱۴، ۳/۴۰۳، روح البیان، النمل، تحت الآیۃ: ۱۳-۱۴، ۶/۳۲۴، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

نصیحت ہے کیونکہ دشمنوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب وجلال اسی طرح ہمیشہ کے لئے ہے جس طرح اولیاء پر اس کا کرم وجمال ہر زمانے میں باقی ہے، لہٰذا ہر عقلمند انسان کو چاہئے کہ وہ دوسروں کے حال اور انجام سے عبرت ونصیحت حاصل کرے اور ان تمام اسباب کو ترک کردے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور ہلاکت کی طرف لے جانے والے ہیں۔ (1)

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَ قَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۱۵

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے داؤد اور سلیمان کو بڑا علم عطا فرمایا اور دونوں نے کہا سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت بخشی۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک ہم نے داؤد اور سلیمان کو بڑا علم عطا فرمایا اور دونوں نے کہا: تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت بخشی۔

﴿وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ عِلْمًا: اور بیشک ہم نے داؤد اور سلیمان کو بڑا علم عطا فرمایا۔﴾ یعنی ہم نے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو قضا اور سیاست کا علم دیا، حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو پہاڑوں اور پرندوں کی تسبیح کا اور حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو چوپایوں اور پرندوں کی بولی کا علم دیا۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا: تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے ہمیں نبوت وملک عطا فرما کر، جن وانس اور شیاطین کو ہمارے لئے مُسَخَّر کرکے اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر ہمیں فضیلت بخشی۔ (2)

علم والوں کو شکر کرنے کی ترغیب

اس آیت میں اہلِ علم کے لئے ترغیب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں جو علم عطا کیا اس پر وہ اللہ تعالیٰ

1 .....روح البیان، النمل، تحت الآیۃ: ۱۴، ۶/۳۲۴، ملخصاً.

2 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۱۵، ۳/۴۰۳، ابو سعود، النمل، تحت الآیۃ: ۱۵، ۴/۱۹۰، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

کا شکر ادا کریں اور عاجزی و اِنکساری کا اظہار کریں اور یہ ذہن بنائیں کہ اگرچہ انہیں کثیر لوگوں پر فضیلت دی گئی ہے لیکن بہت سے بندوں کو ان پر بھی فضیلت حاصل ہے کہ ہر علم والے کے اوپر بڑا علم والا ہے۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عاجزی فرماتے ہوئے کہتے تھے ”سب لوگ عمر فاروق سے زیادہ فقیہ ہیں۔“ (1)

وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَ اُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور سلیمان داؤد کا جانشین ہوا اور کہا اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا بیشک یہی ظاہر فضل ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور سلیمان داؤد کے جانشین بنے اور فرمایا: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا، بیشک یہی (اللہ کا) کھلا فضل ہے۔

﴿وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ: اور سلیمان داؤد کے جانشین بنے۔﴾ یہاں آیت میں نبوت، علم اور ملک میں جانشینی مراد ہے مال کی وراثت مراد نہیں۔ چنانچہ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد میں سے صرف حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ان کی نبوت، علم اور ان کے ملک کے وارث بنے۔ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ملک عطا ہوا اور مزید انہیں ہواؤں اور جِنّات کی تسخیر بھی عطا کی گئی۔ (2)

حضرت علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وصال کے بعد علم، نبوت اور ملک صرف حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو عطا ہوئے، ان کی باقی اولاد کو نہ ملے۔

1 .....ابو سعود، النمل، تحت الآیۃ: ۱۵، ۴/ ۱۹۰، ملتقطاً.

2 .....تفسیر بغوی، النمل، تحت الآیۃ: ۱۶، ۳/ ۳۵۰.

www.dawateislami.net

اسے یہاں مجازاً میراث سے تعبیر کیا گیا کیونکہ میراث درحقیقت مال میں ہوتی ہے جبکہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام روحانی کمالات کا وارث بناتے ہیں ان کے نزدیک مال کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ (1)

ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: ”حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے انیس بیٹے تھے، ان میں سے صرف حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نبوت اور ملک کے وارث ہوئے، اگر یہاں مال کی وراثت مراد ہوتی تو حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سب بیٹے اس میں برابر کے شریک ہوتے۔ (2)

سرِدست یہاں تین معتبر تفاسیر کے حوالے سے لکھا گیا جبکہ ان کے علاوہ تفسیر طبری، تفسیر بیضاوی، تفسیر ابو سعود، تفسیر کبیر، تفسیر البحر المحیط اور تفسیر جلالین وغیرہ میں بھی یہی لکھا ہے کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے علم، نبوت اور ملک کے وارث ہوئے۔ لہٰذا اس آیت کو اس بات کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا کہ نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد نبی عَلَیْہِ السَّلَام کے مال کی وارث بنتی ہے۔ اس کی مزید صراحت درج ذیل حدیث پاک میں موجود ہے، چنانچہ

حضرت ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے کسی کو دینار و درہم کا وارث نہ بنایا بلکہ انہوں نے صرف علم کا وارث بنایا تو جس نے علم اختیار کیا اس نے پورا حصہ لیا۔ (3)

﴿وَقَالَ: اور فرمایا۔﴾ یعنی حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے لوگوں سے فرمایا: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور دنیا و آخرت کی بکثرت نعمتیں ہمیں عطا کی گئی ہیں، بیشک یہی اللہ تعالیٰ کا کھلا فضل ہے۔

حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں

مروی ہے کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اللہ تعالیٰ نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کی مملکت عطا فرمائی۔ چالیس سال آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اس کے مالک رہے۔ پھر پوری دنیا کی مملکت عطا فرمائی، جن و اِنس، شیطان، پرندے، چوپائے، درندے سب پر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی حکومت تھی اور ہر ایک شے کی زبان آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام

1 .....روح البیان، النمل، تحت الآیۃ: ۱۶، ۶/۳۲۷.
2 .....تفسیر قرطبی، النمل، تحت الآیۃ: ۱۶، ۷/۱۲۵، الجزء الثالث عشر.
3 .....ترمذی، کتاب العلم عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، باب ما جاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، ۴/۳۱۲، الحدیث: ۲۶۹۱.

www.dawateislami.net

کو عطا فرمائی اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے زمانے میں عجیب وغریب صنعتیں ایجاد ہوئیں۔ (1)

وَحُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَ الطَّیْرِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ۝۱۷

ترجمۂ کنزالایمان: اور جمع کیے گئے سلیمان کے لیے اس کے لشکر جنّوں اور آدمیوں اور پرندوں سے تو وہ روکے جاتے تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور سلیمان کے لیے جنوں اور انسانوں اور پرندوں سے اس کے لشکر جمع کر دیئے گئے تو وہ روکے جاتے تھے۔

﴿وَحُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُهٗ: اور سلیمان کے لیے اس کے لشکر جمع کر دیئے گئے۔﴾ اس آیت کا ایک مفہوم یہ ہے کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے مختلف مقامات سے جنوں، انسانوں اور پرندوں کے لشکروں کو جمع کر دیا گیا اور اس لشکر کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ ان کا انتظام کرنے کے لئے اگلوں کو آگے بڑھنے سے روکا جاتا تا کہ سب جمع ہو جائیں، اس کے بعد انہیں چلایا جاتا تھا۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لیے جنّوں اور انسانوں اور پرندوں سے اس کے لشکر جمع کر دیئے گئے تو وہ پہلے ایک جگہ ترتیب سے روکے جاتے تھے پھر انہیں کہیں روانہ کیا جاتا تھا۔ مروی ہے کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لشکر کی جگہ ایک سو فرسخ (یعنی تین سو میل) میں تھی۔ 25 فرسخ (یعنی 75 میل) جنوں کے لئے، 25 فرسخ انسانوں کے لئے، 25 فرسخ پرندوں کے لئے اور 25 فرسخ وحشی جانوروں کے لئے تھی۔ (2) فی زمانہ کی چھاؤنیوں کا سسٹم دیکھ کر یہ بات کوئی بعید نہیں لگتی۔

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا

1 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۱۶، ۳/ ۴۰۴.

2 .....ابو سعود، النمل، تحت الآیۃ: ۱۷، ۴/ ۱۹۱-۱۹۲، ملخصاً.

www.dawateislami.net

مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ ۙ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۱۸

ترجمۂ کنزالایمان: یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے پر آئے ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کی وادی پر آئے تو ایک چیونٹی نے کہا: اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ، کہیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں تمہیں کچل نہ ڈالیں۔

﴿حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ: یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کی وادی پر آئے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور چیونٹی کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنے لشکروں کے ساتھ طائف یا شام میں اس وادی پر سے گزرے جہاں چیونٹیاں بکثرت تھیں۔ جب چیونٹیوں کی ملکہ نے حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لشکر کو دیکھا تو وہ کہنے لگی: اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ، کہیں حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کے لشکر بے خبری میں تمہیں کچل نہ ڈالیں۔ ملکہ نے یہ اس لئے کہا کہ وہ جانتی تھی کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نبی ہیں، عدل کرنے والے ہیں، جبر اور زیادتی آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی شان نہیں ہے۔ اس لئے اگر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لشکر سے چیونٹیاں کچلی جائیں گی تو بے خبری ہی میں کچلی جائیں گی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ گزرتے ہوئے اس طرف توجہ نہ کریں۔ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے چیونٹی کی یہ بات تین میل سے سن لی اور ہوا ہر شخص کا کلام آپ کی مبارک سماعت تک پہنچاتی تھی جب آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام چیونٹیوں کی وادی کے قریب پہنچے تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنے لشکروں کو ٹھہرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے گھروں میں داخل ہو گئیں۔ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا یہ سفر ہوا پر نہ تھا بلکہ پیدل اور سواریوں پر تھا۔ (1)

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ

1 .....جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ۱۸، ص۳۱۸، خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۱۸، ۳/۵، ۴، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰى وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسا اور عرض کی اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیے اور یہ کہ میں وہ بھلا کام کروں جو تجھے پسند آئے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں شامل کر جو تیرے قربِ خاص کے سزاوار ہیں۔

ترجمۂ کنزالعرفان: تو سلیمان اس کی بات پر مسکرا کر ہنس پڑے اور عرض کی: اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا اور (مجھے توفیق دے) کہ میں وہ نیک کام کروں جس پر تو راضی ہو اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں شامل کر جو تیرے خاص قرب کے لائق ہیں۔

﴿فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا: تو اس کی بات پر مسکرا کر ہنس پڑے۔﴾ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے جب ملکہ چیونٹی کی بات سنی تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اس کے چیونٹیوں کی حفاظت، ان کی ضروریات کی تدبیر اور چیونٹیوں کو نصیحت کرنے پر تعجب کرتے ہوئے مسکرا کر ہنس پڑے۔ (1)

انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ہنسنا تَبَسُّم ہی ہوتا ہے

یاد رہے کہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ہنسنا تبسم ہی ہوتا ہے وہ حضرات قہقہہ مار کر نہیں ہنستے۔ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو کبھی پورا ہنستے نہ دیکھا حتّٰی کہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے تالو دیکھ لیتی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صرف مسکرایا کرتے تھے۔ (2)

﴿وَقَالَ: اور عرض کی۔﴾ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ملنے پر اس کی حمد کرتے ہوئے عرض

1 .....مدارك، النمل، تحت الآیة: ۱۹، ص ۸۴۲.

2 .....بخاری، کتاب الادب، باب التبسم والضحك، ۴/۱۲۵، الحدیث: ۶۰۹۲.

www.dawateislami.net

کی: اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، مجھے توفیق دے کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کروں جو تو نے نبوت، ملک اور علم عطا فرما کر مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا اور مجھے توفیق دے کہ میں بقیہ زندگی میں بھی وہ نیک کام کروں جس پر تو راضی ہو اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں کے زمرے میں شامل کر جو تیرے خاص قرب کے لائق ہیں۔ خاص قرب کے لائق بندوں سے مراد انبیاء و مُرسَلین عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاءِ کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ ہیں۔ (1)

وَ تَفَقَّدَ الطَّیْرَ فَقَالَ مَالِیَ لَاۤ اَرَى الْهُدْهُدَ ۫ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآىٕبِیْنَ ﴿۲۰﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِیْدًا اَوْ لَاَاْذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور پرندوں کا جائزہ لیا تو بولا مجھے کیا ہوا کہ میں ہُدہُد کو نہیں دیکھتا یا وہ واقعی حاضر نہیں۔ ضرور میں اسے سخت عذاب کروں گا یا ذبح کردوں گا یا کوئی روشن سند میرے پاس لائے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور سلیمان نے پرندوں کا جائزہ لیا تو فرمایا: مجھے کیا ہوا کہ میں ہُدہُد کو نہیں دیکھ رہا یا وہ واقعی غیر حاضروں میں سے ہے۔ میں ضرور ضرور اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کردوں گا یا وہ کوئی واضح دلیل میرے پاس لائے۔

﴿وَ تَفَقَّدَ الطَّیْرَ: اور پرندوں کا جائزہ لیا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں اسی سفر کے دوران پیش آنے والا ایک اور واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ایک جگہ پرندوں کا جائزہ لیا تو فرمایا: مجھے کیا ہوا کہ میں ہُدہُد کو یہاں نہیں دیکھ رہا یا وہ واقعی غیر حاضروں میں سے ہے۔ میں غیر حاضری کی وجہ سے اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کردوں گا۔ سخت سزا سے مراد اس کے پر اُکھاڑ کر یا اسے اس کے پیاروں سے جدا کر کے یا اس کو اس کے ساتھیوں کا خادم بنا کر یا اُس کو غیر جانوروں کے ساتھ قید کرنے کی صورت میں سزا دینا ہے۔ البتہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے مزید یہ فرمایا کہ ہدہد کو سزا دی جائے گی مگر یہ کہ وہ اپنی غیر حاضری کی کوئی معقول دلیل میرے پاس لائے جس سے اس کی معذوری ظاہر ہو۔ (2)

1 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۱۹، ۳/ ۴۰۵، مدارك، النمل، تحت الآیۃ: ۱۹، ص ۸۴۲، ملتقطاً.

2 .....جمل، النمل، تحت الآیۃ: ۲۰، ۵/ ۴۳۱، مدارك، النمل، تحت الآیۃ: ۲۰-۲۱، ص ۸۴۲، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا پرندوں کا جائزہ لینے اور ہدہد کے بارے میں دریافت کرنے کا ایک سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کسی جگہ پر اترتے تو جن و اِنس اور پرندوں کے لشکر آپ پر سایہ کر دیتے یہاں جب ہدہد کی جگہ سے انہیں دھوپ پہنچی تو اس طرف دیکھا، وہاں ہدہد موجود نہیں تھا اس لئے ہدہد کے بارے میں فرمایا کہ میں ہدہد کو یہاں نہیں دیکھ رہا۔ دوسرا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہدہد حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو پانی کی جگہ کے بارے میں بتا دیتا تھا کیونکہ اس میں یہ صلاحیت تھی کہ وہ زمین کے اندر موجود پانی بھی دیکھ لیتا اور پانی کے قریب یا دور ہونے کے بارے میں جان لیتا تھا، جہاں اسے پانی نظر آتا وہ اپنی چونچ سے اس جگہ کو کُرید نا شروع کر دیتا، پھر جنّات آتے اور اس جگہ کو کھود کر پانی نکال لیتے۔ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جب اس جگہ اترے تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو پانی کی حاجت ہوئی۔ لشکر والوں نے پانی تلاش کیا لیکن انہیں نہ ملا۔ ہدہد کو دیکھا گیا تا کہ وہ پانی کے بارے میں بتائے لیکن ہدہد یہاں موجود نہ تھا اس لئے آپ نے فرمایا کہ میں ہدہد کو یہاں موجود نہیں پاتا۔ (1)

یاد رہے کہ ہدہد کو مَصلحت کے مطابق سزا دینا حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے حلال تھا اور جب پرندے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے مُسَخَّر کر دیئے گئے تھے تو تادیب و سیاست اس تسخیر کا تقاضا ہے کہ اس کے بغیر تسخیر مکمل نہیں ہوتی۔ (2)

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿۲۲﴾ اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾

1 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۲۰، ۳/۴۰۶.

2 .....مدارك، النمل، تحت الآیۃ: ۲۱، ص ۸۴۲.

www.dawateislami.net

اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ یَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۲۶﴾ السجدة

ترجمۂ کنزالایمان: تو ہُدہُد کچھ زیادہ دیر نہ ٹھہرا اور آ کر عرض کی کہ میں وہ بات دیکھ آیا ہوں جو حضور نے نہ دیکھی اور میں شہر سبا سے حضور کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ میں نے ایک عورت دیکھی کہ ان پر بادشاہی کر رہی ہے اور اسے ہر چیز میں سے ملا ہے اور اس کا بڑا تخت ہے۔ میں نے اسے اور اس کی قوم کو پایا کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں سنوار کر ان کو سیدھی راہ سے روک دیا تو وہ راہ نہیں پاتے۔ کیوں نہیں سجدہ کرتے اللہ کو جو نکالتا ہے آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو۔ اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو ہدہد کچھ زیادہ دیر نہ ٹھہرا اور آ کر عرض کی: کہ میں وہ بات دیکھ کر آیا ہوں جو آپ نے نہ دیکھی اور میں ملکِ سبا سے آپ کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ میں نے ایک عورت دیکھی جو لوگوں پر بادشاہی کر رہی ہے اور اسے ہر چیز میں سے ملا ہے اور اس کا ایک بہت بڑا تخت ہے۔ میں نے اسے اور اس کی قوم کو پایا کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں اچھے بنا دیئے تو انہیں سیدھی راہ سے روک دیا تو وہ سیدھا راستہ نہیں پاتے۔ (شیطان نے انہیں روک دیا) تاکہ وہ اس اللہ کو سجدہ نہ کریں جو آسمانوں اور زمین میں چھپی ہوئی چیزوں کو نکالتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو سب کو جانتا ہے۔ اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔

﴿فَمَكَثَ غَیْرَ بَعِیْدٍ﴾ **تو ہدہد کچھ زیادہ دیر نہ ٹھہرا۔** اس آیت اور اس کے بعد والی چار آیات میں اِس واقعے کا جو حصہ بیان ہوا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہُدہُد زیادہ دیر تک غیر حاضر نہ رہا بلکہ جلد ہی حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دربار

www.dawateislami.net

شریف میں حاضر ہو گیا اور انتہائی ادب، عاجزی اور اِنکساری کے ساتھ معافی طلب کر کے عرض کرنے لگا: میں وہ بات دیکھ کر آیا ہوں جو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے نہ دیکھی اور میں یمن کے ایک علاقے سبا سے آپ کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ میں نے وہاں ایک عورت دیکھی جس کا نام بلقیس ہے، وہ لوگوں پر بادشاہی کر رہی ہے اور اسے ہر اس چیز میں سے وافر حصہ ملا ہے جو بادشاہوں کے لئے شایان ہوتا ہے اور اس کا ایک بہت بڑا تخت ہے جس کی لمبائی 80 گز، چوڑائی 40 گز اور اونچائی 30 گز ہے۔ وہ تخت سونے اور چاندی کا بنا ہوا ہے اور اس میں جواہرات لگے ہوئے ہیں۔ میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ کی بجائے سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا ہے اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں اچھے بنا دیئے اور انہیں سیدھی راہ سے روک دیا ہے، اس لئے وہ سیدھا راستہ یعنی حق اور دینِ اسلام کا راستہ نہیں پاتے۔ تاکہ وہ اس اللہ کو سجدہ نہ کریں جو آسمانوں اور زمین میں چھپی ہوئی چیزوں یعنی بارش اور نباتات کو نکالتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو سب کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ (1)

خیال رہے کہ ہدہد کی گفتگو کے آخری حصے کا تعلق ان علوم سے ہے جو اس نے حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے حاصل کئے تھے اور یہاں ہدہد نے اپنے دین کی مضبوطی ظاہر کرنے کے لئے یہ کلام کیا تھا۔ (2)

﴿اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰهِ: تاکہ وہ اللہ کو سجدہ نہ کریں۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں سورج کی عبادت کرنے والوں بلکہ ان تمام باطل پرستوں کا رد ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی پوجیں۔ مقصود یہ ہے کہ عبادت کا مستحق صرف وہی ہے جو کائناتِ اَرضی وسَماوی پر قدرت رکھتا ہو اور جمیع معلومات کا عالم ہو، جو ایسا نہیں وہ کسی طرح عبادت کا مستحق نہیں۔ (3)

نوٹ: یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت پڑھنے اور سننے والے پر سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۲۷﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِیْ هٰذَا

1 .....جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ۲۲-۲۶، ص۳۱۹، ملخصاً.
2 .....جمل، النمل، تحت الآیۃ: ۲۶، ۵/۴۳۶.
3 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۲۵، ۳/۴۰۸، ملخصاً.

www.dawateislami.net

فَاَلْقِهْ اِلَیْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّیْۤ اُلْقِیَ اِلَیَّ كِتٰبٌ كَرِیْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَ اْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ ع ۲ ۱۷ ۱۷

ترجمۂ کنزالایمان: سلیمان نے فرمایا اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا یا تو جھوٹوں میں ہے۔ میرا یہ فرمان لے جا کر ان پر ڈال پھر ان سے الگ ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ وہ عورت بولی اے سردار و بیشک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا۔ بیشک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بیشک وہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم والا۔ یہ کہ مجھ پر بلندی نہ چاہو اور گردن رکھتے میرے حضور حاضر ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: سلیمان نے فرمایا: ہم ابھی دیکھتے ہیں کہ تو نے سچ کہا یا تو جھوٹوں میں سے ہے۔ میرا یہ فرمان لے جاؤ اور اسے ان کی طرف ڈال دو پھر ان سے الگ ہٹ کر دیکھنا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ عورت نے کہا: اے سردارو! بیشک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا ہے۔ بیشک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بیشک وہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم والا ہے۔ یہ کہ میرے مقابلے میں بلندی نہ چاہو اور میرے پاس فرمانبردار بنتے ہوئے حاضر ہو جاؤ۔

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ہدہد سے فرمایا: ہم ابھی دیکھتے ہیں کہ تو سچا ہے یا جھوٹا۔ اس کے بعد حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ایک مکتوب لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ اللہ کے بندے سلیمان بن داؤد کی جانب سے شہرِ سبا کی ملکہ بلقیس کی طرف۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اُس پر سلام جو ہدایت قبول کرے۔ اس کے بعد مُدّعا یہ ہے کہ تم مجھ پر بلندی نہ چاہو اور میری بارگاہ میں اطاعت گزار ہو کر حاضر ہو جاؤ۔ اس مکتوب پر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی مہر لگائی اور ہدہد سے فرمایا ”میرا یہ فرمان لے جاؤ اور اسے ان کی طرف ڈال دو پھر ان سے الگ ہٹ کر دیکھنا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ چنانچہ ہدہد وہ مکتوبِ گرامی لے کر بلقیس کے پاس پہنچا، اس وقت بلقیس کے گرد اس

www.dawateislami.net

کے اُمرا اور وُزراء کا مجمع تھا۔ ہدہد نے وہ مکتوب بلقیس کی گود میں ڈال دیا۔ ملکہ بلقیس اس مکتوب کو دیکھ کر خوف سے لرز گئی اور پھر اس پر مہر دیکھ کر کہنے لگی: اے سردارو! مجھے ایک معزز خط مَوصول ہوا ہے۔ بلقیس نے اس خط کو عزت والا اس لئے کہا کہ اس پر مہر لگی ہوئی تھی، اس سے اس نے جانا کہ مکتوب بھیجنے والا جلیل القدر بادشاہ ہے یا اس لئے عزت والا کہا کہ اس مکتوب کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے نامِ پاک سے تھی۔ پھر اس نے بتایا کہ وہ مکتوب کس کی طرف سے آیا ہے، چنانچہ اس نے کہا ”بیشک وہ سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف سے ہے اور اس کا مضمون یہ ہے کہ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحمت والا ہے۔ میرے حکم کی تعمیل کرو اور تکبر نہ کرو جیسا کہ بعض بادشاہ کیا کرتے ہیں اور میرے پاس فرماں بردارانہ شان سے حاضر ہو جاؤ۔ (1)

قَالَتْ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِیْ فِیْۤ اَمْرِیْۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِیْدٍۙ وَّ الْاَمْرُ اِلَیْكِ فَانْظُرِیْ مَاذَا تَاْمُرِیْنَ ﴿۳۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بولی اے سردارو میرے اس معاملہ میں مجھے رائے دو میں کسی معاملہ میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس حاضر نہ ہو۔ وہ بولے ہم زور والے اور بڑی سخت لڑائی والے ہیں اور اختیار تیرا ہے تو نظر کر کہ کیا حکم دیتی ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ملکہ نے کہا: اے سردارو! میرے اس معاملے میں مجھے رائے دو میں کسی معاملے میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس موجود نہ ہو۔ انہوں نے کہا: ہم قوت والے اور بڑی سخت لڑائی والے ہیں اور اختیار تو تمہارے ہی پاس ہے تو تم غور کر لو کہ تم کیا حکم دیتی ہو؟

1 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۲۷-۳۱، ۳/۴۰۹، مدارك، النمل، تحت الآیۃ: ۲۷-۳۱، ص۸۴۴-۸۴۵، جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ۲۷-۳۱، ص۳۱۹، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

﴿قَالَتْ: ملکہ نے کہا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ مکتوب کا مضمون سنا کر بلقیس اپنی مملکت کے وزراء کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا ”اے سردارو! میرے اس معاملے میں مجھے رائے دو، میں کسی معاملے میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس حاضر نہ ہو۔ سرداروں نے کہا: ہم قوت والے ہیں اور بڑی سخت جنگ لڑ سکتے ہیں۔ اس سے اُن کی مراد یہ تھی کہ اگر تیری رائے جنگ کی ہو تو ہم لوگ اس کے لئے تیار ہیں کیونکہ ہم بہادر اور شُجاع ہیں، قوت و توانائی والے ہیں، کثیر فوجیں رکھتے ہیں اور جنگ آزما ہیں۔ سرداروں نے مزید کہا کہ صلح یا لڑائی کا اختیار تو تمہارے ہی پاس ہے، اے ملکہ! تو تم غور کرلو کہ تم کیا حکم دیتی ہو؟ ہم تیری اطاعت کریں گے اور تیرے حکم کے مُنْتَظِر ہیں۔ اس جواب میں انہوں نے یہ اشارہ کیا کہ اُن کی رائے جنگ کی ہے یا اس جواب سے ان کا مقصد یہ تھا کہ ہم جنگی لوگ ہیں، رائے اور مشورہ دینا ہمارا کام نہیں، تم خود صاحبِ عقل اور صاحبِ تدبیر ہو، ہم بہرحال تیری اطاعت کریں گے۔ (1)

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَ كَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بولی بیشک جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں اسے تباہ کردیتے ہیں اور اس کے عزت والوں کو ذلیل اور ایسا ہی کرتے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اس نے کہا: بیشک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ کردیتے ہیں اور اس کے عزت والوں کو ذلیل کردیتے ہیں اور وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔

﴿قَالَتْ: اس نے کہا۔﴾ جب بلقیس نے دیکھا کہ یہ لوگ جنگ کی طرف مائل ہیں تو اُس نے انہیں اُن کی رائے کی خطا پر آگاہ کیا اور جنگ کے نتائج سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ ”جب بادشاہ کسی بستی میں اپنی قوت اور طاقت سے داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ کردیتے ہیں اور اس کے عزت والوں کو قتل کرکے، قیدی بنا کر اور ان کی توہین کرکے انہیں ذلیل کردیتے

1 .....مدارك، النمل، تحت الآیة: ۳۲-۳۳، ص ۸۴۵، خازن، النمل، تحت الآیة: ۳۲-۳۳، ۳/۴۰۹-۴۱۰، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ہیں یہی بادشاہوں کا طریقہ ہے۔ ملکہ بلقیس چونکہ بادشاہوں کی عادت جانتی تھی اِس لئے اُس نے یہ کہا اور اُس کی مراد یہ تھی کہ جنگ مناسب نہیں ہے، اس میں ملک اور اہلِ ملک کی تباہی و بربادی کا خطرہ ہے۔ (1)

وَ اِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۳۵

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں پھر دیکھوں گی کہ ایلچی کیا جواب لے کر پلٹے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں پھر دیکھوں گی کہ قاصد کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں؟

﴿وَ اِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ: اور میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں۔﴾ سرداروں کے سامنے جنگ کے نتائج رکھنے کے بعد ملکہ بلقیس نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی قوم کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں، پھر دیکھوں گی کہ ہمارے قاصد کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں؟ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ بادشاہ ہیں یا نبی، کیونکہ بادشاہ عزت واحترام کے ساتھ ہدیہ قبول کرتے ہیں، اس لئے اگر وہ بادشاہ ہیں تو ہدیہ قبول کر لیں گے اور اگر نبی ہیں تو ہدیہ قبول نہ کریں گے اور اس کے علاوہ اور کسی بات سے راضی نہ ہوں گے کہ ہم اُن کے دین کی پیروی کریں۔ چنانچہ ملکہ نے اپنے قاصد کو ایک خط دے کر روانہ کیا اور اس کے ساتھ 500 غلام اور 500 باندیاں بہترین لباس اور زیوروں کے ساتھ آراستہ کر کے سونے سے نقش ونگار کی ہوئی زِینوں پر سوار کر کے بھیجے۔ ان کے علاوہ 500 سونے کی اینٹیں، جواہرات لگے ہوئے تاج اور مشک وعنبر وغیرہ بھی روانہ کئے۔ ہدہد یہ دیکھ کر چل دیا اور اس نے حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس تمام حالات کی خبر پہنچا دی۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حکم دیا کہ سونے چاندی کی اینٹیں بنا کر نو فرسنگ (یعنی 27 میل) کے میدان میں بچھا دی جائیں اور اس کے اردگرد سونے چاندی سے بلند دیوار بنا دی جائے اور خشکی وتری کے خوب صورت جانور اور جِنّات کے بچے میدان کے دائیں بائیں حاضر کئے جائیں۔ (2)

فَلَمَّا جَآءَ سُلَیْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۫ فَمَاۤ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَیْرٌ مِّمَّاۤ

1 .....مدارك، النمل، تحت الآیة: ۳۴، ص ۸۴۵، ملخصاً.

2 .....مدارك، النمل، تحت الآیة: ۳۵، ص ۸۴۵-۸۴۶، جلالین، النمل، تحت الآیة: ۳۵، ص ۳۲۰، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِیَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب وہ سلیمان کے پاس آیا سلیمان نے فرمایا کیا مال سے میری مدد کرتے ہو تو جو مجھے اللہ نے دیا وہ بہتر ہے اس سے جو تمہیں دیا بلکہ تم ہی اپنے تحفہ پر خوش ہوتے ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: پھر جب قاصد سلیمان کے پاس آیا تو سلیمان نے فرمایا: کیا تم مال کے ذریعے میری مدد کرتے ہو؟ تو اللہ نے جو کچھ مجھے عطا فرما رکھا ہے وہ اُس سے بہتر ہے جو اس نے تمہیں دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ پر خوش ہوتے ہو۔

﴿فَلَمَّا جَآءَ سُلَیْمٰنَ: پھر جب قاصد سلیمان کے پاس آیا۔﴾ جب بلقیس کا قاصد تحائف لے کر حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس آیا تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس سے فرمایا: ”کیا تم مال کے ذریعے میری مدد کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مجھے علم، نبوت اور بادشاہت کی صورت میں عطا فرما رکھا ہے وہ اس دُنیوی مال واَسباب سے بہتر ہے جو اس نے تمہیں دیا ہے، بلکہ تم ہی اپنے تحفہ پر خوش ہوتے ہو یعنی تم فخر کرنے والے لوگ ہو، مالِ دنیا کی وجہ سے ایک دوسرے پر بڑائی جتاتے ہو اور ایک دوسرے کے تحفے پر خوش ہوتے ہو، مجھے نہ دنیا سے خوشی ہوتی ہے نہ اس کی حاجت، اللہ تعالیٰ نے مجھے اِتنا کثیر عطا فرمایا کہ اُتنا اوروں کو نہ دیا اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے دین اور نبوت سے بھی مشرف کیا۔ (1)

اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ فَلَنَاْتِیَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَاۤ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: پلٹ جا ان کی طرف تو ضرور ہم ان پر وہ لشکر لائیں گے جن کی انہیں طاقت نہ ہوگی اور ضرور ہم ان کو اس شہر سے ذلیل کر کے نکال دیں گے یوں کہ وہ پست ہوں گے۔

1 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۳۶، ۳/ ۴۱۱.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ان لوگوں کی طرف لوٹ جاؤ تو ضرور ہم ان پر ایسے لشکر لائیں گے جن کے مقابلے کی انہیں طاقت نہ ہوگی اور ضرور ہم ان کو اس شہر سے ذلیل کر کے نکال دیں گے اور وہ رسوا ہوں گے۔

﴿اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ: ان لوگوں کی طرف لوٹ جاؤ۔﴾ اب حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے وفد کے امیر مُنذِر بن عمرو سے فرمایا کہ یہ ہدیئے لے کر ان لوگوں کی طرف لوٹ جاؤ، اگر وہ میرے پاس مسلمان ہو کر حاضر نہ ہوئے تو ان کا انجام یہ ہوگا کہ ہم ضرور ان پر ایسے لشکر لائیں گے جن کے مقابلے کی انہیں طاقت نہ ہوگی اور ہم ضرور ان کو شہرِ سبا سے ذلیل کر کے نکال دیں گے اور وہ رسوا ہوں گے۔ جب قاصد ہدیئے لے کر بلقیس کے پاس واپس گئے اور تمام واقعات سنائے تو اس نے کہا: بے شک وہ نبی ہیں اور ہمیں اُن سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ پھر بلقیس نے اپنا تخت اپنے سات محلوں میں سے سب سے پچھلے محل میں محفوظ کر کے سب دروازوں پر تالے لگوا دیئے اور ان پر پہرہ دار بھی مقرر کر دیئے اور حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خدمت میں حاضر ہونے کا انتظام کرنے لگی تاکہ دیکھے کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اسے کیا حکم فرماتے ہیں، چنانچہ وہ ایک بہت بڑا لشکر لے کر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف روانہ ہوئی۔ (1)

قَالَ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ﴿۳۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: سلیمان نے فرمایا اے درباریو تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: سلیمان نے فرمایا: اے درباریو! تم میں کون ہے جو ان کے میرے پاس فرمانبردار ہو کر آنے سے پہلے اس کا تخت میرے پاس لے آئے۔

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ جب بلقیس اتنا قریب پہنچ گئی کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے صرف ایک فرسنگ (یعنی تین میل) کا فاصلہ رہ گیا تو حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: اے درباریو! تم میں سے کون ہے جو ان لوگوں کے میرے پاس فرمانبردار ہو کر آنے سے پہلے بلقیس کا تخت میرے پاس لے آئے۔ تخت منگوانے سے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا مقصود

1 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۳۷، ۳/۴۱۱-۴۱۲، مدارك، النمل، تحت الآیۃ: ۳۷، ص۸۴۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

یہ تھا کہ اس کا تخت حاضر کر کے اسے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اپنی نبوت پر دلالت کرنے والا معجزہ دکھا دیں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے چاہا کہ بلقیس کے آنے سے پہلے اس تخت کی وضع بدل دیں اور اس سے اس کی عقل کا امتحان فرمائیں کہ وہ اپنا تخت پہچان سکتی ہے یا نہیں۔ (1)

قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَ اِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ ﴿۳۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ایک بڑا خبیث جن بولا کہ وہ تخت حضور میں حاضر کردوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بیشک اس پر قوت والا امانت دار ہوں۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت آپ کی خدمت میں آپ کے اس مقام سے کھڑے ہونے سے پہلے حاضر کردوں گا اور میں بیشک اس پر قوت رکھنے والا، امانتدار ہوں۔

﴿قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ: ایک بڑا خبیث جن بولا۔﴾ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بات سن کر ایک بڑا طاقتور خبیث جن بولا ”میں وہ تخت آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خدمت میں آپ کے اُس مقام سے کھڑے ہونے سے پہلے حاضر کردوں گا جہاں آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام فیصلے کرنے کے لئے تشریف فرما ہیں اور میں بیشک اس تخت کو اٹھانے پر قوت رکھنے والا اور اس میں لگے ہوئے جواہرات وغیرہ پر امانتدار ہوں۔ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: میں اس سے جلدی چاہتا ہوں۔ (2)

مروی ہے کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ایک مجلس منعقد کرتے تھے جس میں صبح سے لے کر دوپہر تک آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام مختلف معاملات کے فیصلے فرمایا کرتے تھے۔ (3)

1 ……خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۳۸، ۳ / ۴۱۲، مدارك، النمل، تحت الآیۃ: ۳۸، ص۸۴۷، ملتقطاً.
2 ……جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ۳۹، ص ۳۲۰.
3 ……خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۳۹، ۳ / ۴۱۲.

www.dawateislami.net

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۫ لِیَبْلُوَنِیْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَ مَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ﴿۴۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے تا کہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو شکر کرے تو وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے سب خوبیوں والا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے آپ کی بارگاہ میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا (چنانچہ) پھر جب سلیمان نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا: یہ میرے رب کے فضل سے ہے تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری؟ اور جو شکر کرے تو وہ اپنی ذات کیلئے ہی شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بے پرواہ ہے، کرم فرمانے والا ہے۔

﴿قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔﴾ کتاب کا علم رکھنے والے سے مراد حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وزیر حضرت آصف بن برخیا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم جانتے تھے۔ چنانچہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”یہی قول زیادہ صحیح ہے اور جمہور مفسرین کا اسی پر اتفاق ہے۔“ (1)

1 .....مدارك، النمل، تحت الآية: ۴۰، ص ۸۴۷.

www.dawateislami.net

ابوحیان محمد بن یوسف اندلسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”جس کے پاس کتاب کا علم تھا وہ انسانوں میں سے ایک شخص تھے اور ان کا نام حضرت آصف بن برخیا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھا۔ یہ جمہور مفسرین کا قول ہے۔ (1)

ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اکثر مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس سے مراد حضرت آصف بن برخیا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔ (2)

اور ابو محمد حسین بن مسعود بغوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اکثر مفسرین نے فرمایا کہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا وہ حضرت آصف بن برخیا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھے۔ (3)

ان تفاسیر کے علاوہ دیگر معتبر تفاسیر جیسے تفسیر سمرقندی جلد 2 صفحہ 497، تفسیر جلالین صفحہ 320، تفسیر صاوی جلد 4 صفحہ 1498، تفسیر روح البیان جلد 6 صفحہ 349 میں راجح اور جمہور مفسرین کا یہی قول لکھا ہے کہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا اُس سے مراد حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وزیر حضرت آصف بن برخیا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔

﴿اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ: میں اسے آپ کی بارگاہ میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا۔﴾ جب حضرت آصف بن برخیا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ میں آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بارگاہ میں اس تخت کو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا تو حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان سے فرمایا: ”اگر تم نے ایسا کر لیا تو تم سب سے زیادہ جلدی اس تخت کو لانے والے ہو گے۔ حضرت آصف بن برخیا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جب اسمِ اعظم کے ذریعے دعا مانگی تو اسی وقت تخت حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سامنے نمودار ہو گیا۔ (4)

اولیاءِ کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ سے کرامات ظاہر ہونے کا ثبوت

اس آیت سے اولیاءِ کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ سے کرامات کا ظاہر ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ حضرت علامہ یافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اولیاءِ کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ سے کرامات کا ظاہر ہونا عقلی طور پر ممکن اور نقلی دلائل سے ثابت ہے۔ عقلی طور پر ممکن اس لئے ہے کہ ولی سے کرامت ظاہر کر دینا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے محال نہیں بلکہ یہ چیز ممکنات

1 ……البحر المحیط، النمل، تحت الآیۃ: ۴۰، ۷/۷۲-۷۳.
2 ……تفسیر قرطبی، النمل، تحت الآیۃ: ۴۰، ۷/۱۵۶، الجزء الثالث عشر.
3 ……تفسیر بغوی، النمل، تحت الآیۃ: ۴۰، ۳/۳۵۹.
4 ……تفسیر سمرقندی، النمل، تحت الآیۃ: ۴۰، ۲/۴۹۷.

www.dawateislami.net

میں سے ہے، جیسے انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے معجزات ظاہر کر دینا۔ یہ اہلسنّت کے کامل اولیاءِ کرام، اصولِ فقہ کے بڑے بڑے علماء، فقہاء اور محدثین کا مذہب ہے۔ مشرق و مغرب اور عرب و عجم میں ان کی کتابوں میں اس بات کی صراحت موجود ہے۔ پھر اہلسنّت کے جمہور محقق آئمہ کے نزدیک صحیح، ثابت اور مختار قول یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے معجزے کے طور پر جائز ہے وہ اولیاءِ کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ سے کرامت کے طور پر جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اس سے نبوت والا چیلنج کرنا مقصود نہ ہو۔ معجزہ اور کرامت میں فرق یہ ہے کہ معجزہ نبی سے صادر ہوتا ہے اور کرامت ولی سے۔ معجزے کے ذریعے کفار کو چیلنج کیا جاتا ہے جبکہ ولی کو بغیر ضرورت کرامت ظاہر کرنا منع ہے۔ اولیاءِ کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ سے کرامات ثابت ہونے پر قرآنِ پاک اور بکثرت اَحادیثِ مبارکہ میں دلائل موجود ہیں۔ قرآن پاک میں موجود حضرت مریم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس بے موسم کے پھل آنے والا واقعہ۔ حضرت مریم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے کھجور کے سوکھے ہوئے تنے کو ہلانے پر پکی ہوئی عمدہ اور تازہ کھجوریں گرنے والا واقعہ۔ اصحابِ کہف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا غار میں سینکڑوں سال تک سوئے رہنے والا واقعہ اور حضرت آصف بن برخیا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا پلک جھپکنے سے پہلے تخت لانے والا واقعہ ولی سے کرامات ظاہر ہونے کی دلیل ہے۔ اسی طرح صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے بے شمار کرامتوں کا ظہور بھی ولی سے کرامت ظاہر ہونے کو ثابت کرتا ہے۔ (1)

﴿فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ: پھر جب سلیمان نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا۔﴾ یعنی جب حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا: پلک جھپکنے سے پہلے تخت کا میرے پاس آجانا مجھ پر میرے رب عَزَّوَجَلَّ کے فضل کی وجہ سے ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں اس کے انعامات پر شکر کرتا ہوں یا ناشکری؟ اور جو شکر کرے تو وہ اپنی ذات کیلئے ہی شکر کرتا ہے کیونکہ اس شکر کا نفع خود اس شکر گزار کو ہی ملے گا اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب عَزَّوَجَلَّ شکر سے بے پرواہ ہے اور ناشکری کرنے والے پر بھی احسان کر کے کرم فرمانے والا ہے۔ (2)

خود پسندی کی مذمت اور اللہ تعالیٰ کی طرف فضل کو منسوب کرنے کی ترغیب

یاد رہے کہ بندے کو جو نعمت اور صلاحیت ملے اس پر اسے خود پسندی کا شکار نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی اس طرح

1 .....روض الریاحین، الفصل الثانی فی اثبات کرامات الاولیاء رضی اللہ تعالی عنہم، ص۳۷-۳۸، ملخصاً.

2 .....ابو سعود، النمل، تحت الآیۃ: ۴۰، ۴/۲۰۲، مدارک، النمل، تحت الآیۃ: ۴۰، ص۸۴۸، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

کا اظہار کرنا چاہئے کیونکہ خود پسندی انتہائی مذموم عمل ہے اور اس کی آفات بہت زیادہ ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں کہ اس سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور تکبر سے بے شمار آفات جنم لیتی ہیں یونہی خود پسندی کی وجہ سے بندہ اپنے گناہوں کو بھولنے اور انہیں نظر انداز کرنے لگ جاتا ہے جبکہ عبادات اور نیک اعمال کو یاد رکھتا، انہیں بہت بڑا سمجھتا، ان پر خوش ہوتا اور ان کی بجا آوری کو اندرونِ خانہ غیر شعوری طور پر اللہ تعالیٰ پر احسان جانتا ہے۔ جو آدمی خود پسندی کا شکار ہوتا ہے تو وہ اس کی آفات سے اندھا ہو جاتا ہے اور جو شخص اعمال کی آفات سے غافل ہو جائے اس کی زیادہ تر محنت ضائع چلی جاتی ہے کیونکہ ظاہری اعمال جب تک خالص اور (ریاکاری وغیرہ کی) آمیزش سے پاک نہ ہوں تب تک نفع بخش نہیں ہوتے۔

خود پسند آدمی اپنے آپ پر اور اپنی رائے پر مغرور ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر اور اس کے عذاب سے بے خوف ہو جاتا ہے، لہٰذا نعمت اور صلاحیت ملنے پر خود پسندی سے بچنا چاہئے اور اس نعمت اور صلاحیت کے ملنے کو اللہ تعالیٰ کے فضل کی طرف منسوب کرنا چاہئے کہ یہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور نیک بزرگوں کا طریقہ ہے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس مہمان آیا تو آپ نے اپنی اَزواجِ مُطَہَّرات کی طرف کسی کو بھیجا تاکہ وہ ان کے پاس کھانا تلاش کرے لیکن اس نے کسی کے پاس بھی کھانا نہ پایا، اس پر رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے دعا مانگی: اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، میں تجھ سے تیرے فضل اور تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں کیونکہ اس کا مالک تو ہی ہے۔ اتنے میں حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں بھنی ہوئی ایک بکری تحفے کے طور پر پیش کی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے اور ہم اس کی رحمت کے مُنتظِر ہیں۔“ (1)

اسی طرح حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے توحید پر ہونے اور شرک سے محفوظ رہنے کو اللہ تعالیٰ کے فضل کی طرف منسوب کرتے ہوئے فرمایا کہ

وَ اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَ عَلَى

ترجمۂ کنزالعرفان: اور میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کے دین ہی کی پیروی کی۔ ہمارے لئے ہرگز جائز نہیں کہ ہم کسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرائیں، یہ ہم پر اور

1 .....حلیۃ الاولیاء، زبید بن الحارث الایامی، ۵/۴۱، الحدیث: ۶۲۴۴.

www.dawateislami.net

اَلنَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ[1] لوگوں پر اللہ کا ایک فضل ہے مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

یونہی ہمارے بزرگانِ دین کا معمول تھا کہ جب وہ کوئی کتاب تصنیف فرماتے تو اس میں آنے والی غلطیوں اور خطاؤں کو اپنی طرف منسوب کرتے جبکہ غلطی اور خطا سے محفوظ رہنے کو اللہ تعالیٰ کے فضل کی طرف منسوب کرتے، کوئی ان کا حال پوچھتا تو اپنا حال درست ہونے کی نسبت اللہ تعالیٰ کے فضل کی طرف کرتے، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مُقَرّب بندوں کی پیروی کرتے ہوئے ہر نعمت اور صلاحیت کے ملنے کو اللہ تعالیٰ کے فضل کی طرف منسوب کرے اور خود پسندی سے بچے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْۤ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِیْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَ اُوْتِیْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَ كُنَّا مُسْلِمِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَ صَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ﴿۴۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: سلیمان نے حکم دیا عورت کا تخت اس کے سامنے وضع بدل کر بیگانہ کردو کہ ہم دیکھیں کہ وہ راہ پاتی ہے یا ان میں ہوتی ہے جو ناواقف رہے۔ پھر جب وہ آئی اس سے کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے بولی گویا یہ وہی ہے اور ہم کو اس واقعہ سے پہلے خبر مل چکی اور ہم فرمانبردار ہوئے۔ اور اسے روکا اس چیز نے جسے وہ اللہ کے سوا پوجتی تھی بیشک وہ کافر لوگوں میں سے تھی۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: حضرت سلیمان نے حکم دیا: اس ملکہ کیلئے اس کے تخت کو تبدیل کردو تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ راہ پاتی ہے یا راہ نہ پانے والوں میں سے ہوتی ہے۔ پھر جب وہ آئی تو اس سے کہا گیا: کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ اس نے جواب

1 .....یوسف: ۳۸.

www.dawateislami.net

دیا: گویا یہ وہی ہے اور ہم کو اس واقعہ سے پہلے خبر مل چکی اور ہم فرمانبردار ہوئے۔ اور اسے اُس چیز نے روک رکھا تھا جس کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتی تھی۔ بیشک وہ کافر قوم میں سے تھی۔

﴿قَالَ: حضرت سلیمان نے حکم دیا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ تخت آجانے کے بعد حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنے خادموں کو حکم دیا کہ اس ملکہ کیلئے اس کے تخت کی شکل وصورت کو تبدیل کر دو تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ اپنے تخت کو دیکھنے کے بعد اسے پہچان پاتی ہے یا نہیں۔ جب ملکہ بلقیس حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس آئی تو اس وقت تخت حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سامنے موجود تھا۔ ملکہ سے کہا گیا: کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ اس نے جواب دیا: گویا یہ وہی ہے۔ اس جواب سے بلقیس کی عقل کا کمال معلوم ہوا۔ پھر ملکہ سے کہا گیا کہ یہ تیرا ہی تخت ہے۔ تمہیں دروازے بند کرنے، انہیں تالے لگانے اور پہرے دار مقرر کرنے سے کیا فائدہ ہوا؟ پھر ملکہ بلقیس نے اطاعت قبول کرتے ہوئے کہا: ”ہمیں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نبوت صحیح ہونے کی خبر اس واقعہ سے پہلے ہدہد کے واقعہ سے اور وفد کے امیر سے مل چکی ہے اور ہم نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کی۔“ (1)

﴿وَصَدَّهَا: اور اسے روکا۔﴾ یعنی بلقیس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرنے سے یا اسلام قبول کرنے کی طرف سبقت کرنے سے سورج کی پوجا نے روک رکھا تھا اور بلقیس کا تعلق اس قوم سے تھا جو سورج کی پجاری تھی اور وہ چونکہ انہیں میں پلی بڑھی تھی اس لئے اسے صرف سورج کی عبادت کرنا ہی آتا تھا۔ (2)

قِیْلَ لَهَا ادْخُلِی الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّ كَشَفَتْ عَنْ
سَاقَیْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِیْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ
نَفْسِیْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۴﴾ ع ۳ ۱۳ ۱۸

1 .....روح البیان، النمل، تحت الآیۃ: ۴۱-۴۲، ۶/۳۵۲، خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۴۱-۴۲، ۳/۴۱۳، ملتقطاً.
2 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۴۳، ۳/۴۱۳، مدارک، النمل، تحت الآیۃ: ۴۳، ص۸۴۸، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اس سے کہا گیا صحن میں آ پھر جب اس نے اُسے دیکھا اسے گہرا پانی سمجھی اور اپنی ساقیں کھولیں سلیمان نے فرمایا یہ تو ایک چکنا صحن ہے شیشوں جڑا عورت نے عرض کی اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اب سلیمان کے ساتھ اللہ کے حضور گردن رکھتی ہوں جو رب سارے جہان کا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اس سے کہا گیا: صحن میں داخل ہو جاؤ تو جب اس نے اس صحن کو دیکھا تو اسے گہرا پانی سمجھی اور اپنی پنڈلیوں سے (کپڑا) اٹھا دیا، سلیمان نے فرمایا: یہ تو شیشوں سے جڑاؤ کیا ہوا ایک ملائم صحن ہے۔ اس نے عرض کی: اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں سلیمان کے ساتھ اس اللہ کے حضور گردن رکھتی ہوں جو سارے جہان کا رب ہے۔

﴿قِیْلَ لَهَا: اس سے کہا گیا۔﴾ تخت میں تبدیلی کر کے ملکہ بلقیس کی عقل کا امتحان لینے کے بعد اس سے کہا گیا کہ تم صحن میں آ جاؤ۔ وہ صحن شفاف شیشے کا بنا ہوا تھا اور اس کے نیچے پانی جاری تھا جس میں مچھلیاں تیر رہی تھیں اور اس صحن کے وسط میں حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا تخت تھا جس پر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جلوہ افروز ہو چکے تھے۔ جب ملکہ نے اُس صحن کو دیکھا تو وہ سمجھی کہ یہ گہرا پانی ہے، اس لئے اس نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اونچا کر لیا تا کہ پانی میں چل کر حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خدمت میں حاضر ہو سکے۔ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس سے فرمایا: ”یہ پانی نہیں بلکہ یہ تو شیشوں سے جڑا ہوا ایک ملائم صحن ہے۔ یہ سن کر بلقیس نے اپنی پنڈلیاں چھپا لیں اور یہ عجوبہ دیکھ کر اسے بہت تعجب ہوا اور اس نے یقین کر لیا کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ملک اور حکومت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ان عجائبات سے بلقیس نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نبوت پر اِستدلال کیا ہے۔ اب حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، میں نے تیری عبادت کی بجائے سورج کی عبادت کر کے اپنی جان پر ظلم کیا اور اب میں حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ساتھ اس اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حضور گردن رکھتی ہوں جو سارے جہان کا رب ہے۔ چنانچہ ملکہ بلقیس نے اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کر کے اسلام قبول کر لیا اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کو اختیار کیا۔ (1)

آیت میں بیان کردہ واقعے سے یہ سمجھانا بھی مقصود ہو سکتا ہے کہ اَشیاء جیسے نظر آئیں حقیقت میں ویسے ہونا

1 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۴۴، ۳/ ۴۱۳-۴۱۴، ملخصاً.

www.dawateislami.net

ضروری نہیں لہٰذا سورج کی پوجا کو ملکہ بلقیس جیسے درست سمجھتی آ رہی تھی وہ حقیقت میں ویسی درست نہیں بلکہ مکمل طور پر خلافِ حقیقت وخلافِ حق تھی۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِیْقٰنِ یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے ثمود کی طرف ان کے ہم قوم صالح کو بھیجا کہ اللہ کو پوجو تو جبھی وہ دو گروہ ہو گئے جھگڑا کرتے۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: اور بیشک ہم نے ثمود کی طرف ان کے ہم قوم صالح کو بھیجا کہ (اے لوگو!) اللہ کی عبادت کرو تو اسی وقت وہ جھگڑا کرتے ہوئے دو گروہ بن گئے۔

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا: اور بیشک ہم نے بھیجا۔﴾ یہاں سے حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی قوم ثمود کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے اور اس واقعے کی بعض تفصیلات اس سے پہلے سورۂ اَعراف، آیت نمبر 73 تا 79، سورۂ ہود، آیت نمبر 61 تا 68، سورۂ شعراء، آیت نمبر 141 تا 159 میں گزر چکی ہیں۔ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قومِ ثمود کی طرف ان کے ہم قوم حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ تو وہ اسی وقت جھگڑا کرتے ہوئے دو گروہ بن گئے۔ ایک گروہ حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے ایمان لانے سے انکار کر دیا اور ان میں سے ہر گروہ اپنے آپ کو ہی حق پر کہتا تھا۔ (1)

نوٹ: اس جھگڑے کی تفصیل سورۂ اَعراف کی آیت نمبر 75 میں بیان ہو چکی ہے۔

قَالَ یٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّیِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ

1 .....مدارك، النمل، تحت الآیة: ۴۵، ص۸۴۹، ملخصاً.

www.dawateislami.net

اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ(۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: صالح نے فرمایا اے میری قوم کیوں برائی کی جلدی کرتے ہو بھلائی سے پہلے اللہ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے شاید تم پر رحم ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: صالح نے فرمایا: اے میری قوم! بھلائی سے پہلے برائی کی جلدی کیوں کرتے ہو؟ تم اللہ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے؟ ہوسکتا ہے تم پر رحم کیا جائے۔

﴿قَالَ: صالح نے فرمایا۔﴾ جب کافر گروہ نے کہا کہ اے صالح! عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، اگر تم رسولوں میں سے ہو تو ہمیں جس عذاب کا وعدہ دے رہے ہو اسے لے آؤ۔ اس پر حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان سے فرمایا: ”عافیت اور رحمت سے پہلے مصیبت اور عذاب کی جلدی کیوں کرتے ہو؟ تم عذاب نازل ہونے سے پہلے اپنے کفر سے توبہ کرکے اور ایمان لاکر اللہ تعالیٰ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے؟ ہوسکتا ہے کہ تم پر رحم کیا جائے اور دنیا میں عذاب نہ کیا جائے۔[1]

قَالُوا اطَّیَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓىٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ(۴۷)

ترجمۂ کنزالایمان: بولے ہم نے بُرا شگون لیا تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے فرمایا تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس ہے بلکہ تم لوگ فتنے میں پڑے ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: انہوں نے کہا: ہم نے تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے برا شگون لیا۔ صالح نے فرمایا: تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس ہے بلکہ تم ایک ایسی قوم ہو کہ تمہیں آزمایا جارہا ہے۔

1 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۴۶، ۳/ ۴۱۴-۴۱۵، مدارك، النمل، تحت الآیۃ: ۴۶، ص۸۴۹، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

﴿قَالُوا اطَّیَّرْنَا بِكَ: انہوں نے کہا: ہم نے تم سے برا شگون لیا۔﴾ جب حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ثمود کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا تو ان لوگوں نے حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلایا۔ اس کی وجہ سے بارش رک گئی، یوں وہ لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے اور بھوکے مرنے لگے۔ ان مصائب کو انہوں نے حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تشریف آوری کی طرف منسوب کیا اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی آمد کو بدشگونی سمجھتے ہوئے کہا کہ (مَعَاذَ اللّٰہ) ہم تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو منحوس سمجھتے ہیں۔ (1)

﴿قَالَ طٰٓىٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ: فرمایا: تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس ہے۔﴾ قومِ ثمود کے بدشگونی لینے پر حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان سے فرمایا کہ تمہیں جو بھلائی اور برائی پہنچتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے اور وہ تمہاری تقدیر میں لکھی ہوئی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: (آیت میں ذکر کئے گئے حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے قول کا معنی یہ ہے کہ) تمہارے پاس جو بدشگونی آئی یہ تمہارے کفر کے سبب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے۔ (2)

بدشگونی لینے کی مذمت

یاد رہے کہ بندے کو پہنچنے والی مصیبتیں اس کی تقدیر میں لکھی ہوئی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ (3)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: زمین میں اور تمہاری جانوں میں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ ہمارے اسے پیدا کرنے سے پہلے (ہی) ایک کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے بیشک یہ اللہ پر آسان ہے۔

اور کوئی مصیبت اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہیں آتی، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (4)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ہر مصیبت اللہ کے حکم سے ہی پہنچتی ہے۔

1 .....جلالین مع صاوی، النمل، تحت الآیۃ: ۴۷، ۴/۲ ۱۵۰، مدارک، النمل، تحت الآیۃ: ۴۷، ص۸۴۹-۸۵۰، ملتقطاً.
2 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۴۷، ۳/ ۴۱۵.
3 .....حدید: ۲۲.
4 .....تغابن: ۱۱.

www.dawateislami.net

اور مصیبتیں آنے کا عمومی سبب بندے کے اپنے برے اعمال ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ (1)

ترجمۂ کنزالعرفان: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ تمہارے ہاتھوں کے کمائے ہوئے اعمال کی وجہ سے ہے اور بہت کچھ تو (اللہ) معاف فرما دیتا ہے۔

اور جب ایسا ہے تو کسی چیز سے بدشگونی لینا اور اپنے اوپر آنے والی مصیبت کو اس کی نحوست جاننا درست نہیں اور کسی مسلمان کو تو یہ بات زیب ہی نہیں دیتی کہ وہ کسی چیز سے بدشگونی لے کیونکہ یہ تو مشرکوں کا سا کام ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے تین بار ارشاد فرمایا کہ بدشگونی شرک (یعنی مشرکوں کا سا کام) ہے اور ہمارے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں، اللہ تعالیٰ اسے توکُّل کے ذریعے دور کر دیتا ہے۔ (2)

اوپر بیان کردہ درس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو مصیبتوں اور پریشانیوں کو دوسروں کی نحوست قرار دیتے ہیں جیسے بالفرض اگر شادی کے بعد گھر میں مسائل و مَصائب شروع ہو جائیں تو سارا الزام دلہن کے سر ڈال دیا جاتا ہے کہ جب سے یہ منحوس گھر میں آئی ہے تب سے مصیبتوں نے ہمارے گھر کا رستہ دیکھ لیا ہے، وغیرہ۔ اس طرح کی بدشگونی سخت ممنوع اور ایسی دل آزاری سخت حرام ہے۔

بدشگونی کا بہترین علاج

یہاں معاشرے میں رائج بدفالیوں اور بدشگونیوں کا ایک بہترین علاج ذکر کیا جاتا ہے، چنانچہ حضرت عروہ بن عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس شگون کا ذکر کیا گیا تو فرمایا: ”اس میں (نیک) فال اچھی چیز ہے۔ اور مسلمان کو کسی کام سے نہ روکے تو جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو یوں کہے: ”اَللّٰهُمَّ لَا یَاْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ“ یعنی اے اللہ! تیرے سوا کوئی بھلائیاں نہیں لاتا اور تیرے سوا کوئی برائیاں دور نہیں کرتا، نہ ہم میں طاقت ہے اور نہ قوت مگر تیری

1 .....شوریٰ: ۳۰.

2 .....ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی الطیرۃ، ۴/۲۳، الحدیث: ۳۹۱۰.

www.dawateislami.net

توفیق کے ساتھ۔ (1)

مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”یہ عمل بہت ہی مُجرّب ہے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ اس دعا کی برکت سے کوئی بری چیز اثر نہیں کرتی۔ (2)

﴿بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ: بلکہ تم ایک قوم ہو۔﴾ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ تم ایسی قوم ہو جنہیں آزمائش میں ڈالا گیا ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ تم ایسی قوم ہو جو اپنے گناہوں کے باعث عذاب میں مبتلا ہوئی ہے۔ (3)

وَ كَانَ فِی الْمَدِیْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ یُّفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَ لَا یُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور شہر میں نو شخص تھے کہ زمین میں فساد کرتے اور سنوارنہ چاہتے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور شہر میں نو شخص تھے جو زمین میں فساد کرتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔

﴿وَ كَانَ فِی الْمَدِیْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ: اور شہر میں نو شخص تھے۔﴾ یہاں شہر سے مراد قومِ ثمود کا شہر ہے جس کا نام حِجْر تھا۔ اس قوم کے شریف زادوں میں سے نو شخص تھے جو زمین میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے فساد کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے اپنی اصلاح نہ کرتے تھے۔ ان کا سردار قدار بن سالف تھا اور یہی وہ لوگ ہیں جو حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اونٹنی کے پاؤں کی رگیں کاٹنے پر متفق ہوئے تھے۔ (4)

قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَیِّتَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِیِّهٖ مَا شَهِدْنَا

1 .....ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی الطیرۃ، ۴/۲۵، الحدیث: ۳۹۱۹.

2 .....مراۃ المناجیح، فال اور بدفالی لینے کا بیان، تیسری فصل، ۶/۲۲۲، تحت الحدیث: ۴۳۸۷۔

3 .....مدارك، النمل، تحت الآیۃ: ۴۷، ص ۸۵۰.

4 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۴۸، ۳/ ۴۱۵، ملخصاً.

www.dawateislami.net

مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ(۴۹)

ترجمۂ کنزالایمان: آپس میں اللہ کی قسمیں کھا کر بولے ہم ضرور رات کو چھاپا ماریں گے صالح اور اس کے گھر والوں پر پھر اس کے وارث سے کہیں گے اس گھر والوں کے قتل کے وقت ہم حاضر نہ تھے اور بیشک ہم سچے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: انہوں نے آپس میں اللہ کی قسمیں کھا کر کہا: ہم رات کے وقت ضرور صالح اور اس کے گھر والوں پر چھاپا ماریں گے پھر اس کے وارث سے کہیں گے کہ اس گھر والوں کے قتل کے وقت ہم حاضر نہ تھے اور بیشک ہم سچے ہیں۔

﴿قَالُوْا: انہوں نے کہا۔﴾ جب ان لوگوں نے حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اونٹنی کے پاؤں کی رگیں کاٹ دیں تو حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب کے بارے میں بتایا اور اس عذاب کی علامت بھی بیان کردی۔ اس کے بعد ان نو اَشخاص نے آپس میں اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھا کر کہا کہ ہم ضرور رات کے وقت چھاپا مار کر حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، اُن کی اولاد اور ان پر ایمان لانے والوں کو قتل کردیں گے، پھر ان کے اس وارث سے جسے ان کے خون کا بدلہ طلب کرنے کا حق ہوگا کہیں گے کہ اس گھر والوں کے قتل کے وقت ہم حاضر نہ تھے اس لئے ہمیں معلوم نہیں کہ انہیں کس نے قتل کیا ہے اور بیشک ہم اپنی بات میں سچے ہیں۔ (1)

وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّ مَكَرْنَا مَكْرًا وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ(۵۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی اور وہ غافل رہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور انہوں نے سازش کی اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی اور وہ غافل رہے۔

﴿وَ مَكَرُوْا: اور انہوں نے سازش کی۔﴾ یعنی ان لوگوں نے حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کے گھر والوں پر شب خون مارنے کی سازش تیار کی اور ہم نے ان کی سازش کی سزا یہ دی کہ ان کے عذاب میں جلدی فرمائی اور وہ ہماری

1 ……روح البیان، النمل، تحت الآیۃ: ۴۹، ۶/۳۵۷، مدارك، النمل، تحت الآیۃ: ۴۹، ص ۸۵۰، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

خفیہ تدبیر سے غافل رہے۔[1] اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کا حافظ و ناصر ہے اور انہیں لوگوں کے خفیہ شر سے بچاتا ہے۔

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو دیکھو کیسا انجام ہوا ان کے مکر کا ہم نے ہلاک کر دیا انہیں اور ان کی ساری قوم کو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو دیکھو کہ ان کی سازش کا کیسا انجام ہوا؟ ہم نے انہیں اور ان کی ساری قوم کو ہلاک کر دیا۔

﴿اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ: ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔﴾ یعنی ہم نے ان نو شخصوں کو ہلاک کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس رات حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے مکان کی حفاظت کے لئے فرشتے بھیج دیئے۔ جب وہ نو شخص ہتھیار باندھ کر اور تلواریں کھینچ کر حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دروازے پر آئے تو فرشتوں نے انہیں پتھر مارے۔ وہ پتھر ان لوگوں کو لگتے تھے لیکن مارنے والے نظر نہ آتے تھے۔ اس طرح ان نو کو ہلاک کیا اور ان کے علاوہ ساری قوم کو اللہ تعالیٰ نے ہَولناک آواز سے ہلاک کر دیا۔[2]

نوٹ: حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دروازے پر ان نو شخصوں کے مرنے سے متعلق اور روایات بھی ہیں۔

فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾
وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو یہ ہیں ان کے گھر ڈھئے پڑے بدلہ ان کے ظلم کا بیشک اس میں نشانی ہے جاننے والوں کے لیے۔ اور ہم نے ان کو بچا لیا جو ایمان لائے اور ڈرتے تھے۔

---

1 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۵۰، ۳/ ۴۱۵.

2 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۵۱، ۳/ ۴۱۵.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو یہ ان کے گھر ان کے ظلم کے سبب ویران پڑے ہیں، بیشک اس میں جاننے والوں کیلئے (عبرت کی) نشانی ہے۔ اور ہم نے ان لوگوں کو بچالیا جو ایمان لائے اور ڈرتے تھے۔

﴿فَتِلْكَ بُیُوْتُهُمْ خَاوِیَةً: تو یہ ان کے گھر ویران پڑے ہیں۔﴾ ارشاد فرمایا کہ قومِ ثمود کی ہلاکت کے بعد ان کے گھر ویران پڑے ہیں اور اب ان گھروں میں اس قوم کا کوئی شخص بھی موجود نہیں اور ان کا یہ انجام اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرکے اور اس کے رسول کو جھٹلا کر اپنی جانوں پر ظلم کرنے کی وجہ سے ہوا اور اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، ہم نے آپ کے سامنے قومِ ثمود کا جو واقعہ بیان فرمایا اس میں ان لوگوں کے لئے عبرت کی نشانی موجود ہے جو علم رکھتے ہیں، لہٰذا اگر آپ کی قوم کے کفار آپ کو جھٹلانے سے باز نہ آئے تو ان کا انجام بھی قومِ ثمود جیسا ہوسکتا ہے اور اگر ایسا ہوا تو یہ ان کے حق میں کسی طرح بہتر نہ ہوگا۔ (1)

﴿وَ اَنْجَیْنَا: اور ہم نے بچالیا۔﴾ یعنی جو لوگ حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان لائے اور وہ کفر و شرک اور گناہوں سے بچتے اور حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نافرمانی کرنے سے ڈرتے تھے ہم نے انہیں عذاب سے بچالیا۔ (2)

تفاسیر میں منقول ہے کہ اُن لوگوں کی تعداد چار ہزار تھی اور ان کی حقیقی تعداد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور لوط کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا بے حیائی پر آتے ہو اور تم سوجھ رہے ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور لوط کو یاد کرو جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا: کیا تم بے حیائی کا کام کرتے ہو حالانکہ تم دیکھ رہے ہو۔

﴿وَلُوْطًا: اور لوط کو۔﴾ یہاں سے حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی قوم کا واقعہ بیان کیا جارہا ہے۔ آیت میں ذکر

1 .....تفسیر طبری، النمل، تحت الآیۃ: ۵۲، ۹/۵۲۴، روح البیان، النمل، تحت الآیۃ: ۵۲، ۶/۳۵۷-۳۵۸، ملتقطاً.

2 .....مدارك، النمل، تحت الآیۃ: ۵۳، ص ۸۵۱، روح البیان، النمل، تحت الآیۃ: ۵۳، ۶/۳۵۸، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

کئے گئے حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے قول کا ایک معنی یہ ہے کہ کیا تم بدکاری پر اتر آئے ہو حالانکہ تم اس فعل کی قباحت جانتے ہو۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ کیا تم بے حیائی پر اتر آئے ہو اور تم ایک دوسرے کے سامنے بے پردہ ہو کر اعلانیہ بدفعلی کا اِرتکاب کرتے ہو۔ تیسرا معنی یہ ہے کہ تم اپنے سے پہلے نافرمانی کرنے والوں کی تباہی اور اُن کے عذاب کے آثار دیکھتے ہو پھر بھی اس بدعملی میں مبتلا ہو۔ (1)

نوٹ: حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعے کی بعض تفصیلات سورۂ اَعراف، آیت نمبر 80 تا 84 اور سورۂ ہود، آیت نمبر 77 تا 83 میں گزر چکی ہیں۔

اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: کیا تم مَردوں کے پاس مستی سے جاتے ہو عورتیں چھوڑ کر بلکہ تم جاہل لوگ ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت سے جاتے ہو بلکہ تم جاہل لوگ ہو۔

﴿اَىِٕنَّكُمْ: کیا تم۔﴾ حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے مزید فرمایا کہ کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت پوری کرنے کیلئے جاتے ہو حالانکہ مردوں کے فِطری تقاضے کی تسکین کے لئے عورتیں بنائی گئی ہیں، مردوں کے لئے مرد اور عورتوں کے لئے عورتیں نہیں بنائی گئیں، لہٰذا یہ فعل حکمتِ الٰہی کی مخالفت ہے، بلکہ تم جاہل لوگ ہو جو ایسا کام کرتے ہو اور تمہیں اپنے اس فعل کے برے انجام کا اندازہ نہیں۔ (2)

فطرت سے بغاوت کا نتیجہ

یاد رہے کہ مردوں کے فِطری تقاضے یعنی شرمگاہ کی شہوت پوری کرنے کا درست ذریعہ عورت ہے اور اس

1 .....مدارك، النمل، تحت الآیة: ٥٤، ص ٨٥١، ملخصاً.
2 .....مدارك، النمل، تحت الآیة: ٥٥، ص ٨٥١، ملخصاً.

www.dawateislami.net

میں بھی کھلی چھٹی نہیں کہ جب اور جس عورت سے دل چاہا اس سے اپنی شہوت پوری کر لی بلکہ اس میں شریعت نے ایک حد مقرر کی ہے اور کچھ اصول وقوانین نافذ فرمائے ہیں جن کے اندر رہتے ہوئے بندہ عورت سے اپنا فطرتی تقاضا پورا کر سکتا ہے اور فی زمانہ شرعی نکاح کے علاوہ عورت سے فائدہ اٹھانے کی کوئی صورت نہیں، اور شرعی نکاح کر کے اپنی بیوی سے جائز طریقے کے ساتھ فطرتی تقاضا پورا کرنا انسانی فطرت کے عین مطابق اور بے شمار فوائد کا حامل ہے، جیسے انسانوں کی تعداد میں درست طریقے سے اضافہ ہونا، خاندانی نظام قائم ہونا، معاشرے میں فحاشی اور بے حیائی کا خاتمہ ہو کر ایک پاکیزہ معاشرے کا ترتیب پانا وغیرہ اور جب سے لوگوں نے اپنی فطرت سے بغاوت کرتے ہوئے معاشرے میں ہم جنس پرستی کو فروغ دینا شروع کیا، مردوں کو مردوں اور عورتوں سے بدفعلی کرنے کی طرف مُنَظَّم طریقے سے مائل کیا، فحاشی، عریانی اور بے حیائی کو عام کیا، عورتوں میں پردے کی ذہنیت کو ختم کر کے آزاد رَوِش اور روشن خیالی کی سوچ کو پیدا کیا، بدفعلی اور زنا کاری کو آسان سے آسان تر کیا حتّٰی کہ بچوں کو اس کی باقاعدہ تربیت دینے کا نظام قائم کیا تب سے ان لوگوں کا حال جانوروں سے بھی بدتر ہوتا جا رہا ہے اور یہ لوگ انتہائی خطرناک مسائل اور مُہلِک اَمراض سے دوچار ہونے کے بعد اب اس بات پر مجبور ہو چکے ہیں کہ وہ فطرت سے بغاوت ختم کر دیں اور اپنے معاشرے میں اس نظام کو رائج کریں جو فطرت کے مطابق ہے۔ اے کاش! مسلمان بھی ہوش کے ناخن لیں اور یہ بھی اپنی فطرت سے بغاوت نہ کریں اور جو بغاوت کر چکے وہ اس سے باز آ جائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے، اٰمین۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْیَتِكُمْۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ(۵۶) فَاَنْجَیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ٘ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِیْنَ(۵۷) وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًاۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ(۵۸) ع ۱۴ ۱۹

ترجمۂ کنزالایمان: تو اس کی قوم کا کچھ جواب نہ تھا مگر یہ کہ بولے لوط کے گھرانے کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ تو ستھرا پن چاہتے ہیں۔ تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی مگر اس کی عورت کو ہم نے ٹھہرا دیا تھا کہ وہ رہ جانے

www.dawateislami.net

والوں میں ہے۔اور ہم نے ان پر ایک برساؤ برسایا تو کیا ہی بُرا برساؤ تھا ڈرائے ہوؤں کا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو اس کی قوم کا اس کے سوا کچھ جواب نہ تھا کہ کہنے لگے کہ لوط کے گھر والوں کو اپنی بستی سے نکال دو، بیشک یہ ایسے لوگ ہیں جو بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی مگر اس کی عورت کو، ہم نے اسے پیچھے رہ جانے والوں میں سے مقرر کر دیا تھا۔اور ہم نے ان پر ایک بارش برسائی تو ڈرائے جانے والوں کی بارش کتنی بری تھی۔

﴿اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ: بیشک یہ ایسے لوگ ہیں جو بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔﴾ قومِ لوط کا یہ قول بد باطنی کی انتہا ہے کہ اپنی خبیث حرکتوں کو برا سمجھنے اور ان سے باز آنے کی بجائے حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کے ساتھیوں کا مذاق اُڑا رہے ہیں کہ یہ بڑے پاکباز بنتے پھرتے ہیں۔ہمارا معاشرہ بھی ایسی کئی شَنا عتوں کا مُرتکِب ہو چکا ہے کہ یہاں فُسّاق وفُجّار تو اپنے اَفعال پر فخر کرتے ہیں جبکہ مذہب، مذہبی لوگوں اور ان کے مذہبی افعال کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِكُوْنَ ؕ﴿۵۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تم کہو سب خوبیاں اللہ کو اور سلام اس کے چنے ہوئے بندوں پر کیا اللہ بہتر یا ان کے ساختہ شریک۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم کہو: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور ان بندوں پر سلام ہو جنہیں اللہ نے چن لیا ہے۔کیا اللہ بہتر یا ان کے خود ساختہ شریک؟

﴿قُلِ: تم کہو۔﴾ یہاں حضور سیّد المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے خطاب فرمایا گیا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ پچھلی امتوں کی ہلاکت پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائیں اور اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندوں پر سلام بھیجیں۔ چنے ہوئے بندوں سے مراد انبیاء و مُرسَلین عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں۔حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے

www.dawateislami.net

ہیں کہ چنے ہوئے بندوں سے حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ مراد ہیں۔[1]

﴿آٰللّٰهُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِكُوْنَ: کیا اللہ بہتر یا ان کے خودساختہ شریک؟﴾ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا بتوں کے عبادت کرنے والے کے لئے بت بہتر ہیں۔ بے شک جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور اس نے خاص اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ بہتر ہے کیونکہ وہ انہیں عذاب اور ہلاکت سے بچاتا ہے جبکہ عذاب نازل ہونے کے وقت بت اپنے عبادت گزاروں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔[2] اس لئے بتوں کو پوجنا اور معبود ماننا انتہائی بے جا ہے۔

---

1 .....مدارك، النمل، تحت الآیة: ۵۹، ص۸۵۱-۸۵۲، خازن، النمل، تحت الآیة: ۵۹، ۳/ ۴۱۶، ملتقطاً.

2 .....خازن، النمل، تحت الآیة: ۵۹، ۳/ ۴۱۶.

www.dawateislami.net

اَمَّنْ خَلَقَ

20

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآىِٕقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ؕ﴿۶۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: یا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور تمہارے لیے آسمان سے پانی اُتارا تو ہم نے اس سے باغ اُگائے رونق والے تمہاری طاقت نہ تھی کہ ان کے پیڑ اُگاتے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے بلکہ وہ لوگ راہ سے کتراتے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: یا وہ بہتر ہے جس نے آسمان و زمین بنائے اور تمہارے لیے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس پانی سے بارونق باغ اگائے۔ تمہارے لئے ممکن نہ تھا کہ تم ان (باغوں) کے درخت اگا دیتے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ (ہرگز نہیں،) بلکہ وہ لوگ شریک ٹھہراتے ہیں۔

﴿اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ: یا وہ بہتر ہے جس نے آسمان و زمین بنائے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی 5 آیات کی ابتداء میں مذکور لفظ ”اَمْ“ کے بارے میں مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ یہاں ”اَمْ“ متصلہ ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہاں ”اَمْ“ منقطعہ ہے۔ پہلے قول کے اعتبار سے آیت کے ابتدائی لفظ ”اَمَّنْ“ کا معنی یہ ہے کہ کیا بت بہتر ہیں یا وہ خدا جس نے.....دوسرے قول کے اعتبار سے اس کا معنی یہ ہے کہ مشرکین جنہیں اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں وہ ہرگز بہتر نہیں بلکہ وہ بہتر ہے جس نے آسمان اور زمین جیسی عظیم اور عجیب مخلوق بنائی اور تمہارے فائدے کے لیے آسمان سے پانی اتارا اور اللہ تعالیٰ نے ہی اس پانی سے جدا جدا رنگوں، ذائقوں اور شکلوں والے پھلوں وغیرہ کے باغات اگائے۔ تم اگرچہ ظاہری طور پر بیج بوتے ہو، ٹہنیاں لگاتے ہو اور ان باغات کو پانی سے سیراب کرتے ہو لیکن اس کے

www.dawateislami.net

باوجود ان درختوں کو اگانا تمہارے لئے ممکن نہ تھا کیونکہ ان درختوں کے اگنے اور ان کی نَشو ونُما کے لئے اللہ تعالیٰ نے باقاعدہ جو نظام قائم فرمایا ہے، اگر وہ نظام نہ ہوتا تو درخت کس طرح اگتے۔ کیا قدرت کے یہ دلائل دیکھ کر ایسا کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ ہرگز ایسا نہیں کہا جاسکتا، وہ واحد ہے، اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، جبکہ مشرکین ایسے لوگ ہیں جن کی عادت راہِ حق یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سے کترانا اور راہِ باطل یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کو اختیار کرنا ہے۔ (1)

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنْهٰرًا وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ وَ جَعَلَ بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: یا وہ جس نے زمین بسنے کو بنائی اور اس کے بیچ میں نہریں نکالیں اور اس کے لیے لنگر بنائے اور دونوں سمندروں میں آڑ رکھی کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے بلکہ ان میں اکثر جاہل ہیں۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: یا وہ بہتر ہے جس نے رہائش کیلئے زمین بنائی اور اس کے درمیان میں نہریں بنائیں اور اس کے لئے لنگر بنائے اور دو سمندروں کے درمیان آڑ رکھی۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ بلکہ ان میں اکثر جاہل ہیں۔

﴿اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا: یا وہ بہتر ہے جس نے رہائش کیلئے زمین بنائی۔﴾ آیت کے ابتدائی لفظ ”اَمَّنْ“ کا ایک معنی یہ ہے کہ کیا بت بہتر ہیں یا وہ جس نے..... دوسرا معنی یہ ہے کہ مشرکین جنہیں اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں وہ ہرگز بہتر نہیں بلکہ وہ بہتر ہے جس نے زمین کو پھیلا کر ہموار کر کے اور اسے سختی اور نرمی کے درمیان مُتَوَسِّط بنا کر، سورج کی شعاعوں کو جذب کرنے کی صلاحیت دے کر اسے رہائش کے قابل بنایا اور زمین کے درمیان میں نہریں بنائیں جن میں پانی جاری ہے اور زمین کیلئے وزنی پہاڑوں کے لنگر بنائے جو اُسے جنبش کرنے سے روکتے ہیں اور کھاری اور میٹھے دو

1 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۶۰، ۳/۴۱۶، روح البیان، النمل، تحت الآیۃ: ۶۰، ۶/۳۶۰، مدارک، النمل، تحت الآیۃ: ۶۰، ص۸۵۲، صاوی، النمل، تحت الآیۃ: ۶۰، ۴/۱۵۰۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

سمندروں کے درمیان آڑ رکھی تا کہ ایک کا پانی دوسرے میں داخل نہ ہو۔ ذرا غور کر کے بتاؤ تو سہی کہ کیا کسی انسان، سورج، چاند، درخت، پتھر یا آگ میں سے کوئی اس بات پر قادر ہے کہ وہ زمین میں ان خصوصیات اور ان نعمتوں کو پیدا کر سکے۔ جب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور ان خصوصیات اور نعمتوں کو پیدا کر ہی نہیں سکتا تو تم صرف اسی کی عبادت کیوں نہیں کرتے؟ اصل معاملہ یہ ہے کہ ان میں اکثر لوگ جاہل ہیں جو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی توحید اور اس کی قدرت و اختیار کو نہیں جانتے اور اس پر ایمان نہیں لاتے۔ (1)

اللہ تعالیٰ کی معرفت کا بہت بڑا ذریعہ

اس سے معلوم ہوا کہ پودوں، سمندروں اور دریاؤں کے بارے میں علم، اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے، لہٰذا جو لوگ ان چیزوں کا علم رکھتے ہیں وہ دلائل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کے اکیلا معبود اور یکتا خالق ہونے کے بارے میں جان سکتے ہیں۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ یَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ(۶۲)

ترجمۂ کنزالایمان: یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے برائی اور تمہیں زمین کے وارث کرتا ہے کیا اللہ کے ساتھ اور خدا ہے بہت ہی کم دھیان کرتے ہو۔

ترجمۂ کنزالعرفان: یا وہ بہتر جو مجبور کی فریاد سنتا ہے جب وہ اسے پکارے اور برائی ٹال دیتا ہے اور تمہیں زمین کا وارث کرتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ تم بہت ہی کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔

﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ: یا وہ بہتر جو مجبور کی فریاد سنتا ہے۔﴾ آیت کے ابتدائی لفظ ”اَمَّنْ“ کا ایک معنی یہ ہے کہ کیا

1 ……تفسیر کبیر، النمل، تحت الآیۃ: ۶۱، ۸/ ۵۶۴، خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۶۱، ۳/ ۴۱۷، قرطبی، النمل، تحت الآیۃ: ۶۱، ۷/ ۱۶۹، الجزء الثالث عشر، ملتقطًا۔

www.dawateislami.net

بت بہتر ہیں یا وہ جو..... دوسرا معنی یہ ہے کہ مشرکین جنہیں اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں وہ ہرگز بہتر نہیں بلکہ وہ بہتر ہے جو مجبور ولا چار کے پکارنے پر اس کی فریاد سنتا اور اس کی حاجت روائی فرماتا ہے اور اس سے برائی ٹال دیتا ہے، کیونکہ اس کے علاوہ کوئی اور اس بات پر قادر ہی نہیں کہ وہ فقر دور کر کے مال و دولت عطا کر دے، بیماری ختم کر کے صحت دیدے اور شدت و سختی کی حالت کو آسانی میں بدل دے اور وہ تمہیں پہلے لوگوں کی زمینوں کا وارث بناتا ہے، تم ان میں تَصَرُّف کرتے ہو اور تمہارے بعد والے تمہاری زمینوں کے وارث ہوں گے اور وہ ان میں تصرف کریں گے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے جو تمام مخلوق کو ایسی عظیم نعمتیں عطا کرے؟ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی آسان ترین حجتوں سے بہت ہی کم نصیحت اور عبرت حاصل کرتے ہو، اسی لئے تم اوروں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شریک کرتے ہو۔ (1)

مجبور ولا چار کی دعا

اس آیت میں بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ مجبوروں اور لاچاروں کی فریاد سنتا اور ان کی دادرسی فرماتا ہے، حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنے کا ایک طریقہ سکھایا ہے، چنانچہ حضرت ابوبکرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجبور کی دعا کے بارے میں فرمایا (کہ وہ یوں دعا مانگے:) ”اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَ اَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ كُلَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ“ یعنی اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں، تو مجھے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی میرے نفس کے حوالے نہ کرنا اور میرے سارے کام درست فرما دے، تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ (2)

مجبور اور لاچار مسلمان تو خاص طور پر یہ دعا مانگے جبکہ عمومی طور پر ہر مسلمان کو یہ مبارک دعا بکثرت مانگنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اور اپنے نفس کے حوالے نہ ہونے کا ہر مسلمان حاجت مند ہے اور اپنے کام درست ہونے کا ہر مسلمان طلبگار ہے۔

اَمَّنْ یَّهْدِیْكُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ

1 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۶۲، ۳/۴۱۷، روح البیان، النمل، تحت الآیۃ: ۶۲، ۶/۳۶۲، طبری، النمل، تحت الآیۃ: ۶۲، ۶/۱۰، ملتقطاً۔

2 .....مسند ابو داود طیالسی، ابو بکرۃ رضی اللہ تعالی عنہ، ص۱۱۷، الحدیث: ۸۶۹۔

www.dawateislami.net

یَدَیْ رَحْمَتِهٖؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ۠ ﴿۶۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: یا وہ جو تمہیں راہ دکھاتا ہے خشکی اور تری کی اندھیریوں میں اور وہ کہ ہوائیں بھیجتا ہے اپنی رحمت کے آگے خوشخبری سناتی کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے برتر ہے اللہ ان کے شرک سے۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: یا وہ بہتر ہے جو تمہیں خشکی اور تری کے اندھیروں میں راہ دکھاتا ہے اور وہ جو ہوائیں بھیجتا ہے اس حال میں کہ وہ ہوائیں اللہ کی رحمت سے پہلے خوشخبری دے رہی ہوتی ہیں۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ اللہ ان کے شرک سے بلند و بالا ہے۔

﴿اَمَّنْ یَّهْدِیْكُمْ: یا وہ بہتر ہے جو تمہیں راہ دکھاتا ہے۔﴾ آیت کے ابتدائی لفظ ”اَمَّنْ“ کا ایک معنی یہ ہے کہ کیا بت بہتر ہیں یا وہ جو..... دوسرا معنی یہ ہے کہ مشرکین جنہیں اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں وہ ہرگز بہتر نہیں بلکہ وہ بہتر ہے جو تمہیں خشکی اور تری کے سفر کے دوران اندھیری راتوں میں آسمانی ستاروں کے ذریعے اور دن کے وقت زمینی علامات کے ذریعے تمہاری منزلوں اور مقاصد کی طرف راستے دکھاتا ہے اور وہ جو ہوائیں بھیجتا ہے اس حال میں کہ وہ ہوائیں اللہ تعالیٰ کی رحمت یعنی بارش سے پہلے بارش کے آنے کی خوشخبری دے رہی ہوتی ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے جو ایسی قدرت رکھتا ہو؟ اللہ تعالیٰ خالق اور قادر ہے اور وہ عاجز مخلوق کی شرکت سے بلند و بالا ہے۔ (1)

اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۶۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: یا وہ جو خلق کی ابتدا فرماتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا اور وہ جو تمہیں آسمانوں اور زمین سے روزی دیتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے تم فرماؤ کہ اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔

1 .....جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ۶۳، ص۳۲۳، روح البیان، النمل، تحت الآیۃ: ۶۳، ۶/۳۶۳، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: یا وہ بہتر ہے جو خلق کی ابتداء فرماتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا اور وہ جو تمہیں آسمانوں اور زمین سے روزی دیتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ تم فرماؤ: اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔

﴿اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ: یا وہ بہتر ہے جو خلق کی ابتدا فرماتا ہے۔﴾ آیت کے ابتدائی لفظ ”اَمَّنْ“ کا ایک معنی یہ ہے کہ کیا بت بہتر ہیں یا وہ جو.....دوسرا معنی یہ ہے کہ مشرکین جنہیں اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں وہ ہرگز بہتر نہیں بلکہ وہ بہتر ہے جو مخلوق کو بغیر کسی مثال کے ابتداءً پیدا فرماتا ہے، پھر مخلوق کی موت کے بعد اسے دوبارہ بنائے گا۔ کفار اگرچہ موت کے بعد زندہ کئے جانے کا اقرار اور اعتراف نہیں کرتے تھے، اس کے باوجود ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہونے والی دلیل اس لئے بیان کی گئی کہ جب دوبارہ زندہ کئے جانے پر ناقابلِ تردید دلائل قائم ہیں تو ان کا اقرار نہ کرنا کچھ بھی قابلِ لحاظ نہیں، بلکہ جب کفار ابتدائی پیدائش کے قائل ہیں تو انہیں دوبارہ پیدا کئے جانے کا قائل ہونا پڑے گا کیونکہ ابتدائی پیدائش دوبارہ پیدا کئے جانے کی انتہائی مضبوط دلیل ہے، تو اب اُن کے لئے اس سے عذر و انکار کی کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ (1)

مزید ارشاد فرمایا کہ اور وہ جو تمہیں آسمانوں سے بارش کے ذریعے اور زمین سے نباتات کے ذریعے روزی دیتا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے جس نے یہ کام کئے ہوں؟ ہرگز اس کے ساتھ کوئی اور معبود نہیں ہے۔ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان سے فرمادیں کہ: اگر تم اپنے اس دعوے میں کہ ”اللہ تعالیٰ کے سوا اور بھی معبود ہیں“ سچے ہو تو بتاؤ جو صفات اور کمالات (اوپر) بیان کئے گئے وہ کس میں ہیں؟ اور جب اللہ تعالیٰ کے سوا ایسا کوئی نہیں تو پھر کسی دوسرے کو کس طرح معبود ٹھہراتے ہو۔ یہاں ”هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ“ فرما کر ان کے عاجز اور بے بس ہونے کا اظہار مقصود ہے۔ (2)

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا یَشْعُرُوْنَ

1 .....تفسیرِ کبیر، النمل، تحت الآیۃ: ٦٤، ٨/٥٦٧، جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ٦٤، ص٣٢٣، مدارك، النمل، تحت الآیۃ: ٦٤، ص٨٥٣، ملتقطاً.

2 .....جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ٦٤، ص٣٢٣، تفسیر ابو سعود، النمل، تحت الآیۃ: ٦٤، ٤/٢١١، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ خود غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ اور انہیں خبر نہیں کہ کب اُٹھائے جائیں گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم فرماؤ: اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب نہیں جانتا اور لوگ نہیں جانتے کہ انہیں کب اُٹھایا جائے گا؟

﴿قُلْ: تم فرماؤ۔﴾ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ مشرکین نے رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے قیامت کے آنے کا وقت دریافت کیا تھا، ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور آیت کا معنی یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی غیب جانتا ہے، اس کے علاوہ اور کوئی غیب نہیں جانتا اور قیامت قائم ہونے کا وقت بھی اسے ہی معلوم ہے اور آسمانوں میں جتنے فرشتے ہیں اور زمین میں جتنے انسان ہیں وہ نہیں جانتے کہ انہیں دوبارہ کب اٹھایا جائے گا۔ (1)

غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے سے متعلق اہم کلام

اس آیت میں اور اس کے علاوہ کئی آیات میں غیب کے علم کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ سے علمِ غیب کی نفی کی گئی ہے، اسی مناسبت سے یہاں ہم علمِ غیب سے متعلق ایک خلاصہ ذکر کرتے ہیں تاکہ وہ آیات، احادیث اور اقوالِ علماء جن میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے ان کا اصل مفہوم واضح ہو اور علم غیب سے متعلق اہلِ حق کے اصل عقیدے کی وضاحت ہو۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”علمِ غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہونا بے شک حق ہے اور کیوں نہ ہو کہ رب عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ — تم فرمادو کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔“

اور اس سے مراد وہی علمِ ذاتی اور علمِ محیط (یعنی ہر چیز کا علم) ہے کہ وہی اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت اور اس سے مخصوص

1 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۶۵، ۳/۴۱۷، مدارک، النمل، تحت الآیۃ: ۶۵، ص۸۵۳، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ہیں۔علمِ عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا ہو اور علمِ غیر محیط کہ بعض اَشیاء سے مطلع ہو اور بعض سے ناواقف ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہو ہی نہیں سکتا، اس سے مخصوص ہونا تو دوسرا درجہ ہے۔اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے علومِ غیب غیر محیط کا اَنبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ماننا بھی قطعاً حق ہے اور کیوں نہ ہو کہ رب عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (1)

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

اور فرماتا ہے:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (2)

اللہ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اور فرماتا ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (3)

یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔

اور فرماتا ہے:

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ (4)

یعنی اے نبی! یہ غیب کی باتیں ہم تم کو مخفی طور پر بتاتے ہیں۔

حتّٰی کہ مسلمانوں کو فرماتا ہے:

يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (5)

غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

ایمان تصدیق (کا نام) ہے اور تصدیق علم ہے، (تو) جس شے کا اصلاً علم ہی نہ ہو اس پر ایمان لانا کیونکر ممکن (لہٰذا ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو غیب کا علم حاصل ہے)، تفسیر کبیر میں ہے: ”لَایَمْتَنِعُ اَنْ نَّقُوْلَ نَعْلَمُ مِنَ الْغَیْبِ مَالَنَا عَلَیْہِ دَلِیْلٌ“ یہ کہنا کچھ منع نہیں کہ ہم کو اس غیب کا علم ہے جس میں ہمارے لیے دلیل ہے۔(6)

نسیم الریاض میں ہے: ”لَمْ یُکَلِّفْنَا اللّٰہُ الْاِیْمَانَ بِالْغَیْبِ اِلَّا وَ قَدْ فَتَحَ لَنَا بَابَ غَیْبِہٖ“ ہمیں اللہ تعالیٰ

---

1 .....آل عمران: ۱۷۹.
2 .....الجن: ۲۶، ۲۷.
3 .....التکویر: ۲۴.
4 .....یوسف: ۱۰۲.
5 .....بقرہ: ۳.
6 .....تفسیرِ کبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۳، ۱/۲۷۴.

www.dawateislami.net

نے ایمان بالغیب کا جبھی حکم دیا ہے کہ اپنے غیب کا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا ہے۔ (1)

علمِ غیب سے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی کتاب ”اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّۃُ بِالْمَادَّۃِ الْغَیْبِیَّۃِ“ (علمِ غیب کے مسئلے کا دلائل کے ساتھ تفصیلی بیان) اور فتاویٰ رضویہ کی 29 ویں جلد میں موجود رسائل ”اِزَاحَۃُ الْعَیْبِ بِسَیْفِ الْغَیْبِ“ (علمِ غیب کے مسئلے سے متعلق دلائل اور بدمذہبوں کا رَد) اور ”خَالِصُ الْاِعْتِقَادْ“ (علمِ غیب سے متعلق ۱۲۰ دلائل پر مشتمل ایک عظیم کتاب) کا مطالعہ فرمائیں۔

بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ قِفْ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۚ قف بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ ع

ترجمۂ کنزالایمان: کیا ان کے علم کا سلسلہ آخرت کے جاننے تک پہونچ گیا کوئی نہیں وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کیا کافروں کا علم آخرت کے بارے میں مکمل ہو چکا ہے؟ بلکہ وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں۔

﴿بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ: کیا کافروں کا علم آخرت کے بارے میں مکمل ہو چکا ہے؟﴾ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا کافروں کا علم آخرت کے بارے میں مکمل ہو چکا اور انہیں قیامت قائم ہونے کا علم و یقین حاصل ہو گیا جو وہ اس کا وقت دریافت کرتے ہیں؟ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اس کی طرف سے شک میں ہیں، انہیں ابھی تک قیامت کے آنے کا یقین نہیں ہے بلکہ وہ اس سے جاہل ہیں اور بصیرت نہ ہونے کی وجہ سے قیامت کے دلائل کو سمجھ نہیں سکتے۔ (2)

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَىِٕنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ

1 .....نسیم الریاض، فصل و من ذلك ما اطلع علیه من الغیوب...الخ، ص ۱۵۱، فتاویٰ رضویہ، ۲۹/۴۳۸-۴۳۹، ملخصاً۔

2 .....جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ۶۶، ص ۳۲۳، بیضاوی، النمل، تحت الآیۃ: ۶۶، ۴/۲۷۵، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۶۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور کافر بولے کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے کیا ہم پھر نکالے جائیں گے۔ بیشک اس کا وعدہ دیا گیا ہم کو اور ہم سے پہلے ہمارے باپ داداؤں کو یہ تو نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور کافروں نے کہا: کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر نکالے جائیں گے؟ بیشک یہ وعدہ ہمیں اور ہم سے پہلے ہمارے باپ داداؤں کو دیا گیا تھا، یہ تو صرف پہلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں ہیں۔

﴿وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا: اور کافروں نے کہا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کافروں نے مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کا انکار کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ جب مرنے کے بعد ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر قبروں سے زندہ کر کے نکالے جائیں گے؟ بیشک مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا جو وعدہ ہمیں دیا گیا ہے، پچھلے زمانوں میں یہی وعدہ ہمارے باپ داداؤں کو بھی دیا گیا تھا لیکن وہ تو دوبارہ زندہ نہیں ہوئے اور نہ ہرگز ہوں گے، یہ تو صرف پہلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں ہیں جنہیں رستم و اسفندیار کے قصوں کی طرح ان لوگوں نے لکھا ہے۔ (1)

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۶۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ زمین میں چل کر دیکھو کیسا ہوا انجام مجرموں کا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم فرماؤ: زمین میں چل کر دیکھو، مجرموں کا انجام کیسا ہوا؟

﴿قُلْ: تم فرماؤ۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار کرنے اور اسے جھٹلانے والے ان کافروں سے فرما دیں کہ (اگر تمہارے گمان کے مطابق یہ وعدہ جھوٹی کہانی ہے تو) تم جھٹلانے والوں

1 .....جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ۶۷، ص۳۲۳، خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۶۷، ۳/ ۴۱۸، روح البیان، النمل، تحت الآیۃ: ۶۷، ۶/ ۳۶۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

کی سرزمین جیسے حجر اور اَحقاف وغیرہ میں چل کر دیکھ لو کہ ان مجرموں کا انجام کیسا ہوا، وہ لوگ اپنے انکار کے سبب طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کر دیئے گئے اور اگر تم بھی ان جیسی روش سے باز نہ آئے تو تمہارا انجام بھی ان لوگوں جیسا ہوسکتا ہے اور تم پر بھی ان کی طرح کا کوئی عذاب نازل ہوسکتا ہے۔ (1)

اجڑی بستیاں عبرت کے نشان ہیں

اس سے معلوم ہوا کہ برباد شدہ قوموں کی اجڑی بستیاں لوگوں کے لئے عبرت کے نشان ہیں اور لوگوں کو چاہئے کہ جن مقامات پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا وہاں کے رہنے والوں کے احوال اور ان کے دردناک انجام پر غور کریں اور ان کی اجڑی ہوئی اور ویران بستیوں کو دیکھ کر عبرت و نصیحت حاصل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے باز آجائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں اپنی نافرمانی کرنے سے محفوظ فرمائے، اٰمین۔

وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم ان پر غم نہ کھاؤ اور ان کے مکر سے دل تنگ نہ ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور (اے حبیب!) تم ان پر غم نہ کرو اور ان کی سازشوں سے دل تنگ نہ ہو۔

﴿وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ: اور تم ان پر غم نہ کرو۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان کافروں کے اِعراض کرنے، آپ کو جھٹلانے اور اسلام سے محروم رہنے کے سبب ان پر غم نہ کھائیں (کیونکہ ان کے برے اختیار کی وجہ سے ان کی قسمت میں ہی کفر کرنا لکھا ہے) اور آپ ان کی سازشوں سے دل تنگ نہ ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمانے والا اور آپ کا مددگار ہے۔ (2)

---

1 .....روح البیان، النمل، تحت الآیۃ: ۶۹، ۶/۳۶۶، ملخصاً.

2 .....جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ۷۰، ص۳۲۳، خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۷۰، ۳/۴۱۸، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ
رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور کہتے ہیں کب آئے گا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو۔ تم فرماؤ قریب ہے کہ تمہارے پیچھے آ لگی ہو بعض وہ چیز جس کی تم جلدی مچا رہے ہو۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور کافر کہتے ہیں: یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا؟ اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ)۔ تم فرماؤ: ہوسکتا ہے کہ جس (عذاب) کی تم جلدی مچا رہے ہو اس کا کچھ حصہ تمہارے پیچھے آ لگا ہو۔

﴿وَ یَقُوْلُوْنَ: اور کافر کہتے ہیں۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کافر یہ کہتے ہیں: اگر آپ عذاب نازل ہونے کے وعدے میں سچے ہیں تو آپ بتائیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان سے فرما دیں کہ جس عذاب کے نازل ہونے کی تم جلدی مچا رہے ہو، ہوسکتا ہے کہ اس کا کچھ حصہ تمہارے پیچھے آ لگا ہو اور تمہارے قریب پہنچ چکا ہو۔ چنانچہ وہ عذاب بدر کے دن اُن پر آ ہی گیا اور باقی عذاب وہ موت کے بعد پائیں گے۔ (1)

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾
وَ اِنَّ رَبَّكَ لَیَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ ﴿۷۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک تیرا رب فضل والا ہے آدمیوں پر لیکن اکثر آدمی حق نہیں مانتے۔ اور بیشک تمہارا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں میں چھپی ہے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

1 ..... جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ۷۱-۷۲، ص۳۲۳.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک تیرا رب لوگوں پر فضل والا ہے لیکن ان میں اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ اور بیشک تمہارا رب یقیناً جانتا ہے جو ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

﴿ وَ اِنَّ رَبَّكَ: اور بیشک تیرا رب۔ ﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، بیشک تیرا رب عَزَّوَجَلَّ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے، اسی لئے عذاب میں تاخیر فرماتا ہے، لیکن ان میں اکثر لوگ اللّٰہ تعالیٰ کی اس نعمت کا حق نہیں مانتے اور شکر گزاری نہیں کرتے اور اپنی جہالت کی وجہ سے عذاب نازل ہونے کی جلدی کرتے ہیں۔ (1)

﴿ وَ اِنَّ رَبَّكَ: اور بیشک تمہارا رب۔ ﴾ آیت کا خلاصۂ کلام یہ ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ پوشیدہ اور اِعلانیہ عداوت رکھنا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مخالفت میں مکاریاں کرنا سب کچھ اللّٰہ تعالیٰ کو معلوم ہے، وہ انہیں اس کی سزا دے گا۔ (2)

وَمَا مِنْ غَآىِٕبَةٍ فِی السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۷۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جتنے غیب ہیں آسمان اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور آسمانوں اور زمین میں جتنے غیب ہیں سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں۔

﴿ وَمَا مِنْ غَآىِٕبَةٍ: اور جتنے غیب ہیں۔ ﴾ یعنی آسمانوں اور زمین میں جتنے غیب ہیں سب ایک بتانے والی کتاب لوحِ محفوظ میں ثبت ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ کے فضل سے جنہیں ان کا دیکھنا مُیَسَّر ہے اُن کے لئے ظاہر ہیں۔ (3)

گناہ چھوڑنے اور دل کو باطنی اَمراض سے پاک رکھنے کی ترغیب

اس آیت اور اس سے اوپر والی آیت کو سامنے رکھتے ہوئے ہر انسان کو چاہئے کہ وہ گناہوں کو چھوڑ دے کیونکہ اللّٰہ اُسے جانتا اور اس کے تمام اَفعال پر مطلع ہے اگرچہ وہ اپنے افعال کو مخلوق سے چھپانے کی انتہائی کوشش کرلے، نیز

1 .....مدارك، النمل، تحت الآية: ۷۳، ص ۸۵۵.
2 .....مدارك، النمل، تحت الآية: ۷۴، ص ۸۵۵.
3 .....تفسیرِ کبیر، النمل، تحت الآية: ۷۵، ۸/ ۵۷۰، ملخصاً.

www.dawateislami.net

ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس کا دل کسی کے بارے میں بغض، حسد، کینہ اور عداوت وغیرہ سے صاف ہو کیونکہ اس کے دل میں چھپی ہوئی ان چیزوں کو بھی اس کا رب تعالیٰ جانتا ہے۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (1)

ترجمۂ کنزالعرفان: وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو، اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (2)

ترجمۂ کنزالعرفان: اور تم اپنی بات آہستہ کہو یا آواز سے، بیشک وہ تو دلوں کی بات جانتا ہے۔

اور قیامت کے دن کے بارے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا قول ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۙ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (3)

ترجمۂ کنزالعرفان: جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے۔ مگر وہ جو اللہ کے حضور سلامت دل کے ساتھ حاضر ہوگا۔

حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بھی اپنی امت کو اسی چیز کی تعلیم دی ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص کسی صحابی کے بارے میں مجھ سے شکایت نہ کرے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ (اپنے گھر سے) ان کی طرف اس طرح نکلوں کہ میرا دل صاف ہو (اور میرے دل میں کسی کے بارے میں کوئی رنجش نہ ہو۔)“ (4)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو گناہوں سے بچنے اور اپنے دلوں کو باطنی امراض سے پاک صاف رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ

1 .....التغابن: ٤.
2 .....الملك: ١٣.
3 .....الشعراء: ٨٨، ٨٩.
4 .....ترمذی، کتاب المناقب، باب: فضل ازواج النبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم، ٥/٤٧٥، الحدیث: ٣٩٥٤.

www.dawateislami.net

يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَ اِنَّهٗ لَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک یہ قرآن ذکر فرماتا ہے بنی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ اور بیشک وہ ہدایت اور رحمت ہے مسلمانوں کے لیے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں ذکر فرماتا ہے جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ اور بیشک یہ مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ: بیشک یہ قرآن۔﴾ اہلِ کتاب نے دینی اُمور میں آپس میں اختلاف کیا جس کی وجہ سے اُن کے بہت سے فرقے بن گئے اور آپس میں لعن طعن کرنے لگے تو قرآنِ کریم نے ان کے اختلافی امور کو حقیقت کے مطابق ایسے شاندار انداز میں بیان کیا کہ اگر اہلِ کتاب انصاف کریں اور اسے قبول کریں اور اسلام لائیں تو ان میں یہ باہمی اختلاف باقی نہ رہے۔[1]

اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۸﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۫ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک تمہارا رب ان کے آپس میں فیصلہ فرماتا ہے اپنے حکم سے اور وہی ہے عزت والا علم والا۔ تو تم اللہ پر بھروسہ کرو بیشک تم روشن حق پر ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک تمہارا رب اپنے حکم سے ان کے درمیان فیصلہ فرمادے گا اور وہی عزت والا علم والا ہے۔ تو تم اللہ پر بھروسہ کرو بیشک تم روشن حق پر ہو۔

1 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۷۶، ۳/۴۱۹، مدارک، النمل، تحت الآیۃ: ۷۶، ص۸۵۵، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

﴿اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ: بیشک تمہارا رب ان کے درمیان فیصلہ فرمادے گا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، بنی اسرائیل کے جو لوگ دینی اُمور میں باہم اختلاف کر رہے ہیں، آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ اپنے حکم سے قیامت کے دن ان کے درمیان فیصلہ فرمادے گا اور آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ ہی عزت والا اور غلبے والا ہے، اس لئے کوئی اس کے حکم اور فیصلے کو رد نہیں کرسکتا اور آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ ہی تمام اَشیاء کا علم رکھنے والا ہے، لہٰذا اے پیارے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں اور ان کی عداوت و دشمنی کی پرواہ نہ کریں، بے شک آپ روشن حق پر ہیں۔ (1)

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿۸۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک تمہارے سُنائے نہیں سنتے مُردے اور نہ تمہارے سنائے بہرے پکار سُنیں جب پھریں پیٹھ دے کر۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک تم مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ تم بہروں کو پکار سنا سکتے ہو جب وہ پیٹھ دے کر پھر رہے ہوں۔

﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى: بیشک تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے۔﴾ علامہ علی بن محمد خازن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یعنی جن لوگوں کے دل مردہ ہیں آپ انہیں نہیں سنا سکتے اور وہ لوگ کفار ہیں۔ (2) اور ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اس آیت میں کفار کو زندہ ہونے اور حواس درست ہونے کے باوجود مُردوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ (3)

آیت ”اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى“ سے مُردوں کے نہ سننے پر اِستدلال کرنے والوں کا رد

بعض حضرات اس آیت سے مُردوں کے نہ سننے پر استدلال کرتے ہیں، ان کا استدلال غلط ہے۔ اس کی وجہ

1 ..... روح البیان، النمل، تحت الآیۃ: ۷۸، ۶/۳۶۹.
2 ..... خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۸۰، ۳/۴۱۹.
3 ..... مدارك، النمل، تحت الآیۃ: ۸۰، ص۸۵۶.

www.dawateislami.net

یہ ہے کہ یہاں کفار کو مُردہ فرمایا گیا اور اُن سے بھی مُطلَقاً ہر کلام سننے کی نفی مراد نہیں ہے بلکہ وعظ و نصیحت اور کلامِ ہدایت قبول کرنے کیلئے سننے کی نفی ہے اور مراد یہ ہے کہ کافر مردہ دل ہیں کہ نصیحت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے۔ حضرت ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”مردوں سے مراد کفار ہیں اور (یہاں) مطلق سننے کی نفی نہیں بلکہ معنی یہ ہے کہ ان کا سننا نفع بخش نہیں ہوتا۔“ (1)

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں سننے کی نفی نہیں بلکہ سنانے کی نفی ہے اور اگر سننے کی نفی مان لی جائے تو یہاں یقیناً ”سننا“ قبول کرنے کے لئے سننے اور نفع بخش سننے کے معنی میں ہے۔ باپ اپنے عاقل بیٹے کو ہزار بار کہتا ہے: وہ میری نہیں سنتا۔ کسی عاقل کے نزدیک اس کے یہ معنی نہیں کہ حقیقۃً کان تک آواز نہیں جاتی۔ بلکہ صاف یہی کہ سنتا تو ہے، مانتا نہیں، اور سننے سے اسے نفع نہیں ہوتا، آیۂ کریمہ میں اسی معنی کے ارادہ پر ”ہدایت“ شاہد کہ کفار سے نفع اٹھانے ہی کی نفی ہے نہ کہ اصل سننے کی نفی۔ خود اسی آیۂ کریمہ ”اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى“ کے تتمہ میں ارشاد فرماتا ہے: ”اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ“ تم نہیں سناتے مگر انھیں جو ہماری آیتوں پر یقین رکھتے ہیں تو وہ فرمانبردار ہیں۔ اور پُر ظاہر کہ وعظ و نصیحت سے نفع حاصل کرنے کا وقت یہی دنیا کی زندگی ہے۔ مرنے کے بعد نہ کچھ ماننے سے فائدہ نہ سننے سے حاصل، قیامت کے دن سبھی کافر ایمان لے آئیں گے، پھر اس سے کیا کام، تو حاصل یہ ہوا کہ جس طرح مردوں کو وعظ سے کوئی فائدہ نہیں، یہی حال کافروں کا ہے کہ لاکھ سمجھایئے نہیں مانتے۔ (2)

مُردوں کے سننے کا ثبوت

کثیر اَحادیث سے مُردوں کا سننا ثابت ہے، یہاں ہم بخاری شریف اور مسلم شریف سے دو اَحادیث ذکر کرتے ہیں جن میں مردوں کے سننے کا ذکر ہے۔ چنانچہ

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جب بندے کو اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ دفن کر کے پلٹتے ہیں تو بیشک وہ یقیناً تمہارے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔“ (3)

---

1 .....مرقاۃ المفاتیح، کتاب الجہاد، باب حکم الاسراء، الفصل الاول، ۷/۵۱۹، تحت الحدیث: ۳۹۶۷.

2 .....فتاویٰ رضویہ، ۹/۷۰۱، ملخصاً۔

3 .....بخاری، کتاب الجنائز، باب المیت یسمع خفق النعال، ۱/۴۵۰، الحدیث: ۱۳۳۸.

www.dawateislami.net

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ”رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہمیں کفارِ بدر کی قتل گاہیں دکھاتے تھے کہ یہاں فلاں کافر قتل ہوگا اور یہاں فلاں، جہاں جہاں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بتایا تھا وہیں وہیں ان کی لاشیں گریں۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حکم سے ان کی لاشیں ایک کنویں میں بھر دی گئیں۔ سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وہاں تشریف لے گئے اور ان کفار کو ان کا اور ان کے باپ کا نام لے کر پکارا اور فرمایا: جو سچا وعدہ خدا اور رسول نے تمہیں دیا تھا وہ تم نے بھی پالیا؟ کیونکہ جو حق وعدہ اللّٰہ تعالٰی نے مجھے دیا تھا، میں نے تو اسے پالیا۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: یارسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان جسموں سے کیونکر کلام کرتے ہیں جن میں روحیں نہیں۔ ارشاد فرمایا: جو میں کہہ رہا ہوں اسے تم ان سے کچھ زیادہ نہیں سنتے لیکن انہیں یہ طاقت نہیں کہ مجھے لوٹ کر جواب دیں۔[1]

نوٹ: مُردوں کے سننے سے متعلق مسئلے کی مزید تفصیل جاننے کے لئے فتاویٰ رضویہ کی 9 ویں جلد میں موجود رسالہ ”حَیَاتُ الْمَوَاتُ فِیْ بَیَانِ سِمَاعِ الْاَمْوَاتُ“ (مردوں کی سماعت کے بیان میں مفید رسالہ) کا مطالعہ فرمائیں۔

﴿وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ: اور نہ تم بہروں کو پکار سنا سکتے ہو۔﴾ اس کا معنی یہ ہے کہ کفار کو جس چیز کی دعوت دی جارہی ہے اس سے انتہا درجے کے اِعراض اور روگردانی کی وجہ سے وہ مُردے اور بہرے کی طرح ہوگئے ہیں تو جس طرح مردے اور سننے سمجھنے سے قاصر بہرے کو حق کی دعوت دینا کوئی فائدہ نہیں دیتا اسی طرح ان کافروں کو حق کی دعوت دینا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔[2]

وَمَاۤ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ(۸۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اندھوں کو ان کی گمراہی سے تم ہدایت کرنے والے نہیں تمہارے سنائے تو وہی سنتے ہیں جو ہماری

1 .....مسلم، کتاب الجنة و صفة نعیمها و اهلها، باب عرض مقعد المیت من الجنة او النار علیه...الخ، ص۱۵۳۶، الحدیث: ۷۶(۲۸۷۳).

2 .....خازن، النمل، تحت الآیة: ۸۰، ۳/۴۱۹، ملخصاً.

www.dawateislami.net

آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے (نکال کر) ہدایت دینے والے نہیں۔ تم تو اسی کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو وہ فرمانبردار ہیں۔

﴿وَمَاۤ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْیِ: اور تم اندھوں کو ہدایت دینے والے نہیں۔﴾ اس کا معنی یہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت سے اور اس کے دل کو ایمان سے اندھا کر دیا آپ اسے گمراہی سے نکال کر ہدایت نہیں دے سکتے۔ (1)

﴿اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا: تم تو اسی کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔﴾ یعنی آپ صرف انہی کو سنا سکتے ہیں جن کے پاس سمجھنے والے دل ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ایمان کی سعادت سے بہرہ اندوز ہونے والے ہیں اور وہ مخلص مسلمان ہیں۔ (2)

وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع ۶ ۱۶ ۲

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب بات ان پر آ پڑے گی ہم زمین سے ان کے لیے ایک چوپایہ نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا اس لئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہ لاتے تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جب ان پر بات آ پڑے گی تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا اس لیے کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہ کرتے تھے۔

﴿وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ: اور جب ان پر بات آ پڑے گی۔﴾ مفسرین نے ”بات آ پڑنے“ کے مختلف معنی بیان کئے

1 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۸۱، ۳/۴۱۹.

2 .....بیضاوی، النمل، تحت الآیۃ: ۸۱، ۴/۲۷۸، تفسیر کبیر، النمل، تحت الآیۃ: ۸۱، ۸/۵۷۱، تفسیر ابو سعود، النمل، تحت الآیۃ: ۸۱، ۴/۲۱۵، مدارک، النمل، تحت الآیۃ: ۸۱، ص۸۵۶.

www.dawateislami.net

ہیں۔(1)جب کفار پر عذاب آنا واجب ہو جائے گا۔(2)جب ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب (کا وقوع لازم) ہو جائے گا۔ (3)جب ان پر حجت پوری ہو جائے گی۔ یہ اس وقت ہوگا جب لوگ نیک کاموں کی دعوت دینا اور برے کاموں سے منع کرنا ترک کر دیں گے۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہ اس وقت ہوگا جب کفار کی اصلاح کی کوئی امید باقی نہ رہے گی اور یہ امید قیامت قائم ہونے سے پہلے آخری زمانے میں ختم ہوگی۔ (1)

ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”بات سے مراد وہ ہے جس کا کفار سے وعدہ کیا گیا یعنی قیامت قائم ہونا اور عذاب لازم ہونا اور بات آپڑنے سے مراد اس کا حاصل ہونا ہے۔ آیت سے مراد یہ ہے کہ قیامت قریب ہو جائے گی اور اس کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں گی اور اس وقت توبہ نفع نہ دے گی۔ (2)

﴿اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ: ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکالیں گے۔﴾ یعنی جب کفار پر بات آپڑے گی تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک عجیب وغریب جسم والا جانور نکالیں گے جو لوگوں سے فصیح و بلیغ کلام کرے گا اور کہے گا: ”هٰذَا مُؤْمِنٌ وَ هٰذَا كَافِرٌ“ یعنی یہ مومن ہے اور یہ کافر ہے۔ (3)

”دَآبَّةُ الْاَرْض“ کا تعارف

اس جانور کو ”دَآبَّةُ الْاَرْض“ کہتے ہیں۔ اس جانور کے بارے میں صرف اتنا جان لینا کافی ہے کہ یہ عجیب وغریب شکل کا جانور ہوگا۔ کوہِ صفا سے برآمد ہو کر تمام شہروں میں بہت جلد پھرے گا۔ فصاحت کے ساتھ کلام کرے گا۔ ہر شخص کی پیشانی پر ایک نشان لگائے گا، ایمانداروں کی پیشانی پر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے عصا سے نورانی خط کھینچے گا اور کافر کی پیشانی پر حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی انگوٹھی سے سیاہ مہر لگائے گا۔

﴿اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ: اس لیے کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہ کرتے تھے۔﴾ اس آیت کے بارے میں ایک احتمال یہ ہے کہ یہ کلام ”دَآبَّةُ الْاَرْض“ کا ہے۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ وہ جانور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے لوگوں سے یہ کہے گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہ کرتے تھے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ ہم یہ جانور اس لئے نکالیں گے کہ لوگ قرآن پاک

1 ……خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۸۲، ۳/۴۱۹.
2 ……مدارک، النمل، تحت الآیۃ: ۸۲، ص۸۵۶.
3 ……مدارک، النمل، تحت الآیۃ: ۸۲، ص۸۵۶.

www.dawateislami.net

پر ایمان نہ لاتے تھے جس میں مرنے کے بعد زندہ کئے جانے اور حساب وعذاب کا بیان ہے۔

وَ یَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ یُّكَذِّبُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰیٰتِیْ وَ لَمْ تُحِیْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جس دن اٹھائیں گے ہم ہر گروہ میں سے ایک فوج جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتی ہے تو ان کے اگلے روکے جائیں گے کہ پچھلے ان سے آملیں۔ یہاں تک کہ جب سب حاضر ہولیں گے فرمائے گا کیا تم نے میری آیتیں جھٹلائیں حالانکہ تمہارا علم ان تک نہ پہنچتا تھا یا کیا کام کرتے تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اس دن کو یاد کرو جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گروہ کو اٹھائیں گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتا ہے تو ان کے پہلے لوگوں کو روکا جائے گا تاکہ ان کے بعد والے ان سے آملیں۔ یہاں تک کہ جب سب حاضر ہو جائیں گے تو اللہ فرمائے گا: کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ تمہارا علم ان تک نہ پہنچا تھا یا تم کیا کام کرتے تھے؟

﴿وَ یَوْمَ نَحْشُرُ: اور جس دن ہم اٹھائیں گے۔﴾ یہاں سے قیامت کے بارے میں بیان فرمایا جارہا ہے۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گروہ کو اٹھائیں گے جو انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر نازل کردہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتا ہے تو ان کے پہلے لوگوں کو روکا جائے گا تاکہ ان کے بعد والے ان سے آملیں، پھر انہیں حساب کی جگہ کی طرف چلایا جائے گا یہاں تک کہ جب سب حساب کی جگہ میں حاضر ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا: کیا تم نے میرے رسولوں پر نازل کردہ میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ تمہارا علم ان تک نہ پہنچا تھا اور تم نے اُن کی معرفت حاصل نہ کی تھی اور بغیر سوچے سمجھے ہی ان آیتوں کا انکار کردیا۔ جب تم اُن آیتوں میں غور وفکر کرنے کے اہم ترین کام میں مشغول نہ ہوئے تو تم کیا کام کرتے تھے؟ تم بے کار تو نہیں پیدا کئے گئے تھے۔ (1)

1 .....مدارك، النمل، تحت الآیة: ۸۳-۸۴، ص۸۵۷، خازن، النمل، تحت الآیة: ۸۳-۸۴، ۳/۴۲۰، تفسیر کبیر، النمل، تحت الآیة: ۸۳-۸۴، ۸/۵۷۳، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بات پڑ چکی ان پر ان کے ظلم کے سبب تو وہ اب کچھ نہیں بولتے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ان پر ان کے ظلم کے سبب بات واقع ہو چکی تو وہ اب کچھ نہیں بولتے۔

﴿وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ: اور ان پر بات واقع ہو چکی۔﴾ یعنی ان کے شرک کے سبب ان پر عذاب ثابت ہو چکا تو وہ اب کچھ نہیں بولتے کیونکہ اُن کے لئے کوئی حجت اور کوئی گفتگو باقی نہیں ہے۔ اس آیت کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلانے کی وجہ سے اُن پر عذاب اس طرح چھا جائے گا کہ وہ بول نہ سکیں گے۔ (1)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن کفار پر ایک وقت ایسا آئے گا جب وہ بول نہ سکیں گے۔

اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے رات بنائی کہ اس میں آرام کریں اور دن کو بنایا سوجھانے والا بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے کہ ایمان رکھتے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے رات بنائی تاکہ وہ اس میں آرام کریں اور دن کو آنکھیں کھولنے والا بنایا بیشک اس میں ان لوگوں کیلئے ضرور نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

﴿اَلَمْ يَرَوْا: کیا انہوں نے نہ دیکھا۔﴾ اس آیت میں مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر دلیل ہے، کیونکہ جو دن کی روشنی کو رات کی تاریکی سے اور رات کی تاریکی کو دن کی روشنی سے بدلنے پر قادر ہے وہ مردے کو زندہ کرنے پر بھی قادر

1 ..... جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ۸۵، ص ۳۲۴، مدارک، النمل، تحت الآیۃ: ۸۵، ص ۸۵۷، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

ہے۔ نیز لَیل ونَہار کے اِنقلاب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں لوگوں کی دُنیَوی زندگی کا انتظام ہے۔ تو یہ عَبث نہیں کیا گیا بلکہ اس زندگانی کے اعمال پر عذاب وثواب کا تَرَتُّب مُقتَضائے حکمت ہے اور جب دنیا دارُ العمل ہے تو ضروری ہے کہ ایک دارِ آخرت بھی ہوتا کہ وہاں کی زندگانی میں یہاں کے اعمال کی جزا ملے۔ (1)

﴿ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴾: اس میں ان لوگوں کیلئے ضرور نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔ ﴿ یعنی رات کو آرام کے لئے اور دن کو کام کاج کے لئے بنانے میں ان لوگوں کیلئے ضرور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔ دن اور رات کے بنانے میں اگرچہ تمام مخلوق کے لئے نشانیاں ہیں لیکن یہاں ایمان والوں کا بطورِ خاص اس لئے ذکر فرمایا گیا کہ صرف ایمان والے ہی ان نشانیوں سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ (2)

وَ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ كُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِیْنَ ﴿۸۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جس دن پھونکا جائے گا صُور تو گھبرائے جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں مگر جسے خدا چاہے اور سب اس کے حضور حاضر ہوئے عاجزی کرتے۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: اور جس دن صور میں پھونکا جائے گا تو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب گھبرا جائیں گے مگر وہ جنہیں اللہ چاہے اور سب اس کے حضور عاجزی کرتے حاضر ہوں گے۔

﴿ وَ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ﴾: اور جس دن صور میں پھونکا جائے گا۔ ﴿ یعنی جس دن اللہ تعالیٰ کی اجازت سے حضرت اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام صور میں پھونکیں گے تو اس کی آواز سن کر زمین وآسمان کے تمام جاندار خوف زدہ ہو جائیں گے اور اسی خوف کی وجہ سے مر جائیں گے۔ (3)

1 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۸۶، ۳/ ۴۲۰، مدارك، النمل، تحت الآیۃ: ۸۶، ص ۸۵۷، ملتقطاً.

2 ..... روح البیان، النمل، تحت الآیۃ: ۸۶، ۶/ ۳۷۳، جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ۸۶، ص ۳۲۴، تفسیر کبیر، النمل، تحت الآیۃ: ۸۶، ۸/ ۵۷۳، ملتقطاً.

3 .....تفسیر کبیر، النمل، تحت الآیۃ: ۸۷، ۸/ ۵۷۴، جمل، النمل، تحت الآیۃ: ۸۷، ۵/ ۴۷۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

﴿اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ: مگر وہ جنہیں اللہ چاہے۔﴾ یعنی جنہیں اللہ تعالیٰ چاہے گا اور جن کے دل کو اللہ تعالیٰ سکون عطا فرمائے گا انہیں یہ گھبراہٹ نہ ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ یہ لوگ شہداء ہیں جو اپنی تلواریں گلوں میں حمائل کئے عرش کے گرد حاضر ہوں گے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ”وہ لوگ شہداء ہیں، اس لئے کہ وہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک زندہ ہیں، انہیں اس وقت گھبراہٹ نہ پہنچے گی۔ ایک قول یہ ہے کہ صور پھونکنے کے بعد حضرت جبریل، حضرت میکائل، حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل عَلَیْہِمُ السَّلَام ہی باقی رہیں گے۔ (1)

﴿وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ: اور سب اس کے حضور عاجزی کرتے حاضر ہوں گے۔﴾ یعنی قیامت کے دن سب لوگ موت کے بعد زندہ کئے جائیں گے اور حساب کی جگہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کرتے ہوئے حاضر ہوں گے۔ (2)

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور تو دیکھے گا پہاڑوں کو خیال کرے گا کہ وہ جمے ہوئے ہیں اور وہ چلتے ہوں گے بادل کی چال یہ کام ہے اللہ کا جس نے حکمت سے بنائی ہر چیز بیشک اسے خبر ہے تمہارے کاموں کی۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور تُو پہاڑوں کو دیکھے گا انہیں جمے ہوئے خیال کرے گا حالانکہ وہ بادل کے چلنے کی طرح چل رہے ہوں گے۔ یہ اس اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط کیا بیشک وہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

﴿وَتَرَى الْجِبَالَ: اور تو پہاڑوں کو دیکھے گا۔﴾ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ صور پھونکنے کے وقت پہاڑ اپنی بڑی جسامت کی وجہ سے دیکھنے میں تو اپنی جگہ ثابت اور قائم معلوم ہوں گے اور حقیقت میں وہ بادلوں کی طرح انتہائی تیز چلتے ہوں گے،

1 .....مدارك، النمل، تحت الآية: ۸۷، ص۸۵۷، خازن، النمل، تحت الآية: ۸۷، ۳/۴۲۱، ملتقطاً.
2 .....مدارك، النمل، تحت الآية: ۸۷، ص۸۵۷، خازن، النمل، تحت الآية: ۸۷، ۳/۴۲۱، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

جیسا کہ بادل وغیرہ بڑے جسم چلتے تو ہیں لیکن حرکت کرتے ہوئے معلوم نہیں ہوتے، یہاں تک کہ وہ پہاڑ زمین پر گر کر اس کے برابر ہو جائیں گے، پھر ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جائیں گے۔ (1)

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جو نیکی لائے اس کے لیے اس سے بہتر صلہ ہے اور ان کو اس دن کی گھبراہٹ سے امان ہے۔ اور جو بدی لائے تو ان کے منہ اوندھائے گئے آگ میں تمہیں کیا بدلہ ملے گا مگر اسی کا جو کرتے تھے۔

ترجمۂ کنزالعرفان: جو نیکی لائے اس کے لیے اس سے بہتر صلہ ہے اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے امن و چین میں ہوں گے۔ اور جو برائی لائے گا تو ان کے چہرے آگ میں الٹے کر دیے جائیں گے۔ (اے لوگو!) تمہیں تمہارے اعمال ہی کا بدلہ دیا جائے گا۔

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ: جو نیکی لائے۔﴾ نیکی سے مراد کلمۂ توحید کی شہادت ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس سے مراد عمل میں اخلاص ہے اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد ہر وہ نیکی ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو نیکی لائے اس کے لیے اس سے بہتر صلہ یعنی جنت اور ثواب ہے اور وہ نیک لوگ قیامت کے دن کی اس گھبراہٹ سے امن و چین میں ہوں گے جو عذاب کے خوف کی وجہ سے ہوگی۔ یاد رہے کہ یہاں جس گھبراہٹ کا ذکر ہے وہ اس گھبراہٹ کے علاوہ ہے جس کا اوپر کی آیت میں ذکر ہوا ہے۔ (2)

﴿وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ: اور جو برائی لائے گا۔﴾ یہاں برائی سے مراد شرک ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شرک لائیں

1 .....مدارك، النمل، تحت الآية: ۸۸، ص۸۵۸، خازن، النمل، تحت الآية: ۸۸، ۳/۴۲۱، ملتقطاً.

2 .....خازن، النمل، تحت الآية: ۸۹، ۳/۴۲۲، مدارك، النمل، تحت الآية: ۸۹، ص۸۵۸، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

گے وہ اوندھے منہ آگ میں ڈالے جائیں گے اور جہنم کے خازن اُن سے کہیں گے ”تمہیں تمہارے شرک اور گناہوں ہی کا بدلہ دیا جائے گا۔ (1)

اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا وَ لَهٗ كُلُّ شَیْءٍ ۫ وَّ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۹۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ پوجوں اس شہر کے رب کو جس نے اسے حرمت والا کیا ہے اور سب کچھ اسی کا ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ فرمانبرداروں میں ہوں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے رب کی عبادت کروں جس نے اسے حرمت والا بنایا ہے اور ہر شے اسی کی ملکیت ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ فرمانبرداروں میں سے رہوں۔

﴿اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ: مجھے تو یہی حکم ہوا ہے۔﴾ قیامت کے ابتدائی واقعات اور قیامت قائم ہونے کے بعد کے چند اَحوال بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے فرمایا کہ آپ فرما دیجئے: مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر مکہ کے رب عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کروں اور اپنی عبادت اس رب عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ خاص کروں جس نے اسے حرمت والا بنایا ہے کہ وہاں نہ کسی انسان کا خون بہایا جائے، نہ کوئی شکار مارا جائے اور نہ وہاں کی گھاس کاٹی جائے اور ہر شے حقیقی طور پر اسی کی ملکیت ہے اور اس ملکیت میں اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ فرمانبرداروں میں سے رہوں۔ آیت میں مکہ مکرمہ کا ذکر اس لئے ہوا ہے کہ وہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا وطن اور وحی نازل ہونے کی جگہ ہے۔ (2)

وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ

1 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۹۰، ۳/۴۲۲

2 .....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۹۱، ۳/۴۲۲.

www.dawateislami.net

ع ۱۱ ۷ ۳

ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ﴿۹۲﴾ وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ کہ قرآن کی تلاوت کروں تو جس نے راہ پائی اس نے اپنے بھلے کو راہ پائی اور جو بہکے تو فرما دو کہ میں تو یہی ڈر سنانے والا ہوں۔ اور فرماؤ کہ سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا تو انہیں پہچان لو گے اور اے محبوب تمہارا رب غافل نہیں اے لوگو تمہارے اعمال سے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور یہ کہ میں قرآن کی تلاوت کروں تو جس نے ہدایت پائی تو اس نے اپنی ذات کیلئے ہی ہدایت پائی اور جو گمراہ ہو تو تم فرما دو کہ میں تو صرف ڈرانے والوں میں سے ہوں۔ اور تم فرماؤ: سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں، عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا تو تم انہیں پہچان لو گے اور (اے حبیب!) تمہارا رب، (اے لوگو!) تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔

﴿وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ﴾: اور یہ کہ میں قرآن کی تلاوت کروں۔ یعنی اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں مخلوقِ خدا کو ایمان کی دعوت دینے کے لئے قرآن کی تلاوت کرتا رہوں تاکہ اس کے حقائق مجھ پر ظاہر ہوتے رہیں تو جس نے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کر کے ہدایت پائی تو اس نے اپنی ذات کیلئے ہی ہدایت پائی کیونکہ اس کا نفع اور ثواب وہی پائے گا اور جو گمراہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت نہ کرے اور ایمان نہ لائے تو تم فرما دو کہ میں تو صرف اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے والوں میں سے ہوں اور میری ذمہ داری اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دینا تھا وہ میں نے انجام دے دی۔ (1)

﴿سَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ﴾: عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا۔ ان نشانیوں سے مراد چاند کا دو ٹکڑے ہونا وغیرہ معجزات اور وہ سزائیں ہیں جو دنیا میں آئیں جیسا کہ بدر میں کفار کا قتل ہونا، قید ہونا اور فرشتوں کا انہیں مارنا۔ (2)

1 .....جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ۹۲، ص ۳۲۵، خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۹۲، ۳/ ۴۲۲، روح البیان، النمل، تحت الآیۃ: ۹۲، ۶/ ۳۷۸، ملتقطاً.

2 .....مدارک، النمل، تحت الآیۃ: ۹۳، ص ۸۵۹، جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ۹۳، ص ۳۲۵، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

سُوْرَۃُ الْقَصَصِ

سورۂ قصص کا تعارف

مقامِ نزول

سورۂ قصص چار آیتوں کے علاوہ مکیہ ہے اور وہ چار آیتیں "اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ" سے شروع ہو کر "لَا نَبْتَغِی الْجٰهِلِیْنَ" پر ختم ہوتی ہیں اور اس سورت میں ایک آیت "اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ" ایسی ہے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان نازل ہوئی۔ (1)

رکوع اور آیات کی تعداد

اس سورت میں 9 رکوع اور 88 آیتیں ہیں۔

”قصص“ نام رکھنے کی وجہ

قصص کا معنیٰ ہے واقعات اور قصے، اور چونکہ اس سورت میں مختلف قصے جیسے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا قصہ اور قارون کا قصہ وغیرہا بیان کیے گئے ہیں، اسی مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورۃ القصص“ رکھا گیا ہے۔

سورۂ قصص کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں بیان کئے گئے واقعات کے ضمن میں اسلام کے بنیادی عقائد جیسے توحید و رسالت اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کو ثابت کیا گیا ہے اور اس سورت میں یہ مضامین بیان کئے گئے ہیں۔

(1)..... حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ولادت سے لے کر تورات عطا کئے جانے تک کے تمام واقعات تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اور ان واقعات کی ابتداء فرعون کے ان مَظالِم سے کی گئی جو وہ بنی اسرائیل پر ڈھاتا تھا، پھر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ولادت اور فرعون کے گھر میں ان کی پرورش کا واقعہ بیان کیا گیا، پھر قبطی کو قتل کرنے، مصر سے

(1)..... بغوی، سورۃ القصص، ۳/۳۷۲.

www.dawateislami.net

مدین کی طرف ہجرت کرنے، حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی صاحبزادی سے شادی ہونے اور اس کے بعد کے چند واقعات ذکر کئے گئے۔

(2).....کفارِ مکہ کے اس اعتراض کا جواب دیا گیا کہ جیسے معجزات حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے پیش کئے تھے ویسے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے پیش کیوں نہیں کئے۔

(3)..... پہلے تورات وانجیل پر اور پھر قرآن پاک پر ایمان لانے والوں کی جزاء بیان کی گئی۔

(4).....سابقہ امتوں پر آنے والے عذابات سے کفارِ مکہ کو ڈرایا گیا کہ اگر انہوں نے اپنی رَوِش نہ چھوڑی تو ان پر بھی ویسا ہی عذاب آسکتا ہے۔

(5).....قیامت کے دن مشرکین اور ان کے شریکوں کا جو حال ہوگا وہ بیان کیا گیا۔

(6).....حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور قارون کا واقعہ بیان کیا گیا کہ اس نے کس طرح سرکشی کی اور اس کا کیسا دردناک انجام ہوا۔ان دونوں واقعات میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت کی دلیل ہے کیونکہ جب یہ واقعات رونما ہوئے تو اس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وہاں پر موجود نہیں تھے اور نہ ہی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کسی شخص سے یہ واقعات سنے تھے۔

سورۂ نمل کے ساتھ مناسبت

سورۂ قصص کی اپنے سے ماقبل سورت ”نمل“ کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ سورۂ نمل اور سورۂ شعراء میں بیان کئے گئے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعے میں جو چیزیں اِجمالی طور پر بیان کی گئیں وہ سورۂ قصص میں تفصیل کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔[1]

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمۂ کنزالایمان: اللّٰہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

1 .....تناسق الدرر، سورۃ القصص، ص ۱۰۸.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

طٰسٓمٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: طٰسٓمٓ۔ یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں۔

﴿طٰسٓمٓ﴾ یہ حروفِ مُقَطَّعات میں سے ایک حرف ہے، اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

﴿تِلْكَ اٰیٰتُ﴾: یہ آیتیں ہیں۔﴾ یعنی اس سورت کی آیتیں اس روشن کتاب کی آیتیں ہیں جس میں حلال وحرام کے احکام، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت کی صداقت، پہلوں اور بعد والوں کی خبروں کا بیان ہے اور اس کتاب کی شان یہ ہے کہ وہ حق و باطل میں فرق کر دیتی ہے۔ یہاں روشن کتاب سے مراد قرآن مجید ہے یا اس سے لوحِ محفوظ مراد ہے۔[1]

لوحِ محفوظ اور قرآن مجید کے روشن کتاب ہونے میں فرق

یاد رہے کہ لوحِ محفوظ کو بھی کتابِ مُبین فرمایا جاتا ہے، اور قرآن کریم کو بھی، البتہ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ لوحِ محفوظ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خاص مقبول بندوں پر ہی ظاہر ہے جبکہ قرآنِ کریم ہر مومن کے لئے ظاہر ہے اگرچہ اس کے اَسرار و رُموز کی معرفت بھی خاص بندوں کے ساتھ خاص ہے۔

نَتْلُوْا عَلَیْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَ فِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ہم تم پر پڑھیں موسیٰ اور فرعون کی سچی خبر ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔

[1] .....تفسیر کبیر، القصص، تحت الآیۃ: ۲، ۸/۵۷۷، جلالین، القصص، تحت الآیۃ: ۲، ص۳۲۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ہم تمہارے سامنے حق کے ساتھ موسیٰ اور فرعون کی خبر پڑھتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔

﴿نَتْلُوْا عَلَیْكَ مِنْ نَّبَاِ: ہم تمہارے سامنے خبر پڑھتے ہیں۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، ہم آپ کے سامنے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور فرعون کی سچی خبر ان لوگوں کے لئے پڑھتے ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔ یہاں ایمان والوں کا بطورِ خاص اس لئے ذکر کیا گیا کہ یہی ان واقعات سے حاصل ہونے والی نصیحت کو قبول کرتے ہیں۔ نیز یاد رہے کہ اس سورت سے پہلے 19 سورتوں میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ ذکر ہو چکا ہے اور اس سورت کے بعد مزید 17 سورتوں میں آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ مذکور ہے۔ اتنی کثرت سے آپ کا واقعہ ذکر کرنے کی ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اس میں حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت کی خاص دلیل تھی کیونکہ آپ بغیر پڑھے اور تاریخ دانوں کے پاس بیٹھے بغیر ایسے سچے واقعات بیان کر رہے تھے اور یہ وحی کے بغیر ممکن نہیں۔ دوسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ عرب میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور فرعون کے واقعات خاص و عام میں بہت مشہور تھے، اور ان واقعات میں بنی اسرائیل نے بہت سی غلط باتیں ملا دی تھیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ واقعات قرآن کریم میں جگہ جگہ مختلف طریقوں سے بیان کئے تاکہ اس کے غلط اور صحیح پہلو ایک دوسرے سے ممتاز ہو جائیں۔

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِیَعًا یَّسْتَضْعِفُ طَآىِٕفَةً مِّنْهُمْ یُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَیَسْتَحْیٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک فرعون نے زمین میں غلبہ پایا تھا اور اس کے لوگوں کو اپنا تابع بنالیا ان میں ایک گروہ کو کمزور دیکھتا ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا بیشک وہ فسادی تھا۔

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک فرعون نے زمین میں تکبر کیا تھا اور اس کے لوگوں کے مختلف گروہ بنا دیئے تھے ان میں ایک گروہ (بنی اسرائیل) کو کمزور کر رکھا تھا، ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا تھا، بیشک وہ فسادیوں میں سے تھا۔

﴿اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ: بیشک فرعون نے زمین میں تکبر کیا تھا۔﴾ یعنی مصر کی سرزمین میں فرعون کا غلبہ تھا اور وہ ظلم و تکبر میں انتہا کو پہنچ گیا تھا حتّٰی کہ اس نے اپنی عَبْدِیَّت اور بندہ ہونا بھی بھلا دیا تھا۔ فرعون نے مصر میں رہنے والے لوگوں کے مختلف گروہ بنا دیئے تھے اور ان کے درمیان عداوت اور بغض ڈال دیا تا کہ وہ کسی ایک بات پر جمع نہ ہو سکیں اور اس نے ان گروہوں میں سے بنی اسرائیل کو کمزور اور اپنا خادم بنا کر رکھا ہوا تھا۔ بنی اسرائیل کے ساتھ اس کا سلوک یہ تھا کہ وہ ان کے ہاں پیدا ہونے والے بیٹوں کو ذبح کر دیتا اور ان کی لڑکیوں کو خدمت گاری کے لئے زندہ چھوڑ دیتا تھا۔ بیٹوں کو ذبح کرنے کا سبب یہ تھا کہ کاہنوں نے اس سے یہ کہہ دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تیری بادشاہت کے زوال کا باعث ہوگا، اس لئے وہ ایسا کرتا تھا اور یہ اس کی انتہائی حماقت تھی کیونکہ اگر وہ اپنے خیال میں کاہنوں کو سچا سمجھتا تھا تو یہ بات ہونی ہی تھی، لڑکوں کو قتل کر دینے سے کوئی نتیجہ نہ ملتا اور اگر وہ انہیں سچا نہیں جانتا تھا تو یہ اس کے نزدیک ایک لغو بات تھی اور لغو بات کا لحاظ کرنا اور بیٹوں کو قتل کرنا کسی طرح درست نہ تھا۔ بیشک وہ بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کر کے فساد کرنے والوں میں سے تھا۔ [1]

حکمرانی قائم رکھنے کیلئے فرعون کا طریقہ اور موجودہ دور کے حکمرانوں کا طرزِ عمل

حکمرانی قائم رکھنے کے لئے رعایا کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر دینا اور ان میں باہم بغض و عداوت ڈال دینا فرعون جیسے بدترین کافر کا طریقہ ہے اور دیکھا جائے تو یہی طریقہ ہمارے دور میں بھی رائج ہے، مسلم اور غیر مسلم دونوں طرح کے حکمران لوگوں کو مختلف مسائل میں الجھائے رکھتے ہیں تا کہ لوگ ان مسائل ہی سے نہ نکل پائیں اور ان کی حکمرانی قائم رہے اور اس طرزِ عمل کے نتیجے میں ان حکمرانوں کا جو حال ہوتا ہے وہ بھی سب کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقلِ سلیم اور ہدایت عطا فرمائے، اٰمین۔

وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ

1 .....مدارك، القصص، تحت الآیة: ٤، ص ٨٦٠، تفسیر ابو سعود، القصص، تحت الآیة: ٤، ٤/٢٢٣-٢٢٤، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

اَىِٕمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ ۙ(۵) وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَ نُرِیَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَحْذَرُوْنَ(۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم چاہتے تھے کہ ان کمزوروں پر احسان فرمائیں اور ان کو پیشوا بنائیں اور ان کے ملک و مال کا انہیں کو وارث بنائیں۔ اور انھیں زمین میں قبضہ دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہی دکھا دیں جس کا انہیں ان کی طرف سے خطرہ ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ہم چاہتے تھے کہ ان لوگوں پر احسان فرمائیں جنہیں زمین میں کمزور بنایا گیا تھا اور انہیں پیشوا بنائیں اور انہیں (ملک و مال کا) وارث بنائیں۔ اور انہیں زمین میں اقتدار دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہی دکھا دیں جس کا انہیں ان کی طرف سے خطرہ تھا۔

﴿وَ نُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ﴾: اور ہم چاہتے تھے کہ احسان فرمائیں۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ فرعون نے تو بنی اسرائیل کو کمزور بنا کر رکھا ہوا تھا لیکن اللہ تعالیٰ یہ چاہتا تھا کہ وہ بنی اسرائیل کو فرعون کی سختی سے نجات دے کر ان پر احسان فرمائے اور انہیں پیشوا بنائے کہ وہ لوگوں کو نیکی کی راہ بتائیں اور لوگ نیکی میں ان کی اقتدا کریں اور اللہ تعالیٰ وہ تمام اَملاک و اَموال ان کمزور بنی اسرائیل کو دیدے جو فرعون اور اس کی قوم کی ملکیت میں تھے اور اللہ تعالیٰ انہیں مصر و شام کی سرزمین میں اقتدار دے اور فرعون و ہامان اور ان کے لشکروں کو وہی دکھا دے جس کا انہیں بنی اسرائیل کی طرف سے خطرہ تھا اور اس سے بچنے کی وہ بھرپور کوشش کر رہے تھے یعنی بنی اسرائیل کے ایک فرزند کے ہاتھ سے ان کی سلطنت کا زوال ہونا اور ان لوگوں کا ہلاک ہو جانا۔[1]

یاد رہے کہ آیت نمبر 5 میں وارثت سے مراد شرعی میراث نہیں کیونکہ مومن کافر کا وارث نہیں ہوتا بلکہ یہاں وراثت کے وسیع مفہوم میں سے ایک معنی مراد ہے یعنی موت کے بعد اس کی سلطنت کا وارث ہونا۔

1 .....مدارك، القصص، تحت الآية: ۵-۶، ص ۸۶۰-۸۶۱، روح البيان، القصص، تحت الآية: ۵-۶، ۶/ ۳۸۱، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِیْهِۚ-فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْۚ-اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝۷

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر اور نہ غم کر بیشک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسول بنائیں گے۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس پر خوف ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور خوف نہ کر اور غم نہ کر، بیشک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسولوں میں سے بنائیں گے۔

﴿وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰى: اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا۔﴾ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی والدہ کا نام یوحانذ ہے اور آپ لاوی بن یعقوب کی نسل سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خواب یا فرشتے کے ذریعے یا ان کے دل میں یہ بات ڈال کر الہام فرمایا کہ تم حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دودھ پلاؤ، پھر جب تجھے اس پر خوف ہو کہ ہمسائے واقف ہو گئے ہیں، وہ شکایت کریں گے اور فرعون اس فرزندِ ارجمند کو قتل کرنے کے درپے ہو جائے گا تو بے خوف و خطر اسے مصر کے دریا نیل میں ڈال دے اور اس کے غرق ہو جانے اور ہلاک ہو جانے کا اندیشہ اور اس کی جدائی کا غم نہ کر، بیشک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسولوں میں سے بنائیں گے۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا چند روز حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دودھ پلاتی رہیں، اس عرصے میں نہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام روتے تھے، نہ ان کی گود میں کوئی حرکت کرتے تھے اور نہ آپ کی بہن کے سوا اور کسی کو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ولادت کی اطلاع تھی اور جب آپ کو فرعون کی طرف سے اندیشہ ہوا تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ایک صندوق میں رکھ کر جو خاص طور پر اس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا، رات کے وقت دریائے نیل میں بہا دیا۔ (1)

1 .....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۷، ۳/۴۲۳، مدارك، القصص، تحت الآیۃ: ۷، ص ۸۶۱، جلالین، القصص، تحت الآیۃ: ۷، ص ۳۲۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو بھی غیب کا علم عطا ہوتا ہے

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یوحانذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو حسبِ ذَیل باتیں بتائی گئی تھیں،

(1).....حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ابھی وفات نہ پائیں گے۔

(2).....حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی پرورش وہ خود کریں گی۔

(3).....حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام رسول بنائے جائیں گے۔

یہ سب مستقبل کی خبریں غیب کے علوم میں سے ہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو بھی غیب کا علم عطا ہوتا ہے۔

فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِیَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّ حَزَنًاؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـٕیْنَ(۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اسے اٹھالیا فرعون کے گھر والوں نے کہ وہ ان کا دشمن اور ان پر غم ہو بیشک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر خطا کار تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو اسے فرعون کے گھر والوں نے اٹھالیا تا کہ وہ ان کیلئے دشمن اور غم بنے، بیشک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر خطا کار تھے۔

﴿فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ: تو اسے فرعون کے گھر والوں نے اٹھالیا۔﴾ یعنی جس رات حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی والدہ نے آپ کو دریا میں ڈالا اس کی صبح کو فرعون کے گھر والوں نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے صندوق کو دریائے نیل سے اپنے محل میں آنے والی نہر سے اٹھالیا اور اس صندوق کو فرعون کے سامنے رکھا، جب اسے کھولا گیا تو اس میں سے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام برآمد ہوئے جو اپنے انگوٹھے سے دودھ چوس رہے تھے۔ فرعون کے گھر والوں نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اٹھایا۔ (اٹھانے کا مقصد یہ نہیں تھا کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام ان کیلئے دشمن اور غم کا باعث بنیں لیکن اِس

www.dawateislami.net

اٹھانے کا انجام ونتیجہ یہ بنا۔ عربی زبان میں آیت میں مذکور ''لام'' کو ''لامِ عاقِبَت'' کہتے ہیں۔) فرعون، اس کا وزیر ہامان اور ان کے لشکر نافرمان تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ سزا دی کہ انہیں ہلاک کرنے والے دشمن کی انہی سے پرورش کرائی۔ (1)

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَیْنٍ لِّیْ وَ لَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۫ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝۹

ترجمۂ کنزالایمان: اور فرعون کی بی بی نے کہا یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور وہ بے خبر تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور فرعون کی بیوی نے کہا: یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور وہ بے خبر تھے۔

﴿وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ: اور فرعون کی بیوی نے کہا۔﴾ جب فرعون نے اپنی قوم کے لوگوں کی طرف سے ورغلائے جانے کی بنا پر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو فرعون کی بیوی نے اس سے کہا: یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، تم اسے قتل نہ کرو، شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں کیونکہ یہ اسی قابل ہے۔ فرعون کی بیوی آسیہ بہت نیک خاتون تھیں، انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نسل سے تھیں، غریبوں اور مسکینوں پر رحم وکرم کرتی تھیں، انہوں نے فرعون سے یہ بھی کہا کہ یہ بچہ سال بھر سے زیادہ عمر کا معلوم ہوتا ہے اور تو نے اس سال کے اندر پیدا ہونے والے بچوں کے قتل کا حکم دیا ہے، اس کے علاوہ معلوم نہیں یہ بچہ دریا میں کس سرزمین سے یہاں آیا ہے اور تجھے جس بچے سے اندیشہ ہے وہ اسی ملک کے بنی اسرائیل سے بتایا گیا ہے، لہٰذا تم اسے قتل نہ کرو۔ آسیہ کی یہ بات ان لوگوں نے مان لی حالانکہ وہ اس انجام سے بے خبر تھے جو ان کا ہونے والا تھا۔ (2)

1 .....جلالین، القصص، تحت الآیۃ: ۸، ص۳۲۶، مدارك، القصص، تحت الآیۃ: ۸، ص۸۶۲، ملتقطاً.

2 .....جلالین، القصص، تحت الآیۃ: ۹، ص۳۲۶، خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۹، ۳/۴۲۵، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْ لَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰

ترجمۂ کنزالایمان: اور صبح کو موسیٰ کی ماں کا دل بے صبر ہو گیا ضرور قریب تھا کہ وہ اس کا حال کھول دیتی اگر ہم نہ ڈھارس بندھاتے اس کے دل پر کہ اسے ہمارے وعدہ پر یقین رہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور صبح کے وقت موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا، بیشک قریب تھا کہ وہ اسے ظاہر کر دیتی اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کرتے کہ وہ (ہمارے وعدے پر) یقین رکھنے والوں میں سے رہے۔

﴿وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا: اور صبح کے وقت موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا۔﴾ یعنی جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی والدہ نے سنا کہ ان کے فرزند فرعون کے ہاتھ میں پہنچ گئے ہیں تو یہ سن کر آپ کا دل بے قرار ہو گیا اور بیشک قریب تھا کہ وہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ظاہر کر دیتیں اور ممتا کی محبت کے جوش میں ہائے میرے بیٹا! ہائے میرے بیٹا! پکار اُٹھتیں۔ اگر ہم اس بات کا اِلہام کر کے اس کے دل کو مضبوط نہ کرتے کہ وہ ہمارے اس وعدے پر یقین رکھنے والوں میں سے رہے جو ہم کر چکے ہیں کہ تیرے اس فرزند کو تیری طرف پھیر لائیں گے تو اس سے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا راز ظاہر ہو جاتا۔ (1)

وَ قَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۫ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۱۱

ترجمۂ کنزالایمان: اور (اس کی ماں نے) اس کی بہن سے کہا اس کے پیچھے چلی جا تو وہ اسے دور سے دیکھتی رہی اور ان کو خبر نہ تھی۔

1 ..... خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۱۰، ۳/۴۲۵-۴۲۶، مدارك، القصص، تحت الآیۃ: ۱۰، ص۸۶۲-۸۶۳، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اس کی ماں نے اس کی بہن سے کہا: اس کے پیچھے چلی جا تو وہ بہن اسے دور سے دیکھتی رہی اور ان (فرعونیوں) کو خبر نہ تھی۔

﴿وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ: اور اس کی ماں نے اس کی بہن سے کہا۔﴾ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی والدہ نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بہن مریم سے کہا: تم حال معلوم کرنے کے لئے اس کے پیچھے چلی جاؤ، چنانچہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بہن آپ کے پیچھے چلتی رہی اور آپ کو دور سے دیکھتی رہی اور ان فرعونیوں کو اس بات کی خبر نہ تھی کہ یہ اس بچے کی بہن ہے اور اس کی نگرانی کر رہی ہے۔ (1)

وَحَرَّمْنَا عَلَیْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَیْتٍ یَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَ هُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ﴿۱۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے پہلے ہی سب دائیاں اس پر حرام کر دی تھیں تو بولی کیا میں تمہیں بتا دوں ایسے گھر والے کہ تمہارے اس بچہ کو پال دیں اور وہ اس کے خیر خواہ ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ہم نے پہلے ہی سب دائیاں اس پر حرام کر دی تھیں تو موسیٰ کی بہن نے کہا: کیا میں تمہیں ایسے گھر والے بتا دوں جو تمہارے اس بچہ کی ذمہ داری لے لیں اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں؟

﴿وَحَرَّمْنَا عَلَیْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ: اور ہم نے پہلے ہی سب دائیاں اس پر حرام کر دی تھیں۔﴾ ارشاد فرمایا کہ ہم نے پہلے ہی حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو منع کر دیا تھا کہ وہ اپنی والدہ کے علاوہ کسی اور کا دودھ نوش نہ فرمائیں۔ چنانچہ جس قدر دائیاں حاضر کی گئیں ان میں سے کسی کی چھاتی آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے منہ میں نہ لی، اس سے ان لوگوں کو بہت فکر ہوئی کہ کہیں سے کوئی ایسی دائی مُیَسَّر آئے جس کا دودھ آپ پی لیں۔ دائیوں کے ساتھ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ہمشیرہ بھی یہ حال دیکھنے چلی گئی تھیں اور صورتِ حال دیکھ کر انہوں نے کہا: کیا میں تمہیں ایسے گھر والے بتا دوں جو

1 ..... خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۱۱، ۳/۴۲۶.

www.dawateislami.net

تمہارے اس بچے کی ذمہ داری لے لیں اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں؟ فرعونیوں نے یہ بات منظور کر لی، چنانچہ آپ اپنی والدہ کو بلا لائیں۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام فرعون کی گود میں تھے اور دودھ کے لئے رو رہے تھے اور فرعون آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو شفقت کے ساتھ بہلا رہا تھا۔ جب آپ کی والدہ تشریف لائیں اور آپ نے اُن کی خوشبو پائی تو آپ کو قرار آ گیا اور آپ نے ان کا دودھ نوش فرما لیا۔ فرعون نے کہا: تم اس بچے کی کیا لگتی ہو کہ اُس نے تیرے سوا کسی کے دودھ کو منہ بھی نہ لگایا؟ انہوں نے کہا: میں ایک عورت ہوں، پاک صاف رہتی ہوں، میرا دودھ خوشگوار ہے، جسم خوشبودار ہے، اس لئے جن بچوں کے مزاج میں نَفاست ہوتی ہے وہ اور عورتوں کا دودھ نہیں لیتے ہیں جبکہ میرا دودھ پی لیتے ہیں۔ فرعون نے بچہ انہیں دیا اور دودھ پلانے پر انہیں مقرر کر کے فرزند کو اپنے گھر لے جانے کی اجازت دی، چنانچہ آپ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اپنے مکان پر لے آئیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا اس وقت انہیں اطمینانِ کامل ہو گیا کہ یہ فرزندِ اَرْجمند ضرور نبی ہوں گے، اللہ تعالیٰ اس وعدہ کا ذکر فرماتا ہے۔ (1)

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع

ترجمۂ کنزالایمان: تو ہم نے اسے اس کی ماں کی طرف پھیرا کہ ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کھائے اور جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو ہم نے اسے اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا تا کہ ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور وہ غم نہ کھائے اور جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

﴿فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ: تو ہم نے اسے اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ ہم نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ان کی ماں کی طرف لوٹا دیا تا کہ بچے کو پا کر ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور وہ اپنے فرزند کی جدائی کا غم نہ کھائے اور وہ جان

1 ..... خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۱۲، ۳/۴۲۶، مدارک، القصص، تحت الآیۃ: ۱۲، ص۸۶۳، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

لے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ یہ بات نہیں جانتے اور اس سے متعلق شک میں رہتے ہیں۔

حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنی والدہ کے پاس دودھ پینے کے زمانہ تک رہے اور اس عرصے میں فرعون انہیں ایک اشرفی روز دیتا رہا۔ دودھ چھوٹنے کے بعد حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی والدہ آپ کو فرعون کے پاس لے آئیں اور اس کے بعد آپ وہاں پرورش پاتے رہے۔ (1)

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤى اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًاؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب اپنی جوانی کو پہنچا اور پورے زور پر آیا ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جب موسیٰ اپنی جوانی کو پہنچے اور بھرپور ہو گئے تو ہم نے اسے حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیکوں کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں۔

﴿وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰى: اور جب اپنی جوانی کو پہنچے اور بھرپور ہو گئے۔﴾ گزشتہ آیات میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ولادت اور ان کی غیبی حفاظت کا بیان تھا اب اس آیتِ مبارکہ سے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی جوانی کے کچھ احوال بیان کیے جا رہے ہیں کہ جب آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی عمر شریف 30 سال سے زیادہ ہو گئی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو علم و حکمت سے نوازا۔

یہاں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو علمِ لَدُنی ملا تھا جو استاد کے واسطے کے بغیر آپ کو عطا ہوا، جیسا کہ ”اٰتَیْنٰهُ“ فرمانے سے معلوم ہوا اور یہ علم آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو نبوت عطا کئے جانے سے پہلے دیا گیا، اور یہ بھی یاد رہے کہ یہاں حکم اور علم سے مراد نبوت نہیں کیونکہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو نبوت تو مَدْیَن سے مصر آتے ہوئے راستہ میں عطا

1 .....جلالین، القصص، تحت الآیۃ: ۱۳، ص۳۲۷، مدارك، القصص، تحت الآیۃ: ۱۳، ص۸۶۳، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ہوئی۔ نیز حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام شروع سے ہی صالح، نیک، متقی، پرہیزگار تھے۔

آیت ”وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ“ سے معلوم ہونے والے مسائل

اس آیتِ مبارکہ سے دو مسئلے معلوم ہوئے،

(1).....انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام ظہورِ نبوت اور کتابِ الٰہی ملنے سے پہلے ہی متقی، صالح اور اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار ہوتے ہیں۔ ہمارے حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر جب قرآن کی پہلی آیت اتری تو اس وقت آپ غارِ حراء میں اِعتکاف اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھے۔

(2).....نیک اعمال کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کامل علم ملتا ہے اور عالم کے عمل میں برکت ہوتی ہے۔ لہٰذا علماء کو چاہیے کہ وہ نیک اعمال بکثرت کیا کریں۔

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۫ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۫ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ۝۱۵

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس شہر میں داخل ہوا جس وقت شہر والے دوپہر کے خواب میں بے خبر تھے تو اس میں دو مرد لڑتے پائے ایک موسیٰ کے گروہ سے تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں سے تو وہ جو اس کے گروہ سے تھا اس نے موسیٰ سے مدد مانگی اس پر جو اس کے دشمنوں سے تھا تو موسیٰ نے اس کے گھونسا مارا تو اس کا کام تمام کر دیا کہا یہ کام شیطان کی طرف سے ہوا بیشک وہ دشمن ہے کھلا گمراہ کرنے والا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور (ایک دن موسیٰ) شہر والوں کی (دوپہر کی) نیند کے وقت شہر میں داخل ہوئے تو اس میں دو مردوں

www.dawateislami.net

کو لڑتے ہوئے پایا۔ ایک موسیٰ کے گروہ سے تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں میں سے تھا تو وہ جو موسیٰ کے گروہ میں سے تھا اس نے موسیٰ سے اس کے خلاف مدد مانگی جو اس کے دشمنوں سے تھا تو موسیٰ نے اس کے گھونسا مارا تو اس کا کام تمام کر دیا۔ (پھر) فرمایا: یہ شیطان کی طرف سے ہوا ہے۔ بیشک وہ کھلا گمراہ کرنے والا دشمن ہے۔

﴿وَدَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰى حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا: اور شہر والوں کی نیند کے وقت شہر میں داخل ہوئے۔﴾ آیت کے اس حصے سے متعلق یہاں دو باتیں ملاحظہ ہوں،

(1).....حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جس شہر میں داخل ہوئے اس کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ وہ شہر ”مَنْف“ تھا جو کہ مصر کی حدود میں واقع ہے۔ اس لفظ کی اصل مَافَہ ہے، قبطی زبان میں اس لفظ کے معنی ہیں 30۔ یہ وہ پہلا شہر ہے جو حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم پر طوفان کا عذاب آنے کے بعد آباد ہوا۔ اس سرزمین میں مصر بن حام نے اقامت کی، یہ اقامت کرنے والے کل 30 افراد تھے اس لئے اس شہر کا نام مافہ ہوا، پھر عربی زبان میں اسے ”مَنْف“ پکارا جانے لگا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ شہر حابین تھا جو مصر سے دو فرسنگ (یعنی 6 میل) کے فاصلہ پر واقع تھا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ شہر عین شمس تھا۔ [1]

(2).....شہر میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پوشیدہ طور پر داخل ہونے کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جوان ہوئے تو آپ نے حق کا بیان اور فرعون اور فرعونیوں کی گمراہی کا رد شروع کیا اور فرعونیوں کے دین کی ممانعت فرمائی۔ بنی اسرائیل کے لوگ آپ کی بات سنتے اور آپ کی پیروی کیا کرتے تھے۔ آہستہ آہستہ اس بات کا چرچا ہوا اور فرعونیوں نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تلاش شروع کر دی، اس لئے آپ جس بستی میں داخل ہوتے تو ایسے وقت داخل ہوتے جب وہاں کے لوگ غفلت میں ہوں۔ حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ (جس دن حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام شہر میں داخل ہوئے) وہ دِن عید کا تھا اور لوگ اپنے لَہو ولَعب میں مشغول تھے۔ (یعنی غفلت سے مراد سونا نہیں بلکہ ان کا کھیل تماشے میں مشغول ہونا تھا۔) [2]

﴿فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ: تو اس میں دو مردوں کو لڑتے ہوئے پایا۔﴾ یعنی جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام

---

1 .....جمل، القصص، تحت الآیۃ: ۱۵، ۶/۱۳، خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۱۵، ۳/۴۲۷، ملتقطاً.

2 .....مدارك، القصص، تحت الآیۃ: ۱۵، ص۸۶۴، خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۱۵، ۳/۴۲۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

شہر میں داخل ہوئے تو آپ نے اس میں دو مردوں کو لڑتے ہوئے پایا۔ ان میں سے ایک حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے گروہ بنی اسرائیل میں سے تھا اور دوسرا ان کے دشمنوں یعنی فرعون کی قوم قبطیوں میں سے تھا، یہ اسرائیلی پر جبر کر رہا تھا تاکہ وہ اس پر لکڑیوں کا انبار لاد کر فرعون کے کچن میں لے جائے، چنانچہ جو مرد حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے گروہ میں سے تھا اس نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے اس کے خلاف مدد مانگی جو اس کے دشمنوں سے تھا، تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے پہلے اس قبطی سے کہا: تو اسرائیلی پر ظلم نہ کر اور اس کو چھوڑ دے، لیکن وہ باز نہ آیا اور بدزبانی کرنے لگا تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس کو اس ظلم سے روکنے کے لئے گھونسا مارا تو وہ گھونسا کھاتے ہی مر گیا۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اسے ریت میں دفن کر دیا اور آپ کا ارادہ اسے قتل کرنے کا نہ تھا، پھر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: ”اس قبطی کا اسرائیلی پر ظلم کرنا جو اس کی ہلاکت کا باعث ہوا، یہ کام شیطان کی طرف سے ہوا ہے اور بیشک وہ کھلا گمراہ کرنے والا دشمن ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس آیت میں ”هٰذَا“ سے اس قتل کی طرف اشارہ ہے جو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے بلا ارادہ ہوا، یعنی قبطی کو قتل کرنے کا کام (درحقیقت) شیطان کی طرف سے ہوا۔[1] اس بات کی مزید وضاحت اگلی آیت کی تفسیر میں موجود ہے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ(۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: عرض کی اے میرے رب میں نے اپنی جان پر زیادتی کی تو مجھے بخش دے تو رب نے اسے بخش دیا بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: موسیٰ نے عرض کی: اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر زیادتی کی تو تو مجھے بخش دے تو اللہ نے اسے بخش دیا بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

1 .....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۱۵، ۳/۴۲۷، مدارک، القصص، تحت الآیۃ: ۱۵، ص۸۶۴.

www.dawateislami.net

﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ: عرض کی: اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر زیادتی کی۔﴾ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا یہ کلام عاجزی اور اِنکساری کے طور پر ہے کیونکہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے کوئی مَعْصِیَت سرزد نہیں ہوئی۔ یاد رہے کہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام معصوم ہیں، ان سے گناہ نہیں ہوتے اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا قبطی کو مارنا دراصل ظلم دور کرنا اور مظلوم کی امداد کرنا تھا اور یہ کسی دین میں بھی گناہ نہیں، پھر بھی اپنی طرف تقصیر کی نسبت کرنا اور استغفار چاہنا یہ اللہ تعالیٰ کے مُقَرَّب بندوں کا دستور ہی ہے۔ (1)

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: عرض کی اے میرے رب جیسا تو نے مجھ پر احسان کیا تو اب ہرگز میں مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: عرض کی: اے میرے رب! تو نے میرے اوپر جو احسان کیا ہے اس کی قسم کہ اب ہرگز میں مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا۔

﴿قَالَ رَبِّ: عرض کی: اے میرے رب!﴾ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے عرض کی: اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، جیسا کہ میری تقصیر کی بخشش فرما کر تو نے میرے اوپر احسان کیا ہے تو اب مجھ پر یہ کرم بھی فرما کہ مجھے فرعون کی صحبت اور اس کے یہاں رہنے سے بھی بچا کیونکہ اس کے ہمراہ رہنے والوں میں شمار کیا جانا بھی ایک طرح کا مددگار ہونا ہے اور میں ہرگز مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا۔ (2)

فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآىِٕفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِی اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤى اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّاۤ اَنْ اَرَادَ

(1) .....تفسیر کبیر، القصص، تحت الآیۃ: ۱٦، ۸/۵۸۵، ابو سعود، القصص، تحت الآیۃ: ۱٦، ٤/۲۲۸، قرطبی، القصص، تحت الآیۃ: ۱٦، ۷/۱۹۸، الجزء الثالث عشر، ملتقطاً.

(2) .....مدارك، القصص، تحت الآیۃ: ۱۷، ص۸٦٤.

www.dawateislami.net

اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَاۙ قَالَ یٰمُوْسٰۤى اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِۚ-اِنْ تُرِیْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ وَ مَا تُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ(۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: تو صبح کی اس شہر میں ڈرتے ہوئے اس انتظار میں کہ کیا ہوتا ہے جبھی دیکھا کہ وہ جس نے کل ان سے مدد چاہی تھی فریاد کر رہا ہے موسیٰ نے اس سے فرمایا بیشک تو کھلا گمراہ ہے۔ تو جب موسیٰ نے چاہا کہ اس پر گرفت کرے جو ان دونوں کا دشمن ہے وہ بولا اے موسیٰ کیا تم مجھے ویسا ہی قتل کرنا چاہتے ہو جیسا تم نے کل ایک شخص کو قتل کر دیا تم تو یہی چاہتے ہو کہ زمین میں سخت گیر بنو اور اصلاح کرنا نہیں چاہتے۔

ترجمۂ کنزالعرفان: پھر موسیٰ نے شہر میں ڈرتے ہوئے، انتظار میں صبح کی تو اچانک دیکھا کہ وہ جس نے کل ان سے مدد مانگی تھی فریاد کر رہا ہے تو موسیٰ نے اس سے فرمایا بیشک تو ضرور کھلا گمراہ ہے۔ تو جب موسیٰ نے چاہا کہ اس (قبطی) کو پکڑ لیں جو ان دونوں کا دشمن تھا تو وہ بولا: اے موسیٰ! کیا تم مجھے ویسا ہی قتل کرنا چاہتے ہو جیسا تم نے کل ایک شخص کو قتل کر دیا تم تو یہی چاہتے ہو کہ زمین میں زبردستی کرنے والے بن جاؤ اور تم اصلاح کرنے والوں میں سے نہیں ہونا چاہتے۔

﴿فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآىٕفًا یَّتَرَقَّبُ: پھر موسیٰ نے شہر میں ڈرتے ہوئے، انتظار میں صبح کی۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ دعا مانگنے کے بعد حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے شہر میں ڈرتے ہوئے اور اس انتظار میں صبح کی کہ خدا جانے اس قبطی کے مارے جانے کا کیا نتیجہ نکلے اور اس کی قوم کے لوگ کیا کریں۔ جب صبح ہوئی تو اچانک آپ نے دیکھا کہ وہ مرد جس نے کل ان سے مدد مانگی تھی، آج پھر فریاد کر رہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ فرعون کی قوم کے لوگوں نے فرعون کو اطلاع دی کہ بنی اسرائیل کے کسی شخص نے ہمارے ایک آدمی کو مار ڈالا ہے۔ اس پر فرعون نے کہا کہ قاتل اور گواہوں کو تلاش کرو۔ چنانچہ فرعونی گشت کرتے پھرتے تھے

www.dawateislami.net

اور انہیں کوئی ثبوت نہیں ملتا تھا۔ دوسرے دن جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو پھر ایسا اتفاق پیش آیا کہ بنی اسرائیل کا وہی مرد جس نے ایک روز پہلے ان سے مدد چاہی تھی آج پھر ایک فرعونی سے لڑ رہا ہے، وہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دیکھ کر ان سے فریاد کرنے لگا۔ تب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس سے فرمایا: ”بیشک تو ضرور کھلا گمراہ ہے۔ اس سے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مراد یہ تھی کہ تو روز لوگوں سے لڑتا ہے، اپنے آپ کو بھی مصیبت و پریشانی میں ڈالتا ہے اور اپنے مددگاروں کو بھی، تو کیوں ایسے موقعوں سے نہیں بچتا اور کیوں احتیاط نہیں کرتا۔ پھر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو رحم آیا اور آپ نے چاہا کہ اس کو فرعونی کے پنجۂ ظلم سے رہائی دلائیں۔ تو جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے چاہا کہ اس فرعونی کو پکڑ لیں اور اس پر گرفت فرمائیں جو ان دونوں کا دشمن تھا تو اسرائیلی مرد غلطی سے یہ سمجھا کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام مجھ سے خفا ہیں اور مجھے پکڑنا چاہتے ہیں، یہ سمجھ کر وہ بولا: اے موسیٰ! عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، کیا تم مجھے ویسے ہی قتل کرنا چاہتے ہو جیسے تم نے کل ایک شخص کو قتل کر دیا تھا، تم تو یہی چاہتے ہو کہ مصر کی سرزمین میں زبردستی کرنے والے بن جاؤ اور تم اصلاح کرنے والوں میں سے نہیں ہونا چاہتے۔ فرعونی نے یہ بات سنی اور جا کر فرعون کو اطلاع دی کہ کل کے فرعونی مقتول کے قاتل حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں۔ فرعون نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے قتل کا حکم دیا اور لوگ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ڈھونڈنے نکل گئے۔ (1)

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰى قَالَ یٰمُوْسٰۤى اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۲۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا آیا کہا اے موسیٰ! بیشک دربار والے آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں تو نکل جایئے میں آپ کا خیر خواہ ہوں۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک (مومن) شخص دوڑتا ہوا آیا، کہا: اے موسیٰ! بیشک دربار والے

1 .....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۱۸-۱۹، ۳/۴۲۸، مدارک، القصص، تحت الآیۃ: ۱۸-۱۹، ص۸۶۴-۸۶۵، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

آپ کے بارے میں مشورہ کررہے ہیں کہ آپ کو قتل کردیں تو آپ نکل جائیں۔ بیشک میں آپ کے خیر خواہوں میں سے ہوں۔

﴿وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰى: اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا۔﴾ جب فرعون نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو قتل کرنے کا حکم جاری کردیا اور فرعونی آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تلاش میں نکل پڑے تو یہ خبر سن کر شہر کے پرلے کنارے کی طرف سے قریبی راستے پر ایک شخص جسے آلِ فرعون کا مومن کہتے ہیں، دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا: اے موسیٰ! عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، بیشک فرعون کے دربار والے آپ کے بارے میں مشورہ کررہے ہیں کہ آپ کو قتل کردیں تو آپ جلد از جلد شہر سے نکل جائیں۔ بیشک میں آپ کے خیر خواہوں میں سے ہوں اور یہ بات خیر خواہی اور مَصلحت اندیشی سے کہتا ہوں۔ (1)

فَخَرَجَ مِنْهَا خَآىٕفًا یَّتَرَقَّبُ ۫ قَالَ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۱﴾ ع ۲ ۸ ۵

ترجمۂ کنزالایمان: تو اس شہر سے نکلا ڈرتا ہوا اس انتظار میں کہ اب کیا ہوتا ہے عرض کی اے میرے رب مجھے ستم گاروں سے بچالے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: پھر موسیٰ شہر سے ڈرتے ہوئے انتظار کرتے ہوئے نکلے۔ موسیٰ نے عرض کی: اے میرے رب! مجھے ظالموں سے نجات دیدے۔

﴿فَخَرَجَ مِنْهَا خَآىٕفًا یَّتَرَقَّبُ: پھر شہر سے ڈرتے ہوئے انتظار کرتے ہوئے نکلے۔﴾ جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اس صورتحال کا علم ہوا تو آپ نے اس شہر سے ہجرت کرنے کا ارادہ کرلیا اور یہاں سے مَدیَن کی طرف رختِ سفر باندھا کیونکہ مدین ایسا علاقہ تھا جو فرعون کی مملکت سے باہر تھا اور اس کے علاوہ آباد بھی تھا اور قریب بھی تھا۔

آیت ”فَخَرَجَ مِنْهَا خَآىٕفًا“ سے معلوم ہونے والے مسائل

اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے،

1 ……جلالین، القصص، تحت الآیۃ: ۲۰، ص۳۲۸، مدارک، القصص، تحت الآیۃ: ۲۰، ص۸۶۵، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

(1).....خطرناک جگہ سے نکل جانا اور جان بچانے کی تدبیر کرنا انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے۔

(2).....اسباب پر عمل کرنا اور تدبیر اختیار کرنا توکّل کے خلاف نہیں۔

(3).....حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مار سے قبطی کا مرجانا ایسا فعل نہیں تھا جس کی وجہ سے قصاص لازم ہوتا اور اگر وہ صورت ایسی ہوتی جس میں قصاص لازم ہوتا تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام شہر سے نکلنے کی بجائے خود اپنے آپ کو قصاص کے لئے پیش فرمادیتے۔

(4).....کبھی مصیبت بندے کو اچھی طرف لے جاتی ہے۔جیسے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بظاہر فرعون کی وجہ سے شہر چھوڑ رہے تھے مگر درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف جارہے تھے۔آپ کا یہ سفر بہت فتح اور کامیابی کا پیش خیمہ ہوا، حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی صحبت، نیک بیوی اور نبوت کا عطا ہونا سب اسی سفر میں آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو مَرحمت ہوا۔

وَ لَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْیَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّیْۤ اَنْ یَّهْدِیَنِیْ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ﴿۲۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوا کہا قریب ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ بتائے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جب وہ مدین کی طرف متوجہ ہوئے تو کہا: عنقریب میرا رب مجھے سیدھا راستہ بتائے گا۔

﴿وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْیَنَ: اور جب وہ مدین کی طرف متوجہ ہوئے۔﴾ مدین وہ مقام ہے جہاں حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تشریف رکھتے تھے، اس کو مدیَنِ ابنِ ابراہیم کہتے ہیں، مصر سے یہاں تک آٹھ روز کی مسافت ہے، یہ شہر فرعون کی سلطنت کی حدود سے باہر تھا، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس کا رستہ بھی نہ دیکھا تھا، نہ کوئی سواری ساتھ تھی، نہ توشہ نہ کوئی ہمراہی، راستے میں درختوں کے پتوں اور زمین کے سبزے کے سوا خوراک کی اور کوئی چیز نہ ملتی تھی۔ جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے مدین کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو یوں کہا: عنقریب میرا رب عَزَّوَجَلَّ مجھے مدین تک پہنچنے کا سیدھا راستہ بتائے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو مدین تک

www.dawateislami.net

لے گیا۔ (1)

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْیَنَ وَجَدَ عَلَیْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ یَسْقُوْنَ ۫ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَیْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسْقِیْ حَتّٰى یُصْدِرَ الرِّعَآءُ ؕ وَاَبُوْنَا شَیْخٌ كَبِیْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿۲۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب مدین کے پانی پر آیا وہاں لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان سے اس طرف دو عورتیں دیکھیں کہ اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں موسیٰ نے فرمایا تم دونوں کا کیا حال ہے وہ بولیں ہم پانی نہیں پلاتے جب تک سب چرواہے پلا کر پھیر نہ لے جائیں اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں۔ تو موسیٰ نے ان دونوں کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر سایہ کی طرف پھرا عرض کی اے میرے رب میں اس کھانے کا جو تو میرے لیے اُتارے محتاج ہوں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جب وہ مدین کے پانی پر تشریف لائے تو وہاں لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان کے دوسری طرف دو عورتوں کو دیکھا جو اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں۔ موسیٰ نے فرمایا: تم دونوں کا کیا حال ہے؟ وہ بولیں: ہم پانی نہیں پلاتیں جب تک سب چرواہے پلا کر پھیر نہ لے جائیں اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں۔ تو موسیٰ نے ان دونوں کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر سائے کی طرف پھرے اور عرض کی: اے میرے رب! میں اس خیر (کھانے) کی طرف محتاج ہوں جو تو میرے لیے اتارے۔

﴿وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْیَنَ: اور جب وہ مدین کے پانی پر تشریف لائے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ

1 ……جلالین، القصص، تحت الآیۃ: ۲۲، ص۳۲۸، خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۲۲، ۳/۴۲۸-۴۲۹، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام مدین پہنچے تو شہر کے کنارے پر موجود ایک کنوئیں پر تشریف لائے جس سے وہاں کے لوگ پانی لیتے اور اپنے جانوروں کو سیراب کرتے تھے۔ وہاں آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ وہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان لوگوں سے علیحدہ دوسری طرف دو عورتیں کھڑی ہیں جو اپنے جانوروں کو اس انتظار میں روک رہی ہیں کہ لوگ پانی پلا کر فارغ ہو جائیں اور کنواں خالی ہو کیونکہ کنوئیں کو مضبوط اور طاقتور لوگوں نے گھیر رکھا تھا اور ان کے ہجوم میں عورتوں سے ممکن نہ تھا کہ وہ اپنے جانوروں کو پانی پلا سکیں۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان سے فرمایا: تم دونوں اپنے جانوروں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں؟ انہوں نے کہا: جب تک سب چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر واپس نہیں لے جاتے تب تک ہم پانی نہیں پلاتیں کیونکہ نہ ہم مردوں کے مجمع میں جا سکتی ہیں نہ پانی کھینچ سکتی ہیں اور جب یہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا کر واپس ہو جاتے ہیں تو حوض میں جو پانی بچ جاتا ہے وہ ہم اپنے جانوروں کو پلا لیتی ہیں اور ہمارے باپ بہت ضعیف ہیں، وہ خود یہ کام نہیں کر سکتے اس لئے جانوروں کو پانی پلانے کی ضرورت ہمیں پیش آئی۔ جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان کی باتیں سنیں تو آپ کو رحم آیا اور وہیں دوسرا کنواں جو اس کے قریب تھا اور ایک بہت بھاری پتھر اس پر رکھا ہوا تھا جسے بہت سے آدمی مل کر ہٹا سکتے تھے، آپ نے تنہا اسے ہٹا دیا اور ان دونوں خواتین کے جانوروں کو پانی پلا دیا۔ اس وقت دھوپ اور گرمی کی شدت تھی اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے کئی روز سے کھانا نہیں کھایا تھا جس کی وجہ سے بھوک کا غلبہ تھا، اس لئے جانوروں کو پانی پلانے کے بعد آرام حاصل کرنے کی غرض سے ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، میں اس کھانے کی طرف محتاج ہوں جو تو میرے لیے اتارے۔ (1)

فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَى اسْتِحْیَآءٍ ۫ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۫ قف وقفة نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۵﴾

1 ..... خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۲۳-۲۴، ۳/۴۲۹، مدارك، القصص، تحت الآیۃ: ۲۳-۲۴، ص ۸۶۵-۸۶۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: تو ان دونوں میں سے ایک اس کے پاس آئی شرم سے چلتی ہوئی بولی میرا باپ تمہیں بلاتا ہے کہ تمہیں مزدوری دے اس کی جو تم نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے جب موسیٰ اس کے پاس آیا اور اسے باتیں کہہ سنائیں اس نے کہا ڈریئے نہیں آپ بچ گئے ظالموں سے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک حضرت موسیٰ کے پاس شرم سے چلتی ہوئی آئی (اور) کہا: میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تا کہ آپ کو اس کام کی مزدوری دیں جو آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے۔ تو جب موسیٰ اس (والد) کے پاس آئے اور اسے (اپنے) واقعات سنائے تو اس نے کہا: ڈرو نہیں، آپ ظالموں سے نجات پا چکے ہو۔

﴿فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَى اسْتِحْیَآءٍ: تو ان دونوں میں سے ایک حضرت موسیٰ کے پاس شرم سے چلتی ہوئی آئی۔﴾ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو باقاعدہ کھانا تناوُل فرمائے پورا ہفتہ گزر چکا تھا، اس عرصے میں کھانے کا ایک لقمہ تک نہ کھایا اور شکم مبارک پُشتِ اقدس سے مل گیا تھا، اس حالت میں آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے غذا طلب کی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت قرب و منزلت رکھنے کے باوجود انتہائی عاجزی اور اِنکساری کے ساتھ روٹی کا ایک ٹکڑا طلب کیا اور جب وہ دونوں صاحب زادیاں اس دن بہت جلد اپنے مکان پر واپس تشریف لے آئیں تو ان کے والد ماجد نے فرمایا ”آج اس قدر جلد واپس آ جانے کا کیا سبب ہوا؟ انہوں نے عرض کی: ہم نے کنویں کے پاس ایک نیک مرد پایا، اس نے ہم پر رحم کیا اور ہمارے جانوروں کو سیراب کر دیا اس پر ان کے والد صاحب نے ایک صاحبزادی سے فرمایا کہ جاؤ اور اس نیک مرد کو میرے پاس بلا لاؤ۔ چنانچہ ان دونوں میں سے ایک صاحب زادی حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس چہرہ آستین سے ڈھکے، جسم چھپائے، شرم سے چلتی ہوئی آئی۔ یہ بڑی صاحبزادی تھیں، ان کا نام صفوراء ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس پہنچ کر انہوں نے کہا: میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تا کہ آپ کو اس کام کی مزدوری دیں جو آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اجرت لینے پر تو راضی نہ ہوئے لیکن حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی زیارت اور ان سے ملاقات کرنے کے ارادے سے چلے اور ان صاحبزادی صاحبہ سے فرمایا کہ آپ میرے پیچھے رہ کر رستہ بتاتی

www.dawateislami.net

جایئے۔ یہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے پردہ کے اہتمام کے لئے فرمایا اور اس طرح تشریف لائے۔ جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس پہنچے تو کھانا حاضر تھا، حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: ”بیٹھئے کھانا کھایئے۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان کی یہ بات منظور نہ کی اور فرمایا ”میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: ”کھانا نہ کھانے کی کیا وجہ ہے، کیا آپ کو بھوک نہیں ہے؟ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا ”مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ یہ کھانا میرے اُس عمل کا عِوَض نہ ہو جائے جو میں نے آپ کے جانوروں کو پانی پلا کر انجام دیا ہے، کیونکہ ہم وہ لوگ ہیں کہ نیک عمل پر عوض لینا قبول نہیں کرتے۔ حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: ”اے جوان! ایسا نہیں ہے، یہ کھانا آپ کے عمل کے عوض میں نہیں بلکہ میری اور میرے آباؤ اَجداد کی عادت ہے کہ ہم مہمان نوازی کیا کرتے ہیں اور کھانا کھلاتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بیٹھ گئے اور آپ نے کھانا تناول فرمایا اور اس کے بعد تمام واقعات واحوال جو فرعون کے ساتھ گزر رہے تھے، اپنی ولادت شریف سے لے کر قبطی کے قتل اور فرعونیوں کے آپ کے درپے جان ہونے تک، سب حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے بیان کر دیئے۔ حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: ”فرعون اور فرعونیوں سے ڈریں نہیں، اب آپ ظالموں سے نجات پا چکے ہیں کیونکہ یہاں مدین میں فرعون کی حکومت وسلطنت نہیں۔ (1)

قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۫ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ ؕ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۲۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ان میں کی ایک بولی اے میرے باپ ان کو نوکر رکھ لو بیشک بہتر نوکر وہ جو طاقتور امانت دار ہو۔ کہا

1 .....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۲۵، ۳/۴۲۹-۴۳۰، مدارک، القصص، تحت الآیۃ: ۲۴-۲۵، ص۸۶۶-۸۶۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک تمہیں بیاہ دوں اس مہر پر کہ تم آٹھ برس میری ملازمت کرو پھر اگر پورے دس برس کرلو تو تمہاری طرف سے ہے اور میں تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا قریب ہے اِنْ شَآءَ اللّٰہ تَعَالٰی تم مجھے نیکوں میں پاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ان میں سے ایک نے کہا: اے میرے باپ! ان کو ملازم رکھ لو بیشک آپ کا بہتر نوکر وہ ہوگا جو طاقتور اور امانتدار ہو۔ (انہوں نے) فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کے ساتھ اس مہر پر تمہارا نکاح کردوں کہ تم آٹھ سال تک میری ملازمت کرو پھر اگر تم دس سال پورے کردو تو وہ (اضافہ) تمہاری طرف سے ہوگا اور میں تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عنقریب تم مجھے نیکوں میں سے پاؤ گے۔

﴿قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ: ان میں سے ایک نے کہا: اے میرے باپ! ان کو ملازم رکھ لو۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کھانا وغیرہ کھا چکے اور گفتگو بھی کر لی تو حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ایک بیٹی نے عرض کی، ابا جان آپ انھیں اجرت پر ملازم رکھ لیں کہ یہ ہماری بکریاں چرایا کریں اور یہ کام ہمیں نہ کرنا پڑے، بے شک اچھا ملازم وہی ہوتا ہے جو طاقتور بھی ہو اور امانتدار بھی ہو۔ اس پر حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی صاحب زادی سے دریافت کیا کہ تمہیں ان کی قوت و امانت کا کیسے علم ہوا؟ صاحب زادی نے عرض کی: قوت تو اس سے ظاہر ہے کہ اُنہوں نے تنہا کنوئیں پر سے وہ پتھر اُٹھا لیا جس کو دس سے کم آدمی نہیں اُٹھا سکتے اور امانت اس سے ظاہر ہے کہ اُنہوں نے ہمیں دیکھ کر سر جھکا لیا اور نظر نہ اُٹھائی اور ہم سے کہا کہ تم پیچھے چلو ایسا نہ ہو کہ ہوا سے تمہارا کپڑا اڑے اور بدن کا کوئی حصہ نمودار ہو۔ یہ سن کر حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے فرمایا: ”میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کے ساتھ اس مہر پر تمہارا نکاح کردوں کہ تم آٹھ سال تک میری ملازمت کرو پھر اگر تم دس سال پورے کردو تو یہ اضافہ تمہاری طرف سے مہربانی ہوگی اور تم پر واجب نہ ہوگا اور میں تم پر کوئی اضافی مشقت نہیں ڈالنا چاہتا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عنقریب تم مجھے نیکوں میں سے پاؤ گے تو میری طرف سے معاملے میں اچھائی اور عہد کو پورا کرنا ہی ہوگا۔ حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اللّٰہ تعالیٰ کی توفیق و مدد

www.dawateislami.net

پر بھروسہ کرنے کے لئے اِنْ شَآءَ اللّٰہ فرمایا۔[1]

سورۂ قصص کی اِس آیت سے چند چیزیں معلوم ہوئیں، یہ کہ اگرچہ سنت یہ ہے کہ پیغامِ نکاح لڑکے کی طرف سے ہو لیکن یہ بھی جائز ہے کہ لڑکی والوں کی طرف سے ہو۔ مزید یہ کہ لڑکی کے لئے مالدار لڑکا تلاش کرنے کی بجائے دیندار اور شریف لڑکا تلاش کیا جائے۔ جیسے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام مسافر تھے، مالدار نہ تھے، مگر آپ کی دینداری اور شرافت ملاحظہ فرما کر حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی صاحبزادی کا نکاح آپ سے کر دیا۔

صوفیاءِ کرام فرماتے ہیں کہ بظاہر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے بکریاں چروانا تھا، مگر درحقیقت ان کو اپنی صحبتِ پاک میں رکھ کر کَلِیْمُ اللّٰہ بننے کی صلاحیت پیدا کرنا تھا، لہٰذا یہ آیت صوفیاءِ کرام کے چِلّوں اور مرشد کے گھر رہ کر ان کی خدمت کرنے کی بڑی دلیل ہے۔

قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ؕ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾ ع

ترجمۂ کنزالایمان: موسیٰ نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان اقرار ہو چکا میں ان دونوں میں جو میعاد پوری کر دوں تو مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں اور ہمارے اس کہے پر اللہ کا ذمہ ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: موسیٰ نے جواب دیا: یہ میرے اور آپ کے درمیان (معاہدہ طے) ہے۔ میں ان دونوں میں سے جو بھی مدت پوری کر دوں تو مجھ پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی اور ہماری اس گفتگو پر اللہ نگہبان ہے۔

﴿قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ: حضرت موسیٰ نے جواب دیا: یہ میرے اور آپ کے درمیان ہے۔﴾ حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بات سن کر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے جواب دیا ”میرے اور آپ کے درمیان یہ معاہدہ طے ہے اور ہم دونوں اس معاہدے کی پوری طرح پاسداری کریں گے البتہ جب میں 8 یا 10 سال دونوں میں سے

1 ……بغوی، القصص، تحت الآیۃ: ۲۶-۲۷، ۳/۳۸۰، مدارک، القصص، تحت الآیۃ: ۲۶-۲۷، ص۸۶۷-۸۶۸، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ملازمت کی جو مدت پوری کر دوں تو اس سے زیادہ مدت تک ملازمت کرنے کا مجھ سے کوئی مطالبہ نہ ہوگا، اور ہمارے اس معاہدے پر اللہ تعالیٰ نگہبان ہے لہٰذا ہم میں سے کسی ایک کے لئے بھی اس معاہدے سے پھرنے کی کوئی راہ نہیں۔

جب معاہدہ مکمل ہو چکا تو حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی صاحبزادی کو حکم دیا کہ وہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ایک عصاء دیں جس سے وہ بکریوں کی نگہبانی کریں اور درندوں کو ان سے دور کریں۔ حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے کئی عصا موجود تھے، صاحبزادی صاحبہ کا ہاتھ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے عصاء پر پڑا جو آپ جنت سے لائے تھے اور انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اس کے وارث ہوتے چلے آئے تھے، یہاں تک کہ وہ حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس پہنچا تھا۔ حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے یہ عصاء حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دے دیا۔ (1)

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ؕ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب موسیٰ نے اپنی میعاد پوری کر دی اور اپنی بی بی کو لے کر چلا طُور کی طرف سے ایک آگ دیکھی اپنی گھر والی سے کہا تم ٹھہرو مجھے طُور کی طرف سے ایک آگ نظر پڑی ہے شاید میں وہاں سے کچھ خبر لاؤں یا تمہارے لیے کوئی آگ کی چنگاری لاؤں کہ تم تاپو۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: پھر جب موسیٰ نے اپنی مدت پوری کر دی اور اپنی بیوی کو لے کر چلے تو کوہِ طور کی طرف ایک آگ دیکھی۔ آپ نے اپنی گھر والی سے فرمایا: تم ٹھہرو، بیشک میں نے ایک آگ دیکھی ہے، شاید میں وہاں سے کچھ خبر لاؤں

1 .....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۲۸، ۳/۴۳۱، مدارك، القصص، تحت الآیۃ: ۲۸، ص۸۶۸، روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۲۸، ۶/۳۹۹، جلالین، القصص، تحت الآیۃ: ۲۸، ص۳۲۹، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

یا تمہارے لیے کوئی آگ کی چنگاری لاؤں تا کہ تم گرمی حاصل کرو۔

﴿فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖ: پھر جب موسیٰ نے اپنی مدت پوری کردی اور اپنی بیوی کو لے کر چلے۔﴾

جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ملازمت کی مدت پوری کردی تو حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے آپ کا نکاح اپنی بڑی صاحبزادی صفورا سے کردیا۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے دس سال کی میعاد پوری فرمائی تھی، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بڑی میعاد یعنی دس سال پورے کئے۔ پھر آپ نے حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے مصر کی طرف واپس جانے کی اجازت چاہی تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اجازت دیدی، چنانچہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنی زوجہ کو ان کے والد کی اجازت سے مصر کی طرف لے کر چلے۔ سفر کے دوران جب آپ ایک جنگل میں تھے، اندھیری رات تھی، سردی شدت کی پڑ رہی تھی اور راستہ گم ہو گیا تھا تو اس وقت آپ نے کوہِ طور کی طرف ایک آگ دیکھی، اسے دیکھ کر آپ نے اپنی گھر والی سے فرمایا ”تم یہاں ٹھہرو، بیشک میں نے ایک آگ دیکھی ہے، شاید میں وہاں سے راستے کی کچھ خبر لاؤں کہ کدھر جانا ہے یا تمہارے لیے کوئی آگ کی چنگاری لے آؤں تا کہ تم اس سے گرمی حاصل کرسکو۔“ (1)

نوٹ: اس واقعے سے متعلق بعض تفصیلات سورۂ طٰہٰ، رکوع نمبر 10 میں گزر چکی ہیں، وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب آگ کے پاس حاضر ہوا ندا کی گئی میدان کے دہنے کنارے سے برکت والے مقام میں پیڑ سے کہ اے موسیٰ بیشک میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہان کا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: پھر جب آگ کے پاس آئے تو برکت والی جگہ میں میدان کے دائیں کنارے سے ایک درخت

1 .....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۲۹، ۳/۴۳۱، جلالین مع جمل، القصص، تحت الآیۃ: ۲۹، ۶/۲۴، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

سے انہیں ندا کی گئی: اے موسیٰ! بیشک میں ہی اللہ ہوں، سارے جہانوں کا پالنے والا ہوں۔

﴿فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا: پھر جب آگ کے پاس آئے۔﴾ جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنی زوجہ محترمہ کو اس جگہ چھوڑ کر آگ کے پاس آئے تو برکت والی جگہ میں میدان کے اس کنارے سے جو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دائیں ہاتھ کی طرف تھا، ایک درخت سے انہیں ندا کی گئی: **اے موسیٰ! بیشک میں ہی اللہ ہوں، سارے جہانوں کا پالنے والا ہوں۔** جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے سرسبز درخت میں آگ دیکھی تو جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا یہ کسی کی قدرت نہیں اور بے شک جو کلام انہوں نے سنا ہے اس کا مُتَکَلِّم اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ بھی منقول ہے کہ یہ کلام حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے صرف اپنے مبارک کانوں ہی سے نہیں بلکہ اپنے جسمِ اقدس کے ہر ہر جُزْو سے سنا، اور جس درخت سے انہیں ندا کی گئی وہ عناب کا درخت تھا یا عوسج کا (جو کہ ایک خاردار درخت ہے اور اکثر جنگلوں میں ہوتا ہے۔)[1]

وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ کہ ڈال دے اپنا عصا پھر جب موسیٰ نے اسے دیکھا لہراتا ہوا گویا سانپ ہے پیٹھ پھیر کر چلا اور مڑ کر نہ دیکھا اے موسیٰ سامنے آ اور ڈر نہیں بیشک تجھے امان ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور یہ کہ تم اپنا عصا ڈال دو تو جب اسے لہراتا ہوا دیکھا گویا کہ سانپ ہے تو حضرت موسیٰ پیٹھ پھیر کر چلے اور مڑ کر نہ دیکھا۔ (ہم نے فرمایا:) اے موسیٰ! سامنے آؤ اور نہ ڈرو، بیشک تم امن والوں میں سے ہو۔

﴿وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ: اور یہ کہ تم اپنا عصا ڈال دو۔﴾ کوہِ طور پر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے یہ فرمایا گیا کہ تم اپنا عصا نیچے رکھ دو، چنانچہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے عصا نیچے رکھ دیا تو وہ سانپ بن گیا اور جب اسے لہراتا ہوا دیکھا گویا کہ سانپ ہے تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اس سے خوفزدہ ہوئے اور اس طرح پیٹھ پھیر کر چلے کہ آپ نے پیچھے مڑ کر

1 .....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۳۰، ۳/۴۳۱-۴۳۲، مدارك، القصص، تحت الآیۃ: ۳۰، ص۸۶۹، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

نہ دیکھا۔ تب انہیں ندا کی گئی ”اے موسیٰ! سامنے آؤ اور ڈرو نہیں، بیشک تم امن والوں میں سے ہو اور تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔ (1)

اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال نکلے گا سفید چمکتا بے عیب اور اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ لے خوف دور کرنے کو تو یہ دو حجتیں ہیں تیرے رب کی فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بیشک وہ بے حکم لوگ ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو تو وہ بغیر کسی مرض کے سفید چمکتا ہوا نکلے گا اور خوف دور کرنے کیلئے اپنا ہاتھ اپنے ساتھ ملا لو تو تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف یہ دو بڑی دلیلیں ہیں، بیشک وہ نافرمان لوگ ہیں۔

﴿اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ: اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو۔﴾ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے مزید فرمایا گیا کہ اپنا ہاتھ اپنی قمیص کے گریبان میں ڈال کر نکالو تو وہ کسی مرض کے بغیر سفید اور سورج کی شعاع کی طرح چمکتا ہوا نکلے گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنا دستِ مبارک گریبان میں ڈال کر نکالا تو اس میں ایسی تیز چمک تھی جس سے نگاہیں جھپک گئیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: ”اور خوف دور کرنے کیلئے اپنا ہاتھ اپنے ساتھ ملا لو تاکہ ہاتھ اپنی اصلی حالت پر آئے اور خوف دور ہو جائے۔ یہاں جس خوف کا ذکر ہوا اس کے سبب کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ ہاتھ کی چمک دیکھ کر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دل میں خوف پیدا ہوا اور اس خوف کو دور کرنے کے لئے یہ طریقہ ارشاد فرمایا گیا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے وہی خوف مراد ہے جو سانپ کو دیکھنے سے پیدا ہوا تھا، اسے آیت میں بیان کئے گئے

1 .....مدارك، القصص، تحت الآية: ۳۱، ص۸۶۹، خازن، القصص، تحت الآية: ۳۱، ۳/۴۳۲، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

طریقے سے دور کیا گیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ عصا اور روشن ہاتھ تیرے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تمہاری رسالت کی دو بڑی دلیلیں ہیں، بیشک وہ نافرمان لوگ ہیں اور وہ ظلم و سرکشی کی حد پار کر چکے ہیں۔ (1)

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَ اَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْۤ ۫ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: عرض کی اے میرے رب میں نے ان میں ایک جان مار ڈالی ہے تو ڈرتا ہوں کہ مجھے قتل کر دیں۔ اور میرا بھائی ہارون اس کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے تو اسے میری مدد کے لیے رسول بنا کہ میری تصدیق کرے مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: موسیٰ نے عرض کی: اے میرے رب! میں نے ان میں سے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا تو مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ اور میرا بھائی ہارون اس کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے تو اسے میری مدد کے لیے رسول بنا تاکہ وہ میری تصدیق کرے، بیشک مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔

﴿قَالَ رَبِّ﴾: موسیٰ نے عرض کی: اے میرے رب! ﴾ جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو عصا اور روشن نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کی طرف رسول بن کر جانے کا حکم ہوا تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے عرض کی: اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، فرعونیوں میں سے ایک شخص میرے ہاتھ سے مارا گیا تھا، تو مجھے ڈر ہے کہ اس کے بدلے میں وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ (2)

1 .....مدارك، القصص، تحت الآية: ۳۲، ص۸۶۹، خازن، القصص، تحت الآية: ۳۲، ۳/ ۴۳۲، جلالين، القصص، تحت الآية: ۳۲، ص ۳۳۰، ملتقطاً.

2 .....تفسير كبير، القصص، تحت الآية: ۳۳، ۸/ ۵۹۶، جلالين، القصص، تحت الآية: ۳۳، ص ۳۳۰، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

﴿وَ اَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا﴾ :اور میرا بھائی ہارون اس کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے۔﴾حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بڑے بھائی تھے اور بچپن میں فرعون کے ہاں انگارہ منہ میں رکھ لینے کی وجہ سے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی زبان شریف میں لکنت آ گئی تھی اس لئے آپ نے فرمایا کہ میرے بھائی حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے تو اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، اسے میری مدد کے لئے فرعون اور اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیج تا کہ وہ حق بات کو مزید واضح کر کے اور حق کے دلائل بیان کر کے میری تصدیق کرے، بے شک مجھے ڈر ہے کہ فرعون اور اس کی قوم کے لوگ مجھے جھٹلائیں گے اور میری دعوت کو قبول نہیں کریں گے۔ (1)

سیّد المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی فصاحت

اس آیت میں حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی فصاحت اور زبان کی صفائی کا ذکر ہوا، اگرچہ اس سے مراد زبان میں لکنت نہ ہونا اور صحیح صحیح بات کرنا ہے لیکن لفظِ فصاحت کی مناسبت سے یہاں تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زبانِ اقدس کی فصاحت کا بیان کیا جاتا ہے، چنانچہ علامہ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زبان مبارک کی فصاحت، کلام میں جامع الفاظ، انوکھا اظہارِ بیان، حیرت انگیز احکامات اور فیصلے اتنے زیادہ ہیں کہ شاید ہی کوئی غور و فکر کرنے والا شخص ان کا اِحاطہ کر سکے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اوصاف کا بیان اور ان کے بیان کا زبان کے ساتھ اظہار ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے زیادہ فصیح اور شیریں بیان دوسرا پیدا ہی نہیں فرمایا۔ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب نے عرض کی: یارسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، نہ تو آپ کہیں باہر تشریف لے گئے اور نہ آپ نے لوگوں میں نشست و برخاست رکھی، پھر آپ ایسی فصاحت کہاں سے لائے ہیں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”حضرت اسماعیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی لغت اور اصطلاح جو نا پید اور فنا ہو چکی تھی، اسے حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام میرے پاس لے کر آئے، جسے میں نے یاد کر لیا ہے۔ نیز آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے مجھے ادب سکھایا تو میرے ادب کو بہت اچھا کر دیا۔

1 ……روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۳۴، ۶/۴۰۴، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

عربیت کا وہ علم جو عربی زبان اور اس کی فصاحت و بلاغت سے تعلق رکھتا ہے اسے ادب کہتے ہیں۔ (1)

اور علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی زبانِ اقدس وحیِ الٰہی کی ترجمان اور سرچشمۂ آیات ومَخزنِ معجزات ہے، اس کی فصاحت و بلاغت اس قدر حدِ اِعجاز کو پہنچی ہوئی ہے کہ بڑے بڑے فُصحاء وبُلغاء آپ کے کلام کو سن کر دنگ رہ جاتے تھے۔ (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:)

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے　　کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی مُقدّس زبان کی حکمرانی اور شان کا یہ اعجاز تھا کہ زبان سے جو فرمادیا وہ ایک آن میں معجزہ بن کر عالَمِ وجود میں آ گیا۔ (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:)

وہ زباں جس کو سب کُن کی کُنجی کہیں　　اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود　　اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام (2)

آیت ”وَاَخِیْ هٰرُوْنُ“ سے معلوم ہونے والے مسائل

اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے،

(1)..... اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں کی مدد لینا انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے جیسے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مدد لی۔

(2)..... بزرگوں کی دعا سے وہ نعمت ملی سکتی ہے جو کسی اور سے نہیں مل سکتی، جیسے حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نبوت حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دعا سے ہے۔

یاد رہے کہ نبوت اللّٰہ تعالیٰ کی عطا ہے اور وہ جسے چاہتا ہے یہ عطا فرماتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تشریف آوری کے بعد اب قیامت تک کسی کو نبوت نہیں مل سکتی کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آخری نبی ہیں اور آپ کی آمد پر اللّٰہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ ختم فرمادیا ہے، البتہ اب بھی اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مُقرّب بندوں کی دعا سے ولایت، علم، اولاد اور سلطنت مل سکتی ہے۔

1 .....مدارج النبوہ، باب اول در بیان حسن و خلقت و جمال، بیان فصاحت شریف، ۱/ ۱۰۔

2 .....سیرت مصطفیٰ، شمائل وخصائل، زبان اقدس، ص ۵۷۵-۵۷۶۔

www.dawateislami.net

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَاۚ بِاٰيٰتِنَاۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: فرمایا قریب ہے کہ ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے قوت دیں گے اور تم دونوں کو غلبہ عطا فرمائیں گے تو وہ تم دونوں کا کچھ نقصان نہ کرسکیں گے ہماری نشانیوں کے سبب تم دونوں اور جو تمہاری پیروی کریں گے غالب آؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللہ نے فرمایا: عنقریب ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی کے ذریعے قوت دیں گے اور تم دونوں کو غلبہ عطا فرمائیں گے تو وہ ہماری نشانیوں کے سبب تم دونوں کا کچھ نقصان نہ کرسکیں گے۔ تم دونوں اور تمہاری پیروی کرنے والے غالب آئیں گے۔

﴿قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ: فرمایا: عنقریب ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی کے ذریعے قوت دیں گے۔﴾ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دعا قبول فرمائی اور ان سے ارشاد فرمایا ”ہم تیرے بھائی کے ذریعے تمہیں قوت دیں گے اور تمہاری مدد کریں گے اور ہم تم دونوں کو غلبہ و تَسَلُّط عطا فرمائیں گے اور دشمنوں کے دلوں میں تمہاری ہیبت بٹھا دیں گے، لہٰذا تم فرعون اور اس کی قوم کے پاس جاؤ، وہ لوگ ہماری نشانیوں کے سبب تم دونوں کا کچھ نقصان نہ کرسکیں گے بلکہ تم دونوں اور تمہاری پیروی کرنے والے ہی ان پر غالب آئیں گے۔ (1)

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْۤ اٰبَآىٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب موسیٰ ان کے پاس ہماری روشن نشانیاں لایا بولے یہ تو نہیں مگر بناوٹ کا جادو اور ہم نے

1 ..... تفسیر طبری، القصص، تحت الآیۃ: ۳۵، ۱۰/۷۳، مدارک، القصص، تحت الآیۃ: ۳۵، ص ۸۷۰، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

اپنے اگلے باپ داداؤں میں ایسا نہ سنا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: پھر جب موسیٰ ان کے پاس ہماری روشن نشانیاں لے کر آئے تو (فرعونیوں نے) کہا: یہ تو صرف ایک بناوٹی جادو ہے اور ہم نے اپنے اگلے باپ داداؤں میں یہ (بات کبھی) نہیں سنی۔

﴿فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰیٰتِنَا: پھر جب موسیٰ ان کے پاس ہماری روشن نشانیاں لے کر آئے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام فرعون اور اس کی قوم کے پاس ہماری روشن نشانیاں لے کر آئے تو ان نشانیوں کا مشاہدہ کرنے کے بعد ان لوگوں نے کہا: یہ تو صرف ایک بناوٹی جادو ہے۔ ان بدنصیبوں نے معجزات کا انکار کر دیا اور ان کو جادو بتا دیا اور ان کی اس بات کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح جادو کی تمام اَقسام باطل ہوتی ہیں اسی طرح (مَعَاذَاللہ) یہ معجزات بھی ہیں۔ فرعونیوں نے مزید یہ کہا کہ جو دعوت آپ ہمیں دے رہے ہیں وہ ایسی نئی ہے کہ ہمارے آباؤ اَجداد میں بھی ایسی نہیں سنی گئی تھی۔ (1)

وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّیْۤ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ(۳۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور موسیٰ نے فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے جو اس کے پاس سے ہدایت لایا اور جس کے لیے آخرت کا گھر ہوگا بیشک ظالم مراد کو نہیں پہنچتے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور موسیٰ نے فرمایا: میرا رب خوب جانتا ہے جو اس کے پاس سے ہدایت لائے اور جس کے لیے آخرت کے گھر کا (اچھا) انجام ہوگا۔ بیشک ظالم کامیاب نہیں ہوں گے۔

﴿وَقَالَ مُوْسٰى: اور موسیٰ نے فرمایا۔﴾ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میرا رب

1 ……مدارك، القصص، تحت الآیة: ۳۶، ص ۸۷۰، تفسیر طبری، القصص، تحت الآیة: ۳۶، ۱۰/ ۷۳، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

عَزَّوَجَلَّ اسے خوب جانتا ہے جو ہم میں سے حق پر ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا ہے اور اسے بھی خوب جانتا ہے جس کے لیے آخرت کا گھر ہوگا اور وہ وہاں کی نعمتوں اور رحمتوں کے ساتھ نوازا جائے گا، اگر تمہارے گمان کے مطابق میرے دکھائے ہوئے معجزات جادو ہیں اور میں نے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے جھوٹ بولا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے یہ کبھی عطا نہ فرماتا کیونکہ وہ غنی اور حکمت والا ہے اور اس کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی جھوٹے اور جادوگر کو رسول بنا کر بھیجے۔ بے شک کفر کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے کامیاب نہیں ہوں گے اور کافروں کو آخرت کی کامیابی میسّر نہیں۔ (1)

وَقَالَ فِرْعَوْنُ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْۚ فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَى الطِّیْنِ فَاجْعَلْ لِّیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰىۙ وَ اِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۳۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور فرعون بولا اے درباریو! میں تمہارے لیے اپنے سوا کوئی خدا نہیں جانتا تو اے ہامان میرے لیے گارا پکا کر ایک محل بنا کہ شاید میں موسیٰ کے خدا کو جھانک آؤں اور بیشک میرے گمان میں تو وہ جھوٹا ہے۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور فرعون نے کہا: اے درباریو! میں تمہارے لیے اپنے سوا کوئی خدا نہیں جانتا تو اے ہامان! میرے لیے گارے پر آگ جلا پھر میرے لئے ایک اونچا محل بناؤ، شاید میں موسیٰ کے خدا کو جھانک لوں اور بیشک میں تو اسے جھوٹوں میں سے ہی سمجھتا ہوں۔

﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ﴾: اور فرعون نے کہا۔ ﴿حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرعون کو جو اللہ تعالیٰ کی وَحدانیّت پر ایمان لانے اور صرف اسی کی عبادت کرنے کی دعوت دی تھی، اس کا انکار کرتے ہوئے فرعون نے اپنے دربار میں موجود لوگوں سے کہا: اے درباریو! میں تمہارے لیے اپنے سوا کوئی خدا نہیں جانتا جس کی تم عبادت کرو۔ پھر اس نے اپنے وزیر ہامان

1 .....مدارك، القصص، تحت الآية: ۳۷، ص ۸۷۰.

www.dawateislami.net

سے کہا کہ اے ہامان! میرے لیے گارے پر آگ جلا کر اینٹ تیار کرو، پھر میرے لئے ایک انتہائی اونچا محل بناؤ، شاید میں موسیٰ کے خدا کو جھانک لوں اور بیشک میں تو موسیٰ کو اپنے اس دعوے میں جھوٹوں میں سے ہی سمجھتا ہوں کہ اس کا ایک معبود ہے جس نے اسے اپنا رسول بنا کر ہماری طرف بھیجا ہے۔

فرعون نے یہ گمان کیا تھا کہ (مَعَاذَاللہ) اللہ تعالیٰ کے لئے بھی مکان ہے اور وہ جسم ہے کہ اس تک پہنچنا اس کے لئے ممکن ہوگا، اس لئے اس نے ہامان کو عمارت بنانے کا حکم دیا اور اپنے ارادے کا اظہار کیا، چنانچہ ہامان نے فرعون کے حکم پر عمل کرنے کے لئے ہزار ہا کاریگر اور مزدور جمع کئے، اینٹیں بنوائیں اور تعمیراتی سامان جمع کر کے اتنی بلند عمارت بنوائی کہ دنیا میں اس کے برابر کوئی عمارت بلند نہ تھی۔ کہتے ہیں کہ دنیا میں سب سے پہلے اینٹ بنانے والا ہامان ہے، یہ صَنعت اس سے پہلے نہ تھی۔ (1)

وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس نے اور اس کے لشکریوں نے زمین میں بے جا بڑائی چاہی اور سمجھے کہ انہیں ہماری طرف پھرنا نہیں۔ تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا تو دیکھو کیسا انجام ہوا ستم گاروں کا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اس نے اور اس کے لشکریوں نے زمین میں بے جا تکبر کیا اور وہ سمجھے کہ انہیں ہماری طرف پھرنا نہیں۔ تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا تو دیکھو ظالموں کا کیسا انجام ہوا؟

﴿وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ: اور اس نے اور اس کے لشکریوں نے زمین میں تکبر کیا۔﴾ اس آیت اور اس

1 ..... خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۳۸، ۳/۴۳۳، مدارک، القصص، تحت الآیۃ: ۳۸، ص ۸۷۱، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ فرعون اور اس کے لشکریوں نے مصر کی سرزمین میں بے جا تکبر کیا اور حق کو نہ مانا اور باطل پر رہے اور وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ انہیں اپنے اعمال کے حساب اور ان کی جزا کے لئے ہماری طرف لوٹ کر نہیں آنا تو ہم نے فرعون اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا اور وہ سب غرق ہو گئے، تو اے قرآن پڑھنے والو! دیکھو ظالموں کا کیسا انجام ہوا؟ اور ان کے دردناک انجام سے عبرت حاصل کرو۔ (1)

یہ وہ بنیادی مقصد ہے جس کیلئے یہ سارا واقعہ بیان کیا گیا کہ گزشتہ قوموں کے واقعات اور ان کے عروج وزوال سے عبرت حاصل کی جائے اور اپنی حالت کو سدھارا جائے۔ افسوس! فی زمانہ لوگ اس مقصد سے انتہائی غفلت کا شکار ہیں اور سابقہ قوموں کی عملی حالت اور ان کے عبرت ناک انجام سے نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقلِ سلیم عطا فرمائے، اٰمین۔

وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِۚ-وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾
وَ اَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةًۚ-وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ﴿۴۲﴾ ع ۴ ۱۱ ۷

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں ہم نے دوزخیوں کا پیشوا بنایا کہ آگ کی طرف بلاتے ہیں اور قیامت کے دن ان کی مدد نہ ہوگی۔ اور اس دنیا میں ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگائی اور قیامت کے دن ان کا بُرا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور انہیں ہم نے پیشوا بنا دیا کہ آگ کی طرف بلاتے ہیں اور قیامت کے دن ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ اور اس دنیا میں ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگا دی اور قیامت کے دن وہ قبیح (بُری) حالت والوں میں سے ہوں گے۔

﴿وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ: اور انہیں ہم نے پیشوا بنا دیا کہ آگ کی طرف بلاتے ہیں۔﴾ ارشاد فرمایا کہ ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو دنیا میں لوگوں کا پیشوا بنا دیا کہ وہ کفر اور گناہوں کی دعوت دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ

1 .....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۳۹-۴۰، ۳/۴۳۳-۴۳۴، مدارك، القصص، تحت الآیۃ: ۳۹-۴۰، ص ۸۷۱-۸۷۲، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

عذابِ جہنم کے مستحق ہوں اور جو ان کی اطاعت کرے وہ بھی جہنمی ہو جائے اور قیامت کے دن کسی بھی طرح ان سے عذاب دور کر کے ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ (1)

لوگوں کو گمراہی اور بدعملی کی دعوت دینے والوں کا انجام

اس آیت کے مِصداق آج کل کے وہ لوگ بھی ہیں جو لوگوں کو کفر و گمراہی اور بدعملی کی طرف بلاتے ہیں، ان پر اپنے اس عمل کا گناہ ہوگا اور جو لوگ ان کی پیروی کر رہے ہیں وہ بھی گناہگار ہوں گے اور دعوت دینے والوں کے کندھوں پر اپنے عمل کے گناہ کے علاوہ ان کی پیروی کرنے والوں کے گناہوں کا بوجھ الگ ہوگا۔ لوگوں کو گمراہ کرنے والوں کے بارے میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لِیَحْمِلُوْۤا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِۙ وَ مِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ یُضِلُّوْنَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍؕ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اس لئے کہ قیامت کے دن اپنے پورے بوجھ اور کچھ ان لوگوں کے گناہوں کے بوجھ اُٹھائیں جنہیں اپنی جہالت سے گمراہ کر رہے ہیں۔ سن لو! یہ کیا ہی بُرا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔

اور حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص نے ہدایت کی دعوت دی اسے اس ہدایت کی پیروی کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور پیروی کرنے والوں کے اجروں میں کوئی کمی نہ ہوگی اور جس شخص نے کسی گمراہی کی دعوت دی اسے اس گمراہی کی پیروی کرنے والوں کے برابر گناہ ہوگا اور پیروی کرنے والوں کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ (3)

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنے حال پر رحم کھانے اور اپنے اس برے عمل سے باز آجانے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

﴿وَ اَتْبَعْنٰهُمْ: اور ہم نے ان کے پیچھے (لعنت) لگادی۔﴾ ارشاد فرمایا کہ ہم نے اس دنیا میں فرعون اور اس کی قوم پر رسوائی اور رحمت سے دوری لازم کردی اور قیامت کے دن وہ لوگ بری حالت والوں میں سے ہوں گے۔ (4)

---

1 .....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۴۱، ۳/۴۳۴.

2 .....نحل: ۲۵.

3 .....مسلم، کتاب العلم، باب من سنّ سنّۃ حسنۃ او سیّئۃ... الخ، ص۱۴۳۵، الحدیث: ۱۶(۲۶۷۴).

4 .....مدارك، القصص، تحت الآیۃ: ۴۲، ص۸۷۲.

www.dawateislami.net

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآىٕرَ لِلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ(۴۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی بعد اس کے کہ اگلی سنگتیں ہلاک فرمادیں جس میں لوگوں کے دل کی آنکھیں کھولنے والی باتیں اور ہدایت اور رحمت تا کہ وہ نصیحت مانیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی اس کے بعد کہ ہم نے پہلی قوموں کو ہلاک فرمادیا تھا (موسیٰ کو وہ کتاب دی) جس میں لوگوں کے دلوں کی آنکھیں کھولنے والی باتیں اور ہدایت اور رحمت ہے تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

﴿وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی۔﴾ اس سے پہلی آیات میں فرعون اور اس کی قوم کا انجام اور ان پر اللہ تعالیٰ کا ہونے والا غضب بیان کیا گیا اور اب یہاں وہ احسان اور انعام بیان کیا جارہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر فرمایا۔ چنانچہ اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ بے شک پہلی قوموں جیسے حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم، قومِ عاد اور قومِ ثمود وغیرہ کو ہلاک کرنے کے بعد ہم نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو کتاب تورات عطا فرمائی جس میں لوگوں کے دلوں کی آنکھیں کھولنے والی باتیں ہیں تا کہ وہ بصیرت کی نگاہ سے انہیں پڑھ کر ہدایت حاصل کریں اور یہ اس کے لئے گمراہی سے ہدایت ہے جو اس کے احکامات پر عمل کرے اور اس کے لئے رحمت ہے جو اس پر ایمان لائے اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو یہ کتاب اس لئے عطا فرمائی تا کہ لوگ اس کے مَواعظ سے نصیحت حاصل کریں۔ (1)

وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ اِذْ قَضَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَ مَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ(۴۴) وَ لٰكِنَّاۤ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَیْهِمُ الْعُمُرُ ۚ

1 .....البحر المحیط، القصص، تحت الآیۃ: ۴۳، ۷/۱۱۵، خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۴۳، ۳/۴۳۴، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْۤ اَهْلِ مَدْیَنَ تَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ ﴿۴۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم طور کی جانب مغرب میں نہ تھے جبکہ ہم نے موسیٰ کو رسالت کا حکم بھیجا اور اس وقت تم حاضر نہ تھے۔ مگر ہوا یہ کہ ہم نے سنگتیں پیدا کیں کہ ان پر زمانہ دراز گزرا اور نہ تم اہلِ مَدیَن میں مقیم تھے ان پر ہماری آیتیں پڑھتے ہوئے ہاں ہم رسول بنانے والے ہوئے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور تم اس وقت طور کی مغربی جانب میں نہ تھے جب ہم نے موسیٰ کی طرف حکم بھیجا اور اس وقت تم موجود نہ تھے۔ لیکن (ہوا یہ) کہ ہم نے بہت سی قومیں پیدا کیں تو ان کی عمریں لمبی ہوگئیں اور نہ تم اہلِ مدین میں ان پر ہماری آیتیں پڑھتے ہوئے مقیم تھے لیکن ہم رسول بھیجنے والے ہیں۔

﴿وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ: اور تم اس وقت طور کی مغربی جانب میں نہ تھے۔﴾ اس سے پہلی آیات میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے حیرت انگیز واقعات بیان ہوئے اور اب یہاں سے وہ انعام بیان کیا جا رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ان واقعات کی وحی فرمائی اور ان غیبی علوم کے ساتھ خاص فرمایا جو آپ نہیں جانتے تھے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے انبیاء کے سردار! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، جب ہم نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف رسالت کا پیغام بھیجا، ان سے کلام فرمایا اور انہیں اپنی بارگاہ میں قربِ عنایت کیا تھا، اس وقت آپ وہاں حاضر نہ تھے، لیکن ہوا یہ کہ ہم نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد بہت سی امتیں پیدا کیں اور جب ان کی عمریں لمبی ہوگئیں تو وہ اللہ تعالیٰ کا عہد بھول گئے اور انہوں نے اس کی فرمانبرداری ترک کردی اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی قوم سے عالَم کے سردار، حبیبِ خدا، محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حق میں اور آپ پر ایمان لانے کے متعلق عہد لئے تھے اور جب طویل زمانہ گزرا اور امتوں کے بعد امتیں گزرتی چلی گئیں تو وہ لوگ ان

www.dawateislami.net

عَہدوں کو بھول گئے اور انہیں پورا کرنا ترک کر دیا، اور اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، نہ ہی آپ مَدْیَن والوں میں ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھتے ہوئے مقیم تھے، تو ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا، آپ کو علم دیا اور پہلوں کے حالات پر مُطَّلع کیا تاکہ آپ لوگوں کے سامنے ان واقعات کو بیان فرمائیں اور اگر اللہ تعالیٰ آپ کو ان کی خبر نہ دیتا تو آپ از خود ان واقعات کے بارے میں نہ جان سکتے تھے اور نہ ہی لوگوں کو بتا سکتے تھے۔ (1)

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور نہ تم طور کے کنارے تھے جب ہم نے ندا فرمائی ہاں تمہارے رب کی مہر ہے (کہ تمہیں غیب کے علم دیئے) کہ تم ایسی قوم کو ڈر سناؤ جس کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا یہ امید کرتے ہوئے کہ ان کو نصیحت ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور نہ تم اس وقت طور کے کنارے پر تھے جب ہم نے (موسیٰ کو) ندا فرمائی، لیکن تمہارے رب کی طرف سے رحمت ہے تاکہ تم اس قوم کو ڈراؤ جس کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا یہ امید کرتے ہوئے کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

﴿وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ: اور نہ تم اس وقت طور کے کنارے پر تھے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اور نہ آپ اس وقت کوہِ طور کے کنارے پر تھے جب ہم نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو تورات عطا فرمانے کے بعد ندا فرمائی، لیکن یہ آپ کے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے رحمت ہے کہ اس نے آپ کو غیبی علوم عطا فرمائے جن سے آپ گزشتہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور سابقہ امتوں کے احوال بیان فرما رہے ہیں اور آپ کا ان اُمور کی خبر دینا آپ کی نبوت کی روشن اور ظاہر دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیبی علوم اس لئے عطا فرمائے تاکہ

1 .....البحر المحیط، القصص، تحت الآیۃ: ۴۴-۴۵، ۷/۱۱۶-۱۱۷، مدارک، القصص، تحت الآیۃ: ۴۴-۴۵، ص۸۷۲-۸۷۳، خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۴۴-۴۵، ۳/۴۳۴.

www.dawateislami.net

آپ اس قوم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائیں جس کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا اور انہیں یہ امید کرتے ہوئے ڈرائیں کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ (1)

یاد رہے کہ کفارِ مکہ کے پاس نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے پہلے کوئی رسول تشریف نہیں لائے اور عرب میں حضرت اسماعیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد سے لے کر سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تک کوئی رسول تشریف نہیں لائے اور اہلِ کتاب کے پاس حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد سے لے کر حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تک کوئی رسول تشریف نہیں لائے اور سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس طرح کفارِ مکہ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے والے ہیں، اسی طرح اہلِ عرب، اہلِ کتاب، بلکہ پوری دنیا کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے والے ہیں۔

وَلَوْلَاۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ مُّصِیْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ فَیَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر نہ ہوتا کہ کبھی پہنچتی انہیں کوئی مصیبت اس کے سبب جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو کہتے اے ہمارے رب تو نے کیوں نہ بھیجا ہماری طرف کوئی رسول کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لاتے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ لوگوں کو ان کے ہاتھوں کے آگے بھیجے ہوئے اعمال کی وجہ سے (جب جہنم کی) مصیبت پہنچتی تو وہ کہتے: اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان والوں میں سے ہو جاتے۔

﴿وَلَوْلَا: اور اگر یہ بات نہ ہوتی۔﴾ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی قوم کی طرف رسول بھیجنے سے پہلے ہی ان کے کفر اور گناہوں کی وجہ سے ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی سختی آجاتی یا ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوتا تو وہ لوگ

1 .....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۴۶، ۳/۴۳۴-۴۳۵، مدارک، القصص، تحت الآیۃ: ۴۶، ص۸۷۳، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

یہ عذر پیش کر سکتے تھے کہ اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، ہم پر سختی اور عذاب نازل کرنے سے پہلے تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا تا کہ ہم تیری دلیلوں کو مانتے اور اپنے رسول پر جو کتاب تو نازل فرماتا اس کی آیتوں کی پیروی کرتے، صرف تیرے ہی معبود ہونے پر ایمان لاتے اور تیرے رسول کی اَحکامات اور ممنوعات میں تصدیق اور اطاعت کرتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس نے عذاب نازل کرنے سے پہلے لوگوں کی طرف اپنے رسول بھیجے تا کہ ان کی تبلیغ اور کوششوں کے بعد جب اپنے کفر اور گناہوں پر قائم رہنے والوں کو ان کے اعمال کی سزا ملے تو وہ مذکورہ بالا عذر پیش نہ کر سکیں۔

اس کے ہم معنی وہ آیتِ مبارکہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْ لَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَ نَخْزٰى (1)

ترجمۂ کنزالعرفان: اور اگر ہم انہیں رسول کے آنے سے پہلے کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو ضرور کہتے: اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے تیری آیتوں کی پیروی کرتے؟

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُوْتِيَ مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَ لَمْ يَكْفُرُوْا بِمَاۤ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۫ وقف قف وَ قَالُوْۤا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب ان کے پاس حق آیا ہماری طرف سے بولے انہیں کیوں نہ دیا گیا جو موسیٰ کو دیا گیا کیا اس کے منکر نہ ہوئے تھے جو پہلے موسیٰ کو دیا گیا بولے دو جادو ہیں ایک دوسرے کی پشتی پر اور بولے ہم ان دونوں کے منکر ہیں۔

ترجمۂ کنزالعرفان: پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آیا تو انہوں نے کہا: اس (نبی) کو اس جیسا کیوں نہ

1 ..... طٰہٰ: ۱۳۴.

www.dawateislami.net

دیدیا گیا جیسا موسیٰ کو دیا گیا تھا؟ کیا انہوں نے اس کا انکار نہیں کیا تھا جو پہلے موسیٰ کو دیا گیا؟ انہوں نے کہا: یہ دو جادو ہیں جو ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور انہوں نے کہا: بیشک ہم ان سب کا انکار کرنے والے ہیں۔

﴿فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا: پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آیا۔﴾ اس سے پہلی آیت میں بیان کیا گیا کہ خوف کے وقت کافر کہیں گے کہ اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا تاکہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور اس آیت میں رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو بھیجے جانے کے بعد کفارِ مکہ کا حال بیان کیا جارہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جب کفارِ مکہ کے پاس ہماری طرف سے محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تشریف لائے تو انہوں نے کہا: اس نبی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کو اس جیسا کیوں نہ دیدیا گیا جیسا (حضرت) موسیٰ (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کو دیا گیا تھا؟ یعنی انہیں قرآنِ کریم یکبارگی کیوں نہیں دیا گیا جیسا کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو پوری توریت ایک ہی بار میں عطا کی گئی تھی؟ یا اس کے یہ معنی ہیں کہ سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو عصا اور روشن ہاتھ جیسے وہ معجزات کیوں نہ دیئے گئے جو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دیئے گئے تھے؟ اس کا پسِ منظر یہ ہے کہ یہودیوں نے کفارِ قریش کو پیغام بھیجا کہ وہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سے معجزات طلب کریں۔ جب کفارِ قریش نے ایسا کیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ جن یہودیوں نے یہ سوال کرنے کا کہا ہے کیا وہ خود روشن نشانیوں کے باوجود حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اور جو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا ہے اس کے منکر نہ ہوئے اور جب یہ خود اس کے منکر ہیں جو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دیا گیا تو کس منہ سے اس کا مطالبہ سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے کرنے کا کہہ رہے ہیں۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ کفارِ قریش تمام انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے منکر تھے اور جب انہوں نے (یہودیوں کے کہنے پر) رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جیسے معجزات طلب کئے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”کیا کفارِ مکہ نے اس کا انکار نہیں کیا تھا جو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دیا گیا اور جب یہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دیئے جانے والے معجزات کے منکر ہیں تو پھر ان جیسے معجزات کا مطالبہ کیوں کررہے ہیں!“[1]

﴿قَالُوْا سِحْرٰنِ: انہوں نے کہا تھا کہ یہ دو جادو ہیں۔﴾ مکہ کے مشرکین نے مدینہ کے یہودی سرداروں کے پاس قاصد

1 ……تفسیر کبیر، القصص، تحت الآیۃ: ۴۸، ۸/۶۰۵-۶۰۶، خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۴۸، ۳/۴۳۵، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

بھیج کر دریافت کیا کہ محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بارے میں سابقہ کتابوں میں کوئی خبر ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں! حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نعت وصفت ان کی کتاب توریت میں موجود ہے۔ جب یہ خبر کفارِ قریش کو پہنچی تو وہ توریت اور قرآن کے بارے میں کہنے لگے کہ یہ دونوں جادو ہیں اور ان میں سے ایک دوسرے کی مددگار ہے۔ قرآن مجید کی ایک دوسری قراءت کے اعتبار سے معنی یہ ہوں گے کہ کفار نے کہا کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دونوں جادوگر ہیں اور ان میں سے ایک دوسرے کا مُعین ومددگار ہے۔ مزید کفارِ مکہ نے یہ کہا کہ بیشک ہم تورات کے بھی منکر ہیں اور قرآن کے بھی، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا بھی انکار کرتے ہیں اور محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا بھی۔ (1)

قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَاۤ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا یَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَیْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۰﴾ ع ۵ ۸/۸

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ تو اللہ کے پاس سے کوئی کتاب لے آؤ جو ان دونوں کتابوں سے زیادہ ہدایت کی ہو میں اس کی پیروی کروں گا اگر تم سچے ہو پھر اگر وہ یہ تمہارا فرمانا قبول نہ کریں تو جان لو کہ بس وہ اپنی خواہشوں ہی کے پیچھے ہیں اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اپنی خواہش کی پیروی کرے اللہ کی ہدایت سے جدا بیشک اللہ ہدایت نہیں فرماتا ظالم لوگوں کو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم فرماؤ: اگر تم سچے ہو تو اللہ کے پاس سے کوئی کتاب لے آؤ جو ان دونوں کتابوں سے زیادہ ہدایت

1 .....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۴۸، ۳/۴۳۵.

www.dawateislami.net

والی ہو میں اس کی پیروی کرلوں گا۔ پھر اگر وہ یہ تمہاری بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ بس وہ اپنی خواہشوں ہی کی پیروی کررہے ہیں اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کی طرف سے ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کی پیروی کرے۔ بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

﴿قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ: تم فرماؤ: تو اللہ کے پاس سے کوئی کتاب لے آؤ۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کفارِ مکہ کے انکار کرنے پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان کافروں سے فرمادیں کہ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو کہ تورات اور قرآن کریم جادو ہیں تو اللہ تعالیٰ کے پاس سے کوئی ایسی کتاب لے آؤ جو ان دونوں کتابوں سے زیادہ ہدایت والی ہو، اگر تم ایسی کتاب لے آئے تو میں اس کی پیروی کرلوں گا۔ یہاں یہ تنبیہ فرمائی گئی کہ کفار ایسی کتاب لانے سے بالکل عاجز ہیں، چنانچہ اگلی آیت میں ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، پھر اگر وہ کفار یہ تمہاری بات قبول نہ کریں اور ایسی کتاب نہ لاسکیں تو آپ جان لیں کہ یہ کفر کی جس سواری پر سوار ہیں اس کی ان کے پاس کوئی حجت نہیں ہے اور بس وہ اپنی خواہشوں ہی کی پیروی کررہے ہیں حالانکہ اس سے بڑھ کر گمراہ کوئی نہیں جو خلافِ ہدایت اپنی خواہش کی پیروی کرے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو اپنے دین کی طرف ہدایت نہیں دیتا۔[1]

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے ان کے لیے بات مسلسل اتاری کہ وہ دھیان کریں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک ہم نے ان کے لیے کلام مسلسل بھیجا تاکہ وہ نصیحت مانیں۔

﴿وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ: اور بیشک ہم نے ان کے لیے کلام مسلسل بھیجا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ بیشک ہم قرآنِ مجید کو ایک ہی بار میں نازل کرنے پر قادر ہیں لیکن ہم نے کفارِ قریش کے لیے اپنا کلام مسلسل بھیجا اور قرآنِ کریم ان کے پاس لگاتار اور مسلسل آیا جس میں جنّت کے وعدے، جہنّم کے عذاب کی وعید، سابقہ قوموں کے واقعات، عبرتوں اور نصیحتوں

1 .....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۴۹-۵۰، ۳/۴۳۵-۴۳۶، روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۴۹-۵۰، ۶/۴۱۲، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

پر مشتمل آیات نازل ہوئیں تا کہ یہ لوگ بار بار سن کر سمجھ سکیں اور ایمان لائیں تو ہمارا قرآن مجید کو تھوڑا تھوڑا نازل کرنا ان کی مَصلحت کی وجہ سے ہے اور وہ لوگ کس قدر جاہل ہیں جو اپنی مصلحت کی مخالفت کرتے ہوئے قرآن مجید کو ایک ہی بار میں نازل کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جن کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جن لوگوں کو ہم نے اس (قرآن) سے پہلے کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔

﴿اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ: جن لوگوں کو ہم نے اس (قرآن) سے پہلے کتاب دی۔﴾ شانِ نزول: یہ آیت اہلِ کتاب کے مومن حضرات حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب کے حق میں نازِل ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ یہ ان انجیل والوں کے حق میں نازِل ہوئی جو حبشہ سے آ کر سیّد المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لائے۔ یہ چالیس حضرات تھے جو حضرت جعفر بن ابی طالب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ آئے، جب انہوں نے مسلمانوں کی حاجت اور معاش کی تنگی دیکھی تو بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں عرض کی: ہمارے پاس مال ہیں، حضور اجازت دیں تو ہم واپس جا کر اپنے مال لے آئیں اور ان سے مسلمانوں کی خدمت کریں۔ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اجازت دی اور وہ جا کر اپنے مال لے آئے اور ان سے مسلمانوں کی خدمت کی۔ ان کے حق میں یہ آیات ”مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ“ تک نازل ہوئیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ یہ آیتیں 80 اہلِ کتاب کے حق میں نازل ہوئیں جن میں 40 نجران کے، 32 حبشہ کے اور 8 شام کے تھے۔ (1)

وَ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِیْنَ ﴿۵۳﴾

1 .....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۵۲، ۳/۴۳۶.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب ان پر یہ آیتیں پڑھی جاتی ہیں کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے بیشک یہی حق ہے ہمارے رب کے پاس سے ہم اس سے پہلے ہی گردن رکھ چکے تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جب ان پر یہ قرآن پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں: ہم اس پر ایمان لائے، بیشک یہی ہمارے رب کے پاس سے حق ہے۔ ہم اس (قرآن) سے پہلے ہی فرمانبردار ہو چکے تھے۔

﴿ وَ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ: **اور جب ان پر یہ قرآن پڑھا جاتا ہے۔**﴾ یہاں ان لوگوں کا وصف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا کہ جب ان کے سامنے قرآنِ مجید کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ کہتے ہیں: ہم اس پر ایمان لائے، بیشک یہی ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ کے پاس سے حق ہے۔ ہم اس قرآن کے نازل ہونے سے پہلے ہی فرمانبردار ہو چکے تھے اور ہم حبیبِ خدا، محمدِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے برحق نبی ہونے پر ایمان رکھتے تھے کیونکہ توریت و انجیل میں ان کا ذکر موجود ہے۔[1]

اُولٰٓىٕكَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَ یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ان کو ان کا اجر دوبالا دیا جائے گا بدلہ ان کے صبر کا اور وہ بھلائی سے برائی کو ٹالتے ہیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ان کو ان کا اجر دُگنا دیا جائے گا کیونکہ انہوں نے صبر کیا اور یہ برائی کو بھلائی سے دور کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

﴿ اُولٰٓىٕكَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ: **ان کو ان کا اجر دُگنا دیا جائے گا۔**﴾ ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کو دُگنا اجر دیا جائے گا کیونکہ وہ پہلی کتاب پر بھی ایمان لائے اور قرآنِ پاک پر بھی اور یہ ان کے اس صبر کا بدلہ ہے جو انہوں نے اپنے دین

1 .....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۵۳، ۳/۴۳۶.

www.dawateislami.net

پر اور مشرکین کی طرف سے پہنچنے والی ایذاؤں پر کیا۔

دُگنا اجر پانے والے لوگ

اس آیت میں دُگنا اجر پانے والے حضرات کا بیان ہوا اور حدیثِ پاک میں ان کے علاوہ مزید ایسے افراد کا بھی ذکر ہے جنہیں دگنا اجر ملے گا، چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جنہیں دو اجر ملیں گے، (1) اہلِ کتاب کا وہ شخص جو اپنے نبی پر بھی ایمان لایا اور سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر بھی۔ (2) وہ غلام جس نے اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کیا اور اپنے آقا کا بھی۔ (3) وہ شخص جس کے پاس باندی تھی جس سے وہ قربت کرتا تھا، پھر اس کو اچھی طرح ادب سکھایا، اچھی تعلیم دی اور آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا تو اس کے لئے بھی دو اجر ہیں۔ (1)

﴿وَیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ: اور یہ بُرائی کو بھلائی سے دُور کرتے ہیں۔﴾ یہاں ان اہلِ کتاب کا ایک وصف یہ بیان کیا گیا کہ وہ برائی کو بھلائی سے دور کرتے ہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ طاعت سے مَعصِیَت کو اور حِلم سے ایذاء کو دور کرتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وَحدانیّت کی گواہی دینے سے شرک کو دور کرتے ہیں۔ آیت کے آخر میں ان کا یہ وصف بیان کیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ اس کی راہ میں صدقہ کرتے ہیں۔ (2)

وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ٘-سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ٘-لَا نَبْتَغِی الْجٰهِلِیْنَ(۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں اس سے تغافل کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے لیے ہمارے عمل اور تمہارے لیے تمہارے عمل بس تم پر سلام ہم جاہلوں کے غرضی نہیں۔

---

1 .....مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، الفصل الاول، ۱/ ۲۳، الحدیث: ۱۰، مسلم، کتاب الایمان، باب وجوب الایمان برسالۃ نبیّنا... الخ، ص ۹۰، الحدیث: ۲۴۱(۱۵۴).

2 .....مدارک، القصص، تحت الآیۃ: ۵۴، ص ۸۷۴، خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۵۴، ۳/ ۴۳۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں: ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں۔ بس تمہیں سلام، ہم جاہلوں کا ساتھ نہیں چاہتے۔

﴿وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ: اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ مکہ کے مشرکین اہلِ کتاب میں سے ایمان لانے والوں کو گالیاں دیتے اور ان سے کہتے کہ تمہارا ستیاناس ہو، تم نے اپنے پرانے دین کو چھوڑ دیا۔ ان کے اس طرزِ عمل پر ایمان لانے والے اہلِ کتاب ان سے منہ پھیر لیتے ہیں اور یوں کہتے ہیں: ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں۔ بس تمہیں دُور ہی سے سلام ہے اور ہم جاہلوں کے ساتھ دوستی نہیں کرنا چاہتے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ مشرک لوگ مکہ مکرمہ کے ایمانداروں کو ان کا دین ترک کرنے اور اسلام قبول کرنے پر گالیاں دیتے اور بُرا کہتے، یہ حضرات ان کی بیہودہ باتیں سن کر اِعراض فرماتے اور ان سے کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ہمارا دین ہے اور تمہارے لئے تمہارا دین ہے، ہم تمہاری بیہودہ باتوں اور گالیوں کے جواب میں گالیاں نہ دیں گے اور ہم جاہلوں کے ساتھ میل جول نشست و بَرخاست نہیں چاہتے کیونکہ ہمیں جاہلانہ حرکات گوارا نہیں۔ (1)

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴿۵۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کردو ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک ایسا نہیں ہے کہ تم جسے چاہو اسے اپنی طرف سے ہدایت دیدو لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت

1 .....روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۵۵، ۶/۴۱۴، خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۵۵، ۳/۴۳۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

دیدیتا ہے اور وہ ہدایت والوں کو خوب جانتا ہے۔

﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ: بیشک ایسا نہیں ہے کہ تم جسے چاہو اسے اپنی طرف سے ہدایت دیدو۔﴾ مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے اس آیت کا شانِ نزول یوں مذکور ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے چچا (ابوطالب) سے اس کی موت کے وقت فرمایا: اے چچا! ”لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ“ کہو، میں تمہارے لئے قیامت کے دن گواہ ہوں گا۔ اس نے (صاف انکار کر دیا اور) کہا: اگر مجھے قریش کی طرف سے عیب لگائے جانے کا اندیشہ نہ ہوتا (کہ موت کی سختی سے گھبرا کر مسلمان ہوگیا ہے) تو میں ضرور ایمان لا کر تمہاری آنکھ ٹھنڈی کرتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی۔ [1] اور ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ اپنے چچا کے ایمان نہ لانے کا غم نہ کریں، آپ اپنا تبلیغ کا فریضہ ادا کر چکے، ہدایت دینا اور دل میں ایمان کا نور پیدا کرنا یہ آپ کا فعل نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور اسے خوب معلوم ہے کہ کسے یہ دولت دے گا اور کسے اس سے محروم رکھے گا۔ [2]

ابوطالب کے ایمان سے متعلق اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی تحقیق

اعلیٰ حضرت، مُجَدِّدِ دین وملت شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ابوطالب کے ایمان سے متعلق پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: اس میں شک نہیں کہ ابوطالب تمام عمر حضور سیّد المرسلین، سیّد الاوّلین والآخرین، سیّد الابرار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِلٰی یَوْمِ الْقَرار کی حفظ وحمایت وکفالت ونصرت میں مصروف رہے۔ اپنی اولاد سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا اور اس وقت میں ساتھ دیا کہ ایک عالَم حضور کا دشمنِ جاں ہوگیا تھا اور حضور کی محبت میں اپنے تمام عزیزوں قریبیوں سے مخالفت گوارا کی، سب کو چھوڑ دینا قبول کیا، کوئی دقیقہ غمگساری و جاں نثاری کا نامَرعی نہ رکھا (یعنی ہر لمحے غمگساری اور جاں نثاری کی)، اور یقیناً جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اللہ کے سچے رسول ہیں، ان پر ایمان لانے میں جنت اَبدی اور تکذیب میں جہنم دائمی ہے، بنو ہاشم کو مرتے وقت وصیت کی کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تصدیق کرو فلاح پاؤ گے، نعت شریف میں قصائد ان سے منقول، اور اُن میں براہِ

---

1 ……مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی صحّۃ اسلام من حضرہ الموت... الخ، ص ۳۴، الحدیث: ۴۱-۴۲ (۲۵).

2 ……خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۵۶، ۳/۴۳۷، تفسیر کبیر، القصص، تحت الآیۃ: ۵۶، ۹/۵، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

فراست وہ اُمور ذکر کیے کہ اس وقت تک واقع نہ ہوئے تھے (بلکہ) بعدِ بعثت شریف ان کا ظہور ہوا، یہ سب احوال مطالعۂ اَحادیث ومُراجعتِ کتبِ سِیَر (یعنی سیرت کی کتابوں کی طرف رجوع کرنے) سے ظاہر۔ مگر مُجَرَّد اِن اُمور سے ایمان ثابت نہیں ہوتا۔ کاش یہ افعال واقوال اُن سے حالتِ اسلام میں صادر ہوتے تو سیدنا عباس بلکہ ظاہراً سیدنا حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے بھی افضل قرار پاتے اور افضل الاَعمام حضور افضل الاَنام عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَام (یعنی تمام انسانوں سے افضل حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سب سے افضل چچا) کہلائے جاتے۔ تقدیرِ الٰہی نے بر بنا اُس حکمت کے جسے وہ جانے یا اُس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم، انہیں گروہِ مسلمین وغلامانِ شفیع المذنبین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم میں شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ۔ (تو اے عقل رکھنے والو! ان کے حال سے عبرت حاصل کرو) صرف معرفت گو کیسی ہی کمال کے ساتھ ہو ایمان نہیں۔ (1)

مزید فرماتے ہیں: ”آیاتِ قرآنیہ واَحادیثِ صحیحہ، مُتوافرہ، مُتظافرہ (یعنی بکثرت صحیح احادیث) سے ابوطالب کا کفر پر مرنا اور دمِ واپسیں ایمان لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحابِ نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت جس سے کسی سنی کو مجالِ دم زدن نہیں۔ (2)

نوٹ: ابوطالب کے ایمان نہ لانے سے متعلق تفصیلی دلائل کی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ کی 29 ویں جلد میں موجود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کا رسالہ ”شَرْحُ الْمَطَالِب فِی مَبْحَثِ اَبِی طَالِب“ (ابوطالب کے ایمان سے متعلق بحث) کا مطالعہ کریں۔

وَقَالُوْۤا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا یُّجْبٰۤى اِلَیْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾

1 .....فتاویٰ رضویہ، رسالہ: شرح المطالب فی مبحث ابی طالب، ۲۹/۶۵۷-۶۵۸۔

2 .....فتاویٰ رضویہ، رسالہ: شرح المطالب فی مبحث ابی طالب، ۲۹/۶۶۱۔

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اور کہتے ہیں اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو لوگ ہمارے ملک سے ہمیں اُچک لے جائیں گے کیا ہم نے انہیں جگہ نہ دی امان والی حرم میں جس کی طرف ہر چیز کے پھل لائے جاتے ہیں ہمارے پاس کی روزی لیکن ان میں اکثر کو علم نہیں۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: اور (کافر) کہتے ہیں: (اے محمد!) اگر ہم تمہارے ساتھ (مل کر) ہدایت کی پیروی کریں تو ہمیں ہماری سرزمین سے اچک لیا جائے گا۔ کیا ہم نے انہیں امن وامان والی جگہ حرم میں ٹھکانہ نہ دیا جس کی طرف ہر چیز کے پھل لائے جاتے ہیں (جو) ہماری طرف کا رزق ہے لیکن ان میں اکثر جانتے نہیں۔

﴿وَقَالُوْا: اور (کافر) کہتے ہیں۔﴾ شانِ نزول: یہ آیت حارث بن عثمان بن نوفل بن عبدِ مناف کے بارے میں نازل ہوئی، اس نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے کہا تھا کہ یہ بات تو ہم یقین سے جانتے ہیں کہ جو آپ فرماتے ہیں وہ حق ہے، لیکن اگر ہم آپ کے دین کی پیروی کریں گے تو ہمیں ڈر ہے کہ عرب کے لوگ ہمیں شہر بدر کر دیں گے اور ہمیں ہمارے وطن میں نہ رہنے دیں گے اور عرب کی سرزمین سے ایک دم ہمیں نکال دیں گے۔ اس آیت میں اس بات کا جواب دیا گیا کہ کیا ہم نے انہیں امن وامان والی جگہ حرم میں ٹھکانا نہ دیا جہاں کے رہنے والے قتل وغارت گری سے امن میں ہیں اور جہاں جانوروں اور سبزوں تک کو امن ہے اور جس کی طرف مختلف ممالک سے ہر چیز کے پھل لائے جاتے ہیں جو ہماری طرف کا رزق ہے، لیکن ان میں اکثر کو علم نہیں اور وہ اپنی جہالت کی وجہ سے نہیں جانتے کہ یہ روزی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، انہیں اگر یہ سمجھ ہوتی تو یہ بات جان جاتے کہ خوف اور امن بھی اسی کی طرف سے ہے اور ایمان لانے کی صورت میں شہر بدر کئے جانے کا خوف نہ کرتے۔ (1)

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِیْشَتَهَاۚ-فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِیْلًاؕ-وَ كُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِیْنَ(۵۸)

(1) ...خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۵۷، ۳/۴۳۷، مدارك، القصص، تحت الآیۃ: ۵۷، ص ۸۷۵، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اور کتنے شہر ہم نے ہلاک کردیئے جو اپنے عیش پر اِترا گئے تھے تو یہ ہیں ان کے مکان کہ ان کے بعد ان میں سکونت نہ ہوئی مگر کم اور ہمیں وارث ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور کتنے شہر ہم نے ہلاک کردیئے جو اپنے عیش پر اِترانے لگے تھے تو یہ ان کے مکانات ہیں جن میں ان کے بعد بہت کم رہائش رکھی گئی اور ہم ہی وارث ہیں۔

﴿وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ﴾: اور کتنے شہر ہم نے ہلاک کردیئے۔﴾ یہاں کفارِ مکہ کو ایسی قوموں کے خراب انجام سے خوف دلایا جارہا ہے جن کا حال اِن کی طرح تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں پاتے اور شکر کرنے کی بجائے ان نعمتوں پر اِتراتے تو وہ اپنی سرکشی کی وجہ سے ہلاک کردیئے گئے اور یہ ان کے مکان ہیں جن کے آثار اب بھی باقی ہیں اور عرب کے لوگ اپنے سفروں میں انہیں دیکھتے ہیں کہ ان مکانات میں ہلاک ہونے والوں کے بعد بہت کم رہائش رکھی گئی کہ کوئی مسافر یا راہ گزر ان میں تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر جاتا ہے، پھر یہ اسی طرح خالی پڑے رہتے ہیں۔ وہاں کے رہنے والے ایسے ہلاک ہوئے کہ ان کے بعد ان کا کوئی جانشین باقی نہ رہا اور اب اللہ تعالیٰ کے سوا ان مکانوں کا کوئی وارث نہیں کیونکہ مخلوق کی فنا کے بعد وہی سب کا وارث ہے۔[1]

معاشرے کو امن وامان کا گہوارہ بنانے کا ذریعہ

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی اطاعت سے امن نصیب ہوتا اور نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی مخالفت سے ہلاکت ہوتی ہے، جبکہ کفارِ مکہ نے الٹا سمجھ لیا کہ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت سے بدامنی ہوگی اور مخالفت سے امن ملے گا حالانکہ تاریخ اس کے برعکس ہے اور تاریخ سے ادنیٰ سی واقفیت رکھنے والا شخص بھی یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ جن لوگوں نے اپنے نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی اطاعت کی انہوں نے دنیا میں امن پایا اور وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہے اور جو لوگ اپنے نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی اطاعت سے رُوگردانی کرتے رہے اور ان کی مخالفت پر کمربستہ رہے وہ انتہائی خوفناک عذابوں کے ذریعے ہلاک کردیئے گئے۔ اسی بات کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں اپنے معاشرے میں

1 .....مدارك، القصص، تحت الآية: ۵۸، ص۸۷۵، خازن، القصص، تحت الآية: ۵۸، ۳/۴۳۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

پائی جانے والی بدامنی کی وجوہات اور اسباب پر بھی دل سے غور کرنا چاہئے اور بطورِ خاص اس پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے سوچنا چاہئے کہ کہیں یہ ہمارا تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تعلیمات اور احکامات پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ تو نہیں، اگر ایسا ہے اور یقیناً ایسا ہی ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی اطاعت نہ کرنے کی رَوِش کو ترک کر دیں اور سیّدُ المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی کامل اطاعت و فرمانبرداری شروع کر دیں، اِنْ شَآءَ اللّٰہ برسوں نہیں، مہینوں میں بلکہ دنوں میں ہمارا معاشرہ امن و امان کا گہوارہ بن جائے گا۔ اللّٰہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

گناہ کرنے میں لوگوں کی بجائے اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللّٰہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے میں لوگوں کی پکڑ اور ان کی سزا سے خوف کھانا جبکہ اللّٰہ تعالیٰ کی گرفت اور عذاب سے بے خوف ہونا کفار کا طریقہ ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اللّٰہ تعالیٰ کی نافرمانی کے معاملے میں لوگوں کی بجائے اللّٰہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرے اور اس سے کسی بھی حال میں بے پرواہ نہ ہو۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

چھپ کے لوگوں سے کئے جس کے گناہ وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے
ارے او مجرم بے پَروا دیکھ سر پہ تلوار ہے کیا ہونا ہے

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْۤ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰۤى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک ان کے اصل مرجع میں رسول نہ بھیجے جو ان پر ہماری آیتیں پڑھے اور ہم شہروں کو ہلاک نہیں کرتے مگر جبکہ ان کے ساکن ستم گار ہوں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک کرنے والا نہیں ہے جب تک ان کے مرکزی شہر میں رسول نہ بھیجے جو ان پر ہماری آیتیں پڑھے اور ہم شہروں کو ہلاک کرنے والے نہیں ہیں مگر (اسی وقت) جب ان کے رہنے والے ظالم ہوں۔

www.dawateislami.net

﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْۤ اُمِّهَا رَسُوْلًا: اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک کرنے والا نہیں ہے جب تک ان کے مرجع شہر میں رسول نہ بھیجے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ کے رب عَزَّوَجَلَّ کی شان یہ ہے کہ وہ شہروں کو اس وقت تک ہلاک نہیں فرماتا جب تک ان کے مرکزی مقام میں رسول نہ بھیج دے جو اِن میں رہنے والوں کے سامنے ہماری آیتیں پڑھے اور انہیں تبلیغ کرے اور اس بات کی خبر دیدے کہ اگر وہ ایمان نہ لائیں گے تو اِن پر عذاب نازل کیا جائے گا تاکہ اِن پر حجت لازم ہو جائے اور ان کے لئے عذر کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ اور ہم شہروں کو اسی وقت ہلاک کرتے ہیں جب ان میں رہنے والے لوگ ظالم ہوں، رسول کو جھٹلاتے ہوں، اپنے کفر پر قائم ہوں اور اس سبب سے وہ عذاب کے مستحق ہوں۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اس آیت میں مرکزی شہر سے مراد مکہ مکرمہ ہے اور رسول سے مراد نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہیں کیونکہ آپ آخری نبی ہیں۔ (1)

موجودہ زمانے کے کفار کو نصیحت

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تشریف آوری سے پہلے کی وہ بستیاں جو اجڑی ہوئی اور ویران نظر آرہی ہیں اور فی زمانہ بھی ان میں سے کئی بستیوں کے آثار باقی ہیں، یہ بغیر کسی وجہ کے تباہ و برباد نہیں کی گئیں بلکہ ان میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بھیجے جنہوں نے ان میں رہنے والوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا اور انہیں کفر و شرک چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ماننے اور صرف اسی کی عبادت کرنے کی دعوت دی، لیکن جب وہاں کے رہنے والوں نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بات ماننے کی بجائے انہیں جھٹلایا اور اپنے کفر و شرک پر اَڑے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس ظلم کی وجہ سے انہیں ہلاک اور ان کے شہروں اور بستیوں کو تباہ و برباد کر دیا۔

وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰى ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع ۶ ۱۰ ۹

(1) ……مدارك، القصص، تحت الآية: ۵۹، ص ۸۷۵-۵۷۶، خازن، القصص، تحت الآية: ۵۹، ۳/۴۳۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کچھ چیز تمہیں دی گئی ہے وہ دنیوی زندگی کا برتاوا اور اس کا سنگار ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور (اے لوگو!) جو کچھ چیز تمہیں دی گئی ہے تو وہ دنیوی زندگی کا ساز و سامان اور اس کی زینت ہے اور جو (ثواب) اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے تو کیا تم سمجھتے نہیں؟

﴿وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ: اور (اے لوگو!) جو کچھ چیز تمہیں دی گئی ہے۔﴾ یہاں بطورِ خاص کفارِ مکہ سے اور عمومی طور پر تمام لوگوں سے فرمایا گیا کہ اے لوگو! جو کچھ چیز تمہیں دی گئی ہے تو وہ دُنْیَوی زندگی کا ساز و سامان اور اس کی زینت ہے جس کی بقا بہت تھوڑی اور جس نے آخر کار فنا ہونا ہے اور جو ثواب اور آخرت کے مَنافع اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والے ہیں کیونکہ یہ تمام پریشانیوں سے خالی اور کبھی ختم نہ ہونے والے ہیں، تو کیا تم میں عقل نہیں کہ اتنی بات سمجھ سکو کہ جو چیز باقی رہنے والی ہے وہ فنا ہو جانے والی سے بہتر ہے اور تم بہتر چیز کو اختیار کر سکو اور اسے ترجیح دو جو ہمیشہ باقی رہے گی اور اس کی نعمتیں کبھی ختم نہ ہوں گی۔ (1)

آخرت پر دنیا کو ترجیح دینے والا نادان ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص دُنْیَوی ساز و سامان، عیش و عشرت اور زیب و زینت کو اُخروی نعمتوں اور آسائشوں پر ترجیح دے وہ بے عقل اور نادان ہے کیونکہ وہ عارضی اور ختم ہو جانے والی چیز کو اس پر ترجیح دے رہا ہے جو ہمیشہ رہنے والی اور کبھی ختم نہ ہونے والی ہے۔ ایسے شخص کے لئے درج ذیل آیات میں بڑی عبرت ہے جو اصل کے اعتبار سے تو کفار کیلئے ہیں لیکن اپنے کئی پہلوؤں کے اعتبار سے مسلمانوں کیلئے بھی درسِ نصیحت و عبرت ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَیْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِیْهَا وَ هُمْ فِیْهَا لَا یُبْخَسُوْنَ(۱۵)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جو دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتا ہو تو ہم دنیا میں انہیں ان کے اعمال کا پورا بدلہ دیں گے

1 .....قرطبی، القصص، تحت الآیۃ: ۶۰، ۷/۲۲۷، الجزء الثالث عشر، مدارك، القصص، تحت الآیۃ: ۶۰، ص۸۷۶، خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۶۰، ۳/۴۳۷-۴۳۸، تفسیر طبری، القصص، تحت الآیۃ: ۶۰، ۱۰/۹۱، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۫ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (1)

اور انہیں دنیا میں کچھ کم نہ دیا جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور دنیا میں جو کچھ انہوں نے کیا وہ سب برباد ہو گیا اور ان کے اعمال باطل ہیں۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِیْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ یَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْیَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىٕكَ كَانَ سَعْیُهُمْ مَّشْكُوْرًا (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جو جلدی والی (دنیا) چاہتا ہے تو ہم جسے چاہتے ہیں اس کیلئے دنیا میں جو چاہتے ہیں جلد دیدیتے ہیں پھر ہم نے اس کیلئے جہنم بنا رکھی ہے جس میں وہ مذموم، مردود ہو کر داخل ہوگا۔ اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کیلئے ایسی کوشش کرتا ہے جیسی کرنی چاہیے اور وہ ایمان والا بھی ہو تو یہی وہ لوگ ہیں جن کی کوشش کی قدر کی جائے گی۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ یَوْمَ یَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَ بُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِمَنْ یَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَ اٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى (3)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: پھر جب وہ عام سب سے بڑی مصیبت آئے گی۔ اس دن آدمی یاد کرے گا جو اس نے کوشش کی تھی۔ اور جہنم ہر دیکھنے والے کیلئے ظاہر کر دی جائے گی۔ تو وہ جس نے سرکشی کی۔ اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی۔ تو بیشک جہنم ہی اس کا ٹھکانا ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا۔ تو بیشک جنت ہی ٹھکانا ہے۔

لہٰذا اے انسان!

وَ ابْتَغِ فِیْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ ۫ وَ لَا تَنْسَ

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس

1 .....ھود: ۱۵، ۱۶.

2 .....بنی اسرآءیل: ۱۸، ۱۹.

3 .....نازعات: ۳۴-۴۱.

www.dawateislami.net

نَصِیْبَكَ مِنَ الدُّنْیَا وَ اَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْكَ وَ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ(1)

کے ذریعے آخرت کا گھر طلب کر اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول اور احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا اور زمین میں فساد نہ کر، بے شک اللہ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔

افسوس! فی زمانہ مسلمانوں کی اکثریت بھی دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کی بے عقلی اور نادانی کا شکار ہے اور ان میں سے بعض کا حال یہ ہو چکا ہے کہ دنیا کا مال حاصل کرنے کیلئے لوگوں کو دھمکیاں دینے، انہیں اغوا کر کے تاوانوں کا مطالبہ کرنے، اسلحے کے زور پر مال چھیننے حتّٰی کے مال حاصل کرنے کی خاطر لوگوں کو جان تک سے مار دینے میں لگے ہوئے ہیں، الغرض دنیا کا مال اور اس کا عیش و عشرت حاصل کرنا ان کی اَوّلین ترجیح بنا ہوا ہے اور اس کے لئے وہ ہر سطح پر جانے کو تیار ہیں اور اپنی آخرت سے متعلق انہیں ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقلِ سلیم عطا فرمائے، اٰمین۔

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِیْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ثُمَّ هُوَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ﴿۶۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا وہ جسے ہم نے اچھا وعدہ دیا تو وہ اس سے ملے گا اس جیسا ہے جسے ہم نے دنیوی زندگی کا برتاؤ برتنے دیا پھر وہ قیامت کے دن گرفتار کر کے حاضر لایا جائے گا۔

ترجمۂ کنزالعرفان: تو وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہوا ہے پھر وہ اس (وعدے) سے ملنے والا (بھی) ہے کیا وہ اس شخص جیسا ہے جسے ہم نے (صرف) دنیوی زندگی کا ساز و سامان فائدہ اٹھانے کو دیا ہو پھر وہ قیامت کے دن گرفتار کر کے حاضر کئے جانے والوں میں سے ہو۔

﴿اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا: تو وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہوا ہے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! تم اس بات پر غور کرو کہ وہ شخص جس سے ہم نے اس کے ایمان اور طاعت پر جنت کے ثواب کا اچھا وعدہ کیا ہوا ہے، پھر وہ اس

1 .....قصص ۷۷.

www.dawateislami.net

وعدے کو پانے والا بھی ہے، کیا وہ اس شخص جیسا ہے جسے ہم نے صرف دُنْیَوی زندگی کا ساز وسامان فائدہ اٹھانے کو دیا ہو اور یہ ساز وسامان عنقریب زائل ہو جانے والا ہو، پھر وہ قیامت کے دن گرفتار کر کے حاضر کئے جانے والوں میں سے ہو! یہ دونوں ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ جسے اچھا وعدہ دیا گیا اس سے مراد مومن ہے اور دوسرے شخص سے کافر مراد ہے۔ (1)

دنیا کا طلبگار اور آخرت کا خواہش مند برابر نہیں

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص صرف دنیا کا طلبگار اور آخرت سے بے پرواہ ہے وہ اس شخص جیسا نہیں جو دنیا کی زندگی اور اس کے عیش وعشرت پر قناعت کرنے کی بجائے آخرت کی اچھی زندگی کا خواہش مند اور وہاں کی عظیم الشّان دائمی نعمتیں حاصل کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا کا وہ عیش وعشرت جس کے بعد بندہ عذاب میں مبتلا ہو جائے، کسی طرح بھی اس قابل نہیں کہ اسے آخرت پر ترجیح دی جائے اور نہ ہی کوئی عقل مند انسان ایسا کر سکتا ہے۔

وَیَوْمَ یُنَادِیْهِمْ فَیَقُوْلُ اَیْنَ شُرَكَآءِیَ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۶۲﴾
قَالَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَغْوَیْنَاۚ
اَغْوَیْنٰهُمْ كَمَا غَوَیْنَاۚ تَبَرَّاْنَاۤ اِلَیْكَ ۫ مَا كَانُوْۤا اِیَّانَا یَعْبُدُوْنَ ﴿۶۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جس دن انہیں ندا کرے گا تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جنہیں تم گمان کرتے تھے۔ کہیں گے وہ جن پر بات ثابت ہو چکی اے ہمارے رب یہ ہیں وہ جنہیں ہم نے گمراہ کیا ہم نے انہیں گمراہ کیا جیسے خود گمراہ ہوئے تھے ہم ان سے بیزار ہو کر تیری طرف رجوع لاتے ہیں وہ ہم کو نہ پوجتے تھے۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور یاد کرو جس دن (اللہ) انہیں ندا کرے گا تو فرمائے گا: کہاں ہیں میرے وہ شریک جنہیں تم سمجھتے تھے۔

1 .....روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۶۱، ۶/ ۴۲۰، جلالین، القصص، تحت الآیۃ: ۶۱، ص ۳۳۲، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

وہ لوگ جن پر قول ثابت ہو چکا ہے وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! یہی ہیں وہ جنہیں ہم نے گمراہ کیا۔ ہم نے انہیں ایسے ہی گمراہ کیا جیسے ہم خود گمراہ ہوئے تھے۔ ہم (ان سے) بیزار ہو کر تیری طرف رجوع لاتے ہیں، یہ ہماری عبادت نہ کرتے تھے۔

﴿وَیَوْمَ یُنَادِیْهِمْ: اور یاد کرو جس دن (اللہ) انہیں ندا کرے گا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مشرکوں کو ڈانٹتے ہوئے ندا کرے گا اور ان سے فرمائے گا ”وہ کہاں ہیں جنہیں تم دنیا میں میرا شریک سمجھتے تھے۔ یہ ندا سن کر عام کفار کی بجائے گمراہوں کے سردار اور کفر کے پیشوا جن پر جہنم کا عذاب واجب ہو چکا ہے، کہیں گے: اے ہمارے رب! یہی ہماری پیروی کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے شرک کی طرف بلا کر گمراہ کیا۔ ہم نے انہیں گمراہ کیا تو یہ اسی طرح گمراہ ہو گئے جیسے ہم خود گمراہ ہوئے تھے۔ اس سے ان کی مراد یہ ہو گی کہ جیسے ہم اپنے اختیار سے گمراہ ہوئے اسی طرح یہ بھی اپنے ہی اختیار سے گمراہ ہوئے کیونکہ ہم نے تو صرف انہیں بہکایا تھا گمراہی پر مجبور نہیں کیا تھا اس لئے ہماری اور ان کی گمراہی میں کوئی فرق نہیں۔ ہم ان سے اور جس کفر کو انہوں نے اختیار کیا اس سے بیزار ہو کر تیری طرف رجوع لاتے ہیں، یہ ہماری عبادت نہ کرتے تھے بلکہ یہ اپنی خواہشوں کے پرستار اور اپنی شہوات کے اطاعت گزار تھے۔ (1)

وَقِیْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَۚ-لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا یَهْتَدُوْنَ(۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ان سے فرمایا جائے گا اپنے شریکوں کو پکارو تو وہ پکاریں گے تو وہ ان کی نہ سنیں گے اور دیکھیں گے عذاب کیا اچھا ہوتا اگر وہ راہ پاتے۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور ان سے فرمایا جائے گا: اپنے شریکوں کو پکارو تو وہ انہیں پکاریں گے تو وہ انہیں جواب نہ دیں گے

1 .....مدارك، القصص، تحت الآیة: ٦٢-٦٣، ص٨٧٦-٨٧٧، روح البیان، القصص، تحت الآیة: ٦٢-٦٣، ٦/٤٢١، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

اور یہ عذاب دیکھیں گے۔ کیا اچھا ہوتا اگر یہ ہدایت حاصل کر لیتے۔

﴿وَقِیْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ: اور ان سے فرمایا جائے گا: اپنے شریکوں کو پکارو تو وہ انہیں پکاریں گے۔﴾ یعنی بتوں کے پجاریوں سے فرمایا جائے گا: ان بتوں کو پکارو، جنہیں تم اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے تھے تاکہ وہ تمہیں جہنم کے عذاب سے بچائیں۔ چنانچہ وہ ان بتوں کو پکاریں گے لیکن وہ انہیں جواب نہ دیں گے اور یہ پجاری عذاب دیکھیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ لوگ دنیا میں گمراہ ہونے کی بجائے ہدایت حاصل کر لیتے تاکہ آخرت میں عذاب نہ دیکھتے۔ (1)

وَ یَوْمَ یُنَادِیْهِمْ فَیَقُوْلُ مَاذَاۤ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۶۵﴾ فَعَمِیَتْ عَلَیْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ یَوْمَىٕذٍ فَهُمْ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۶۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جس دن انہیں ندا کرے گا تو فرمائے گا تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا۔ تو اس دن ان پر خبریں اندھی ہو جائیں گی تو وہ کچھ پوچھ گچھ نہ کریں گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جس دن (اللہ) انہیں ندا فرمائے گا تو فرمائے گا: (اے لوگو!) تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا؟ تو اس دن ان پر خبریں اندھی ہو جائیں گی تو وہ ایک دوسرے سے نہیں پوچھیں گے۔

﴿وَیَوْمَ یُنَادِیْهِمْ: اور جس دن انہیں ندا فرمائے گا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کفار کو ڈانٹتے ہوئے فرمائے گا: ”تم نے ان رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو کیا جواب دیا تھا جو تمہاری طرف بھیجے گئے تھے اور تمہیں حق کی دعوت دیتے تھے؟ تو اس دن کفار کو کچھ یاد نہ رہے گا کہ انہوں نے کیا جواب دیا تھا اور کوئی عذر اور حجت انہیں نظر نہ آئے گی تو وہ ایک دوسرے سے نہیں پوچھیں گے اور انتہائی دہشت کی وجہ سے ساکت رہ جائیں گے یا کوئی کسی سے اس لئے نہ پوچھے گا کہ جواب سے عاجز ہونے میں سب کے سب برابر ہیں خواہ وہ تابع

1 .....مدارك، القصص، تحت الآية: ٦٤، ص٨٧٧، روح البيان، القصص، تحت الآية: ٦٤، ٦/٤٢١، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ہوں یا متبوع، کافر ہوں یا کافر گر۔ (1)

ایک دوسری روایت میں ہے جو کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے منقول ہے کہ کوئی آدمی نہیں ہوگا مگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے تنہائی میں بات کرے گا (یعنی بندہ لوگوں سے جدا ہوگا)۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا اے ابنِ آدم! کس چیز نے تجھے مجھ سے دھوکے میں ڈالا؟ اے ابنِ آدم! تو نے رسولوں کو کیا جواب دیا؟ اے ابنِ آدم! تو نے اپنے علم پر کیا عمل کیا؟ (2)

فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِیْنَ ﴿۶۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا قریب ہے کہ وہ راہ یاب ہو۔

ترجمۂ کنزالعرفان: تو وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا تو قریب ہے کہ وہ کامیاب ہونے والوں میں سے ہوگا۔

﴿فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ: تو وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا۔﴾ اس سے پہلی آیات میں عذاب پانے والے کفار کا حال بیان ہوا اور اب یہاں سے کفار کو دنیا میں توبہ کی ترغیب دی جا رہی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا جس شخص نے دنیا میں شرک سے توبہ کر لی اور اللہ تعالیٰ پر اور جو کچھ اس کی طرف سے نازل ہوا ہے اس پر ایمان لے آیا اور اس نے نیک کام کیے تو قریب ہے کہ وہ کامیاب ہونے والوں میں سے ہوگا۔ (3)

وَ رَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ یَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

1 .....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۶۵-۶۶، ۳/۴۳۸، روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۵۶-۶۶، ۶/۴۲۱-۴۲۲، ملتقطاً.

2 .....حلیۃ الاولیاء، ذکر الصحابۃ من المھاجرین، عبد اللّٰہ بن مسعود، ۱/۱۸۰، الحدیث: ۴۱۲.

3 .....تفسیر کبیر، القصص، تحت الآیۃ: ۶۷، ۹/۱۰، مدارک، القصص، تحت الآیۃ: ۶۷، ص۸۷۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

وَتَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ(۶۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہے ان کا کچھ اختیار نہیں پاکی اور برتری ہے اللہ کو اُن کے شرک سے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور (جو چاہتا ہے) پسند کرتا ہے۔ ان (مشرکوں) کا کچھ اختیار نہیں۔ اللہ ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

﴿وَ رَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ یَخْتَارُ: اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے۔﴾ شانِ نزول: یہ آیت ان مشرکین کے جواب میں نازل ہوئی جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو نبوت کے لئے کیوں منتخب فرمایا ہے اور یہ قرآن مکہ اور طائف کے کسی بڑے شخص پر کیوں نہ اُتارا؟ یہ کلام کرنے والا ولید بن مغیرہ تھا اور بڑے آدمی سے وہ اپنے آپ کو اور عروہ بن مسعود ثقفی کو مراد لیتا تھا۔ اس کے جواب میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ رسولوں کا بھیجنا ان لوگوں کے اختیار سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہے، اپنی حکمت وہی جانتا ہے انہیں اُس کی مرضی میں دخل دینے کی کیا مجال ہے۔ (1)

وَ رَبُّكَ یَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ(۶۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں میں چھپا ہے اور جو ظاہر کرتے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور تمہارا رب جانتا ہے جو ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔

﴿وَ رَبُّكَ یَعْلَمُ: اور تمہارا رب جانتا ہے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ کا رب ان کے کفر اور ان کی آپ سے عداوت کو جانتا ہے جسے یہ لوگ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں اور ان کی وہ باتیں بھی

1 ……روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۶۸، ۶/۴۲۳، خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۶۸، ۳/۴۳۹، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

جانتا ہے جو یہ اپنی زبانوں سے ظاہر کرتے ہیں جیسے آپ کی نبوت پر اعتراض کرنا اور قرآن پاک کو جھٹلانا۔[1] اور جب اللہ تعالیٰ ان کے باطن اور ظاہر کو جانتا ہے تو وہی انہیں ان کی حرکتوں کی سزا دے گا۔

وَهُوَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَؕ لَهُ الْحَمْدُ فِی الْاُوْلٰى وَ الْاٰخِرَةِ۫ وَ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ(۷۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہی ہے اللہ کہ کوئی خدا نہیں اس کے سوا اسی کی تعریف ہے دنیا اور آخرت میں اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ دنیا اور آخرت میں اسی کیلئے تمام تعریفیں ہیں اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

﴿وَهُوَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ: اور وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔﴾ ارشاد فرمایا کہ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ دنیا اور آخرت میں اسی کیلئے تمام تعریفیں ہیں کہ اس کے اولیاء دنیا میں بھی اس کی حمد کرتے ہیں اور آخرت میں بھی اس کی حمد سے لذت اٹھائیں گے اور ہر چیز میں اسی کا حکم، فیصلہ اور قضاء نافذ و جاری ہے اور اے لوگو! قیامت کے دن اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے تو وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دے گا۔[2]

قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْكُمُ الَّیْلَ سَرْمَدًا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ یَاْتِیْكُمْ بِضِیَآءٍؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ(۷۱)

1 .....روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۶۹، ۶/۴۲۵، جلالین، القصص، تحت الآیۃ: ۶۹، ص۳۳۳، ملتقطاً۔

2 .....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۷۰، ۳/۴۳۹، جلالین، القصص، تحت الآیۃ: ۷۰، ص۳۳۳، تفسیر سمرقندی، القصص، تحت الآیۃ: ۷۰، ۲/۵۲٤، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر اللہ ہمیشہ تم پر قیامت تک رات رکھے تو اللہ کے سوا کون خدا ہے جو تمہیں روشنی لا دے تو کیا تم سنتے نہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم فرماؤ: بھلا دیکھو کہ اگر اللہ تم پر قیامت تک ہمیشہ رات ہی بنا دے تو اللہ کے سوا کون دوسرا معبود ہے جو تمہارے پاس روشنی لائے گا تو کیا تم سنتے نہیں؟

﴿قُلْ اَرَءَیْتُمْ: تم فرماؤ: بھلا دیکھو۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ مکہ والوں سے فرما دیں: تم مجھے اس بات کا جواب دو کہ اگر اللہ تعالیٰ سورج کو طلوع ہونے سے روک کر یا اسے بے نور کر کے تم پر قیامت تک ہمیشہ رات ہی رکھے اور دن نکالے ہی نہیں جس میں تم اپنی معاشی سرگرمیاں انجام دے سکو تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون دوسرا معبود ہے جو یہ قدرت رکھتا ہو کہ تمہارے پاس دن کی روشنی لے آئے، تو کیا تم اس کلام کو ہوش کے کانوں سے سنتے نہیں اور اس میں غور و فکر نہیں کرتے تاکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی قدرت واضح ہو جائے اور تم شرک سے باز آ کر اس کی وحدانیّت پر ایمان لے آؤ۔ (1)

قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ یَاْتِیْكُمْ بِلَیْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِیْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر اللہ قیامت تک ہمیشہ دن رکھے تو اللہ کے سوا کون خدا ہے جو تمہیں رات لا دے جس میں آرام کرو تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم فرماؤ: بھلا دیکھو کہ اگر اللہ تم پر قیامت تک ہمیشہ دن ہی بنا دے تو اللہ کے سوا اور کون معبود ہے جو تمہارے پاس رات لے آئے جس میں تم آرام کرو تو کیا تم دیکھتے نہیں؟

1 ……روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۷۱، ۶/۴۲۶، جلالین، القصص، تحت الآیۃ: ۷۱، ص۳۳۳، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

﴿قُلْ اَرَءَیْتُمْ: تم فرماؤ: بھلا دیکھو۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ مکہ والوں سے یہ بھی فرمادیں: تم مجھے یہ بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ سورج کو آسمان کے درمیان روک کر قیامت تک ہمیشہ دن ہی رکھے اور رات ہونے ہی نہ دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون معبود ہے جو یہ قدرت رکھتا ہو کہ وہ تمہارے پاس رات لے آئے جس میں تم آرام کرسکو اور دن میں جو کام اور محنت کی تھی اس کی تھکن دور کرسکو۔ تو کیا تم دیکھتے نہیں کہ تم کتنی بڑی غلطی میں ہو جو اس کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہو اور تمہیں چاہئے کہ اپنی اس غلطی کا احساس کرکے اس سے باز آجاؤ۔ (1)

وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس نے اپنی مہر سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے کہ رات میں آرام کرو اور دن میں اس کا فضل ڈھونڈو اور اس لیے کہ تم حق مانو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے کہ رات میں آرام کرو اور (دن میں) اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم (اس کا) شکر ادا کرو۔

﴿وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ: اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے تاکہ تم رات میں آرام کرو، اپنے بدنوں کو راحت پہنچاؤ اور دن بھر کی محنت و مشقت سے ہونے والی تھکن دور کرو اور دن میں روزی تلاش کرو جو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور تم اپنی معاشی و کاروباری سرگرمیاں انجام دو اور تم پر یہ رحمت فرمانے کی حکمت یہ کہ تم اس کی وجہ سے اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا حق مانو، اس کی وحدانیّت کا اقرار کرو اور صرف اسی کی عبادت کرکے اس کی نعمتوں کا شکر بجالاؤ۔ (2)

1 ……جلالین، القصص، تحت الآیۃ: ۷۲، ص۳۳۳، روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۷۲، ۶/۴۲۷، ملتقطاً.
2 ……تفسیر طبری، القصص، تحت الآیۃ: ۷۳، ۱۰/۹۸.

www.dawateislami.net

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جس دن انہیں ندا کرے گا تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جو تم بکتے تھے۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور یاد کرو جس دن (اللہ) انہیں ندا کرے گا تو فرمائے گا: کہاں ہیں میرے وہ شریک جنہیں تم (میرا شریک) سمجھتے تھے۔

﴿وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ: اور یاد کرو جس دن انہیں ندا کرے گا۔﴾ یہاں سے مشرکین کا اُخروی حال بیان کیا جارہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ وہ دن یاد کریں جس دن اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کو ندا کرے گا تو فرمائے گا: اے مشرکو! جنہیں تم دنیا میں میرا شریک سمجھتے تھے وہ کہاں ہیں؟ تاکہ آج کے دن وہ تمہیں نجات دیں اور عذاب سے تمہیں چھٹکارا دلائیں۔ یہ ندا سن کر کفار کے غم میں اور اضافہ ہوجائے گا۔ (1)

وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ ع ۱۰

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہر گروہ میں سے ہم ایک گواہ نکال کر فرمائیں گے اپنی دلیل لاؤ تو جان لیں گے کہ حق اللہ کا ہے اور ان سے کھوئی جائیں گی جو بناوٹیں کرتے تھے۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور ہم ہر امت میں سے ایک گواہ نکال لیں گے پھر فرمائیں گے: اپنی دلیل لاؤ تو وہ جان لیں گے کہ حق اللہ ہی کیلئے ہے اور ان سے ان کی بنائی ہوئی جھوٹی باتیں گم ہوجائیں گی۔

﴿وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا: اور ہم ہر امت میں سے ایک گواہ نکال لیں گے۔﴾ یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن

1 .....تفسیر کبیر، القصص، تحت الآیۃ: ۷۴، ۹/۱۳، تفسیر طبری، القصص، تحت الآیۃ: ۷۴، ۱۰/۹۸، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ہر امت میں سے ایک گواہ نکال کر لائے گا جو کہ اس امت کے رسول ہوں گے اور وہ اپنی اپنی اُمتوں پر اس بات کی گواہی دیں گے کہ انہوں نے ان لوگوں تک اللہ تعالیٰ کے پیغام پہنچائے اور انہیں نصیحتیں کیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ہر امت سے ارشاد فرمائے گا: دنیا میں شرک اور رسولوں کی مخالفت کرنا جو تمہارا شیوہ تھا، اس کے صحیح ہونے پر تمہارے پاس جو دلیل ہے وہ پیش کرو۔ تو اس دن وہ جان لیں گے کہ اِلٰہ اور معبود ہونے کا حق صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں، اور دنیا میں جو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرا کر اور ان شریکوں کو اپنی شفاعت کرنے والا بتا کر جھوٹی باتیں بناتے تھے، ان کی یہ سب باتیں ضائع ہو جائیں گی۔ (1)

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا پھر اس نے ان پر زیادتی کی اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے جن کی کنجیاں ایک زور آور جماعت پر بھاری تھیں جب اس سے اس کی قوم نے کہا اِترا نہیں بیشک اللہ اِترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا پھر اس نے قوم پر زیادتی کی اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے جن کی کنجیاں (اُٹھانا) ایک طاقتور جماعت پر بھاری تھیں۔ جب اس سے اس کی قوم نے کہا: اِترا ؤ نہیں، بیشک اللہ اِترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

﴿اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى: بیشک قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا۔﴾ اس سے پہلے آیت نمبر 60 میں کفارِ

1 .....مدارك، القصص، تحت الآية: ۷۵، ص۸۷۹، جلالين، القصص، تحت الآية: ۷۵، ص۳۳۳، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

مکہ سے فرمایا گیا تھا کہ تمہیں جو چیز دی گئی ہے وہ صرف دُنْیَوی زندگی کا سامان اور اس کی زینت ہے اور اب یہاں سے بیان فرمایا جارہا ہے کہ قارون کو بھی دُنْیَوی زندگی کا سامان دیا گیا اور اُس نے اِس پر غرور کیا تو وہ بھی فرعون کی طرح عذاب سے نہ بچ سکا تو اے مشرکو! تم قارون اور فرعون سے زیادہ مال اور تعداد نہیں رکھتے اور فرعون کو اس کے لشکر و مال نے عذاب سے بچنے میں کوئی فائدہ نہ دیا اسی طرح قارون کو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے رشتہ داری اور اس کے کثیر خزانوں نے کوئی نفع نہ دیا تو تم کس چیز کے بھروسے پر رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو جھٹلا رہے اور ان پر ایمان لانے سے منہ موڑ رہے ہو۔ یاد رکھو! اگر تم بھی اپنی رَوِش سے باز نہ آئے تو تمہارا انجام بھی فرعون اور قارون سے مختلف نہ ہوگا۔ (1)

قارون کا مختصر تعارف، اس کے خزانوں کا حال اور اس کی رَوِش

یہاں اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کی مناسبت سے قارون کا مختصر تعارف، اس کے خزانوں کا حال اور اس کی روش ملاحظہ ہو، چنانچہ مفسرین فرماتے ہیں کہ قارون حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے چچا یصہر کا بیٹا تھا۔ انتہائی خوب صورت اور حسین شکل کا آدمی تھا، اسی لئے اسے مُنَوَّر کہتے تھے۔ بنی اسرائیل میں توریت کا سب سے بہتر قاری تھا۔ ناداری کے زمانے میں نہایت عاجزی کرنے والا اور با اخلاق تھا۔ دولت ہاتھ آتے ہی اس کا حال تبدیل ہوا اور یہ بھی سامری کی طرح منافق ہوگیا۔ کہا گیا ہے کہ فرعون نے اسے بنی اسرائیل پر حاکم بنادیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اتنے خزانے دیئے تھے کہ ان کی چابیاں اُٹھانا ایک طاقتور جماعت پر بھاری پڑتا تھا اور یہ لوگ خزانوں کی وزنی چابیاں اٹھا کر تھک جایا کرتے تھے۔ جب قارون سوار ہوکر نکلتا تو کئی خچروں پر اس کے خزانوں کی چابیاں لادی جاتی تھیں۔ جب اس سے بنی اسرائیل کے مومن حضرات نے کہا: اے قارون! تم اپنے مال کی کثرت پر اِترائو نہیں، بیشک اللہ تعالیٰ اِترانے والوں کو پسند نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ نے تجھے جو مال دیا ہے اس کے ذریعے تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرکے اور مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرکے آخرت کا گھر طلب کر اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول بلکہ دنیا میں آخرت کے لئے عمل کرتا کہ تو عذاب سے نجات پائے کیونکہ دنیا میں انسان کا حقیقی حصہ یہ ہے کہ وہ صدقہ اور صلہ رحمی وغیرہ کے ذریعے آخرت کے لئے عمل کرے اور تو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ اسی طرح احسان کر جیسا اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا اور گناہوں کا اِرتکاب کرکے،

1 .....تفسیر قرطبی، القصص، تحت الآیۃ: ۷۶، ۷/۲۳۲، الجزء الثالث عشر، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

نیز ظلم، بغاوت اور سرکشی کر کے زمین میں فساد نہ کر، بے شک اللہ تعالیٰ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔[1]

خوش ہونے اور خوشی منانے سے متعلق 3 شرعی احکام

آیت نمبر 76 میں قارون کے اترانے یعنی فخر و تکبر کے طور پر خوش ہونے کا ذکر ہوا، اس مناسبت سے یہاں خوش ہونے اور خوشی منانے سے متعلق 3 شرعی احکام ملاحظہ ہوں:

(1)..... سختی کی خوشی یعنی اترانا حرام ہے، لیکن شکر کی خوشی عبادت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا[2] ترجمۂ کنزالعرفان: تم فرماؤ: اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ہی خوشی منانی چاہیے۔

(2)..... جرم کر کے خوش ہونا حرام ہے جبکہ عبادت کر کے خوش ہونا بہتر ہے۔

(3)..... ناجائز طریقے سے خوشی منانا حرام ہے جیسے خوشی سے ناچنا شروع کر دینا جبکہ جائز طور سے خوشی منانا اچھا ہے جیسے خوشی میں صدقہ کرنا وغیرہ۔

تکبر میں مبتلا ہونے کا ایک سبب

اسی آیت سے معلوم ہوا کہ مال و دولت کی کثرت فخر، غرور اور تکبر میں مبتلا ہونے کا ایک سبب ہے۔ امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ تکبر کے اسباب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”تکبر کا پانچواں سبب مال ہے اور یہ بادشاہوں کے درمیان ان کے خزانوں اور تاجروں کے درمیان ان کے سامان کے سلسلے میں ہوتا ہے، اسی طرح دیہاتیوں میں زمین اور آرائش والوں میں لباس اور سواری میں ہوتا ہے۔ مالدار آدمی، فقیر کو حقیر سمجھتا اور اس پر تکبر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تو مسکین اور فقیر ہے، اگر میں چاہوں تو تیرے جیسے لوگوں کو خرید لوں، میں تو تم سے اچھے لوگوں سے خدمت لیتا ہوں، تو کون ہے؟ اور تیرے ساتھ کیا ہے؟ میرے گھر کا سامان تیرے تمام مال سے بڑھ کر ہے اور میں تو ایک دن میں اتنا خرچ کر دیتا ہوں جتنا تو سال بھر میں نہیں کھاتا۔

---

1 .....مدارك، القصص، تحت الآية: ٧٦-٧٧، ص٨٧٩، ابو سعود، تحت الآية: ٧٦-٧٧، ٤/٢٤٤-٢٤٥، خازن، القصص، تحت الآية: ٧٦-٧٧، ٣/٤٤٠، ملتقطاً.

2 .....یونس: ۵۸.

www.dawateislami.net

وہ یہ تمام باتیں اس لیے کرتا ہے کہ مالدار ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے جب کہ اس شخص کو فقر کی وجہ سے حقیر جانتا ہے اور یہ سب کچھ اس لیے ہوتا ہے کہ وہ فقر کی فضیلت اور مالداری کے فتنے سے بے خبر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا (1)

ترجمۂ کنزالعرفان: تو اس نے اپنے ساتھی سے کہا اور وہ اس سے فخر و غرور کی باتیں کرتا رہتا تھا۔ (اس سے کہا) میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور افراد کے اعتبار سے زیادہ طاقتور ہوں۔

حتّٰی کہ دوسرے نے جواب دیا:

اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا ﴿۳۹﴾ فَعَسٰى رَبِّیْۤ اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَ یُرْسِلَ عَلَیْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِیْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ اَوْ یُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِیْعَ لَهٗ طَلَبًا (2)

ترجمۂ کنزالعرفان: اگر تو مجھے اپنے مقابلے میں مال اور اولاد میں کم دیکھ رہا ہے۔ تو قریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بہتر عطا فرمادے اور تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں گرادے تو وہ چٹیل میدان ہو کر رہ جائے۔ یا اس باغ کا پانی زمین میں دھنس جائے پھر تو اسے ہرگز تلاش نہ کر سکے۔

تو اس پہلے شخص کا قول مال اور اولاد کے ذریعے تکبر کے طور پر تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے انجام کا یوں ذکر فرمایا:

یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّیْۤ اَحَدًا (3)

ترجمۂ کنزالعرفان: اے کاش! میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہوتا۔

قارون کا تکبر بھی اسی انداز کا تھا۔ (4)

مال و دولت کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبر کا علاج

امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”(مال و دولت، پیروکاروں اور مددگاروں کی کثرت کی وجہ سے تکبر کرنا)

1 ..... کہف: ۳۴.
2 ..... کہف: ۳۹-۴۱.
3 ..... کہف: ۴۲.
4 ..... احیاء علوم الدین، کتاب ذم الکبر و العجب، بیان ما به التکبر، ۳/۴۳۲.

www.dawateislami.net

تکبر کی سب سے بری قسم ہے، کیونکہ مال پر تکبر کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اپنے گھوڑے اور مکان پر تکبر کرتا ہے اب اگر اس کا گھوڑا مر جائے یا مکان گر جائے تو وہ ذلیل و رُسوا ہوتا ہے اور جو شخص بادشاہوں کی طرف سے اختیارات پانے پر تکبر کرتا ہے اپنی کسی ذاتی صفت پر نہیں، تو وہ اپنا معاملہ ایسے دل پر رکھتا ہے جو ہنڈیا سے بھی زیادہ جوش مارتا ہے، اب اگر اس سلسلے میں کچھ تبدیلی آ جائے تو وہ مخلوق میں سے سب سے زیادہ ذلیل ہوتا ہے اور ہر وہ شخص جو خارجی اُمور کی وجہ سے تکبر کرتا ہے اس کی جہالت ظاہر ہے کیونکہ مالداری پر تکبر کرنے والا آدمی اگر غور کرے تو دیکھے گا کہ کئی یہودی مال و دولت اور حسن و جمال میں اس سے بڑھے ہوئے ہیں، تو ایسے شرف پر افسوس ہے جس میں یہودی تم سے سبقت لے جائیں اور ایسے شرف پر بھی افسوس ہے جسے چور ایک لمحے میں لے جائیں اور اس کے بعد وہ شخص ذلیل اور مُفلِس ہو جائے۔[1] اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو مال و دولت کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبر سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

وَابْتَغِ فِیْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِیْبَكَ مِنَ الدُّنْیَا وَ اَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْكَ وَ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ(۷۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر طلب کر اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول اور احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا اور زمین میں فساد نہ چاہ بے شک اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس کے ذریعے آخرت کا گھر طلب کر اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول اور احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا اور زمین میں فساد نہ کر، بے شک اللہ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔

﴿وَ لَا تَنْسَ نَصِیْبَكَ مِنَ الدُّنْیَا: اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول۔﴾ آیت کے اس حصے کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے

1 .....احیاء علوم الدین، کتاب ذم الکبر والعجب، بیان الطریق فی معالجۃ الکبر واکتساب التواضع لہ، ۳/۴۴۴۔

www.dawateislami.net

کہ اے قارون! تو اپنی صحت، قوت، جوانی اور دولت کو نہ بھول بلکہ تجھے ان کے ساتھ آخرت طلب کرنی چاہئے۔ (1)

پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت سمجھیں

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی صحت، قوت جوانی اور دولت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال کر کے ضائع نہیں کرنی چاہئے بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں استعمال کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کے ذریعے اپنی آخرت کو سنوارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ”سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت سمجھو۔ (1) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، (2) تندرستی کو بیماری سے پہلے، (3) دولت مندی کو ناداری سے پہلے، (4) فراغت کو مصروفیت سے پہلے، (5) زندگی کو موت سے پہلے۔ (2)

قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِیْؕ-اَوَ لَمْ یَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّ اَكْثَرُ جَمْعًاؕ-وَ لَا یُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ(۷۸)

ترجمۂ کنزالایمان: بولا یہ تو مجھے ایک علم سے ملا ہے جو میرے پاس ہے اور کیا اسے یہ نہیں معلوم کہ اللہ نے اس سے پہلے وہ سنگتیں ہلاک فرمادیں جن کی قوتیں اس سے سخت تھیں اور جمع اس سے زیادہ اور مجرموں سے ان کے گناہوں کی پوچھ نہیں۔

ترجمۂ کنزالعرفان: (قارون نے) کہا: یہ تو مجھے ایک علم کی بنا پر ملا ہے جو میرے پاس ہے اور کیا اسے یہ نہیں معلوم کہ اللہ نے اس سے پہلے وہ قومیں ہلاک فرمادیں جو زیادہ طاقتور اور زیادہ مال جمع کرنے والی تھیں اور مجرموں سے ان کے

1 .....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۷۷، ۳/ ۴۴۰.

2 .....مستدرك، كتاب الرقاق، نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس... الخ، ۵/ ۴۳۵، الحديث: ۷۹۱۶.

www.dawateislami.net

گناہوں کی پوچھ گچھ نہیں کی جاتی۔

﴿قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِیْ: کہا: یہ تو مجھے ایک علم کی بنا پر ملا ہے جو میرے پاس ہے۔﴾ قارون نے نصیحت کرنے والوں کو جواب دیتے ہوئے کہا: یہ مال تو مجھے ایک علم کی بنا پر ملا ہے جو میرے پاس ہے۔ اس علم سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ اس سے توریت کا علم مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے علمِ کیمیا مراد ہے جو قارون نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے حاصل کیا تھا اور اس کے ذریعے سے وہ (ایک نرم دھات) رانگ کو چاندی اور تانبے کو سونا بنا لیتا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے تجارت، زراعت اور پیشوں کا علم مراد ہے۔ (1)

خود پسندی کی حقیقت اور اس کی مذمت

قارون کے ان جملوں میں خود پسندی کا عُنْصر بالکل واضح ہے۔ خود پسندی کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اس بات کا اظہار کرے کہ اسے نیک عمل کی توفیق یا نعمت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز مثلاً نفس یا مخلوق سے حاصل ہوئی ہے۔ خود پسندی کی ضد احسان ہے اور احسان کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اس بات کا اظہار کرے کہ اسے نیک عمل کی توفیق یا نعمت اللہ تعالیٰ کی توفیق اور تائید سے حاصل ہوئی ہے۔ (2)

یاد رہے کہ خود پسندی ایک ایسی باطنی بیماری ہے جس کی وجہ سے بندہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور تائید سے محروم ہو جاتا ہے اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور تائید سے محروم ہو جائے تو بہت جلد ہلاک و برباد ہو جاتا ہے۔ اس کی مذمت کے حوالے سے یہاں 4 اَحادیث اور بزرگانِ دین کے 2 اَقوال ملاحظہ ہوں۔

(1).....حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تین چیزیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں۔ (1) بخل جس کی پیروی کی جائے۔ (2) نفسانی خواہشات جن کی اتباع کی جائے۔ (3) آدمی کا اپنے آپ کو اچھا سمجھنا۔ (3)

(2).....حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کوئی بندہ آسمان و زمین والوں کے عمل کے برابر نیکی اور تقویٰ لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ

1 .....روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۷۸، ۶/۴۳۱-۴۳۲، خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۷۸، ۳/۴۴۱، ملتقطاً.

2 .....منہاج العابدین، العقبۃ السادسۃ، القادح الثانی: العجب، ص۱۷۹.

3 .....شعب الایمان، الحادی عشر من شعب الایمان... الخ، ۱/۴۷۱، الحدیث: ۷۴۵.

www.dawateislami.net

میں حاضر ہو اور اس میں یہ تین برائیاں ہوں (1) خود پسندی۔ (2) مومنوں کو ایذا دینا۔ (3) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا۔ تو اس کے اعمال کا وزن ایک ذرے کے برابر بھی نہ ہوگا۔ (1)

(3).....حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”خود پسندی اگر کسی مرد کی صورت میں ہوتی تو وہ انتہائی بدصورت مرد ہوتا۔ (2)

(4).....حضرت حسن بن علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”خود پسندی ستّر سال کے اعمال برباد کر کے رکھ دیتی ہے۔ (3)

(5).....حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ”توفیق بہترین قائد ہے، حسنِ اخلاق بہترین دوست ہے، عقل بہترین ساتھی ہے، ادب بہترین میراث ہے اور خود پسندی سے زیادہ شدید کوئی وحشت نہیں۔ (4)

(6).....حضرت یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”تم خود پسندی سے بچو کیونکہ یہ خود پسندی کرنے والے کو ہلاک کر دیتی ہے اور بے شک خود پسندی نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ (5)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس ہلاکت خیز باطنی مرض سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خود پسندی کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے امام غزالی کی مشہور تصنیف ”احیاء العلوم“ کی تیسری جلد اور ”منہاج العابدین“ سے ”عجب کا بیان“ مطالعہ فرمائیں۔ (6)

﴿اَوَلَمْ یَعْلَمْ: اور کیا اسے نہیں معلوم۔﴾ قارون کا خیال تھا کہ چونکہ میرے پاس علم، زر، زور، جتھا، جماعت بہت کافی ہے اس لئے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور نہ مجھ پر عذابِ الٰہی آ سکتا ہے۔ اس کے اس خیال کی تردید اس آیت میں فرمائی گئی، کہ تجھ سے پہلے کے کفار تجھ سے زیادہ طاقتور، مالدار، ہنرمند اور جتھے والے تھے۔ مگر نبی کی مخالفت کی وجہ سے جو عذاب آیا تو اسے کوئی دور نہ کر سکا تو تو کیوں اپنی قوت اور مال کی کثرت پر غرور کرتا ہے؟ کیا تو جانتا نہیں کہ اس کا

1 .....مسند الفردوس، باب العین، ۳/۳۶۴، الحدیث: ۵۱۰۲.
2 .....مسند الفردوس، باب العین، ۳/۳۴۰، الحدیث: ۵۰۲۶.
3 .....کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، حرف العین، العجب، ۲/۲۰۵، الحدیث: ۷۶۶۶، الجزء الثالث.
4 .....شعب الایمان، الثالث والثلاثون من شعب الایمان... الخ، فصل فی فضل العقل، ۴/۱۶۱، الحدیث: ۴۶۶۱.
5 .....شعب الایمان، السابع والاربعون من شعب الایمان...الخ،فصل فی الطبع علی القلب،۵/۴۵۲،روایت نمبر: ۷۲۴۸.
6 .....دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ سے بھی یہ دونوں کتابیں شائع ہو چکی ہیں، وہاں سے بھی خرید کر مطالعہ کر سکتے ہیں۔

www.dawateislami.net

انجام ہلاکت ہے؟

﴿وَلَا یُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ: اور مجرموں سے ان کے گناہوں کی پوچھ گچھ نہیں کی جاتی۔﴾ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مجرموں کو سزا دیتا ہے تو اسے ان کے گناہ دریافت کرنے کی حاجت نہیں کیونکہ وہ ان کا حال جانتا ہے۔ لہٰذا دوسرے وقت میں ان سے جو پوچھا جائے گا وہ معلومات کیلئے نہیں بلکہ ڈانٹ ڈپٹ کے لئے ہوگا۔ (1)

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖؕ قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ قَارُوْنُۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ(۷۹)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اپنی قوم پر نکلا اپنی آرائش میں بولے وہ جو دنیا کی زندگی چاہتے ہیں کسی طرح ہم کو بھی ایسا ملتا جیسا قارون کو ملا بیشک اس کا بڑا نصیب ہے۔

ترجمۂ کنزالعرفان: تو وہ اپنی زینت میں اپنی قوم کے سامنے نکلا تو دنیاوی زندگی کے طلبگار کہنے لگے: اے کاش ہمیں بھی ایسا مل جاتا جیسا قارون کو ملا بیشک یہ بڑے نصیب والا ہے۔

﴿فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖ: تو وہ اپنی زینت میں اپنی قوم کے سامنے نکلا۔﴾ منقول ہے کہ ایک مرتبہ ہفتے کے دن قارون بہت جاہ وجلال سے اس طرح نکلا کہ خود سونے کی زین ڈالے ہوئے سفید رنگ کے خچر پر ارغوانی جوڑا پہنے سوار تھا اور اس کے ساتھ ہزاروں لونڈی غلام زیوروں سے آراستہ، ریشمی لباس پہنے اور سجے ہوئے گھوڑوں پر سوار تھے۔ جب لوگوں نے اس کی اس زینت کو دیکھا تو ان میں سے جو دنیا میں رغبت رکھتے اور دُنْیَوی زندگی کے طلبگار تھے، وہ کہنے لگے: اے کاش ہمیں بھی ایسی شان وشوکت اور مال ودولت مل جاتی جیسی قارون کو دنیا میں ملی ہے۔ بیشک یہ بڑے نصیب والا ہے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہاں دنیا میں رغبت رکھنے والوں سے بنی اسرائیل کے مسلمان مراد ہیں۔ ان کی یہ

1 .....تفسیر کبیر، القصص، تحت الآیۃ: ۷۸، ۹/۱۶، روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۷۸، ۶/۴۳۳، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

تمنا بشری تقاضے سے تھی اور یہ کفر یا گناہِ کبیرہ نہیں۔ (1)

رشک اور حسد کا شرعی حکم

خیال رہے کہ دُنْیَوی نعمتوں میں غِبْطہ کرنا یعنی کسی کی دولت وغیرہ پر اس کے زوال کی خواہش کے بغیر رشک کرنا اور اس میں برابری کی تمنا کرنا بھی اس صورت میں منع ہے جب کہ دنیا یا مال کی محبت کے طور پر ہو، اگر ایسا نہیں تو یہ تمنا جائز ہے، البتہ حسد یعنی یہ تمنا کرنا کہ دوسرے سے نعمت زائل ہو کر اسے مل جائے، یہ مُطْلَقاً حرام ہے۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَیْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بولے وہ جنہیں علم دیا گیا خرابی ہو تمہاری اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لیے جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے اور یہ انہیں کو ملتا ہے جو صبر والے ہیں۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور جنہیں علم دیا گیا تھا انہوں نے کہا: تمہاری خرابی ہو، اللہ کا ثواب بہتر ہے اس آدمی کے لیے جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے اور یہ انہیں کو دیا جائے گا جو صبر کرنے والے ہیں۔

﴿وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ: اور جنہیں علم دیا گیا تھا انہوں نے کہا۔﴾ یعنی بنی اسرائیل کے علماء جو کہ آخرت کے اَحوال کا علم رکھتے اور دنیا سے بے رغبت تھے، انہوں نے تمنا کرنے والوں سے کہا: اے دنیا کے طلبگارو! تمہاری خرابی ہو، جو آدمی ایمان لائے اور اچھے کام کرے اس کے لئے آخرت میں اللہ تعالیٰ کا ثواب اس دولت سے بہتر ہے جو دنیا میں قارون کو ملی اور یہ انہیں کو ملتا ہے جو صبر کرنے والے ہیں۔ یعنی نیک عمل کرنا صبر کرنے والوں ہی کا حصہ ہے اور اس کا ثواب وہی پاتے ہیں۔ (2)

1 .....روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۷۹، ۶/ ۴۳۳، تفسیر کبیر، القصص، تحت الآیۃ: ۷۹، ۹/ ۱۲، جلالین، القصص، تحت الآیۃ: ۷۹، ص ۳۳۴، ملتقطاً.

2 .....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۸۰، ۳/ ۴۴۱، روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۸۰، ۶/ ۴۳۴، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

غافلوں اور علم والوں کا حال

معلوم ہوا کہ دنیا داروں کی دنیا کو لالچ کی نظر سے دیکھنا اور انہیں ملنے والی دنیا کی تمنا کرنا غافل لوگوں کا کام ہے جبکہ اہلِ علم حضرات دنیا سے بے رغبت رہتے، آخرت میں ملنے والے ثواب پر نظر رکھتے اور یہ ثواب پانے کی امید رکھتے ہوئے نیک اعمال کرتے اور گناہوں سے باز رہتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی دنیا کے عیش و عشرت کے حصول کی تمنا کرنے کی بجائے اُخروی ثواب پانے کے لئے کوششیں کرنے کی طرف راغب کرتے ہیں۔ لہٰذا عوام کو چاہئے کہ ایسی غفلت کا شکار ہونے سے بچیں اور اہلِ علم حضرات کو چاہئے کہ خود بھی زہد و تقویٰ کے پیکر بنیں اور عوام کو بھی اپنی اصلاح کی طرف راغب کرنے کی کوششیں کریں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی کہ اللہ سے بچانے میں اس کی مدد کرتی اور نہ وہ بدلہ لے سکا۔

ترجمۂ کنزالعرفان: تو ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی جو اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد کرتی اور نہ وہ خود (اپنی) مدد کر سکا۔

﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ: تو ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ ہم نے قارون اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اس سے عذاب دور کر کے اس کی مدد کرتی اور نہ ہی وہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے بدلہ لے سکا۔ (1)

قارون اور اس کے خزانوں کو زمین میں دھنسائے جانے کا واقعہ

قارون اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسانے کا واقعہ سیرت و واقعات بیان کرنے والے علماء نے یہ ذکر کیا ہے

1 .....مدارك، القصص، تحت الآية: ۸۱، ص ۸۸۱.

www.dawateislami.net

کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بنی اسرائیل کو دریا کے پار لے جانے کے بعد قربانیوں کا انتظام حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سپرد کر دیا۔ بنی اسرائیل اپنی قربانیاں حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس لاتے اور وہ ان قربانیوں کو مذبح میں رکھتے جہاں آسمان سے آگ اتر کر ان کو کھا لیتی۔ قارون کو حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اس منصب پر حسد ہوا اس نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے کہا: رسالت تو آپ کی ہوئی اور قربانی کی سرداری حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی، میں کچھ بھی نہ رہا حالانکہ میں توریت کا بہترین قاری ہوں، میں اس پر صبر نہیں کر سکتا۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: ”یہ منصب حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو میں نے خود سے نہیں دیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دیا ہے۔ قارون نے کہا: خدا کی قسم! میں آپ کی تصدیق نہ کروں گا جب تک آپ مجھے اس بات کا ثبوت نہ دکھا دیں۔ اس کی بات سن کر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بنی اسرائیل کے سرداروں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا: ”اپنی لاٹھیاں لے آؤ۔ وہ لاٹھیاں لے آئے تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اُن سب کو اپنے خیمے میں جمع کیا اور رات بھر بنی اسرائیل ان لاٹھیوں کا پہرہ دیتے رہے۔ صبح کو حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا عصا سرسبز و شاداب ہو گیا اور اس میں پتے نکل آئے۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: ”اے قارون! تو نے یہ دیکھا؟ قارون نے کہا: یہ آپ کے جادو سے کچھ عجیب نہیں۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اس کے ساتھ اچھی طرح پیش آتے رہے لیکن وہ آپ کو ہر وقت ایذا دیتا تھا اور اس کی سرکشی و تکبر اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ساتھ عداوت دم بدم ترقی پر تھی۔ ایک مرتبہ اس قارون نے ایک مکان بنایا جس کا دروازہ سونے کا تھا اور اس کی دیواروں پر سونے کے تختے نصب کئے، بنی اسرائیل صبح و شام اس کے پاس آتے، کھانے کھاتے، باتیں بناتے اور اُسے ہنسایا کرتے تھے۔

جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو قارون حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس آیا تو اُس نے آپ سے طے کیا کہ درہم و دینار اور مویشی وغیرہ میں سے ہزارواں حصہ زکوٰۃ دے گا، لیکن جب گھر جا کر اس نے حساب کیا تو اس کے مال میں سے اتنا بھی بہت کثیر ہوتا تھا، یہ دیکھ کر اس کے نفس نے اتنی بھی ہمت نہ کی اور اس نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو جمع کر کے کہا: تم نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ہر بات میں اطاعت کی، اب وہ تمہارے مال لینا چاہتے ہیں تو تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ اُنہوں نے کہا: آپ ہمارے بڑے ہیں، جو آپ چاہیں حکم دیجئے۔ قارون نے کہا: فلانی بدچلن عورت کے پاس جاؤ اور اس سے ایک معاوضہ مقرر کرو کہ وہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر تہمت لگائے،

www.dawateislami.net

ایسا ہوا تو بنی اسرائیل حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ قارون نے اس عورت کو ہزار دینار، ایک ہزار درہم اور بہت سے وعدے کر کے یہ تہمت لگانے پر تیار کر لیا اور دوسرے دن بنی اسرائیل کو جمع کر کے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس آیا اور کہنے لگا: بنی اسرائیل آپ کا انتظار کر رہے ہیں کہ آپ انہیں وعظ و نصیحت فرمائیں۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تشریف لائے اور بنی اسرائیل میں کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا: ''اے بنی اسرائیل! جو چوری کرے گا اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے، جو بہتان لگائے گا اسے 80 کوڑے لگائے جائیں گے اور جو زنا کرے گا اور اس کی بیوی نہیں ہے تو اسے سو کوڑے مارے جائیں گے اور اگر بیوی ہے تو اس کو سنگسار کیا جائے گا یہاں تک کہ مر جائے۔ یہ سن کر قارون کہنے لگا: یہ حکم سب کے لئے ہے خواہ آپ ہی ہوں۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: ''خواہ میں ہی کیوں نہ ہوں۔ قارون نے کہا: بنی اسرائیل کا خیال ہے کہ آپ نے فلاں بدکار عورت کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: ''اسے بلاؤ۔ وہ آئی تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: ''اس کی قسم جس نے بنی اسرائیل کے لئے دریا پھاڑا اور اس میں راستے بنائے اور توریت نازل کی، تو جو بات سچ ہے وہ کہہ دے۔ وہ عورت ڈر گئی اور اللہ تعالیٰ کے رسول پر بہتان لگا کر انہیں ایذا دینے کی جرأت اُسے نہ ہوئی اور اُس نے اپنے دل میں کہا کہ اس سے توبہ کرنا بہتر ہے اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے عرض کیا کہ جو کچھ قارون کہلانا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم یہ جھوٹ ہے اور اُس نے آپ پر تہمت لگانے کے عِوَض میں میرے لئے کثیر مال مقرر کیا ہے۔

حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے حضور روتے ہوئے سجدہ میں چلے گئے اور یہ عرض کرنے لگے: یا رب! عَزَّوَجَلَّ، اگر میں تیرا رسول ہوں تو میری وجہ سے قارون پر غضب فرما۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی فرمائی کہ میں نے زمین کو آپ کی فرمانبرداری کرنے کا حکم دیا ہے، آپ اسے جو چاہیں حکم دیں۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بنی اسرائیل سے فرمایا: ''اے بنی اسرائیل! اللہ تعالیٰ نے مجھے قارون کی طرف بھی اسی طرح رسول بنا کر بھیجا ہے جیسا فرعون کی طرف بھیجا تھا، لہٰذا جو قارون کا ساتھی ہو وہ اس کے ساتھ اس کی جگہ ٹھہرا رہے اور جو میرا ساتھی ہو وہ اس سے جدا ہو جائے۔ یہ سن کر سب لوگ قارون سے جدا ہو گئے اور دو شخصوں کے علاوہ کوئی قارون کے ساتھ نہ رہا۔ پھر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے زمین کو حکم دیا کہ انہیں پکڑ لے، تو وہ لوگ گھٹنوں تک دھنس گئے۔ پھر آپ نے یہی فرمایا تو وہ کمر تک دھنس گئے۔ آپ یہی فرماتے رہے حتّٰی کہ وہ لوگ گردنوں تک دھنس گئے۔ اب وہ بہت منتیں کرتے تھے اور قارون

www.dawateislami.net

آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسمیں اور رشتہ داری کے واسطے دیتا تھا، مگر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس طرف توجہ نہ فرمائی یہاں تک کہ وہ لوگ بالکل دھنس گئے اور زمین برابر ہوگئی۔ حضرت قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ قیامت تک دھنستے ہی چلے جائیں گے۔ بنی اسرائیل نے قارون اور اس کے ساتھیوں کا حشر دیکھ کر کہا: حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے قارون کے مکان، اس کے خزانے اور اَموال حاصل کرنے کی وجہ سے اس کے لئے بددعا کی ہے۔ یہ سن کر آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس کا مکان، اس کے خزانے اور اموال سب زمین میں دھنس گئے۔ (1)

وَ اَصْبَحَ الَّذِیْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ یَقُوْلُوْنَ وَیْكَاَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ یَقْدِرُ ۚ لَوْ لَاۤ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَیْكَاَنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع

ترجمۂ کنزالایمان: اور کل جس نے اس کے مرتبہ کی آرزو کی تھی صبح کہنے لگے عجب بات ہے اللہ رزق وسیع کرتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے اگر اللہ ہم پر احسان نہ فرماتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا اے عجب کافروں کا بھلا نہیں۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور گزشتہ کل جو اس کے مقام و مرتبہ کی آرزو کرنے والے تھے وہ کہنے لگے: عجیب بات ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہتا ہے رزق وسیع کرتا ہے اور تنگ فرما دیتا ہے۔ اگر اللہ ہم پر احسان نہ فرماتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ بڑی عجیب بات ہے کہ کافر کامیاب نہیں ہوتے۔

﴿وَ اَصْبَحَ الَّذِیْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ: اور گزشتہ کل جو اس کے مقام و مرتبہ کی آرزو کرنے والے تھے۔﴾ یعنی جو لوگ قارون کے مال و دولت دیکھ کر اس کے خواہش مند تھے، جب انہوں نے قارون کا عبرتناک انجام دیکھا تو وہ

(1) .....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۸۱، ۳/۴۴۲-۴۴۳، مدارک، القصص، تحت الآیۃ: ۸۱، ص ۸۸۱، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

اپنی اس آرزو پر نادم ہوکر کہنے لگے: عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہتا ہے رزق وسیع کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ فرما دیتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کی دولت عطا فرما کر ہم پر احسان نہ فرماتا تو ہم بھی قارون کی طرح زمین میں دھنسا دیئے جاتے۔ بڑی عجیب بات ہے کہ کافر کامیاب نہیں ہوتے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات نہیں ملتی۔ (1)

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًاؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۸۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: یہ آخرت کا گھر ہم اُن کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیزگاروں ہی کی ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لیے بناتے ہیں جو زمین میں تکبر اور فساد نہیں چاہتے اور اچھا انجام پرہیزگاروں ہی کیلئے ہے۔

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ: یہ آخرت کا گھر۔﴾ ارشاد فرمایا کہ آخرت کا گھر جنت جس کی خبریں تم نے سنیں اور جس کے اوصاف تم تک پہنچے، اس کا مستحق ہم ان لوگوں کو بناتے ہیں جو زمین میں نہ تو ایمان لانے سے تکبر کرتے ہیں اور نہ ایمان لانے والوں پر بڑائی چاہتے ہیں اور نہ ہی گناہ کر کے فساد چاہتے ہیں اور آخرت کا اچھا انجام پرہیزگاروں ہی کیلئے ہے۔ (2)

تکبر کرنے اور فساد پھیلانے سے بچیں

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تکبر کرنا اور فساد پھیلانا اتنے برے کام ہیں کہ ان کی وجہ سے بندہ جنت جیسی عظیم

1 .....روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۸۲، ۶/۴۳۶، خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۸۲، ۳/۴۴۳، ملتقطاً.

2 .....روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۸۳، ۶/۴۳۸، قرطبی، القصص، تحت الآیۃ: ۸۳، ۷/۲۴۰، الجزء الثالث عشر، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

نعمت سے محروم رہ سکتا ہے جبکہ عاجزی و اِنکساری کرنا اور معاشرے میں امن وسکون کی فضا پیدا کرنا اتنے عظیم کام ہیں کہ ان کی بدولت بندہ جنت جیسی انتہائی عظمت وشان والی نعمت پا سکتا ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے قول اور فعل سے کسی طرح تکبر کا اظہار نہ کرے، یونہی معاشرے میں گناہ اور ظلم وزیادتی کے ذریعے فساد پھیلانے کی کوشش نہ کرے۔ حضرت عیاض بن حمار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی (میں تم لوگوں کو حکم دوں) کہ اِنکساری کرو حتّٰی کہ تم میں سے کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر ظلم کرے۔“ (1)

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَلَا یُجْزَى الَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جو نیکی لائے اس کے لیے اس سے بہتر ہے اور جو بدی لائے تو بدکام والوں کو بدلہ نہ ملے گا مگر جتنا کیا تھا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جو نیکی لائے گا اس کے لیے اس سے بہتر بدلہ ہے اور جو برائی لائے تو برا کام کرنے والوں کو اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا جتنا وہ کرتے تھے۔

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا: جو نیکی لائے گا اس کے لیے اس سے بہتر بدلہ ہے۔﴾ یعنی قیامت کے دن جو شخص ایمان اور نیک اعمال لے کر بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوگا تو اس کے لئے اس نیکی سے بہتر بدلہ ہے کہ اسے ایک نیکی کا ثواب کم از کم دس گنا ملے گا اور زیادہ کی کوئی حد نہیں، پھر یہ ملنے والا ثواب دائمی ہے، کبھی فنا نہ ہوگا اور یہ ثواب اس کے خیال وگمان سے بالاتر ہوگا اور جو برے اعمال لے کر حاضر ہوگا تو برا کام کرنے والوں کو اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا جتنا وہ کرتے

(1) .....مسلم، کتاب الجنّة و صفة نعیمها و اهلها، باب الصفات التی یعرف بها فی الدنیا اهل الجنّة ... الخ، ص ۱۵۳۳، الحدیث: ٦٤(٢٨٦٥).

www.dawateislami.net

تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے اسے اس کے گناہوں کے مطابق ہی سزا ملے، گی اس میں اضافہ نہ ہوگا۔ (1)

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۸۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک جس نے تم پر قرآن فرض کیا وہ تمہیں پھیر لے جائے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو تم فرماؤ میرا رب خوب جانتا ہے اسے جو ہدایت لایا اور جو کھلی گمراہی میں ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک جس نے آپ پر قرآن فرض کیا ہے وہ آپ کو لوٹنے کی جگہ ضرور واپس لے جائے گا۔ تم فرماؤ: میرا رب خوب جانتا ہے جو ہدایت لایا ہے اور اسے بھی جو کھلی گمراہی میں ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ: بیشک جس نے آپ پر قرآن فرض کیا ہے۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، بے شک جس نے آپ پر قرآنِ مجید کی تلاوت اور تبلیغ کرنا اور اس کے اَحکام پر عمل کرنا لازم کیا ہے وہ آپ کو لوٹنے کی جگہ مکہ مکرمہ میں ضرور واپس لے جائے گا۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو فتحِ مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں بڑی شان و شوکت، عزت و وقار اور غلبہ و اِقتدار کے ساتھ داخل کرے گا، وہاں کے رہنے والے سب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے زیرِ فرمان ہوں گے، شرک اور اس کے حامی ذلیل و رسوا ہوں گے۔

شانِ نزول: یہ آیتِ کریمہ جُحْفَہ کے مقام پر اس وقت نازِل ہوئی جب رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے وہاں پہنچے اور آپ کو اپنے اور اپنے آباء کی ولادت گاہ مکہ مکرمہ کا شوق ہوا تو حضرت جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور انہوں نے عرض کی: کیا حضور کو اپنے شہر مکہ مکرمہ کا شوق ہے؟ ارشاد فرمایا: ”ہاں۔ انہوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ — ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک جس نے آپ پر قرآن فرض کیا

(1) ……روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۸۴، ۶/۴۳۹.

www.dawateislami.net

اِلٰى مَعَادٍ ہے وہ آپ کو لوٹنے کی جگہ ضرور واپس لے جائے گا۔

یاد رہے کہ اس آیت میں مذکور لفظ ”مَعَادٍ“ کی ایک تفسیر اوپر بیان ہوئی کہ اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے اور بعض مفسرین نے اس سے موت، قیامت اور جنت بھی مراد لی ہے۔ (1)

﴿قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ: تم فرماؤ: میرا رب خوب جانتا ہے۔﴾ شانِ نزول: آیتِ مبارکہ کا یہ حصہ ان کفارِ مکہ کے جواب میں نازِل ہوا جنہوں نے سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بارے میں مَعَاذَاللّٰہ یہ کہا: ”اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ“ یعنی آپ ضرور کھلی گمراہی میں ہیں۔ ان کے جواب میں اللّٰہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان سے فرما دیں کہ میرا رب عَزَّوَجَلَّ اسے خوب جانتا ہے جو ہدایت لایا ہے اور اسے بھی خوب جانتا ہے جو کھلی گمراہی میں ہے۔ یعنی میرا رب عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے کہ میں ہدایت لایا ہوں اور میرے لئے اس کا اجر و ثواب ہے جبکہ مشرکین کھلی گمراہی میں ہیں اور وہ سخت عذاب کے مستحق ہیں۔ (2)

وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ یُّلْقٰۤى اِلَیْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِیْرًا لِّلْكٰفِرِیْنَ ﴿۸۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم امید نہ رکھتے تھے کہ کتاب تم پر بھیجی جائے گی ہاں تمہارے رب نے رحمت فرمائی تو تم ہرگز کافروں کی پشتی نہ کرنا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور تم امید نہ رکھتے تھے کہ تمہاری طرف کوئی کتاب بھیجی جائے گی لیکن تمہارے رب کی طرف سے رحمت ہے تو تم ہرگز کافروں کا مددگار نہ ہونا۔

﴿وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ یُّلْقٰۤى اِلَیْكَ الْكِتٰبُ: اور تم امید نہ رکھتے تھے کہ تمہاری طرف کوئی کتاب بھیجی جائے گی۔﴾

1 .....مدارك، القصص، تحت الآية: ۸۵، ص ۸۸۲، خازن، القصص، تحت الآية: ۸۵، ۳/۴۴۳-۴۴۴، ملتقطاً.

2 .....خازن، القصص، تحت الآية: ۸۵، ۳/۴۴۴، مدارك، القصص، تحت الآية: ۸۵، ص ۸۸۳، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ممکن ہے کہ اس آیت کا ظاہری معنی مراد ہو، اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے علاوہ کسی اور سبب سے قرآن مجید ملنے کی امید نہ رکھتے تھے، اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے آپ کی طرف قرآن مجید نازل فرمایا ہے تو آپ پہلے کی طرح اب بھی کافروں کے مددگار نہ ہونے پر قائم رہیں۔

یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں بظاہر خطاب حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ہو اور مراد آپ کی امت ہو، یعنی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی امت کو یہ توقع نہ تھی کہ انہیں یہ کتاب عطا کی جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے صدقے ان پر رحمت فرمائی اور ان کی طرف قرآن مجید جیسی عظیم الشّان کتاب بھیجی، تو اے بندے! جب تمہیں ایسی عظیم نعمت ملی ہے تو تم ہرگز کافروں کے مددگار نہ ہونا بلکہ ان سے جدا رہنا اور ان کی مخالفت کرتے رہنا۔

حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو وحی نازل ہونے سے پہلے اپنی نبوت کی خبر تھی

یاد رہے کہ اس آیت سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وحی نازل ہونے سے پہلے اپنی نبوت سے خبردار نہیں تھے کیونکہ یہاں ظاہری اَسباب کے لحاظ سے وحی نازل ہونے کی امید کی نفی ہے اور کثیر دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ وحی نازل ہونے سے پہلے بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنی نبوت کی خبر رکھتے تھے، جیسے بحیرا راہب نے بچپن ہی میں آپ کی نبوت کی خبر دے دی تھی، نسطورا راہب نے جوانی میں آپ کی نبوت کی خبر دی اور حضرت جابر بن سمرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”میں مکہ میں ایک پتھر کو پہچانتا ہوں جو میری بِعثت (اعلانِ نبوت) سے پہلے مجھ پر سلام عرض کیا کرتا تھا اور میں اب بھی اسے پہچانتا ہوں۔“ (1)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ کے لئے نبوت کب واجب ہوئی؟ ارشاد فرمایا: ”جس وقت حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام روح اور جسم کے درمیان تھے۔“ (2)

1 .....مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم... الخ، ص۱۲۴۹، الحدیث: ۲(۲۲۷۷).

2 .....ترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۵ / ۳۵۱، الحدیث: ۳۶۲۹.

www.dawateislami.net

ان تمام اَحادیث میں اس بات کی مضبوط دلیل ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو وحی نازل ہونے سے پہلے اپنے نبی ہونے کا علم تھا، لہٰذا یہ نظریہ ہرگز درست نہیں کہ حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو وحی نازل ہونے کے بعد اپنے نبی ہونے کا علم ہوا تھا۔

وَ لَا یَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَیْكَ وَ ادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۚ(۸۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہرگز وہ تمہیں اللہ کی آیتوں سے نہ روکیں بعد اس کے کہ وہ تمہاری طرف اتاری گئیں اور اپنے رب کی طرف بلاؤ اور ہرگز شرک والوں میں نہ ہونا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ہرگز وہ تمہیں اللہ کی آیتوں سے نہ روکیں اس کے بعد کہ وہ تمہاری طرف نازل کی جا چکی ہیں اور اپنے رب کی طرف بلاؤ اور ہرگز شرک والوں میں سے نہ ہونا۔

﴿ وَ لَا یَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ: اور ہرگز وہ تمہیں اللہ کی آیتوں سے نہ روکیں۔ ﴾ ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں تمہاری طرف نازل ہو چکی ہیں تو اس کے بعد ہرگز تم قرآن مجید کے معاملے میں کفار کی گمراہ کُن باتوں کی طرف توجہ نہ کرنا اور انہیں ٹھکرا دینا اور تم مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیَّت پر ایمان لانے اور اس کی عبادت کرنے کی دعوت دو اور ہرگز شرک کرنے والوں کی مدد اور موافقت کر کے ان میں سے نہ ہونا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ یہ خطاب ظاہر میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ہے اور اس سے مراد مومنین ہیں۔ (1)

وَ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۧ(۸۸)

وقف لازم ع ۱۲ الثالثة

1 .....جلالین، القصص، تحت الآیۃ: ۸۷، ص ۳۳٤، خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۸۷، ۳/٤٤٤، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو نہ پوج اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کی عبادت نہ کر، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کی ذات کے سوا ہر چیز فانی ہے، اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم پھیرے جاؤ گے۔

﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ: اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کی عبادت نہ کر۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، جس طرح آپ پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کر رہے تھے اسی طرح آئندہ بھی کرتے رہیں اور اسی پر قائم رہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے معبود ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس کی ذات کے سوا ہر چیز فانی بِالذّات ہے، دوسری دلیل یہ ہے کہ مخلوق کے درمیان اسی کا حکم نافذ ہے اور تیسری دلیل یہ ہے کہ آخرت میں اسی کی طرف تمام لوگ پھیرے جائیں گے اور وہی اعمال کی جزا دے گا۔ یہاں بھی یہ ممکن ہے کہ بظاہر خطاب رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ہو اور سنایا امت کو جا رہا ہو۔

www.dawateislami.net

سُوْرَۃُ الْعَنْکَبُوْت

سورۂ عنکبوت کا تعارف

مقامِ نزول

سورۂ عنکبوت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔[1]

رکوع اور آیات کی تعداد

اس سورت میں 7 رکوع اور 69 آیتیں ہیں۔

”عنکبوت“ نام رکھنے کی وجہ

عربی میں مکڑی کو عنکبوت کہتے ہیں اور اس سورت کی آیت نمبر 41 میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے شرک کے بطلان پر عنکبوت یعنی مکڑی کی مثال دی ہے اس مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورۂ عنکبوت“ رکھا گیا ہے۔

سورۂ عنکبوت کے مَضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں توحید و رسالت، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور اعمال کی جزاء ملنے پر دلائل دیئے گئے ہیں اور مصیبت و آزمائش وغیرہ ہر حال میں ایمان پر ثابت قدم رہنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ نیز اس سورت میں یہ مضامین بیان کئے گئے ہیں:

(1).....اس سورت کی ابتدائی آیات میں بتایا گیا کہ دنیا میں مسلمانوں کو سختیوں اور مصیبتوں کے ذریعے آزمایا جائے گا اور ان سے پہلے لوگوں کو بھی آزمایا گیا تھا۔

(2).....اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنے کا فائدہ اور ایمان قبول کر کے نیک اعمال کرنے کا صلہ بیان کیا گیا۔

(3).....والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی حد بیان کی گئی۔

(4)..... یہ بتایا گیا کہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی آزمائش مسلمانوں کے مقابلے میں انتہائی سخت ہوتی ہے اور

[1].....خازن، تفسیر سورۃ العنکبوت، ۳/۴۴۴.

www.dawateislami.net

اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور مسلمانوں کے سامنے حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت شعیب، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعات بیان فرمائے تاکہ یہ جان جائیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مدد فرمائی اور انہیں جھٹلانے والوں کو ہلاک کر دیا۔

(5).....انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعات بیان کرنے کے دوران اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیّت اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر دلائل دیئے گئے۔

(6).....اہلِ کتاب اور مشرکین کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے۔

(7).....کفار کے ظلم وستم کا شکار مسلمانوں کو ہجرت کرنے کی ہدایت دی گئی اور ان کے لئے اجر وثواب بیان کیا گیا۔

سورۂ قَصص کے ساتھ مناسبت

سورۂ عنکبوت کی اپنے سے ماقبل سورت ''قصص'' کے ساتھ **ایک مناسبت** یہ ہے کہ سورۂ قصص میں عاجزی کرنے والے متقی لوگوں کا اچھا انجام بیان کیا گیا اور سورۂ عنکبوت میں نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں کا اچھا انجام بیان ہوا ہے۔ **دوسری مناسبت** یہ ہے کہ سورۂ قصص میں حشر کا انکار کرنے والوں کے قول کا رد کیا گیا اور سورۂ عنکبوت میں بھی حشر کا انکار کرنے والوں کا رد کیا گیا ہے۔ **تیسری مناسبت** یہ ہے کہ سورۂ قصص میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ہجرت کی طرف اشارہ ہے اور سورۂ عنکبوت میں مسلمانوں کی ہجرت کی طرف اشارہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ﴿۲﴾

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے اور اُن کی آزمائش نہ ہوگی۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: الٓمّٓ۔ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں صرف اتنی بات پر چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہتے ہیں ہم ”ایمان لائے“ اور انہیں آزمایا نہیں جائے گا؟

﴿الٓمّٓ﴾ یہ حروفِ مُقَطَّعات میں سے ایک حرف ہے اور اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

﴿اَحَسِبَ النَّاسُ: کیا لوگوں نے سمجھ رکھا ہے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں صرف اتنی بات پر چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہتے ہیں ہم ”ایمان لائے“ اور انہیں شدید تکالیف، مختلف اَقسام کے مَصائب، عبادات کے ذوق، شہوات کو ترک کرنے اور جان و مال میں طرح طرح کی مشکلات سے آزمایا نہیں جائے گا؟ انہیں ضرور آزمایا جائے گا تاکہ اُن کے ایمان کی حقیقت خوب ظاہر ہوجائے اور مخلص مومن اور منافق میں امتیاز ظاہر ہوجائے۔

اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کے شانِ نزول کے بارے میں مختلف اَقوال ہیں، ان میں سے تین قول درج ذیل ہیں،

(1)..... یہ آیت اُن حضرات کے بارے میں نازل ہوئی جو اسلام کا اقرار کرنے کے باوجود مکہ مکرمہ میں تھے، صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے اُنہیں لکھا کہ جب تک ہجرت نہ کرلو اس وقت تک محض اقرار کافی نہیں، اس پر اُن صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کی اور مدینہ منورہ جانے کے ارادے سے روانہ ہوئے، مشرکین اُن کے پیچھے لگ گئے اور اُن سے لڑائی کی، ان میں سے بعض حضرات شہید ہوگئے اور بعض بچ کر مدینہ منورہ آئے، اُن کے حق میں یہ دو آیتیں نازل ہوئیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں سے مراد سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ، ولید بن ولید اور عمار بن یاسر وغیرہ ہیں جو مکہ مکرمہ میں ایمان لائے۔

(2)..... یہ آیتیں حضرت عمار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حق میں نازل ہوئیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی وجہ سے ستائے جاتے تھے اور کفار انہیں سخت ایذائیں پہنچاتے تھے۔

www.dawateislami.net

(3)..... یہ آیتیں حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے غلام حضرت مہجع بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حق میں نازل ہوئیں، یہ بدر میں سب سے پہلے شہید ہوئے اور سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ”مہجع شہداء کے سردار ہیں اور اس اُمت میں سے جنت کے دروازے کی طرف پہلے وہ پکارے جائیں گے۔“ ان کے والدین اور اُن کی بیوی کو ان کی شہادت کا بہت صدمہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی، پھر ان کی تسلی فرمائی۔ (1)

ہر مسلمان کو اس کی ایمانی قوت کے حساب سے آزمایا جاتا ہے

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا ان کی ایمانی قوت کے مطابق امتحان لینا، اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ بیماری، ناداری، غربت، مصیبت، یہ سب رب تعالیٰ کی طرف سے آنے والی آزمائشیں ہیں جن سے مخلص اور منافق ممتاز ہو جاتے ہیں۔ یہاں آزمائشوں سے متعلق دو اَحادیث ملاحظہ ہوں،

(1)..... حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”بڑا ثواب، بڑی مصیبت کے ساتھ ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو انہیں آزمائش میں مبتلا کرتا ہے، پس جو اس پر راضی ہوا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور جو ناراض ہوا اس کے لئے ناراضگی ہے۔ (2)

(2)..... حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، لوگوں میں سب سے زیادہ سخت آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی، پھر درجہ بدرجہ مُقَرَّب بندوں کی، آدمی کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے، اگر دین میں مضبوط ہو تو سخت آزمائش ہوتی ہے اور اگر دین میں کمزور ہو تو اس کے دین کے حساب سے آزمائش کی جاتی ہے۔ بندے کے ساتھ یہ آزمائشیں ہمیشہ رہتی ہیں یہاں تک کہ وہ زمین پر اس طرح چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ (3)

اللہ تعالیٰ ہمیں آزمائشوں پر صبر کرنے اور اپنی رضا پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ

1 .....مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ٢، ص٨٨٤، خازن، العنكبوت، تحت الآية: ٢، ٣/٤٤٤-٤٤٥، ملتقطاً.

2 .....ترمذی، كتاب الزهد، باب ما جاء فی الصبر علی البلاء، ٤/١٧٨، الحديث: ٢٤٠٤.

3 .....ترمذی، كتاب الزهد، باب ما جاء فی الصبر علی البلاء، ٤/١٧٩، الحديث: ٢٤٠٦.

www.dawateislami.net

الْكٰذِبِيْنَ ۝۳

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے ان سے اگلوں کو جانچا تو ضرور اللہ سچوں کو دیکھے گا اور ضرور جھوٹوں کو دیکھے گا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو آزمایا تو ضرور ضرور اللہ انہیں دیکھے گا جو سچے ہیں اور ضرور ضرور جھوٹوں کو (بھی) دیکھے گا۔

﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ: اور بیشک ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو آزمایا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ بیشک ہم نے اس امت سے پہلے لوگوں کو طرح طرح کی آزمائشوں میں ڈالا لیکن وہ صدق و وفا کے مقام میں ثابت اور قائم رہے، تو ضرور ضرور اللہ تعالیٰ انہیں دیکھے گا جو اپنے ایمان میں سچے ہیں اور ضرور ضرور ایمان میں جھوٹوں کو بھی دیکھے گا اور ان میں سے ہر ایک کا حال ظاہر فرما دے گا۔[1]

مصیبتوں پر صبر کرنے کی ترغیب

اس سے معلوم ہوا کہ تمام امتوں میں کئی حکمتوں اور مَصلحتوں کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ جاری رہا ہے کہ وہ ایمان والوں کو آزمائشوں میں مبتلا فرماتا ہے، لہٰذا اس کے برخلاف ہونے کی توقع رکھنا جائز نہیں اور یاد رہے کہ اس امت سے پہلے لوگوں پر انتہائی سخت آزمائشیں اور مصیبتیں آئی ہیں، لیکن پہلے لوگوں نے ان مصیبتوں اور آزمائشوں پر صبر کیا اور اپنے دین پر اِستقامت کے ساتھ قائم رہے، یونہی ہم پر بھی آزمائشیں اور مصیبتیں آئیں گی تو ہمیں بھی چاہئے کہ سابقہ لوگوں کی طرح صبر و ہمت سے کام لیں اور اپنے دین کے احکامات پر مضبوطی سے عمل کرتے رہیں۔ اسی سے متعلق ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تم پر پہلے لوگوں جیسی حالت نہ آئی۔ انہیں سختی اور شدت پہنچی اور انہیں زور سے ہلا ڈالا گیا

1 .....مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ۳، ص ۸۸۴-۸۸۵.

www.dawateislami.net

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ (1)

یہاں تک کہ رسول اور اس کے ساتھ ایمان والے کہہ اُٹھے: اللہ کی مدد کب آئے گی؟ سن لو! بیشک اللہ کی مدد قریب ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَكَاَیِّنْ مِّنْ نَّبِیٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّیُّوْنَ كَثِیْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْاؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور کتنے ہی انبیاء نے جہاد کیا، ان کے ساتھ بہت سے اللہ والے تھے تو انہوں نے اللہ کی راہ میں پہنچنے والی تکلیفوں کی وجہ سے نہ تو ہمت ہاری اور نہ کمزوری دِکھائی اور نہ (دوسروں سے) دبے اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

اور صحیح بخاری شریف میں ہے، حضرت خباب بن الارت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کعبہ شریف کے سائے میں اپنی چادر سے تکیہ لگائے تشریف فرما تھے کہ ہم نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کی، یارسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، (ہم پر مصائب کی حد ہوگئی)، آپ اللہ تعالٰی سے ہمارے لئے مدد کیوں طلب نہیں فرماتے اور اللہ تعالٰی سے ہمارے لیے کیوں دعا نہیں فرماتے؟ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”(یہ مصیبتیں صرف تم ہی برداشت نہیں کر رہے ہو بلکہ) تم سے پہلے لوگوں میں سے کسی شخص کے لیے گڑھا کھودا جاتا، پھر اس گڑھے میں اسے کمر تک گاڑ دیتے، پھر آری لا کر اس کے سر پر چلائی جاتی اور کاٹ کر اس کے دو حصے کر دیئے جاتے، بعض پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتیں جن سے ان کے گوشت اور ہڈیوں کو اکھیڑ کر رکھ دیا جاتا، اس کے باوجود وہ مومن اپنے دین پر ثابت قدم رہے، اللہ تعالٰی کی قسم! یہ دین مکمل ہو کر رہے گا، یہاں تک کہ اگر کوئی سوار صنعا سے حَضرَ موت تک سفر کرے گا تو اسے اللہ تعالٰی کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا اور نہ اپنی بکریوں پر بھیڑیے کا خوف ہو گا، لیکن تم جلد بازی سے کام لیتے ہو۔ (3)

اللہ تعالٰی ہمیں عافیت عطا فرمائے اور اگر مَصائب و آلام آئیں تو ان پر صبر کرنے اور دینِ اسلام کے احکامات

1 .....بقرہ: ۲۱۴.
2 .....اٰل عمران: ۱۴۶.
3 .....بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ۲/۵۰۳، الحدیث: ۳۶۱۲.

www.dawateislami.net

پر مضبوطی سے عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ۴

ترجمۂ کنزالایمان: یا یہ سمجھے ہوئے ہیں وہ جو برے کام کرتے ہیں کہ ہم سے کہیں نکل جائیں گے کیا ہی برا حکم لگاتے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: یا (کیا) بُرے اعمال کرنے والوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم سے کہیں نکل جائیں گے؟ وہ کیا ہی بُرا فیصلہ کرتے ہیں۔

﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا: یا برے اعمال کرنے والوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم سے کہیں نکل جائیں گے؟﴾ ارشاد فرمایا: جو لوگ شرک اور گناہوں میں مبتلا ہیں کیا انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ ہم سے بچ کر کہیں نکل جائیں گے اور ہم انہیں ان کے اعمال کی سزا نہ دے سکیں گے، ایسا ہرگز نہ ہوگا اور وہ یہ سمجھ کر کیا ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔ (1)

مَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۵

ترجمۂ کنزالایمان: جسے اللہ سے ملنے کی امید ہو تو بیشک اللہ کی میعاد ضرور آنے والی ہے اور وہی سنتا جانتا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جو اللہ کی ملاقات کی امید رکھتا ہو تو بیشک اللہ کا مقرر کیا ہوا وعدہ ضرور آنے والا ہے اور وہی سننے

1 ……روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴، ۶/۴۴۷.

www.dawateislami.net

والا، جاننے والا ہے۔

﴿مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ: جو اللہ کی ملاقات کی امید رکھتا ہو۔﴾ اس کا معنی یہ ہے کہ جو شخص دوبارہ زندہ کئے جانے اور حساب لئے جانے سے ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ثواب ملنے کی امید رکھتا ہے تو وہ سن لے کہ اللہ تعالیٰ نے ثواب اور عذاب کا جو وعدہ فرمایا ہے وہ ضرور پورا ہونے والا ہے، لہٰذا اسے چاہیے کہ اس کے لئے تیار رہے اور نیک اعمال کرنے میں جلدی کرے اور اللہ تعالیٰ ہی بندوں کے اقوال کو سننے والا اور ان کے افعال کو جاننے والا ہے۔ (1)

وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے تو اپنے ہی بھلے کو کوشش کرتا ہے بیشک اللہ بے پرواہ ہے سارے جہان سے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جو کوشش کرے تو اپنے ہی فائدے کیلئے کوشش کرتا ہے، بیشک اللہ سارے جہانوں سے بے پرواہ ہے۔

﴿وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ: اور جو کوشش کرے تو اپنے ہی فائدے کیلئے کوشش کرتا ہے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جنگ کرکے یا نفس و شیطان کی مخالفت کرکے یا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے پر صابر اور قائم رہ کر اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ اپنے ہی فائدے کے لئے کوشش کرتا ہے کیونکہ اس کا نفع اور ثواب اسے ہی ملے گا، بے شک اللہ تعالیٰ انسانوں، جنوں اور فرشتوں کے اعمال اور عبادات سے بے پرواہ ہے اور اس کا بندوں کو کوئی حکم دینا اور کسی چیز سے منع فرمانا محض ان پر رحمت و کرم فرمانے کے لئے ہے۔ (2)

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

1 .....خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۵، ۳/۴۴۵.

2 .....خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۶، ۳/۴۴۵، جلالین، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۶، ص ۳۳۵، مدارک، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۶، ص ۸۸۵، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

اَحْسَنَ الَّذِیْ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۠ ۷

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم ضرور اُن کی برائیاں اُتار دیں گے اور ضرور انہیں اس کام پر بدلہ دیں گے جو ان کے سب کاموں میں اچھا تھا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو ہم ضرور ان سے ان کی برائیاں مٹا دیں گے اور ضرور انہیں ان کے اچھے اعمال کا بدلہ دیں گے۔

﴿وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ: اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے۔﴾ اس سے پہلی آیت میں اِجمالی طور پر بیان کیا گیا کہ جو نیک عمل کرے تو اس کا فائدہ اسے ہی ہوگا اور اب یہاں سے نیک اعمال کرنے کا ایک فائدہ بیان کیا جا رہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو ہم ضرور نیکیوں کے سبب ان سے ان کی برائیاں مٹا دیں گے اور ضرور انہیں ان کے نیک اعمال کا بدلہ دیں گے۔ (1)

وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا ؕ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۠ ۸

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہا نہ مان میری ہی طرف تمہارا پھرنا ہے تو میں بتا دوں گا تمہیں جو تم کرتے تھے۔

1 .....تفسیر کبیر، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۷، ۹/۲۹، جلالین، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۷، ص۳۳۵، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ہم نے (ہر) انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی اور (اے بندے!) اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو کسی کو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو تُو ان کی بات نہ مان۔ میری ہی طرف تمہارا پھرنا ہے تو میں تمہیں تمہارے اعمال بتادوں گا۔

﴿ وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا: اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی۔ ﴾

شانِ نزول: یہ آیت اور سورۂ لقمان کی آیت نمبر 14 اور سورۂ اَحقاف کی آیت نمبر 15 حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حق میں اور دوسری روایت کے مطابق حضرت سعد بن مالک زہری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حق میں نازل ہوئیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ماں حمنہ بنتِ ابی سفیان بن امیہ بن عبدِ شمس تھی اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سابقین اَوّلین صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ میں سے تھے اور اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسلام قبول کیا تو آپ کی والدہ نے کہا: تو نے یہ کیا نیا کام کیا! خدا کی قسم اگر تو اس سے باز نہ آیا تو نہ میں کچھ کھاؤں گی نہ پیوں گی یہاں تک کہ مرجاؤں اور یوں ہمیشہ کے لئے تیری بدنامی ہو اور تجھے ماں کا قاتل کہا جائے۔ پھر اس بڑھیا نے فاقہ کیا اور ایک دن رات نہ کھایا، نہ پیا اور نہ سائے میں بیٹھی، اس سے کمزور ہوگئی۔ پھر ایک رات دن اور اسی طرح رہی، تب حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اُس کے پاس آئے اور آپ نے اُس سے فرمایا کہ اے ماں! اگر تیری 100 جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب ہی نکل جائیں تو بھی میں اپنا دین چھوڑنے والا نہیں، تو چاہے کھا، چاہے مت کھا۔ جب وہ حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرف سے مایوس ہوگئی کہ یہ اپنا دین چھوڑنے والے نہیں تو کھانے پینے لگی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور حکم دیا کہ والدین کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے اور اگر وہ کفر و شرک کا حکم دیں تو نہ مانا جائے۔ (1)

کافر والدین کے حقوق سے متعلق 2 شرعی احکام

اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو ماں باپ کا مادری پدری حق ضرور ادا کرنا چاہئے اگرچہ وہ کافر ہوں۔ اسی مناسبت سے یہاں کافر والدین کے حقوق سے متعلق 2 شرعی احکام ملاحظہ ہوں۔

1 .....خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۸، ۳/۴۴۶.

www.dawateislami.net

(1).....کافر والدین کا نفقہ بھی مسلمان اولاد پر لازم ہے۔

(2).....اگر کافر ماں باپ بت خانے وغیرہ سے گھر تک چھوڑنے کا کہیں تو انہیں گھر تک چھوڑے اور اگر وہ گھر سے بت خانے وغیرہ تک چھوڑنے کا کہیں تو انہیں نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ گھر تک چھوڑنا گناہ نہیں اور بت خانے چھوڑنا گناہ ہے۔ (1)

شرعی احکام کے مقابلے میں کسی کی اطاعت نہیں کی جائے گی

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شرعی احکام کے مقابلے میں کسی رشتہ دار کا کوئی حق نہیں، لہٰذا اولاد پر لازم ہے کہ شریعت کی طرف سے اجازت کے بغیر صرف ماں باپ کے کہنے پر شرعی احکام مثلاً روزہ وغیرہ رکھنا نہ چھوڑے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اطاعتِ والدین جائز باتوں میں فرض ہے اگرچہ وہ خود مُرتکِبِ کبیرہ ہوں، ان کے کبیرہ کا وبال ان پر ہے مگر اس کے سبب یہ اُمورِ جائزہ میں ان کی اطاعت سے باہر نہیں ہوسکتا، ہاں اگر وہ کسی ناجائز بات کا حکم کریں تو اس میں ان کی اطاعت جائز نہیں، لَا طَاعَۃَ لِاَحَدٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی بھی شخص کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔) (2)

ماں باپ اگر گناہ کرتے ہوں ان سے بہ نرمی وادب گزارش کرے، اگر مان لیں بہتر ورنہ سختی نہیں کرسکتا بلکہ ان کے لئے دعا کرے، اور ان کا یہ جاہلانہ جواب دینا کہ یہ تو ضرور کروں گا یا توبہ سے انکار کرنا دوسرا سخت کبیرہ ہے مگر مُطْلَقاً کفر نہیں جب تک کہ حرامِ قطعی کو حلال جاننا یا حکمِ شرع کی توہین کے طور پر نہ ہو، اس سے بھی جائز باتوں میں ان کی اطاعت کی جائے گی ہاں اگر مَعَاذَ اللّٰہ یہ انکار بروجہِ کفر ہو تو وہ مُرتَد ہوجائیں گے، اور مرتد کے لئے مسلمان پر کوئی حق نہیں۔ (3)

شرعی احکام کے مقابلے میں ماں باپ کی اطاعت کے حوالے سے شرعی حکم اوپر بیان ہوا اور ان کے علاوہ دیگر افراد جیسے سیٹھ، افسر، حاکم وغیرہ سے متعلق بھی یہی حکم ہے کہ ان میں سے جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کا کہے تو اس کی بات ہرگز نہیں مانی جائے گی، یہاں اسی سے متعلق تین اَحادیث ملاحظہ ہوں۔

(1).....حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”پسندیدہ اور ناپسندیدہ تمام اُمور میں ہر مسلمان آدمی پر (امیر کی) بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا اس وقت تک

1 .....روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۸، ۶/ ۴۵۰.

2 .....مسند امام احمد، مسند البصریین، بقیۃ حدیث الحکم بن عمرو الغفاری رضی اللہ عنہ، ۷/ ۳۶۳، الحدیث: ۲۰۶۷۹.

3 .....فتاویٰ رضویہ، ۲۵/ ۲۰۴-۲۰۵۔

www.dawateislami.net

ضروری ہے جب تک وہ گناہ کا حکم نہ دے اور اگر وہ گناہ کا حکم دے تو نہ اس کی سنی جائے اور نہ اطاعت کی جائے۔ (1)

(2).....حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”گناہ کے کاموں میں کسی کا حکم نہیں مانا جاتا بلکہ اطاعت تو نیک کاموں میں ہے۔ (2)

(3).....حضرت عمران بن حصین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں۔ (3)

افسوس! فی زمانہ اس حوالے سے مسلمانوں کی صورتِ حال انتہائی نازک ہے اور دُنْیَوی منفعت کے حصول اور دنیا کے نقصان سے بچنے کی خاطر اپنے سیٹھ، افسر، حاکم اور دیگر لوگوں کی وہ باتیں بے دھڑک مانتے چلے جاتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نافرمانی کا حکم دیا گیا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقلِ سلیم اور ہدایت عطا فرمائے اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرنے میں مخلوق کی اطاعت کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

﴿وَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾: اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو کسی کو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں۔ ﴿اس کا معنی یہ ہے کہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے اس لئے علم اور تحقیق کی بنا پر تو کوئی بھی کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک مان ہی نہیں سکتا کیونکہ اس کا شریک ہونا محال ہے اور جہاں تک علم کے بغیر محض کسی کے کہنے سے اللہ تعالیٰ کا شریک ماننے کا معاملہ ہے تو جس چیز کا علم نہ ہو اسے کسی کے کہنے سے مان لینا تقلید ہے اور توحید کے قطعی دلائل ہوتے ہوئے محض تقلید سے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک مان لینا انتہائی مذموم اور قبیح ہے، لہٰذا اس میں کسی کی بھی بات نہیں مانی جائے گی حتّٰی کہ والدین کی بھی اس معاملے میں ہرگز اطاعت نہیں کی جائے گی۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ ۝۹

1 .....بخاری، کتاب الاحکام، باب السمع و الطاعة للامام ما لم تکن معصیة، ۴/۴۵۵، الحدیث: ۷۱۴۴.

2 .....بخاری، کتاب اخبار الآحاد، باب ما جاء فی اجازة خبر الواحد الصدوق... الخ، ۴/۴۹۲، الحدیث: ۷۲۵۷.

3 .....معجم الکبیر، عمران بن حصین یکنی ابا نجید... الخ، ھشام بن حسان عن الحسن عن عمران، ۱۸/۱۷۰، الحدیث: ۳۸۱.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ضرور ہم اُنہیں نیکوں میں شامل کریں گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو ضرور ہم انہیں نیک بندوں میں داخل کریں گے۔

﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ: اور جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے تو ہم انہیں نیک بندوں کے زُمرہ میں داخل کریں گے اور ان کا حشر نیک بندوں کے ساتھ فرمائیں گے۔ یہاں صالحین سے مراد انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاءِ عظام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ ہیں۔ (1)

قیامت کے دن نیک بندوں کے ساتھ حشر

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ قیامت کے دن اس کا حشر اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ساتھ ہو اور اس دن اسے نیک بندوں کی مَعِیَّت نصیب ہو تو اسے چاہئے کہ پہلے توحید و رسالت پر ایمان لائے اور پھر نیک اعمال کرے، اگر اس نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے قیامت کے دن نیک بندوں کے گروہ میں داخل فرما دے گا اور ان کے ساتھ ہی اس کا حشر فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَاۤ اُوْذِیَ فِی اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِؕ وَلَىٕنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْؕ اَوَ لَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِیْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۰

ترجمۂ کنزالایمان: اور بعض آدمی کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب اللہ کی راہ میں اُنہیں کوئی تکلیف دی جاتی ہے تو لوگوں کے فتنہ کو اللہ کے عذاب کے برابر سمجھتے ہیں اور اگر تمہارے رب کے پاس سے مدد آئے تو ضرور کہیں گے ہم تو تمہارے ہی ساتھ تھے کیا اللہ خوب نہیں جانتا جو کچھ جہان بھر کے دلوں میں ہے۔

1 ……روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۹، ۶/۴۵۲.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور لوگوں میں کچھ وہ ہیں جو کہتے ہیں: ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب اللہ (کی راہ) میں انہیں کوئی تکلیف دی جاتی ہے تو لوگوں کے فتنے کو اللہ کے عذاب کے برابر سمجھتے ہیں اور اگر تمہارے رب کے پاس سے کوئی مدد آجائے تو ضرور کہیں گے ہم یقیناً تمہارے ساتھ تھے۔ کیا اللہ اسے خوب نہیں جانتا جو تمام جہان والوں کے دلوں میں ہے؟

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ: اور لوگوں میں کچھ وہ ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے۔﴾ اس سے پہلی آیات میں مخلص ایمان والوں اور کھلے کافروں کا ذکر ہوا اور ان کے احوال بیان کئے گئے اور اب یہاں سے ان لوگوں کا حال بیان کیا جارہا ہے جو نہ مخلص ایمان والے ہیں اور نہ کھلے کافر بلکہ منافق ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں کچھ وہ ہیں جو کہتے ہیں: ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، پھر جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں دین کی وجہ سے انہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے جیسے کفار کا ستانا تو وہ لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی اَذِیَّت کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے برابر سمجھتے ہیں اور جیسا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے تھا ایسا مخلوق کی ایذا سے ڈرتے ہیں، حتّٰی کہ اس کی وجہ سے ایمان ترک کر دیتے اور کفر اختیار کر لیتے ہیں اور اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اگر آپ کے رب عَزَّوَجَلَّ کے پاس سے کوئی مدد آجائے مثلاً مسلمانوں کو فتح نصیب ہو یا انہیں دولت ملے تو وہ لوگ ضرور کہیں گے: ہم یقیناً ایمان اور اسلام میں تمہارے ساتھ تھے اور تمہاری طرح دین پر ثابت و قائم تھے تو ہمیں بھی اس میں شریک کرو۔ کیا اللہ تعالیٰ اسے خوب نہیں جانتا جو کفر یا ایمان تمام جہان والوں کے دلوں میں ہے؟ کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ کو لوگوں کے دلوں میں موجود کفر اور ایمان اچھی طرح معلوم ہے اور وہ ان منافقوں کے نفاق کو بھی جانتا ہے۔ (1)

وَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ ﴿۱۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور ضرور اللہ ظاہر کردے گا ایمان والوں کو اور ضرور ظاہر کردے گا منافقوں کو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ضرور اللہ ایمان والوں کو ظاہر کردے گا اور ضرور منافقوں کو ظاہر کردے گا۔

﴿وَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: اور ضرور اللہ ایمان والوں کو ظاہر کردے گا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ضرور ان لوگوں

1 .....خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۱۰، ۳/۴۴۶، مدارک، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۱۰، ص۸۸۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

کو ظاہر کر دے گا جو صدق اور اخلاص کے ساتھ ایمان لائے اور آزمائش و مصیبت میں اپنے ایمان اور اسلام پر ثابت و قائم رہے اور ان لوگوں کو بھی ظاہر کر دے گا جو منافق ہیں اور انہوں نے مصیبت کی وجہ سے اسلام ترک کر دیا اور دونوں فریقوں کو ان کے اعمال کی جزا دے گا۔ (1)

مَصائب و آلام میں ایمان پر ثابت قدم رہنے کی ترغیب

اس آیت میں ہر مسلمان کے لئے یہ تنبیہ ہے کہ وہ دین کی وجہ سے آنے والی اَذِیَّتوں اور تکلیفوں پر صبر کرے اور مصائب و آلام کی وجہ سے سرمایۂ آخرت یعنی ایمان کو ہرگز ضائع نہ کر دے بلکہ اپنے ایمان اور اسلام پر ثابت قدم رہے اور اپنی اس قیمتی ترین دولت کی بھرپور حفاظت کرے۔ ایسی حالت میں ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ کائنات کے سردار، دو عالَم کے تاجدار، حبیبِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور آپ کے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو راہِ خدا میں آنے والی تکلیفوں اور ان پر اُن عظیم ہستیوں کے صبر کرنے کو یاد کرے تاکہ دل کو تسلی ہو، تکلیفوں پر صبر کرنا آسان ہو اور ایمان و اسلام پر ثابت قدمی نصیب ہو۔ ترغیب کے لئے یہاں حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور آپ کے مخلص اور جاں نثار صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو راہِ خدا میں آنے والی تکالیف کی جھلک اور ان کے صبر کا حال ملاحظہ ہو،

چنانچہ سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ کفارِ مکہ خاندانِ بنو ہاشم کے انتقام اور لڑائی بھڑک اٹھنے کے خوف سے حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو قتل تو نہیں کر سکے لیکن طرح طرح کی تکلیفوں اور ایذا رسانیوں سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ظلم و ستم کا پہاڑ توڑنے لگے، چنانچہ یہ لوگ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے کاہن، جادوگر، شاعر اور مجنون ہونے کا ہر کوچہ و بازار میں زوردار پروپیگنڈہ کرنے لگے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پیچھے شریر لڑکوں کا غول لگا دیا جو راستوں میں آپ پر پھبتیاں کستے، گالیاں دیتے اور یہ دیوانہ ہے، یہ دیوانہ ہے، کا شور مچا مچا کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اوپر پتھر پھینکتے۔ کبھی کفارِ مکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے راستوں میں کانٹے بچھاتے۔ کبھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مبارک جسم پر نجاست ڈال دیتے۔ کبھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو دھکا دیتے۔ کبھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مقدس اور نازک گردن میں چادر کا پھندہ ڈال کر گلا گھونٹنے کی کوشش کرتے۔ جب حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قرآن شریف کی تلاوت فرماتے تو یہ کفار قرآن اور قرآن کو لانے

1 .....خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۱۱، ۳/۴۴۶، جلالین، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۱۱، ص ۳۳۵، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

والے یعنی حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلام اور قرآن کو نازل فرمانے والے یعنی اللہ تعالیٰ کو اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو گالیاں دیتے اور گلی کوچوں میں پہرہ بٹھا دیتے تا کہ قرآن کی آواز کسی کے کان میں نہ پڑنے پائے اور تالیاں پیٹ پیٹ کر اور سیٹیاں بجا بجا کر اس قدر شور وغُل مچاتے کہ قرآن کی آواز کسی کو سنائی نہیں دیتی تھی۔ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جب کہیں کسی عام مجمع میں یا کفار کے میلوں میں قرآن پڑھ کر سناتے یا دعوتِ ایمان کا وعظ فرماتے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا چچا ابولہب آپ کے پیچھے چِلا چِلا کر کہتا جاتا تھا کہ اے لوگو! یہ میرا بھتیجا جھوٹا ہے، یہ دیوانہ ہو گیا ہے، تم لوگ اس کی کوئی بات نہ سنو، (مَعَاذَاللّٰہ)۔ ایک مرتبہ حضور سیّد المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ''ذوالمجاز'' کے بازار میں دعوتِ اسلام کا وعظ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے اور لوگوں کو کلمۂ حق کی دعوت دی تو ابوجہل آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُھول اڑاتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ اے لوگو! اس کے فریب میں مت آنا، یہ چاہتا ہے کہ تم لوگ لات وعُزّیٰ کی عبادت چھوڑ دو۔

حضور رحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ ساتھ غریب مسلمانوں پر بھی کفارِ مکہ نے ایسے ایسے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے کہ مکہ کی زمین بِلبِلا اُٹھی۔ یہ آسان تھا کہ کفارِ مکہ ان مسلمانوں کو ایک دم قتل کر ڈالتے مگر اس سے ان کافروں کے جوشِ انتقام کا نشہ نہیں اتر سکتا تھا کیونکہ کفار اس بات میں اپنی شان سمجھتے تھے کہ ان مسلمانوں کو اتنا ستاؤ کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر پھر شرک وبت پرستی کرنے لگیں، اس لئے قتل کر دینے کی بجائے کفارِ مکہ مسلمانوں کو طرح طرح کی سزاؤں اور ایذا رَسانیوں کے ساتھ ستاتے تھے اور کفارِ مکہ نے ان غریب مسلمانوں پر بے پناہ مَظالم ڈھائے اور ایسے ایسے روح فَرسا اور جاں سوز عذابوں میں مبتلا کیا کہ اگر ان مخلص مسلمانوں کی جگہ پہاڑ بھی ہوتا تو شاید ڈگمگانے لگتا۔ صحرائے عرب کی تیز دھوپ میں جب کہ وہاں کی ریت کے ذرات تنور کی طرح گرم ہو جاتے، اس وقت ان مسلمانوں کی پشت کو کوڑوں کی مار سے زخمی کر کے اس جلتی ہوئی ریت پر پیٹھ کے بل لٹاتے اور سینوں پر اتنا بھاری پتھر رکھ دیتے کہ وہ کروٹ نہ بدلنے پائیں، لوہے کو آگ میں گرم کر کے ان سے ان مسلمانوں کے جسموں کو داغتے، پانی میں اس قدر ڈبکیاں دیتے کہ ان کا دم گھٹنے لگتا، چٹائیوں میں ان مسلمانوں کو لپیٹ کر ان کی ناکوں میں دھواں دیتے جس سے سانس لینا مشکل ہو جاتا اور وہ کَرب و بے چینی سے بدحواس ہو جاتے۔ الغرض سنگدل، بے رحم اور درندہ صفت کافروں نے ان غریب وبیکس مسلمانوں پر جبر واِکراہ اور ظلم وستم کی کوئی صورت باقی نہیں چھوڑی مگر ایک بھی مخلص

www.dawateislami.net

مسلمان کے پائے اِستقامت میں ذرہ برابر تزلزل پیدا نہیں ہوا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آزمائشوں اور مصیبتوں پر صبر کرنے اور اپنے دین پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِیْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰیٰكُمْ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰهُمْ مِّنْ شَیْءٍؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۱۲

ترجمۂ کنزالایمان: اور کافر مسلمانوں سے بولے ہماری راہ پر چلو اور ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے حالانکہ وہ اُن کے گناہوں میں سے کچھ نہ اٹھائیں گے بیشک وہ جھوٹے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور کافروں نے مسلمانوں سے کہا: ہماری راہ پر چلو اور ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے حالانکہ وہ ان کے گناہوں میں سے کچھ بوجھ بھی نہ اٹھائیں گے، بیشک وہ جھوٹے ہیں۔

﴿وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: اور کافروں نے مسلمانوں سے کہا۔﴾ کفارِ مکہ نے قبیلہ قریش میں سے ایمان لانے والوں سے کہا تھا کہ تم ہمارا اور ہمارے باپ دادا کا دین اختیار کرو، تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مصیبت پہنچے گی اس کے ہم ذمہ دار ہیں اور تمہارے گناہ ہماری گردن پر یعنی اگر ہمارے طریقہ پر رہنے سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری گرفت فرمائی اور عذاب کیا تو تمہارا عذاب ہم اپنے اوپر لے لیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کی انتہائی نفیس تردید فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ وقت آنے پر وہ لوگ ان کے گناہوں میں سے کچھ بوجھ بھی نہ اٹھائیں گے، بیشک وہ اپنی بات میں جھوٹے ہیں۔ (1)

وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۫ وَلَیُسْـَٔلُنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَمَّا

1 .....خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۱۲، ۳/۴۴۶.

www.dawateislami.net

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع ۱۲/۱۳

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک ضرور اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ اور ضرور قیامت کے دن پوچھے جائیں گے جو کچھ بہتان اٹھاتے تھے۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور بیشک ضرور اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ اٹھائیں گے اور ضرور ان سے قیامت کے دن ان کے بہتانوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

﴿وَ لَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ: اور بیشک ضرور اپنے بوجھ اُٹھائیں گے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں سے ان کے گناہوں کا بوجھ اٹھانے کا کہنے والے کفار کا اپنا یہ حال ہوگا کہ وہ قیامت کے دن اپنے گناہوں اور کفر و گمراہی کا بوجھ اٹھائیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ جن لوگوں کو انہوں نے گمراہ کیا تھا ان کے گناہوں کا بوجھ بھی یہی لوگ اٹھائیں گے اور قیامت کے دن ضرور ان سے ان کے بہتانوں کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ انہوں نے یہ بہتان کیوں تراشے اور کس دلیل کی وجہ سے انہوں نے بہتان لگائے۔ یاد رہے کہ کافروں کے اعمال اور بہتان سب اللہ تعالیٰ جانتا ہے، اس کے باوجود کافروں سے جو سوال ہوگا وہ معلومات حاصل کرنے کے لئے نہ ہوگا بلکہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنے کیلئے ہوگا۔

دوسروں کو گمراہ اور گناہوں میں مبتلا کرنے کا انجام

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو خود گمراہ ہو اور اس کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی گمراہی کی طرف بلاتا ہو تو اسے اپنی گمراہی کا گناہ اور اس کی سزا تو ملے گی البتہ اس کے ساتھ ان لوگوں کی گمراہی کا گناہ اور سزا بھی اسے ملے گی جنہیں اس نے گمراہ کیا تھا اور گمراہ ہونے والوں کے اپنے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔ حضرت جریر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کا بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے اور ان عمل کرنے والوں کے اپنے ثواب میں بھی کمی نہ ہوگی اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا گناہ ہوگا اور ان کا بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کریں اور ان عمل

www.dawateislami.net

کرنے والوں کے اپنے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ آئے گی۔ (1)

اس سے ان لوگوں کو عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کی بڑی ضرورت ہے جو اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی گناہوں میں مبتلا ہونے کے مَواقع فراہم کرتے اور انہیں طرح طرح کے دُنْیَوی مَنافع اور فوائد بتا کر گناہوں کی ترغیب دیتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقلِ سلیم عطا فرمائے، اٰمین۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں پچاس سال کم ہزار برس رہا تو اُنہیں طوفان نے آلیا اور وہ ظالم تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں پچاس سال کم ایک ہزار سال رہے پھر اس قوم کو طوفان نے پکڑ لیا اور وہ ظالم تھے۔

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ: اور بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔﴾ یہاں سے اللہ تعالیٰ نے چند انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعات بیان فرمائے ہیں اور ان سے مقصود حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ان تکلیفوں اور اَذِیَّتوں پر تسلی دینا ہے جو کفارِ مکہ کی طرف سے آپ کو پہنچا کرتی تھیں، اس سلسلے میں سب سے پہلے حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ بیان فرمایا گیا، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، بیشک ہم نے آپ سے پہلے حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں پچاس سال کم ایک ہزار (یعنی 950) سال رہے، اس پوری مدت میں انہوں نے قوم کو توحید اور ایمان کی دعوت دینے کا عمل جاری رکھا اور ان کی طرف سے پہنچنے والی سختیوں اور ایذاؤں پر صبر کیا، جب وہ قوم اپنی حرکتوں سے باز نہ آئی اور مسلسل تکذیب

(1) .....صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ ولو بشق تمرۃ... الخ، ص۵۰۸، الحدیث: ۶۹(۱۰۱۷).

www.dawateislami.net

کرتی رہی تو اس قوم کو طوفان کے عذاب نے پکڑ لیا اور وہ غرق کر دیئے گئے اور وہ شرک کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے۔ لہٰذا اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ کچھ غم نہ کریں اور اس بات کو سامنے رکھیں کہ حضرت نوح نے 950 برس تک تبلیغ فرمائی، لیکن اس طویل مدت میں ان کی قوم کے بہت کم لوگ ایمان لائے جبکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی کم مدت کی دعوت سے لوگوں کی ایک کثیر تعداد ایمان سے مشرف ہو چکی ہے۔ (1)

فَاَنْجَیْنٰهُ وَ اَصْحٰبَ السَّفِیْنَةِ وَ جَعَلْنٰهَاۤ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو ہم نے اُسے اور کشتی والوں کو بچالیا اور اس کشتی کو سارے جہاں کے لیے نشانی کیا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو ہم نے نوح اور کشتی والوں کو بچالیا اور اس کشتی کو سارے جہانوں کے لیے نشانی بنا دیا۔

﴿فَاَنْجَیْنٰهُ وَ اَصْحٰبَ السَّفِیْنَةِ: تو ہم نے نوح اور کشتی والوں کو بچالیا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ جب حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم پر طوفان کا عذاب آیا تو ہم نے حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان لوگوں کو ڈوبنے سے بچالیا جو کشتی میں آپ کے ساتھ سوار تھے اور اس کشتی کو ہم نے سارے جہاں کے لیے اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرنے والی نشانی بنا دیا تاکہ اس سے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر اِستدلال کر سکیں۔ کہا گیا ہے کہ یہ کشتی طویل عرصے تک جودی پہاڑ پر باقی رہی۔ (2)

وَ اِبْرٰهِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور ابراہیم کو جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ کو پوجو اور اس سے ڈرو اس میں تمہارا بھلا ہے اگر تم جانتے۔

1 .....البحر المحیط، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۱۴، ۷/۱۴۰، خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۱۴، ۳/۴۴۷، ملتقطاً.

2 .....روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۱۵، ۶/۴۵۶، خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۱۵، ۳/۴۴۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ابراہیم کو (یاد کرو) جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

﴿وَ اِبْرٰهِیْمَ: اور ابراہیم کو۔﴾ یہاں سے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تسلی دینے کے لئے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ بیان کیا جارہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو یاد کریں جنہیں ہم نے آپ سے پہلے رسول بنا کر بھیجا تھا، جب انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے کے معاملے میں اس سے ڈرو، اگر تم اچھے اور برے میں تمیز کرنا جانتے ہو تو سن لو! یہ عبادت اور ڈرنا تمہارے لئے اس کفر سے بہتر ہے جسے تم اختیار کئے ہوئے ہو اور اپنے گمان میں اسے صحیح سمجھ رہے ہو۔ (1)

اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًاؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَ اعْبُدُوْهُ وَ اشْكُرُوْا لَهٗؕ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ(۱۷) وَ اِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْؕ وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ(۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تم تو اللہ کے سوا بُتوں کو پوجتے ہو اور نرا جھوٹ گڑھتے ہو بے شک وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری روزی کے کچھ مالک نہیں تو اللہ کے پاس رزق ڈھونڈو اور اس کی بندگی کرو اور اس کا احسان مانو تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے۔ اور اگر تم جھٹلاؤ تو تم سے پہلے کتنے ہی گروہ جھٹلا چکے ہیں اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہونچا دینا۔

1 ……روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۱۶، ۶/۴۵۷.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم تو اللّٰہ کے سوا بتوں کو پوجتے ہو اور نرا جھوٹ گھڑتے ہو۔ بیشک جن کی تم اللّٰہ کے سوا عبادت کرتے ہو وہ تمہارے لئے روزی کے کچھ مالک نہیں تو تم اللّٰہ کے پاس رزق ڈھونڈو اور اس کی عبادت کرو اور اس کے شکر گزار بنو، اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور اگر تم جھٹلاؤ گے تو تم سے پہلے کتنے ہی گروہ جھٹلا چکے ہیں اور رسول کے ذمہ تو صرف صاف پہنچا دینا ہے۔

﴿اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا: تم تو اللّٰہ کے سوا بتوں کو پوجتے ہو۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی قوم سے فرمایا ”تم تو اللّٰہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی بجائے بتوں کو پوجتے ہو اور بتوں کو اللّٰہ تعالیٰ کا شریک کہہ کر نرا جھوٹ گھڑتے ہو۔ بے شک تم اللّٰہ تعالیٰ کی بجائے جن کی عبادت کرتے ہو وہ تمہیں رزق دینے کی کچھ بھی قدرت نہیں رکھتے تو تم اللّٰہ تعالیٰ سے اپنا رزق طلب کرو کیونکہ وہی رزق دینے والا اور ہر ایک تک اس کی روزی پہنچانے کی قدرت رکھنے والا ہے اور صرف اسی کی عبادت کرو کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی معبود ہونے کا مستحق نہیں اور اس کے شکر گزار بنو کیونکہ وہی تمہیں رزق عطا فرما کر تم پر احسان فرماتا ہے، اور یاد رکھو کہ آخرت میں اسی کی طرف تم دوبارہ زندہ کر کے لوٹائے جاؤ گے، اس لئے اللّٰہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کر کے قیامت کے دن اللّٰہ تعالیٰ سے ملاقات کی تیاری کرو اور اگر تم مجھے جھٹلاؤ گے اور میری بات نہ مانو گے تو اس سے میرا کوئی نقصان نہیں، میں نے راہ دکھا دی اور معجزات پیش کر دیئے جس سے میرا فرض ادا ہو گیا، اس پر بھی اگر تم نہ مانو تو تم سے پہلے کتنے ہی گروہ اپنے اَنبیاء اور رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلا چکے ہیں جیسے حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم اور عاد و ثمود وغیرہ، ان کے جھٹلانے کا انجام یہی ہوا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا اور اگر تم بھی اُسی رَوِش پر قائم رہے تو تمہارا انجام بھی اُنہی جیسا ہو گا۔ (1)

اَوَلَمْ یَرَوْا كَیْفَ یُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ﴿۱۹﴾

1 ..... خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۱۷-۱۸، ۳/۴۴۷-۴۴۸، مدارک، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۱۷-۱۸، ص۸۸۸، روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۱۷-۱۸، ۶/۴۵۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اور کیا انہوں نے نہ دیکھا اللہ کیونکر خلق کی ابتدا فرماتا ہے پھر اُسے دوبارہ بنائے گا بیشک یہ اللہ کو آسان ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ پیدا کرنے کی ابتداء کیسے کرتا ہے؟ پھر وہ اسے دوبارہ بنائے گا بیشک یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

﴿اَوَلَمْ یَرَوْا: اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا۔﴾ ممکن ہے کہ اس آیت سے لے کر آیت نمبر 23 تک کا کلام حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم کے بارے میں ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ بیان کرنے کے دوران ان آیات میں کفارِ مکہ کو نصیحت کی گئی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا گیا ہو۔ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا ان کافروں نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرنے کی ابتداء کیسے کرتا ہے کہ پہلے انسان کو نطفہ بناتا ہے، پھر جمے ہوئے خون کی صورت دیتا ہے، پھر گوشت کا ٹکڑا بناتا ہے اس طرح درجہ بدرجہ اس کی تخلیق کو مکمل کرتا ہے، پھر آخرت میں دوبارہ زندہ کئے جانے کے وقت اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ بنائے گا بیشک پہلی بار پیدا کرنا اور مرنے کے بعد پھر دوبارہ بنانا اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے۔[1]

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ یُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۚ(۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ زمین میں سفر کرکے دیکھو اللہ کیونکر پہلے بناتا ہے پھر اللہ دوسری اُٹھان اُٹھاتا ہے بیشک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم فرماؤ: زمین میں چل کر دیکھو کہ اللہ نے پہلے کیسے بنایا؟ پھر اللہ دوسری مرتبہ پیدا فرمائے گا۔

1 .....خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۱۹، ۳/۴۴۸.

www.dawateislami.net

بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

﴿قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ: تم فرماؤ: زمین میں چل کر دیکھو۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، یا اے حضرت ابراہیم! عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، آپ کافروں سے فرمادیں: تم زمین میں چل کر سابقہ قوموں کے شہروں اور آثار کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو پہلے کیسے بناتا، پھر موت دیتا ہے تاکہ تم مشاہدہ کرکے اللہ تعالیٰ کی فطرت کے عجائبات کی معرفت حاصل کرسکو نیز جب یہ معلوم ہے کہ پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا تو معلوم ہوگیا کہ اس خالق کا مخلوق کو موت دینے کے بعد دوبارہ پیدا کرنا کچھ بھی دشوار نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے تو وہ پہلی بار پیدا کرنے اور دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ (1)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کیلئے اس کی قدرت کے نظاروں جیسے دریاؤں، پہاڑوں اور زمین کے دیگر عجائبات کی سیر کرنا بھی عبادت ہے۔

يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۫ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ ع ۲ ۱۴

ترجمۂ کنزالایمان: عذاب دیتا ہے جسے چاہے اور رحم فرماتا ہے جس پر چاہے اور تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے۔ اور نہ تم زمین میں قابو سے نکل سکو اور نہ آسمان میں اور تمہارے لیے اللہ کے سوا نہ کوئی کام بنانے والا اور نہ مددگار۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: وہ جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے رحم فرماتا ہے اور تم اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔ اور نہ تم زمین میں (ہمیں) عاجز کرنے والے ہو اور نہ آسمان میں اور تمہارے لیے اللہ کے سوا نہ کوئی کام بنانے والا ہے اور نہ مددگار۔

1 .....مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ۲۰، ص۸۸۹، خازن، العنكبوت، تحت الآية: ۲۰، ۳/۴۴۸، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

﴿یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ: وہ جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے۔﴾ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے عدل کی وجہ سے جسے چاہے عذاب دیتا ہے اور اپنے فضل کی بناء پر جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور اے لوگو! تم قیامت کے دن اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے تو وہ تمہیں تمہارے اعمال کے حساب سے سزا یا جزا جو چاہے دے گا۔ (1)

﴿وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ: اور نہ تم زمین میں (ہمیں) عاجز کرنے والے ہو۔﴾ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ اے کافرو! نہ تم زمین میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو عاجز کرنے والے ہو اور نہ آسمان میں، الغرض اس سے بچنے اور بھاگنے کی کہیں کوئی جگہ نہیں۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ نہ زمین والے اللہ تعالیٰ کے حکم اور قضا سے کہیں بھاگ سکتے ہیں اور نہ آسمان والے ایسا کر سکتے ہیں۔ (2)

﴿وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ: اور تمہارے لیے اللہ کے سوا نہ کوئی کام بنانے والا ہے اور نہ مددگار۔﴾ اس آیت اور اس جیسی دیگر آیتوں میں خطاب کفار سے ہوتا ہے کہ اے کافرو! تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی کام بنانے والا ہے اور نہ کوئی مددگار جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا سکے یا ایسی آیات میں یہ مراد ہوتا ہے کہ اے لوگو! تمہارا کوئی ایسا حمایتی یا مددگار نہیں جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تمہاری حمایت اور مدد کر سکے۔ ایمان والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے مددگار ہیں جو اللہ تعالیٰ کی اجازت اور عطا سے ان کی مدد اور شفاعت فرماتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ لِقَآىٕهٖۤ اُولٰٓىٕكَ یَىٕسُوْا مِنْ رَّحْمَتِیْ وَ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جنہوں نے میری آیتوں اور میرے ملنے کو نہ مانا وہ ہیں جنہیں میری رحمت کی آس نہیں اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

1 .....خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۲۱، ۳/۴۴۸، روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۲۱، ۶/۴۵۹، ملتقطاً.

2 .....مدارك، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۲۲، ص۸۸۹، خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۲۲، ۳/۴۴۸، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور وہ جنہوں نے اللہ کی آیتوں کا اور اس سے ملنے کا انکار کیا وہ وہی لوگ ہیں جو میری رحمت سے مایوس ہیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

﴿وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ لِقَآىٕهٖ: اور وہ جنہوں نے اللہ کی آیتوں کا اور اس سے ملنے کا انکار کیا۔﴾ یعنی جو لوگ قرآنِ مجید اور قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے پر ایمان نہ لائے وہ وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہیں اور وہ اپنے کسی نیک عمل کی جزاء وثواب کے قائل نہیں کیونکہ جب وہ قیامت اور جنت کے ہی منکر ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور جزاء کے قائل کیسے ہو سکتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے جہنم کا دردناک عذاب ہے۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ(۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اس کی قوم کو کچھ جواب بن نہ آیا مگر یہ بولے اُنہیں قتل کر دو یا جلا دو تو اللہ نے اُسے آگ سے بچالیا بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو ابراہیم کی قوم کا کوئی جواب نہ تھا مگر یہ کہ انہوں نے کہا: انہیں قتل کر دو یا جلا دو تو اللہ نے انہیں آگ سے بچالیا۔ بیشک اس میں ایمان والوں کیلئے ضرور نشانیاں ہیں۔

﴿فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا: تو ابراہیم کی قوم کا کوئی جواب نہ تھا مگر یہ کہ انہوں نے کہا۔﴾ جب حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی قوم کو ایمان کی دعوت دی، اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت پر دلائل قائم کئے اور نصیحتیں فرمائیں تو اس کے جواب میں ان لوگوں نے کہا: انہیں قتل کر دو یا جلا دو۔ یہ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا یا سرداروں نے اپنی پیروی کرنے والوں سے کہا، بہرحال کچھ کہنے والے تھے اور کچھ اس پر راضی ہونے والے اس لئے وہ سب کہنے والوں کے حکم میں ہیں۔ ان سب نے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جلانے پر اتفاق کر لیا اور جب انہوں نے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو آگ میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو ٹھنڈا کر کے اور حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ

www.dawateislami.net

وَالسَّلَام کے لئے سلامتی والی بنا کر انہیں بچالیا۔ بیشک جو اللہ تعالیٰ نے کیا اس میں ایمان والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت اور قدرت پر دلالت کرنے والی ضرور عجیب عجیب نشانیاں ہیں، جیسے آگ کا اس کثرت کے باوجود اثر نہ کرنا اور سرد ہو جانا اور اس جگہ گلشن پیدا ہو جانا اور یہ سب پَل بھر سے بھی کم وقفے میں ہونا وغیرہ۔ (1)

وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَیْنِكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّ یَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۲۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور ابراہیم نے فرمایا تم نے تو اللہ کے سوا یہ بُت بنا لیے ہیں جن سے تمہاری دوستی یہی دنیا کی زندگی تک ہے پھر قیامت کے دن تم میں ایک دوسرے کے ساتھ کفر کرے گا اور ایک دوسرے پر لعنت ڈالے گا اور تم سب کا ٹھکانا جہنم ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ابراہیم نے فرمایا: تم نے تو دنیاوی زندگی میں اپنی آپس کی دوستی کی وجہ سے اللہ کے سوا یہ بت (معبود) بنالئے ہیں پھر قیامت کے دن تم میں ایک دوسرے کا انکار کرے گا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا اور تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

﴿وَقَالَ: اور ابراہیم نے فرمایا۔﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سلامتی کے ساتھ آگ سے باہر تشریف لے آئے تو آپ نے کفار سے فرمایا کہ ”تم نے (کسی دلیل کے بغیر صرف) بتوں سے دوستی کی وجہ سے انہیں اپنا معبود تو بنا لیا لیکن یاد رکھو تمہاری یہ محض نام کی ظاہری دوستی بھی صرف دنیا کی زندگی تک رہے گی، پھر قیامت کے دن تمہارا حال یہ ہوگا کہ تم اپنے معبودوں کا انکار کر دو گے اور تمہارے معبود تمہاری عبادت کا انکار کر دیں گے، تم ایک دوسرے پر لعنت کرو گے اور ایک دوسرے پر الزام تراشی کرو گے، بت کہیں گے کہ تم لوگوں نے میری

1 .....مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ۲۴، ص۸۸۹، جلالين، العنكبوت، تحت الآية: ۲۴، ص۳۳۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

عبادت کر کے مجھے جہنم میں ڈلوا دیا اور تم کہو گے کہ ہمیں اپنی عبادت کے ذریعے گمراہ کر کے تم نے ہمیں عذاب میں مبتلا کر دیا، تم لعن طعن کے ذریعے ایک دوسرے کو دور کرنے کی کوشش کرو گے لیکن دور نہ ہو گے بلکہ جس طرح دنیا میں اکھٹے تھے اسی طرح جہنم میں بھی اکھٹے کر دیئے جاؤ گے اور جہنم کی آگ تمہاری آگ کی طرح نہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نجات دی اور میری مدد فرمائی بلکہ تم جہنم کی آگ میں ہی رہو گے اور اس میں تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سلامتی کے ساتھ آگ سے باہر تشریف لے آئے تو آپ نے کفار سے فرمایا: ”میں نے تمہارے سامنے تمہارے مذہب کا باطل ہونا بیان کیا اور تم سے اس کا کوئی جواب بھی نہ بن پڑا، پھر بھی تمہارا بتوں کی پوجا پر قائم رہنا صرف اندھی تقلید ہے کیونکہ تم آپس میں ایک دوسرے سے دوستی اور محبت رکھتے ہو اس لئے تم میں سے کوئی نہیں چاہتا کہ وہ سیرت اور طریقے میں اپنے دوست سے جدا ہو یا تمہاری اور تمہارے آباء واَجداد کے مابین دوستی ہے، تم ان کے وارث ہوئے، تم نے ان کے عقیدے کو اختیار کر لیا اور ان کی جہالت و گمراہی کو مضبوطی سے تھام لیا، لیکن یاد رکھو کہ تمہاری یہ دوستی اس فانی دنیا تک ہی محدود رہے گی پھر قیامت کے دن تمہارا حال یہ ہوگا کہ سردار اپنے پیروکاروں سے کہیں گے کہ ہم تمہیں نہیں پہچانتے اور پیروکار اپنے سرداروں پر لعنت کرنے لگیں گے اور تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا کہ وہ تمہیں جہنم سے نکال دے جس طرح مجھے تمہاری بھڑکائی ہوئی آگ سے نکالا گیا۔ (1)

وقف لازم

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو لوط اس پر ایمان لایا اور ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں بیشک وہی عزت وحکمت والا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو ابراہیم کی تصدیق لوط نے کی اور ابراہیم نے فرمایا: میں اپنے رب کی (سرزمین شام کی) طرف ہجرت کرنے والا ہوں، بیشک وہی عزت والا، حکمت والا ہے۔

﴿فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ: تو ابراہیم کی تصدیق لوط نے کی۔﴾ جب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام

1 .....تفسیر کبیر، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۲۵، ۹/۴۶، جلالین مع جمل، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۲۵، ۶/۶۸، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

آگ سے صحیح سلامت تشریف لائے تو آپ کا یہ معجزہ دیکھ کر حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے آپ کی رسالت کی تصدیق کی، آپ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سب سے پہلے تصدیق کرنے والے ہیں۔ یاد رہے کہ یہاں ایمان سے رسالت کی تصدیق ہی مراد ہے کیونکہ اصل توحید کا اعتقاد تو اُن کو ہمیشہ سے حاصل ہے کہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہمیشہ ہی مومن ہوتے ہیں اور کسی حال میں ان سے کفر کا تصور تک نہیں کیا سکتا۔ (1)

﴿وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّیْ: اور ابراہیم نے فرمایا: میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔﴾ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے آگ سے صحیح سلامت تشریف لانے اور اتنا عظیم الشّان معجزہ دیکھنے کے باوجود آپ کی قوم ایمان نہ لائی اور کفر و شرک پر بضد رہی تو آپ نے اس جگہ سے ہجرت کرنے کا ارادہ فرمایا۔ چنانچہ آپ نے عراق سے سرزمینِ شام کی طرف ہجرت فرمائی، اس ہجرت میں آپ کے ساتھ آپ کی بیوی حضرت سارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اور حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تھے۔ (2)

آیت ”وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّیْ“ سے معلوم ہونے والے مسائل

اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے:

(1)..... بوقتِ حاجت ہجرت کرنا انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے۔

(2)..... ایسی جگہ چلا جانا جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں کوئی روک ٹوک نہ ہو، دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف جانا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جگہ سے پاک ہے تو اس کے حق میں یہاں وہاں سب برابر ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَ جَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَ الْكِتٰبَ وَ اٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَاۚ-وَ اِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۲۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے اُسے اسحٰق اور یعقوب عطا فرمائے اور ہم نے اس کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی اور

1 .....خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۲۶، ۳/۴۴۹.

2 .....خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۲۶، ۳/۴۴۹.

www.dawateislami.net

ہم نے دنیا میں اس کا ثواب اُسے عطا فرمایا اور بیشک آخرت میں وہ ہمارے قربِ خاص کے سزاواروں میں ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ہم نے اسے اسحاق (بیٹا) اور یعقوب (پوتا) عطا فرمائے اور ہم نے اس کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی اور ہم نے دنیا میں اس کا ثواب اسے عطا فرمایا اور بیشک وہ آخرت میں (بھی) ہمارے خاص قرب کے لائق بندوں میں ہوگا۔

﴿وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ: اور ہم نے اسے اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے۔﴾ یہاں سے اللہ تعالیٰ نے مزید وہ انعامات بیان فرمائے جو اس نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو عطا فرمائے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ہم نے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو حضرت اسحاق عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جو کہ آپ کے بیٹے ہیں اور حضرت یعقوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جو کہ آپ کے پوتے ہیں عطا فرمائے اور ہم نے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد جتنے حضرات نبوت کے منصب پر فائز ہوئے سب آپ کی نسل سے ہوئے اور کتاب سے توریت، انجیل، زبور اور قرآن شریف مراد ہیں، مزید ارشاد فرمایا کہ ہم نے دنیا میں اس کا ثواب اسے عطا فرمایا کہ انہیں پاکیزہ اولاد عطا فرمائی، نبوت ان کی نسل میں رکھی، کتابیں اُن انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو عطا کیں جو اِن کی اولاد میں ہیں اور ان کو مخلوق میں محبوب اور مقبول کیا کہ تمام ملّتوں اور دینوں والے ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی طرف نسبت کو فخر جانتے ہیں اور ان کے لئے دنیا کے اختتام تک درود پڑھا جانا مقرر کر دیا، یہ تو وہ ہے جو دنیا میں عطا فرمایا اور بیشک وہ آخرت میں بھی ہمارے خاص قرب کے لائق بندوں میں ہوں گے جن کے درجے بہت بلند ہوں گے۔ (1)

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۫ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۸﴾ اَىٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِیْلَ ۙ

1 .....مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ۲۷، ص ۸۹۰، خازن، العنكبوت، تحت الآية: ۲۷، ۳ / ۴۴۹، جلالين، العنكبوت، تحت الآية: ۲۷، ص ۳۳۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْكُمُ الْمُنْكَرَؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۳۰﴾ ع ۲ ۸ ۱۵

ترجمۂ کنزالایمان: اور لوط کو نجات دی جب اُس نے اپنی قوم سے فرمایا تم بیشک بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے دنیا بھر میں کسی نے نہ کیا۔ کیا تم مردوں سے بدفعلی کرتے ہو اور راہ مارتے ہو اور اپنی مجلس میں بری بات کرتے ہو تو اس کی قوم کا کچھ جواب نہ ہوا مگر یہ کہ بولے ہم پر اللہ کا عذاب لاؤ اگر تم سچے ہو۔ عرض کی اے میرے رب میری مدد کر ان فسادی لوگوں پر۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: اور لوط کو (یاد کرو) جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا: تم بیشک بے حیائی کا وہ کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا بھر میں کسی نے نہ کیا۔ کیا تم مردوں سے بدفعلی کرتے ہو اور راستہ کاٹتے ہو اور اپنی مجلسوں میں برے کام کو آتے ہو تو اس کی قوم کا کوئی جواب نہ تھا مگر یہ کہا: اگر تم سچے ہو تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ۔ (لوط نے) عرض کی، اے میرے رب! ان فسادی لوگوں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔

﴿وَلُوْطًا: اور لوط کو۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو یاد کریں، جب انہوں نے اپنی قوم کو ملامت کرتے ہوئے فرمایا: بیشک تم بے حیائی کا وہ کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا بھر میں کسی نے نہ کیا۔ کیا تم مردوں سے بدفعلی کرتے ہو اور راہ گیروں کو قتل کر کے اور ان کے مال لوٹ کر لوگوں کا راستہ کاٹتے ہو اور اپنی مجلسوں میں برے کام اور بری باتیں کرنے کو آتے ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ لوگ مسافروں کے ساتھ بدفعلی کرتے تھے حتّٰی کہ لوگوں نے اس طرف گزرنا موقوف کر دیا تھا اور حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم کے لوگ بدفعلی کے علاوہ ایسے ذلیل افعال اور حرکات کے عادی تھے جو عقلی اور عُرفی دونوں

www.dawateislami.net

طرح سے قبیح اور ممنوع تھے، جیسے گالی دینا، فحش بکنا، تالی اور سیٹی بجانا، ایک دوسرے کو کنکریاں مارنا، راستہ چلنے والوں پر کنکری وغیرہ پھینکنا، شراب پینا، مذاق اڑانا، گندی باتیں کرنا اور ایک دوسرے پر تھوکنا وغیرہ۔ حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس پر انہیں ملامت کی تو ان کی قوم نے مذاق اڑانے کے طور پر یہ کہا: اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ یہ افعال قبیح ہیں اور ایسا کرنے والے پر عذاب نازل ہوگا تو ہم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب لے آؤ۔ (1)

﴿قَالَ: عرض کی۔﴾ جب حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اس قوم کے راہِ راست پر آنے کی کچھ امید نہ رہی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، عذاب نازل ہونے کے بارے میں میری بات پوری کر کے ان فسادی لوگوں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی۔ (2)

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰىۙ قَالُوْۤا اِنَّا مُهْلِكُوْۤا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِیْنَ(۳۱) قَالَ اِنَّ فِیْهَا لُوْطًاؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِیْهَاؕ لَنُنَجِّیَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗۗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ(۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر آئے بولے ہم ضرور اس شہر والوں کو ہلاک کریں گے بیشک اس کے بسنے والے ستم گار ہیں۔ کہا اس میں تو لوط ہے فرشتے بولے ہمیں خوب معلوم ہے جو کچھ اس میں ہے ضرور ہم اُسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دیں گے مگر اس کی عورت کو وہ رہ جانے والوں میں ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے کہا: ہم ضرور اس شہر والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں۔ بیشک اس شہر والے ظالم ہیں۔ فرمایا: اس میں تو لوط (بھی) ہے۔ فرشتوں نے کہا: ہمیں خوب معلوم ہے جو کوئی اس میں ہے، ضرور ہم اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دیں گے سوائے اس کی بیوی

1 .....مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ۲۸-۲۹، ص ۸۹۱، خازن، العنكبوت، تحت الآية: ۲۸-۲۹، ۳/۴۴۹-۴۵۰، ملتقطاً.

2 .....خازن، العنكبوت، تحت الآية: ۳۰، ۳/۴۵۰، جلالين، العنكبوت، تحت الآية: ۳۰، ص۳۳۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔

﴿وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا: اور جب ہمارے فرشتے آئے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے کہا: ہم ضرور حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اس شہر والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں۔ بیشک اس شہر والے کفر اور طرح طرح کے گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان سے فرمایا: اس میں تو حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بھی موجود ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے نبی اور اس کے مُقَرَّب بندے ہیں، پھر تم اس شہر والوں کو کیسے ہلاک کرو گے۔ فرشتوں نے کہا: جو کوئی اس شہر میں ہے وہ ہمیں خوب معلوم ہے اور ہم حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے حال سے غافل نہیں، ہم ضرور حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کے گھر والوں کو نجات دیں گے البتہ ان کی بیوی کو نجات نہیں دیں گے کیونکہ وہ عذاب میں مبتلا ہو جانے والوں میں سے ہے۔ (1)

یہاں فرشتوں نے نجات دینے کی نسبت اپنی طرف کی، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض کام اس کے خاص بندوں کی طرف منسوب کئے جا سکتے ہیں کیونکہ نجات دینا درحقیقت اللہ تعالیٰ کا کام ہے مگر فرشتوں نے کہا ہم نجات دیں گے، لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دوزخ سے نجات دیتے ہیں۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جنت دیتے ہیں اور حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مشکل کشائی کرتے ہیں۔

وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۫ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَ اَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰۤى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾

1 .....مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ۳۱-۳۲، ص۸۹۱، روح البيان، العنكبوت، تحت الآية: ۳۱-۳۲، ۶/۴۶۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے ان کا آنا اُسے ناگوار ہوا اور اُن کے سبب دل تنگ ہوا اور انھوں نے کہا نہ ڈریئے اور نہ غم کیجئے بیشک ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو نجات دیں گے مگر آپ کی عورت وہ رہ جانے والوں میں ہے۔ بیشک ہم اس شہر والوں پر آسمان سے عذاب اُتارنے والے ہیں بدلہ ان کی نافرمانیوں کا۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو انہیں فرشتوں کا آنا برا لگا اور ان کے سبب دل تنگ ہوا اور فرشتوں نے کہا: آپ نہ ڈریں اور نہ غمگین ہوں، بیشک ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو بچانے والے ہیں سوائے آپ کی بیوی کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔ بیشک ہم اِس شہر والوں پر آسمان سے عذاب اتارنے والے ہیں کیونکہ یہ نافرمانی کرتے تھے۔

﴿وَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا: اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے ملاقات کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فرشتے خوب صورت مہمانوں کی شکل میں حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس آئے تو انہیں قوم کے افعال وحرکات اور ان کی نالائقی کا خیال کر کے فرشتوں کا آنا برا لگا اور ان کی حفاظت کی کوئی تدبیر نہ کر سکنے کے سبب غمزدہ ہوئے، اس وقت فرشتوں نے ظاہر کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں اور انہوں نے حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو تسلی دیتے ہوئے کہا: آپ قوم سے نہ ڈریں اور نہ ہمارے بارے میں یہ سوچ کر غمگین ہوں کہ قوم کے لوگ ہمارے ساتھ کوئی بے ادبی یا گستاخی کریں گے، ہم فرشتے ہیں اور ہم ان لوگوں کو ہلاک کر دیں گے اور بیشک ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو نازل ہونے والے عذاب سے بچانے والے ہیں البتہ آپ کی بیوی کو نہیں بچائیں گے کیونکہ وہ بھی عذاب میں مبتلا ہونے والوں میں سے ہے اور اسے بھی بقیہ لوگوں کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔ بیشک ہم اِس شہر والوں پر آسمان سے عذاب اتارنے والے ہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے تھے اور اسی پر قائم تھے۔ چنانچہ حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کے اہلِ خانہ میں سے ان پر ایمان لانے والوں اور دیگر مومنوں کو بچا لیا گیا اور باقی لوگوں کو انتہائی دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔ (1)

---

1 .....خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۳۳-۳۴، ۳/۴۵۰، روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۳۳-۳۴، ۶/۴۶۶-۴۶۷، جلالین، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۳۳-۳۴، ص۳۳۷-۳۳۸، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

آیت ”وَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا“ سے معلوم ہونے والے احکام

اس آیت سے تین باتیں معلوم ہوئیں،

(1).....مہمان کی حفاظت اور توقیر میزبان کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

(2).....کبھی نبی عَلَیْہِ السَّلَام فرشتے کو نہیں بھی پہچانتے، البتہ یاد رہے کہ جب وحی نازل ہونے کے وقت فرشتہ حاضر ہوتا ہے تو اس وقت نبی عَلَیْہِ السَّلَام فرشتے کو ضرور پہچانتے ہیں، اگر اس وقت بھی نہ پہچانیں تو وحی قطعی نہ رہے گی۔

(3).....اللہ تعالیٰ کے مُقَرَّب بندے اللہ تعالیٰ کی عطا سے بندوں کو آنے والی مصیبتوں سے بچانے کی قدرت رکھتے ہیں اور بچاتے بھی ہیں۔

وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَاۤ اٰیَةًۢ بَیِّنَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝۳۵

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے اس سے روشن نشانی باقی رکھی عقل والوں کے لیے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک ہم نے عقل والوں کے لیے اس بستی میں روشن نشانی کو باقی رکھا۔

﴿وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَاۤ اٰیَةًۢ بَیِّنَةً: اور بیشک ہم نے اس بستی میں روشن نشانی کو باقی رکھا۔﴾ بیشک ہم نے اس بستی میں ان لوگوں کے لیے روشن نشانی کو باقی رکھا جو اپنی عقل غور و فکر کرنے میں استعمال کرتے ہیں۔ اس نشانی کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: وہ روشن نشانی حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم کے ویران مکان ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد اس قوم کا عجیب و غریب واقعہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ روشن نشانی سے مراد وہ پتھر ہیں جو ان پر برسے تھے اور ان پتھروں پر ان لوگوں کے نام لکھے ہوئے تھے، یہ عرصۂ دراز تک باقی رہے اور حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے انہیں دیکھا تھا۔ (1)

وَاِلٰى مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ۙ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْیَوْمَ

1 .....روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۳۵، ۶/۴۶۷، خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۳۵، ۳/۴۵۰، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۳۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۳۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: مدین کی طرف اُن کے ہم قوم شعیب کو بھیجا تو اس نے فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اور پچھلے دن کی امید رکھو اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو۔ تو انھوں نے اُسے جھٹلایا تو اُنھیں زلزلے نے آلیا تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: مدین کی طرف ان کے ہم قوم شعیب کو بھیجا تو اس نے فرمایا، اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو اور آخرت کے دن کی امید رکھو اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو۔ تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں زلزلے نے آلیا تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے۔

﴿وَ اِلٰى مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا: مدین کی طرف ان کے ہم قوم شعیب کو بھیجا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو یاد کریں جنہیں ہم نے ان کے ہم قوم مَدیَن والوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا تو انہوں نے دین کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا: اے میری قوم! صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور قیامت کے دن سے ڈرتے ہوئے ایسے افعال بجالاؤ جو آخرت میں ثواب ملنے اور عذاب سے نجات حاصل ہونے کا باعث ہوں اور تم ناپ تول میں کمی کر کے مدین کی سرزمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو، تو ان لوگوں نے حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلایا اور اپنے فساد سے باز نہ آئے تو انہیں زلزلے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب نے آلیا یہاں تک کہ ان کے گھر ان کے اوپر گر گئے اور صبح تک ان کا حال یہ ہوگیا کہ وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل مردے بے جان پڑے رہ گئے۔ (1)

وَعَادًا وَّ ثَمُوْدَا۠ وَقَدْ تَّبَیَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۫ وَ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ

1 .....روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۳۶-۳۷، ۶/۴۶۸، جلالین، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۳۶-۳۷، ص۳۳۸، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ ﴿۳۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور عاد اور ثمود کو ہلاک فرمایا اور تمہیں ان کی بستیاں معلوم ہو چکی ہیں اور شیطان نے ان کے کوتک ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے اور انھیں راہ سے روکا اور انھیں سوجھتا تھا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور (ہم نے) عاد اور ثمود کو (ہلاک کیا) اور ان کی رہائش کے مقامات تمہارے لئے ظاہر ہو چکے اور شیطان نے ان کے اعمال ان کیلئے خوبصورت بنا دیئے اور انہیں (اللہ کے) راستے سے روکا حالانکہ وہ سمجھدار تھے۔

﴿وَعَادًا وَّ ثَمُوْدَاْ: اور عاد اور ثمود کو۔﴾ ارشاد فرمایا کہ ہم نے حضرت ہود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم عاد اور حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم ثمود کو ہلاک کیا اور اے مکہ والو! ان قوموں کا ہمارے عذاب سے ہلاک ہونا تمہارے لئے اس وقت ظاہر ہو چکا جب تم اپنے سفروں کے دوران حجر اور یمن میں موجود ان کی رہائش کے مقامات سے گزرے ہو اور شیطان نے ان قوموں کے کفر اور گناہ ان کیلئے خوبصورت بنا دیئے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا حالانکہ وہ لوگ سمجھدار تھے، عقل رکھتے تھے اور حق و باطل میں تمیز کر سکتے تھے لیکن انہوں نے عقل و انصاف سے کام نہ لیا اور باطل پر ہی قائم رہے۔ (1)

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۫ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَیِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِیْنَ ۚ﴿۳۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور قارون اور فرعون اور ہامان کو اور بیشک ان کے پاس موسیٰ روشن نشانیاں لے کر آیا تو اُنہوں نے زمین میں تکبر کیا اور وہ ہم سے نکل جانے والے نہ تھے۔

1 ……روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۳۸، ۶/۴۶۸، مدارک، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۳۸، ص۸۹۲، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور (ہم نے) قارون اور فرعون اور ہامان کو (ہلاک کیا) اور بیشک ان کے پاس موسیٰ روشن نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے زمین میں تکبر کیا اور وہ ہم سے نکل کر جانے والے نہ تھے۔

﴿وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ: اور قارون اور فرعون اور ہامان کو۔﴾ یعنی قارون، فرعون اور ہامان کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک فرمایا اور بیشک ان کے پاس حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام روشن نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے زمین میں تکبر کیا اور حق قبول کرنے سے انکار کیا اور وہ ہم سے نکل کر جانے والے نہ تھے کہ ہمارے عذاب سے بچ سکتے بلکہ ہمارے عذاب کا حکم ان تک پہنچ کر رہا اور وہ ہلاک کر دیئے گئے۔ (1)

آیت ”وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ“ سے معلوم ہونے والے مسائل

اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے،

(1)..... یہاں اللہ تعالیٰ نے قارون کو جو صرف زکوٰۃ کا انکار کرتا تھا فرعون اور ہامان کے ساتھ ذکر فرمایا جو سارے دینی اُمور یعنی توحید و نبوت وغیرہ کا انکار کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ضروریاتِ دین میں سے ایک چیز کا انکار کرنے والا، ویسا ہی کافر ہے جیسے ساری باتوں کا منکر کافر ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے زکوٰۃ کے منکروں پر جہاد کا حکم دے دیا اور مُسَیْلَمَہ کذّاب کی قوم پر جہاد فرمایا کیونکہ وہ مسیلمہ کو نبی مان کر مُرتد ہو گئے تھے۔

(2)..... یہاں قارون کا ذکر پہلے اس لئے فرمایا گیا کہ وہ خاندانی شریف تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایمان نہ ہو تو نسبی اور خاندانی عزت و شرافت عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ اس سے کفارِ قریش کو یہ سمجھانا مقصود ہے کہ تم ابراہیمی ہونے پر فخر نہ کرو بلکہ ایمان لاؤ ورنہ عذاب کے لئے تیار رہو۔

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾

1 .....خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۳۹، ۳/۴۵۱، روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۳۹، ۶/۴۶۹، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: تو ان میں ہر ایک کو ہم نے اُس کے گناہ پر پکڑا تو ان میں کسی پر ہم نے پتھراؤ بھیجا اور اُن میں کسی کو چنگھاڑ نے آ لیا اور ان میں کسی کو زمین میں دھنسا دیا اور ان میں کسی کو ڈبو دیا اور اللہ کی شان نہ تھی کہ اُن پر ظلم کرے ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو ان میں ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ کی وجہ سے (ہی) پکڑا تو ان میں کسی پر ہم نے پتھراؤ بھیجا اور ان میں کسی کو خوفناک آواز نے پکڑ لیا اور ان میں کسی کو زمین میں دھنسا دیا اور ان میں کسی کو ڈبو دیا اور اللہ کی شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرے ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

﴿فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ: تو ان میں ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ کی وجہ سے پکڑا۔﴾ اس آیت کی ابتدا میں بیان فرمایا گیا کہ سابقہ قوموں میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ کی وجہ سے ہی پکڑا۔ اس کے بعد سابقہ قوموں پر آنے والے مختلف عذابات میں سے چار عذاب بیان کئے گئے،

(1)..... کسی پر اللہ تعالیٰ نے پتھراؤ بھیجا۔ یہ حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم تھی جنہیں چھوٹے چھوٹے پتھروں سے ہلاک کیا گیا اور یہ پتھر تیز ہوا سے ان پر لگتے تھے۔

(2)..... کسی کو خوفناک آواز نے پکڑ لیا۔ یہ حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم ثمود تھی جو ہَولناک آواز کے عذاب سے ہلاک کی گئی۔

(3)..... کسی کو زمین میں دھنسا دیا۔ اس عذاب میں مبتلا ہونے والے قارون اور اس کے ساتھی تھے۔

(4)..... کسی کو ڈبو دیا۔ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم کے لوگ اور فرعون اور اس کی قوم کے لوگ اس عذاب کا شکار ہوئے۔

آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ ان لوگوں پر ظلم کرے کیونکہ وہ کسی کو گناہ کے بغیر عذاب میں گرفتار نہیں کرتا، ہاں وہ خود ہی نافرمانیاں کر کے اور کفر و سرکشی کو اختیار کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے اور اسی بنا پر وہ طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کر دیئے گئے۔ [1]

1 .....خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۰، ۳/۴۵۱، مدارک، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۰، ص۸۹۲-۸۹۳، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

وقف لازم

مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِیَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِۚ-اِتَّخَذَتْ بَیْتًاؕ-وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْكَبُوْتِۘ-لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ(۴۱)

ترجمۂ کنزالایمان: ان کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا اور مالک بنالئے ہیں مکڑی کی طرح ہے اس نے جالے کا گھر بنایا اور بیشک سب گھروں میں کمزور گھر مکڑی کا گھر کیا اچھا ہوتا اگر جانتے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جنہوں نے اللہ کے سوا اور مددگار بنا رکھے ہیں ان کی مثال مکڑی کی طرح ہے، جس نے گھر بنایا اور بیشک سب گھروں میں کمزور گھر مکڑی کا گھر ہوتا ہے۔ کیا اچھا ہوتا اگر وہ جانتے۔

﴿مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِیَآءَ: جنہوں نے اللہ کے سوا اور مددگار بنا رکھے ہیں ان کی مثال۔﴾ یعنی وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو واحد معبود ماننے کی بجائے بتوں کو معبود بنا رکھا ہے اور ان کے ساتھ امیدیں وابستہ کی ہوئی ہیں اور درحقیقت ان بتوں کے عاجز اور بے اختیار ہونے کی مثال مکڑی کی طرح ہے جس نے اپنے رہنے کے لئے جالے سے گھر بنایا جو کہ انتہائی کمزور ہے اور یہ گھر نہ اس سے گرمی دور کرسکتا ہے نہ سردی، نہ گرد و غبار اور بارش وغیرہ کسی چیز سے اس کی حفاظت کرسکتا ہے، ایسے ہی یہ بت ہیں کہ اپنے پجاریوں کو کوئی نفع یا نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے اور نہ ہی دنیا و آخرت میں انہیں کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور بیشک سب گھروں میں کمزور گھر مکڑی کا گھر ہوتا ہے اور ایسے ہی سب دینوں میں کمزور اور نکما دین بت پرستوں کا دین ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ بت پرست یہ بات جانتے کہ ان کا دین اس قدر نکما ہے۔ (1)

مکڑی کے جالے رزق میں تنگی کا سبب ہوتے ہیں

حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ”اپنے گھروں سے مکڑیوں کے جالے دور کرو کیونکہ

1 ..... خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۱، ۳/۴۵۱، مدارک، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۱، ص۸۹۳، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

انہیں (گھروں میں لگا ہوا) چھوڑ دینا ناداری کا باعث ہوتا ہے۔ (1)

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ جانتا ہے جس چیز کی اُس کے سوا پوجا کرتے ہیں اور وہی عزت وحکمت والا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک اللہ جانتا ہے اس چیز کو جس کی وہ اللہ کے سوا پوجا کرتے ہیں اور وہی عزت والا حکمت والا ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ: بیشک اللہ جانتا ہے۔﴾ یعنی بت پرست اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی بجائے جس چیز کی پوجا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے کہ وہ کچھ حقیقت نہیں رکھتی اور اللہ تعالیٰ ہی عزت والا حکمت والا ہے، تو کسی عقل مند انسان کے شایانِ شان یہ بات کب ہے کہ وہ عزت وحکمت والے، قادر اور مختار رب تعالیٰ کی عبادت چھوڑ کر بے علم اور بے اختیار پتھروں کی پوجا کرے۔ (2)

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں اور اُنہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں اور انہیں علماء ہی سمجھتے ہیں۔

﴿وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ: اور یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں۔﴾ کفارِ قریش نے طنز کے طور پر کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ مکھی اور مکڑی کی مثالیں بیان فرماتا ہے اور اس پر انہوں نے مذاق اڑایا تھا۔ اس آیت میں

1 .....مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ٤١، ص٨٩٣.

2 .....مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ٤٢، ص٨٩٣، خازن، العنكبوت، تحت الآية: ٤٢، ٣/٤٥١، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ان کا رد کر دیا گیا کہ وہ جاہل ہیں جو مثال بیان کئے جانے کی حکمت کو نہیں جانتے، کیونکہ مثال سے مقصود تفہیم ہوتی ہے اور جیسی چیز ہو اس کی شان ظاہر کرنے کے لئے ویسی ہی مثال بیان کرنا حکمت کے تقاضے کے عین مطابق ہے اور یہاں چونکہ بت پرستوں کے باطل اور کمزور دین کی کمزوری اور بُطلان بیان کرنا مقصود ہے لہٰذا اس کے اِظہار کے لئے یہ مثال انتہائی نفع مند ہے اور ان مثالوں کی خوبی، نفاست، عمدگی، ان کے نفع اور فوائد اور ان کی حکمت کو وہ لوگ سمجھتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے عقل اور علم عطا فرمایا ہے جیسا کہ یہاں بیان کی گئی مکڑی کی مثال نے مشرک اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت کا اقرار کرنے والے کا حال خوب اچھی طرح ظاہر کر دیا اور فرق واضح فرما دیا۔ (1)

خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۴﴾ ع

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ نے آسمان اور زمین حق بنائے بیشک اس میں نشانی ہے مسلمانوں کے لیے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللہ نے آسمان اور زمین حق بنائے، بیشک اس میں ایمان والوں کیلئے نشانی ہے۔

﴿خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ: اللہ نے آسمان اور زمین حق بنائے۔﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو باطل نہیں بنایا بلکہ حکمت کے تحت بنایا ہے اور بے شک ان دونوں کی تخلیق میں مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت، حکمت، اس کی وحدانیّت اور یکتائی پر دلالت کرنے والی نشانی ضرور موجود ہے۔ (2)

یاد رہے کہ آسمان و زمین کی پیدائش پر غور کر کے اللہ تعالیٰ کی معرفت صرف مومن ہی حاصل کرتے ہیں اس لئے یہاں انہیں کا ذکر ہوا کہ اس میں مومنوں کیلئے نشانی ہے ورنہ عمومی طور پر یہ سب کے لئے عبرت ہیں۔

1 .....مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ٤٣، ص٨٩٣، ملخصاً.

2 .....مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ٤٤، ص٨٩٤، خازن، العنكبوت، تحت الآية: ٤٤، ٣/٤٥٢، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ

21

پارہ نمبر..... 21

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِؕ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ(۴۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب پڑھو جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی اور نماز قائم فرماؤ بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بُری بات سے اور بیشک اللہ کا ذکر سب سے بڑا اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اس کتاب کی تلاوت کرو جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے اور نماز قائم کرو، بیشک نماز بے حیائی اور بری بات سے روکتی ہے اور بیشک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

﴿اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ: اس کتاب کی تلاوت کرو جس کی تمہاری طرف وحی کی گئی ہے۔﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ کی طرف جو قرآن مجید نازل کیا گیا ہے، اس کی تلاوت کرتے رہیں کیونکہ اس کی تلاوت عبادت بھی ہے، اس میں لوگوں کے لئے وعظ و نصیحت بھی ہے اور اس میں احکام، آداب اور اَخلاقی اچھائیوں کی تعلیم بھی ہے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اگر آپ مکہ والوں کے کفر پر اُفسُردہ ہیں تو آپ اس کتاب کی تلاوت کریں جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے تاکہ آپ جان جائیں کہ آپ کی طرح حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور دیگر اَنبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بھی نبوت اور رسالت کی ذمہ داری پر فائز تھے، انہوں نے رسالت کی تبلیغ کی اور (اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیّت پر) دلائل قائم کرنے میں انتہائی کوشش کی لیکن ان کی قومیں گمراہی اور جہالت سے نہ بچ سکیں، یوں آپ کے دل کو تسلی حاصل ہوگی۔ [1]

قرآنِ مجید دیکھ کر پڑھنے کی فضیلت اور ترغیب

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نماز کے علاوہ بھی قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہنا چاہئے۔ یاد رہے کہ (نماز کے

1 .....روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۵، ۶/۴۷۳، تفسیر کبیر، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۵، ۹/۶۰، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

علاوہ) قرآنِ مجید دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ یہ پڑھنا بھی ہے، دیکھنا بھی اور ہاتھ سے اس کا چھونا بھی اور یہ سب چیزیں عبادت ہیں۔ (1)

اور اس کی ترغیب کے بارے میں حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''تم اپنی آنکھوں کو اس کی عبادت میں سے حصہ دو۔ عرض کی گئی: یارسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آنکھ کا عبادت میں سے حصہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا ''قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھنا، اس (کی آیات اور معانی میں) میں غور وفکر کرنا اور اس میں بیان کئے گئے عجائبات کی تلاوت کرتے وقت عبرت ونصیحت حاصل کرنا۔ (2)

اللّٰہ تعالیٰ ہمیں دیکھ کر بھی قرآنِ مجید کی تلاوت کرنے اور اس کی آیات ومعانی میں غور وفکر کرنے اور اس میں ذکر کئے گئے واقعات اور دیگر چیزوں سے عبرت ونصیحت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

﴿وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ: اور نماز قائم کرو۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ نماز قائم کرتے رہیں، بیشک نماز بے حیائی اور ان چیزوں سے روکتی ہے جو شرعی طور پر ممنوع ہیں۔ یاد رہے کہ یہاں نماز قائم کرتے رہنے کا حکم واضح طور پر تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو دیا گیا ہے اور ضمنی طور پر یہی حکم آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی امت کے لئے بھی ہے۔ (3)

نماز بے حیائیوں اور شرعی ممنوعات سے روکتی ہے

آیت میں بیان ہوا کہ نماز بے حیائیوں اور بری باتوں سے روکتی ہے، لہٰذا جو شخص نماز کا پابند ہوتا ہے اور اسے اچھی طرح ادا کرتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک نہ ایک دن وہ ان برائیوں کو ترک کر دیتا ہے جن میں مبتلا تھا۔ یہاں اسی سے متعلق دو رِوایات ملاحظہ ہوں:

(1)..... حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ایک انصاری جوان سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا اور بہت سے کبیرہ گناہوں کا اِرتکاب کرتا تھا، حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے اس کی شکایت کی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا ''اس کی نماز کسی دن اسے اِن باتوں سے روک دے گی۔ چنانچہ کچھ ہی عرصے

---

1 ..... بہارِ شریعت، حصہ سوم، قرآن مجید پڑھنے کا بیان، مسائل قراءت بیرون نماز، ۱/۵۵۰، ملخصاً۔

2 ..... شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان... الخ، فصل فی القراءۃ من المصحف، ۲/۴۰۸، الحدیث: ۲۲۲۲.

3 ..... روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۵، ۶/۴۷۴.

www.dawateislami.net

میں اس نے توبہ کرلی اور اس کا حال بہتر ہوگیا۔ (1)

(2).....حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، ایک شخص نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کی: فلاں آدمی رات میں نماز پڑھتا ہے اور جب صبح ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا: ”عنقریب نماز اسے اس چیز سے روک دے گی جو تو کہہ رہا ہے۔ (2)

ہمارے معاشرے میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو نماز پڑھنے کے باوجود گناہوں سے باز نہیں آتے اور بری عادتوں سے نہیں رکتے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ اس طرح نماز نہیں پڑھتے جیسے نماز پڑھنے کا حق ہے مثلاً نماز کے ارکان وشرائط کو ان کے حقوق کے ساتھ اور صحیح طریقے سے ادا نہیں کرتے، نماز میں خشوع وخضوع کی کیفیّت ان پر طاری نہیں ہوتی اور نماز کی ادائیگی غفلت سے کرتے ہیں، یہ ان کی نماز ہوتی ہے جو ظاہری نماز تو ہے لیکن حقیقی اور کامل نماز نہیں۔ حضرت حسن بصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: جس کی نماز اس کو بے حیائی اور ممنوعات سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں۔ (3)

اور حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص کو اس کی نماز بے حیائی اور برائی سے نہ روکے تو اسے اللہ تعالیٰ سے دوری کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا (کیونکہ اس کی نماز ایسی نہیں جس پر ثواب ملے بلکہ وہ نماز اس کے حق میں وبال ہے اور اس کی وجہ سے بندہ عذاب کا حق دار ہے۔) (4)

لہٰذا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ بے حیائیوں اور برائیوں سے باز آجائے تو اس طرح نماز ادا کیا کرے جیسے نماز ادا کرنے کا حق ہے۔ ترغیب کے لئے یہاں نماز سے متعلق حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور دیگر بزرگانِ دین کے احوال پر مشتمل 4 واقعات ملاحظہ ہوں:

(1).....حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہم سے اور ہم آپ سے گفتگو کر رہے ہوتے تھے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو (آپ اللہ تعالیٰ کی عظمت میں اس قدر مشغول ہوجاتے کہ) گویا آپ

1 .....ابو سعود، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۵، ۴/۲۶۱.
2 .....مسند امام احمد، مسند ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ، ۳/۴۵۷، الحدیث: ۹۷۸۵.
3 .....درمنثور، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۵، ۶/۴۶۶.
4 .....معجم الکبیر، طاؤس عن ابن عباس، ۱۱/۴۶، الحدیث: ۱۱۰۲۵.

www.dawateislami.net

ہمیں پہچانتے ہی نہ تھے اور نہ ہم آپ کو پہچان پاتے تھے۔ (1)

(2).....جب نماز کا وقت ہوجاتا تو حضرت علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم پر کپکپاہٹ طاری ہوجاتی اور چہرے کا رنگ بدل جاتا۔ایک دن کسی نے پوچھا: اے امیر المؤمنین! آپ کو کیا ہوا؟ فرمایا ’’اس امانت کی ادائیگی کا وقت آ گیا ہے جسے اللہ تعالٰی نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اسے اٹھانے سے معذرت کر لی اور اسے اُٹھانے سے ڈر گئے۔

(3).....حضرت علی بن حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے بارے میں مروی ہے کہ جب آپ وضو کرتے تو آپ کا رنگ زرد ہوجاتا، جب گھر والے پوچھتے کہ آپ کو کیا ہوگیا ہے تو آپ فرماتے ’’کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہونے کا ارادہ کر رہا ہوں۔

(4).....حضرت حاتم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے ان کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ’’جب نماز کا وقت ہوجاتا ہے تو میں مکمل وضو کرتا ہوں، پھر اس جگہ آ کر بیٹھ جاتا ہوں جہاں نماز پڑھنے کا ارادہ ہوتا ہے، یہاں تک کہ میرے اَعضا پُرسکون ہوجاتے ہیں، پھر میں نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں، کعبہ شریف کو آنکھوں کے سامنے، پل صراط کو قدموں کے نیچے، جنت کو دائیں اور جہنم کو بائیں طرف اور موت کے فرشتے کو اپنے پیچھے خیال کرتا ہوں اور اس نماز کو اپنی آخری نماز سمجھتا ہوں، پھر امید اور خوف کے درمیان جذبات کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں، حقیقی طور پر اللہ تعالٰی کی بڑائی کا اعلان کرتا ہوں، قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا ہوں، رکوع عاجزی کے ساتھ اور سجدہ ڈرتے ہوئے کرتا ہوں، بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتا ہوں، دائیں پاؤں کو انگوٹھے پر کھڑا کرتا ہوں، اس کے بعد اخلاص سے کام لیتا ہوں، پھر مجھے معلوم نہیں کہ میری نماز قبول ہوتی ہے یا نہیں۔ (2)

اللہ تعالٰی ہمیں صحیح طریقے سے نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری نماز کو ہمارے حق میں برائیوں اور بے حیائیوں سے بچنے کا ذریعہ بنائے، آمین۔

تلاوتِ قرآن اور نماز کی پابندی کے فوائد و برکات

آیت میں تلاوت و نماز دو عبادتوں کا ذکر ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تلاوتِ قرآن اور نماز کی پابندی ایسی عبادتیں

1 .....فیض القدیر، حرف الھمزۃ، ۳/۱۱۴، تحت الحدیث: ۲۸۲۱.

2 .....احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ و مھماتھا، الباب الاول، فضیلۃ الخشوع، ۱/۲۰۶.

www.dawateislami.net

ہیں جن کے فوائد و برکات شمار نہیں کیے جا سکتے اور جب بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا پاکیزہ کلام پڑھتا ہے تو اس پر انوار و تجلّیات کی بارشیں ہوتی ہیں اور بندہ خود اپنے دل میں ایک عجیب لذت محسوس کرتا ہے۔ تلاوتِ قرآن پاک کی کئی حکمتیں ہیں، اس میں لوگوں کیلئے نصیحتیں بھی ہیں اور احکام بھی، اخلاقیات کی تعلیم بھی ہے اور آدابِ زندگی بھی۔ یہ اوّلین و آخرین کے علوم کا جامع ہے، اس کے اَسرار ختم نہیں ہو سکتے اور اس کے عجائبات بے شمار ہیں اور یہ چیزیں دل کی پاکیزگی پر موقوف ہیں۔

﴿ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ : اور بیشک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے عظیم شے ہے نیز یادِ الٰہی سب سے افضل نیک عمل ہے بلکہ تمام عبادتوں کی اصل ذکرِ الٰہی ہی ہے مثلاً نماز اصل میں یادِ الٰہی کیلئے ہے، یہی حال بقیہ تمام عبادات کا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے اس آیت کی تفسیر یہ فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو یاد کرنا بہت بڑا ہے، نیز اس کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بے حیائی اور بری باتوں سے روکنے اور منع کرنے میں سب سے بڑھ کر ہے۔ (1)

حضرت اُمِّ درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ اگر تو نماز پڑھے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اگر تو روزہ رکھے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، ہر اچھا عمل جو تو کرتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، اور ہر بری چیز سے تمہارا بچنا بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور ان میں سب سے افضل اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنا ہے۔ (2)

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے فضائل

آیت کی مناسبت سے یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے فضائل پر مشتمل 2 اَحادیث ملاحظہ ہوں:

(1)..... حضرت ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”کیا میں تم کو یہ خبر نہ دوں کہ تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک تمہارا کون سا عمل سب سے اچھا، سب سے پاکیزہ اور سب سے بلند درجے والا ہے اور جو تمہارے سونے اور چاندی کو صدقہ کرنے سے زیادہ اچھا ہے اور اس سے بھی اچھا ہے کہ تمہارا تمہارے دشمنوں سے مقابلہ ہو، تم انہیں قتل کرو اور وہ تمہیں شہید ماریں۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی، یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، وہ کون سا عمل ہے؟ ارشاد فرمایا ”وہ عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے۔ (3)

---

1 .....خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۵، ۳/۴۵۳، مدارک، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۵، ص۸۹۴، ملتقطاً۔

2 .....شعب الایمان، العاشر من شعب الایمان... الخ، فصل فی ذکر اخبار وردت فی ذکر اللہ عزوجل، ۱/۴۵۲، الحدیث: ۶۸۶۔

3 .....ترمذی، کتاب الدعوات، ۶-باب منہ، ۵/۲۴۶، الحدیث: ۳۳۸۸۔

www.dawateislami.net

(2).....حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سوال کیا گیا کہ قیامت کے دن اللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک کون سے بندے کا درجہ سب سے بلند ہوگا؟ ارشاد فرمایا ''جو اللّٰہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنے والے ہیں۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: یارسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، ان کا درجہ اللّٰہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والوں سے بھی زیادہ بلند ہوگا؟ ارشاد فرمایا: ''اگر وہ اپنی تلوار سے کفار اور مشرکین کو قتل کر دے حتّٰی کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے اور خون سے رنگین ہوجائے پھر بھی اللّٰہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنے والے کا درجہ اس سے افضل ہوگا۔ (1)

اللّٰہ تعالیٰ ہمیں کثرت کے ساتھ اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ: اور اللّٰہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔﴾ یعنی اللّٰہ تعالیٰ تمہارے ذکر وغیرہ نیک اعمال کو جانتا ہے، اس سے کوئی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں ہے تو وہ تمہیں ان اعمال پر بہترین جزا دے گا۔ (2)

ظاہر و باطن تمام احوال میں نیک اعمال کرنے کی ترغیب

علمِ الٰہی کے متعلق مذکورہ بالا قسم کی آیات عموماً اس مفہوم کیلئے ہوتی ہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ کا علم اتنا وسیع ہے کہ وہ ہر بندے کے ہر ظاہری باطنی عمل کو جانتا ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ ہر حال میں اللّٰہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے بچے اور اپنے ظاہری باطنی تمام اَحوال میں نیک اور اچھے اعمال کرنے میں مصروف رہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں ''اے لوگو! اللّٰہ تعالیٰ تمام مقامات اور احوال میں تمہارے عملوں کو جانتا ہے تو جسے اس بات کا یقین ہو کہ اللّٰہ تعالیٰ اس کا عمل جانتا ہے وہ گناہوں اور برے اعمال سے بچے اور تنہائی میں بھی طاعات، عبادات اور بطورِ خاص نماز کی طرف متوجہ رہے۔ (3)

اللّٰہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

وَلَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖۗ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ

1 .....ترمذی، کتاب الدعوات، ۵-باب منه، ۵/۲۴۵، الحدیث: ۳۳۸۷.

2 .....روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۵، ۶/۴۷۶.

3 .....روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۵، ۶/۴۷۶.

www.dawateislami.net

وَقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ(۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے مسلمانو! کتابیوں سے نہ جھگڑو مگر بہتر طریقہ پر مگر وہ جنہوں نے اُن میں سے ظلم کیا اور کہو ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف اُترا اور جو تمہاری طرف اُترا اور ہمارا تمہارا ایک معبود ہے اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اے مسلمانو! اہلِ کتاب سے بحث نہ کرو مگر بہترین انداز پر سوائے ان میں سے ظالموں کے اور کہو: ہم اس پر ایمان لائے جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہے اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔

﴿وَ لَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ: اور اے مسلمانو! اہلِ کتاب سے بحث نہ کرو مگر بہترین انداز پر۔﴾ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ اے مسلمانو! جب تمہاری اہلِ کتاب سے بحث ہو تو بہترین انداز سے بحث کرو جیسے انہیں اللہ تعالیٰ کی آیات سے دعوت دے کر اور حجتوں پر آگاہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤ، یونہی بحث کے دوران وہ سختی سے پیش آئیں تو تم نرمی سے پیش آؤ، وہ غصہ کریں تو تم حِلم اور بُردباری کا مظاہرہ کرو البتہ ان میں سے جو ظالم ہیں کہ زیادتی میں حد سے گزر گئے، عناد اختیار کیا، نصیحت نہ مانی، نرمی سے نفع نہ اٹھایا تو ان کے ساتھ سختی اختیار کرو۔ دوسرا معنی یہ بھی ہے کہ وہ اہلِ کتاب جو ذِمّی ہیں اور جزیہ ادا کرتے ہیں ان کے ساتھ جب تمہاری بحث ہو تو احسن طریقے سے بحث کرو البتہ ان میں سے جن لوگوں نے ظلم کیا اور ذمہ سے نکل گئے اور جزیہ دینے سے منع کر دیا اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے تو ان سے جھگڑنا تلوار کے ساتھ ہے۔[1]

1 .....خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۶، ۳/۴۵۲، مدارك، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۶، ص۸۹۵، روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۶، ۶/۴۷۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

عیسائیوں اور یہودیوں سے دینی اُمور میں بحث کرنے کا اختیار کس کو ہے؟

امام عبداللہ بن احمد نسفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ’’اس آیت سے کفار کے ساتھ دینی اُمور میں مناظرہ کرنے کا جواز، اور اسی طرح علمِ کلام سیکھنے کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔‘‘[1]

یاد رہے کہ عیسائیوں، یہودیوں اور دیگر کافروں کے ساتھ دینی اُمور میں بحث اور مناظرہ کرنا ان علماء کا کام ہے جو ان کے باطل عقائد و نظریات کا بہترین اور مضبوط دلائل کے ساتھ رد کر سکتے ہوں اور ان کی طرف سے دینِ اسلام اور اس کی تعلیمات و اَحکام پر ہونے والے اعتراضات کا انتہائی تسلی بخش جواب دے سکتے ہوں اور مناظرہ کے فن میں بھی خوب مہارت رکھتے ہوں۔ جو عالم ایسی صلاحیت نہ رکھتا ہو اسے اور بطورِ خاص عام لوگ جنہیں عقائد و نظریات کی تفصیلی دلائل سے معلومات ہونا تو دور کی بات، فرض عبادات سے متعلق شرعی احکام بھی ٹھیک سے معلوم نہیں ہوتے، انہیں یہودیوں، عیسائیوں اور دیگر کفار سے دینی اُمور میں بحث مباحثہ کرنا حرام ہے اور ان لوگوں کا یہ سوچ کر بحث کرنے کی جرأت کرنا کہ ہم اپنے دین، عقیدے اور نظریات میں انتہائی مضبوط ہیں، اس لئے یہودیوں، عیسائیوں یا کسی اور کافر سے دینی امور میں بحث کرنا ہمیں کوئی نقصان نہیں دے سکتا، دین و ایمان کی سلامتی کے حوالے سے انتہائی خطرناک اِقدام ہے اور ایسا شخص غیر محسوس انداز میں ایمان کے دشمن شیطان کے انتہائی خوفناک وار کا شکار ہے، اگر یہ شخص اپنے دین و ایمان کی سلامتی چاہتا اور قیامت کے دن جہنم کے اَبدی عذاب سے بچنا چاہتا ہے تو ان سے ہرگز بحث نہ کرے ورنہ اپنے ایمان کی خیر منائے۔ افسوس! ہمارے معاشرے میں شیطان کے کارندے لوگوں کے دین و ایمان کو برباد کرنے کے لئے مصروفِ عمل ہیں اور انتہائی مُنَظَّم انداز میں مسلمانوں کے دلوں سے دینِ اسلام کی محبت اور اس دین کی طرف لگاؤ کو ختم کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں لیکن مسلمان اپنے دین و ایمان کو بچانے کی کوشش کرنے کی بجائے اسے بے دھڑک خطرے پر پیش کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقلِ سلیم عطا فرمائے اور اپنے ایمان کی سلامتی اور حفاظت کی فکر کرنے اور اس کے لئے خوب کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

﴿وَ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا: اور کہو: ہم اس پر ایمان لائے جو ہماری طرف نازل کیا گیا۔﴾ یعنی جب اہلِ کتاب تم سے اپنی کتابوں کا کوئی مضمون بیان کریں تو ان سے کہو: ہم اس پر ایمان لائے جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو

---

1 ……مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ٤٦، ص٨٩٥.

www.dawateislami.net

تمہاری طرف نازل کیا گیا اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور ہم صرف اسی کے فرمانبردار ہیں۔ (1)

اہلِ کتاب اپنی کتابوں کا مضمون بیان کریں تو سننے والے کو کیا کہنا چاہے؟

جب اہلِ کتاب کسی شخص سے اپنی کتابوں میں موجود کوئی مضمون بیان کریں تو اسے سننے والے کو کیا کہنا چاہئے وہ اس آیت میں بیان ہوا اور یہی بات حدیثِ پاک میں ایک اور انداز سے بیان کی گئی ہے، چنانچہ حضرت ابو نملہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر تھے اور ایک یہودی شخص بھی وہیں موجود تھا، اس دوران وہاں سے ایک جنازہ گزرا تو یہودی نے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے کہا: کیا یہ مردہ باتیں کرتا ہے؟ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ بہتر جاننے والا ہے۔ یہودی کہنے لگا: بے شک یہ باتیں کرتا ہے۔ یہ سن کر سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! جب اہلِ کتاب تم سے کوئی مضمون بیان کریں تو تم نہ اُن کی تصدیق کرو نہ تکذیب کرو بلکہ یہ کہہ دو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان لائے، تو (اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ) اگر وہ مضمون اُنہوں نے غلط بیان کیا ہے تو اس کی تصدیق کے گناہ سے تم بچے رہو گے اور اگر مضمون صحیح تھا تو تم اس کی تکذیب سے محفوظ رہو گے۔ (2)

یاد رہے کہ ہمارا ایمان قرآن کے علاوہ دیگر کتابوں پر بھی ہے لیکن عمل صرف قرآن پر ہے نیز دیگر کتابوں پر جو ایمان ہے وہ ان پر ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں، موجودہ تحریف شدہ کتابوں پر نہیں بلکہ ان پر یوں ہے کہ اِن کتابوں میں جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَ مِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾

1 .....خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۶، ۳/۴۵۳، روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۶، ۶/۴۷۷، ملتقطاً.

2 .....سنن ابو داؤد، کتاب العلم، باب روایۃ حدیث اھل الکتاب، ۳/۴۴۵، الحدیث: ۳۶۴۴، مسند احمد، مسند الشامیین، حدیث ابی نملۃ الانصاری رضی اللہ تعالی عنہ، ۶/۱۰۲، الحدیث: ۱۷۲۲۵.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب یونہی تمہاری طرف کتاب اُتاری تو وہ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی اس پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ ان میں سے ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیتوں سے منکر نہیں ہوتے مگر کافر۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اے حبیب! یونہی ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل فرمائی تو وہ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اِس پر ایمان لاتے ہیں، اور کچھ اِن دوسروں میں سے ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں، اور کافر ہی ہماری آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

﴿وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ: اور اے محبوب! یونہی ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل فرمائی۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، ہم نے آپ کی طرف اسی طرح قرآن مجید نازل فرمایا جیسے اہلِ کتاب کی طرف توریت وغیرہ کتابیں اُتاری تھیں، تو وہ لوگ جنہیں ہم نے توریت عطا فرمائی جیسے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور ان کے ساتھی، وہ اِس قرآن پر ایمان لاتے ہیں، اور کچھ اِن مکہ والوں میں سے بھی ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں، اور وہی کافر ہی ہماری آیتوں کا انکار کرتے ہیں جو کفر میں انتہائی سخت ہیں۔ (1)

آیت ”وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ“ سے متعلق دو باتیں

یہاں اس آیت سے متعلق دو باتیں ملاحظہ ہوں:

(1)..... یہ سورت مکیہ ہے اور حضرت عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور ان کے ساتھی مدینہ منورہ میں ایمان لائے، اللہ تعالیٰ نے یہاں ان کے ایمان لانے سے پہلے ان کی خبر دے دی، تو یہ غیبی خبروں میں سے ہے۔ (2)

(2)..... جُحُود اس انکار کو کہتے ہیں جو معرفت کے بعد ہو یعنی جان بوجھ کر مکر جانا اور حقیقت بھی یہی تھی کہ یہودی خوب پہچانتے تھے کہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں اور قرآن حق ہے، یہ سب کچھ جانتے ہوئے انہوں نے عِناد کی وجہ سے انکار کیا۔ (3)

---

1 .....مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ٤٧، ص٨٩٥، جلالين، العنكبوت، تحت الآية: ٤٧، ص٣٣٩، ملتقطاً.

2 .....جمل، العنكبوت، تحت الآية: ٤٧، ٦/٧٧.

3 .....خازن، العنكبوت، تحت الآية: ٤٧، ٣/٤٥٣.

www.dawateislami.net

وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ ہی اپنے دائیں ہاتھ سے اسے لکھتے تھے، (اگر ایسا ہوتا) تو اس وقت باطل والے ضرور شک کرتے۔

﴿وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ: اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اس قرآن کے نازِل ہونے سے پہلے آپ کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے اسے لکھتے تھے، اگر آپ پڑھتے اور لکھتے ہوتے تو اس وقت اہلِ کتاب ضرور شک کرتے اور یوں کہتے کہ ہماری کتابوں میں آخری زمانے میں تشریف لانے والے نبی کی صفت تو یہ مذکور ہے کہ وہ اُمّی ہوں گے، نہ لکھتے ہوں گے اور نہ ہی پڑھتے ہوں گے جبکہ یہ تو لکھتے بھی ہیں اور پڑھتے بھی ہیں اس لئے یہ آخری نبی کیسے ہو سکتے ہیں۔ مگر انہیں اس شک کا موقع ہی نہ ملا۔[1]

غیر مسلموں کے ایک مشہور اعتراض کا جواب

اس آیتِ مبارکہ میں موجودہ زمانے کے غیر مسلموں کے اِس مشہور اعتراض کا بھی جواب ہے کہ مَعَاذَاللّٰہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے گزشتہ کتابوں کو سامنے رکھ کر قرآن لکھا ہے۔ ان کا یہ اعتراض خلافِ حقیقت ہے کیونکہ قرآن مجید نازل ہونے سے پہلے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے کسی کتاب کا مطالعہ کرنے اور لکھنے کی نفی خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے اور تاریخی حقائق سے یہی ثابت ہے، لہٰذا غیر مسلموں کا یہ خود ساختہ اعتراض اپنی بنیاد سے

1 ……مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ٤٨، ص ٨٩٥، خازن، العنكبوت، تحت الآية: ٤٨، ٣/٤٥٣، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ہی غلط ہے۔

بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ(۴۹)

ترجمۂ کنزالایمان: بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا اور ہماری آیتوں کا انکار نہیں کرتے مگر ظالم۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بلکہ وہ ان لوگوں کے سینوں میں روشن نشانیاں ہیں جنہیں علم دیا گیا اور ہماری آیتوں کا انکار صرف ظالم لوگ کرتے ہیں۔

﴿بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ: بلکہ وہ روشن نشانیاں ہیں۔﴾ اس آیت میں مذکور ضمیر ”هُوَ“ کا اشارہ قرآن مجید کی طرف ہے، اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہیں کہ قرآنِ کریم روشن آیتیں ہیں جو علماء اور حُفّاظ کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ روشن آیت ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ان کا اپنی مثل لانے سے عاجز کر دینے والا ہونا ظاہر ہے اور یہ دونوں باتیں قرآنِ پاک کے ساتھ خاص ہیں اور اس کے علاوہ کوئی ایسی کتاب نہیں جو معجزہ ہو اور نہ ہی ایسی ہے کہ ہر زمانے میں سینوں میں محفوظ رہی ہو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ضمیر ”هُوَ“ کا مَرجع سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو قرار دے کر اس آیت کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ سرورِ عالَم، محمدِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ان روشن نشانیوں والے ہیں جو ان لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہیں جنہیں اہلِ کتاب میں سے علم دیا گیا کیونکہ وہ اپنی کتابوں میں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نعت وصفت پاتے ہیں۔ (1)

﴿وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ: اور ہماری آیتوں کا انکار صرف ظالم لوگ کرتے ہیں۔﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار صرف ظالم لوگ کرتے ہیں، جیسا کہ یہودی جو کہ معجزات ظاہر ہونے کے بعد نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

1 .....مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ٤٩، ص٨٩٥، خازن، العنكبوت، تحت الآية: ٤٩، ٣/٤٥٣-٤٥٤، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

کے سچے اور آخری رسول ہونے کو جان اور پہچان چکے لیکن آپ سے عناد کی وجہ سے آپ کے منکر ہوتے ہیں۔

اس آیتِ مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء اور حُفّاظ کا بڑا ہی درجہ ہے کہ ان کے سینے قرآن کریم کے گنجینے ہیں۔ جس کاغذ پر قرآنِ مجید لکھا جائے وہ عظمت والا ہے تو جس سینے میں قرآنِ پاک ہو وہ بھی عظمت والا ہے۔ نیز یہ بھی سمجھ آتا ہے کہ قرآنِ عظیم میں کبھی تحریف نہیں ہوسکتی کیونکہ تبدیلی اور تحریف کاغذ میں ہوسکتی ہے جبکہ قرآن تو خدا نے سینوں میں محفوظ کردیا ہے۔

وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۫ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۵۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بولے کیوں نہ اُتریں کچھ نشانیاں اُن پر ان کے رب کی طرف سے تم فرماؤ نشانیاں تو اللّٰہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور کفار نے کہا: اس پر اس کے رب کی طرف سے نشانیاں کیوں نہیں اتریں؟ تم فرماؤ: نشانیاں تو اللّٰہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں۔

﴿ **وَقَالُوْا: اور کفار نے کہا۔** ﴾ یہاں سے کفارِ مکہ کا ایک اور اعتراض ذکر کیا جارہا ہے، چنانچہ کفارِ مکہ نے کہا کہ اس نبی پر ان کے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اونٹنی، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے عصا اور حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دسترخوان کی طرح نشانیاں کیوں نہیں اُتریں؟ اللّٰہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان کافروں سے ارشاد فرمادیں: نشانیاں تو اللّٰہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں اور وہ حکمت کے مطابق جو نشانی چاہتا ہے نازل فرماتا ہے اور میری ذمہ داری یہ ہے کہ میں نافرمانی کرنے والوں کو اللّٰہ تعالیٰ کے عذاب کا صاف ڈر سنادوں اور میں اسی کا پابند ہوں۔ (1)

1 .....خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۵۰، ۳/۴۵۴، مدارک، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۵۰، ص۸۹۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

اَوَلَمْ یَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰى عَلَیْهِمْؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ(۵۱) ع ۵ ۱

ترجمۂ کنزالایمان: اور کیا یہ اُنہیں بس نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اُتاری جو اُن پر پڑھی جاتی ہے بیشک اس میں رحمت اور نصیحت ہے ایمان والوں کے لیے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور کیا انہیں یہ بات کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اُتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے بیشک اس میں ایمان والوں کے لیے رحمت اور نصیحت ہے۔

﴿اَوَلَمْ یَكْفِهِمْ: اور کیا انہیں یہ بات کافی نہیں۔﴾ اس آیت میں کفارِ مکہ کے اعتراض کا جواب دیا گیا ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ قرآنِ کریم معجزہ ہے، گزشتہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے معجزات سے زیادہ کامل ہے اور حق کے طلبگار کو تمام نشانیوں سے بے نیاز کرنے والا ہے کیونکہ جب تک زمانہ ہے قرآنِ کریم باقی اور ثابت رہے گا اور دوسرے معجزات کی طرح ختم نہ ہوگا۔[1] یعنی دیگر انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے معجزات قصہ بن کر رہ گئے ہیں مگر یہ قرآن ایسا جیتا جاگتا معجزہ ہے جو ہمیشہ دیکھا جاتا رہے گا، اس پر ایمان نہ لانا انتہائی بدنصیبی ہے۔

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ شَهِیْدًاۚ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَ كَفَرُوْا بِاللّٰهِۙ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ(۵۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اللہ بس ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

1 ..... خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۵۱، ۳/۴۵۴.

www.dawateislami.net

اور وہ جو باطل پر یقین لائے اور اللہ کے منکر ہوئے وہی گھاٹے میں ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم فرماؤ: میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے، وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور باطل پر ایمان لانے والے اور اللہ کے منکر ہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

﴿قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ شَهِیْدًا: تم فرماؤ: میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اگر آپ کی نبوت کا انکار کرنے والے لوگ قرآنِ پاک کے نازل ہونے کے بعد بھی آپ کی رسالت کو تسلیم نہ کریں تو یہ ان کی بدبختی ہے، آپ ان سے فرما دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان میری رسالت کے سچے ہونے اور تمہارے جھٹلانے پر اللہ تعالیٰ گواہ ہے، وہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا علم رکھتا ہے اور جس کا علم جتنا کامل ہو اُس کی گواہی بھی اتنی ہی کامل ہوتی ہے اور یقیناً کامل ترین علم اللہ تعالیٰ کا ہے تو گواہی بھی اسی کی کامل ترین ہے اور یاد رکھو کہ باطل پر ایمان لانے والے اور اللہ تعالیٰ کے منکر ہی نقصان پانے والے ہیں۔

وَ یَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَ لَوْ لَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ وَ لَیَاْتِیَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں اور اگر ایک ٹھہرائی مدت نہ ہوتی تو ضرور ان پر عذاب آ جاتا اور ضرور ان پر اچانک آئے گا جب وہ بے خبر ہوں گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور اگر ایک مقررہ مدت نہ ہوتی تو ضرور ان پر عذاب آ جاتا اور ضرور ان پر اچانک عذاب آئے گا اور انہیں خبر بھی نہ ہوگی۔

﴿وَ یَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ: اور تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں۔﴾ شانِ نزول: یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی جس نے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے کہا تھا کہ ہمارے اوپر آسمان سے پتھروں

www.dawateislami.net

کی بارش کروادو۔اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، یہ کافر آپ سے جلد عذاب نازل ہونے کا مطالبہ کرتے ہیں اور اگر عذاب نازل ہونے کی ایک مقررہ مدت نہ ہوتی جو اللہ تعالیٰ نے مُعَیَّن کی ہے اور جو حکمت کے تقاضے کے مطابق ہے تو ان کے مطالبہ کرتے ہی ضرور ان پر عذاب آجاتا اور اس میں کوئی تاخیر نہ ہوتی لیکن چونکہ اب ان کیلئے ایک مدت مقرر ہے تو جب وہ مدت پوری ہوجائے گی تو ضرور ان پر اچانک عذاب آئے گا اور انہیں اس کی خبر بھی نہ ہوگی۔ (1)

يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَ يَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور بیشک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو۔جس دن اُنہیں ڈھانپے گا عذاب اُن کے اوپر اور اُن کے پاؤں کے نیچے سے اور فرمائے گا چکھو اپنے کئے کا مزہ۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور بیشک جہنم کافروں کو گھیرنے والی ہے۔جس دن عذاب انہیں ان کے اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے ڈھانپ لے گا اور (اللہ) فرمائے گا: اپنے اعمال کا مزہ چکھو۔

﴿يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ: تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، یہ کفار آپ سے جلد عذاب نازل ہونے کا مطالبہ کررہے ہیں حالانکہ جہنم کا عذاب کافروں کو گھیرے ہوئے ہے اور ان میں سے کوئی بھی جہنم کے عذاب سے نہیں بچے گا! اور جس دن عذاب کافروں کو ان کے اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے یعنی ہر طرف سے ڈھانپ لے گا اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے

(1) ..... خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۵۳، ۳/۴۵۴، مدارک، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۵۳، ص۸۹۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

گا کہ اے کافرو! اب تم دنیا میں اپنے کئے ہوئے اعمال کی سزا کا مزہ چکھو تو اس دن تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھاگ نہیں سکو گے۔ (1)

یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے میرے بندو جو ایمان لائے بیشک میری زمین وسیع ہے تو میری ہی بندگی کرو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے میرے مومن بندو! بیشک میری زمین وسیع ہے تو میری ہی بندگی کرو۔

﴿یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: اے میرے مومن بندو!﴾ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جب مومن کو کسی سرزمین میں اپنے دین پر قائم رہنا اور عبادت کرنا دشوار ہو تو اسے چاہئے کہ وہ ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کر جائے جہاں آسانی سے عبادت کر سکے اور وہاں دین کی پابندی میں دشواریاں درپیش نہ ہوں۔ **شانِ نزول:** یہ آیت مکہ مکرمہ میں موجود ان کمزور مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی جنہیں وہاں رہ کر اسلام کو ظاہر کرنے میں خطرے اور تکلیفیں تھیں اور وہ انتہائی تنگی میں تھے، انہیں حکم دیا گیا کہ میری بندگی تو ضروری ہے، یہاں رہ کر نہیں کر سکتے تو مدینہ شریف کی طرف ہجرت کر جاؤ، وہ وسیع ہے اور وہاں امن بھی ہے۔ (2)

نوٹ: ہجرت سے متعلق احکام کی معلومات حاصل کرنے کے لئے سورۂ نساء، آیت نمبر 97 کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۫ ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر ہماری ہی طرف پھرو گے۔

1 .....تفسیر کبیر، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۵۴-۵۵، ۹/۶۸، روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۵۴-۵۵، ۶/۴۸۵، جلالین، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۵۴-۵۵، ص۳۳۹، ملتقطاً.

2 .....مدارك، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۵۶، ص۸۹۷، خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۵۶، ۳/۴۵۴-۴۵۵، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر ہماری ہی طرف تم پھیرے جاؤ گے۔

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور اس دارِ فانی کو چھوڑنا ہی ہے، پھر مرنے کے بعد ثواب و عذاب اور اعمال کی جزا کے لئے ہماری ہی طرف تم لوگ پھیرے جاؤ گے تو تم پر لازم ہے کہ ہمارے دین پر قائم رہو اور اپنے دین کی حفاظت کے راستے اختیار کرو۔

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۙ(۵۸) الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ(۵۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ضرور ہم انہیں جنت کے بالا خانوں پر جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ہمیشہ اُن میں رہیں گے کیا ہی اچھا اجر کام والوں کا۔ وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے ضرور ہم انہیں جنت کے بالا خانوں پر جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ہمیشہ ان میں رہیں گے، عمل کرنے والوں کیلئے کیا ہی اچھا اجر ہے۔ وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

﴿وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ: اور بیشک جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے۔﴾ یہاں سے بطورِ خاص ہجرت کرنے والوں اور عمومی طور پر ہر نیک کام کرنے والے مسلمان کی جزا بیان کی جا رہی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے جن میں یہ ہجرت کرنا بھی داخل ہے تو ضرور ہم انہیں جنت

www.dawateislami.net

کے ایسے بالا خانوں پر جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہ ہمیشہ ان بالا خانوں میں رہیں گے اور اچھے عمل کرنے والوں کیلئے یہ کیا ہی اچھا اجر ہے۔

جنّتی بالا خانوں کے اوصاف

یہاں جنتی بالا خانوں کے اوصاف سے متعلق دو اَحادیث ملاحظہ ہوں:

(1).....حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک جنتی لوگ اپنے اوپر بالا خانے والوں کو ایسے دیکھیں گے جس طرح اُفُق میں مشرق یا مغرب کی جانب کسی روشن ستارے کو دیکھتے ہوں کیونکہ ان کے مقامات کے درمیان فرق ہوگا۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: یارسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، وہ تو انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی منزلیں ہیں، دوسرے وہاں کیسے پہنچ سکتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: ”کیوں نہیں! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، وہ لوگ پہنچ سکیں گے جو اللّٰہ تعالٰی پر ایمان لائے اور رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تصدیق کی۔“ (1)

(2).....حضرت علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے، سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے نظر آتا ہے۔ ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر عرض کی: یارسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، یہ بالا خانے کس کے لئے ہیں؟ ارشاد فرمایا: ”یہ اس کے لئے ہیں جس نے اچھی گفتگو کی، کھانا کھلایا، ہمیشہ روزہ رکھا اور رات کے وقت جبکہ لوگ سو رہے ہوں، اللّٰہ تعالٰی کے لئے نماز پڑھی۔“ (2)

﴿اَلَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ: وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔﴾ یعنی اچھے عمل کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے تکلیفوں، مصیبتوں اور سختیوں پر صبر کیا، مشرکین کی ایذائیں برداشت کیں اور ہجرت کر کے دین کی خاطر وطن بھی چھوڑ دیا مگر دینِ اسلام کو نہ چھوڑا اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ اپنے تمام کاموں میں اللّٰہ تعالٰی پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں۔ (3)

---

1 .....بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنّة و انّها مخلوقة، ۲/۳۹۳، الحدیث: ۳۲۵۶.

2 .....ترمذی، کتاب صفة الجنّة، باب ما جاء فی صفة غرف الجنّة، ۴/۲۳۶، الحدیث: ۲۵۳۵.

3 .....روح البیان، العنکبوت، تحت الآیة: ۵۹، ۶/۴۸۶، خازن، العنکبوت، تحت الآیة: ۵۹، ۳/۴۵۵، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

وَكَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَ اِیَّاكُمْ ۪ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۶۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے اللہ روزی دیتا ہے اُنہیں اور تمہیں اور وہی سنتا جانتا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں جو اپنی روزی ساتھ اٹھائے نہیں پھرتے (بلکہ) اللہ (ہی) انہیں اور تمہیں روزی دیتا ہے اور وہی سننے والا، جاننے والا ہے۔

﴿وَكَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا: اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں جو اپنی روزی نہیں اٹھائے پھرتے۔﴾

شانِ نزول: مکہ مکرمہ میں ایمان والوں کو مشرکین دن رات طرح طرح کی ایذائیں دیتے رہتے تھے۔ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُن سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کو فرمایا تو اُن میں سے بعض نے عرض کی: ہم مدینہ شریف کیسے چلے جائیں، نہ وہاں ہمارا گھر ہے نہ مال، وہاں ہمیں کون کھلائے اور پلائے گا؟ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ بہت سے جاندار ایسے ہیں جو اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے اور نہ ہی وہ اگلے دن کے لئے کوئی ذخیرہ جمع کرتے ہیں جیسا کہ چوپائے اور پرندے، اللہ تعالیٰ ہی انہیں اور تمہیں روزی دیتا ہے لہٰذا تم جہاں بھی ہو گے وہی تمہیں روزی دے گا تو پھر یہ کیوں پوچھ رہے ہو کہ ہمیں کون کھلائے اور پلائے گا؟ ساری مخلوق کو رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے، کمزور اور طاقتور، مقیم اور مسافر سب کو وہی روزی دیتا ہے اور وہی تمہارے اقوال کو سننے والا اور تمہارے دلوں کی بات کو جاننے والا ہے۔ (1)

رزق کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی ترغیب

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کے معاملے میں خاص

1 .....خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۶۰، ۳/۴۵۵، مدارك، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۶۰، ص۸۹۷-۸۹۸، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

طور پر اپنے رزق کی فکر نہیں کرنی چاہئے بلکہ ساری مخلوق کو رزق سے نوازنے والے رب تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہئے، وہی حقیقی طور پر رزق دینے والا ہے اور وہ ہر جگہ اپنی مخلوق کو رزق دینے پر قدرت رکھتا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایسا توکل کرو جیسا ہونا چاہیے تو وہ تمہیں ایسے روزی دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح بھوکے خالی پیٹ اُٹھتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔ (1)

ہمارے معاشرے میں یہ صورتِ حال انتہائی افسوسناک ہے کہ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کرتے ہوئے دین کے احکام پر عمل کرنا شروع کرتے ہیں تو کچھ لوگ اپنی شفقت و نصیحت کے دریا بہاتے ہوئے انہیں سمجھانا شروع کر دیتے ہیں کہ بیٹا اگر تم نمازی اور پرہیزگار بن گئے اور داڑھی رکھ لی تو کمائی کس طرح کرو گے اور کماؤ گے نہیں تو اپنا اور بیوی بچوں کا پیٹ کس طرح پالو گے، اسی طرح اگر تم دُنْیَوی علوم چھوڑ کر دین کا علم سیکھنے لگ جاؤ گے تو بھوکے مرو گے اور تمہیں لوگوں کے دیئے ہوئے صدقات و خیرات پر گزارا کرنا پڑے گا۔ اے کاش یہ لوگ اتنی بات سمجھ سکتے کہ حقیقی طور پر رزق دینے والا کوئی اور نہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ ہے اور وہ مخلوق پر اتنا مہربان ہے کہ اپنی نافرمانی کرنے والوں کو بھی رزق سے محروم نہیں کرتا بلکہ انہیں بھی کثیر رزق عطا فرماتا ہے تو جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ اپنے رزق کے دروازے کیسے بند کر دے گا، ہاں اگر رزق میں تنگی کر کے اس کی آزمائش کرنا مقصود ہو تو یہ دوسری بات ہے لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت رزق کی بندش کا سبب ہرگز نہیں بلکہ رزق ملنے کا عظیم ذریعہ ہے۔

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر تم اُن سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین اور کام میں لگائے سورج اور چاند تو ضرور

1 .....ترمذی، کتاب الزھد، باب فی التوکّل علی اللّٰہ، ۴/۱۵۴، الحدیث: ۲۳۵۱.

www.dawateislami.net

کہیں گے اللہ نے تو کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کس نے بنائے اور سورج اور چاند کو کس نے کام میں لگایا تو ضرور کہیں گے: ”اللہ نے“ تو کہاں الٹے پھرے جاتے ہیں؟

﴿وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ: اور اگر تم ان سے پوچھو۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اگر آپ ان کفارِ مکہ سے پوچھیں کہ اتنے بڑے اور اتنے وسیع آسمان اور زمین کس نے بنائے، سورج اور چاند کو کس نے کام میں لگایا تو اس کے جواب میں وہ ضرور کہیں گے: ”اللہ تعالیٰ نے“ تو پھر یہ لوگ کہاں الٹے پھرے جاتے ہیں اور اس اقرار کے باوجود اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت پر ایمان لانے سے کیوں مُنْحَرِف ہوتے ہیں۔ (1)

اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ یَقْدِرُ لَهٗؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۶۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کشادہ کرتا ہے رزق اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لیے چاہے بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللہ اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہتا ہے رزق وسیع کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے جس کیلئے چاہے، بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔

﴿اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ: اللہ اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہتا ہے رزق وسیع کر دیتا ہے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں خواہ وہ مومن ہوں یا کافر، جس کے لیے چاہتا ہے رزق وسیع کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے رزق تنگ کر دیتا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے تو اسے یہ بھی معلوم ہے کہ کس چیز میں بندے

1 .....مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ٦١، ص٨٩٨.

www.dawateislami.net

کی بھلائی ہے اور کس میں نقصان ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ کون کس وقت امیری کے لائق ہے اور کون کس وقت غریبی کے لائق ہے لہٰذا وہ حکمت اور مَصلحت کے مطابق ہی ہر ایک کے ساتھ معاملہ فرماتا ہے۔ (1)

نوٹ: مخلوق کے درمیان رزق میں برابری نہ ہونے کی حکمتیں جاننے کے لئے سورۂ رعد، آیت نمبر 26 کے تحت مذکور کلام ملاحظہ فرمائیں۔

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ ع ۶ ۱۲ ۲

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو تم اُن سے پوچھو کس نے اُتارا آسمان سے پانی تو اس کے سبب زمین زندہ کردی مَرے پیچھے ضرور کہیں گے اللہ نے تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کو بلکہ اُن میں اکثر بے عقل ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اگر تم ان سے پوچھو کہ کس نے آسمان سے پانی اُتارا پھر اس کے ذریعے زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کیا؟ ضرور کہیں گے: اللہ نے۔ تم فرماؤ: سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں، بلکہ ان میں اکثر نہیں سمجھتے۔

﴿وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ: اور اگر تم ان سے پوچھو۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اگر آپ عرب کے مشرکوں سے یہ بات پوچھیں کہ کس نے آسمان سے پانی اتارا، پھر اس کے ذریعے خشک زمین سے کھیتی، نباتات اور درخت وغیرہ اُگا کر اسے سرسبز و شاداب کیا؟ تو اس کے جواب میں وہ ضرور کہیں گے: اللہ تعالیٰ نے پانی نازل فرمایا اور اسی نے زمین کو سرسبز کیا۔ یعنی وہ لوگ اس کا اعتراف اور اقرار کرتے ہیں کہ یہ سب اللہ تعالیٰ نے ہی کیا ہے۔ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان سے فرمائیں کہ سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے حق کو ایسا بنایا کہ باطل پرست اس کا انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے، بلکہ ان کافروں میں اکثر بے عقل ہیں کہ اس اقرار اور اعتراف کے باوجود اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت کے منکر ہیں۔ (2)

1 .....روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۶۲، ۶/۴۸۹، مدارك، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۶۲، ص۸۹۸، ملتقطاً.

2 .....روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۶۳، ۶/۴۸۹، خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۶۳، ۳/۴۵۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

وقف لازم

وَمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌؕ وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ(۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور بیشک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے کیا اچھا تھا اگر جانتے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل کود ہے اور بیشک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے۔ کیا ہی اچھا تھا اگر وہ (یہ) جانتے۔

﴿وَ مَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ: اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل کود ہے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل کود ہے، جیسے بچے گھڑی بھر کھیلتے ہیں، کھیل میں دل لگاتے ہیں، پھر اس سب کو چھوڑ کر چل دیتے ہیں یہی حال دنیا کا ہے کہ انتہائی تیزی کے ساتھ زائل ہونے والی ہے اور موت یہاں سے ایسے ہی جدا کر دیتی ہے جیسے کھیلنے والے بچے مُنتَشِر ہو جاتے ہیں اور بیشک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے کہ وہ زندگی پائیدار ہے، دائمی ہے، اس میں موت نہیں اور زندگانی کہلانے کے لائق بھی وہی ہے، کیا ہی اچھا تھا اگر وہ مشرک دنیا اور آخرت کی حقیقت جانتے، اگر ایسا ہوتا تو وہ فانی دنیا کو آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی پر ترجیح نہ دیتے۔ (1)

دنیا کی مذمت پر مشتمل 3 اَحادیث

یاد رہے کہ دنیا کی مذمت کے بارے میں قرآنِ پاک کی بہت سی آیات آئی ہیں اور انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی تبلیغ کے مَقاصد میں ایک مقصد دنیا کی محبت سے لوگوں کو بچانا بھی تھا، اس لئے انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی قوموں کے سامنے مختلف انداز میں دنیا کی مذمت بیان فرمائی، ہمارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی امت کے سامنے کیسے دنیا کی مذمت بیان فرمائی، اس سے متعلق تین اَحادیث ملاحظہ ہوں:

1 ..... مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ٦٤، ص٨٩٨، خازن، العنكبوت، تحت الآية: ٦٤، ٣/٤٥٦، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

(1).....حضرت سہل بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے اور فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ بکری اپنے گھر والوں کے نزدیک کس قدر حقیر ہے؟ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: جی ہاں، (اس حقارت کی وجہ سے ہی انہوں نے اس کو پھینکا ہے) ارشاد فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، جس قدر یہ بکری اپنے گھر والوں کے نزدیک حقیر ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی حقیر اور ہلکی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی مچھر کے پر برابر بھی حیثیت ہوتی تو وہ اس سے کافر کو ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔ (1)

(2).....حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو آدمی اپنی آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے، پس فنا ہونے والی پر باقی رہنے والی کو ترجیح دو۔ (2)

(3).....حضرت ابو جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اس آدمی پر انتہائی تعجب ہے جو دائمی زندگی والے گھر (یعنی آخرت) کی تصدیق تو کرتا ہے لیکن کوشش دھوکے والے گھر (یعنی دنیا) کے لیے کرتا ہے۔ (3)

اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کی رغبت سے محفوظ فرمائے اور اپنی آخرت کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے بھرپور کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ۬ فَلَمَّا
نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ یُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِیَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَیْنٰهُمْ ۚ۬ وَلِیَتَمَتَّعُوْا ۟ وقفة

---

1 .....ابن ماجه، کتاب الزهد، باب مثل الدنیا، ٤/ ٤٢٧، الحدیث: ٤١١٠، مستدرك، کتاب الرقاق، نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس... الخ، ٥/ ٤٣٦، الحدیث: ٧٩١٧.

2 .....مسند امام احمد، مسند الکوفیین، حدیث ابی موسی الاشعری رضی الله تعالی عنه، ٧/ ١٦٤، الحدیث: ١٩٧١٧.

3 .....شعب الایمان، الحادی والسبعون من شعب الایمان... الخ، ٧/ ٣٤٨، الحدیث: ١٠٥٣٩.

www.dawateislami.net

فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی پر عقیدہ لاکر پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے جبھی شرک کرنے لگتے ہیں۔ کہ ناشکری کریں ہماری دی ہوئی نعمت کی اور برتیں تو اب جانا چاہتے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: پھر جب لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں اس حال میں کہ اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہیں پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا کر لاتا ہے تو اس وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔ تاکہ ہماری دی ہوئی نعمت کی ناشکری کریں اور تاکہ وہ فائدہ اٹھالیں تو عنقریب جان لیں گے۔

﴿فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ: پھر جب لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیّت کے لوگ بحری سفر کرتے وقت بتوں کو ساتھ لے جاتے تھے، دورانِ سفر جب ہوا مخالف چلتی اور کشتی ڈوب جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا تو وہ لوگ بتوں کو دریا میں پھینک دیتے اور یارَبّ! یارَبّ! پکارنے لگتے لیکن امن پانے کے بعد پھر اسی شرک کی طرف لوٹ جاتے۔ ان کی اس حماقت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا کہ جب کافر لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں اور سفر کے دوران انہیں ہوا مخالف سمت چلنے کی وجہ سے ڈوبنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو اس وقت وہ اپنے شرک اور عناد کے باوجود بتوں کو نہیں پکارتے بلکہ اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور اس وقت ان کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اس مصیبت سے صرف اللہ تعالیٰ ہی نجات دے گا، پھر جب اللہ تعالیٰ انہیں ڈوبنے سے بچا کر خشکی کی طرف لاتا ہے اور ڈوب جانے کا اندیشہ اور پریشانی جاتی رہتی ہے اور انہیں اطمینان حاصل ہو جاتا ہے تو اس وقت دوبارہ شرک کرنے لگ جاتے ہیں اور نتیجے کے طور پر وہ شرک کی صورت میں ہماری دی ہوئی نجات والی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں تو عنقریب وہ اپنے کردار کا نتیجہ جان لیں گے۔ (1)

مصیبت کے وقت مخلص مومن اور کافر کا حال

یاد رہے کہ مخلص ایمان والوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اخلاص کے ساتھ شکر گزار رہتے

1 .....خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۶۵-۶۶، ۳/۴۵۶، روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۶۵-۶۶، ۶/۴۹۳-۴۹۴، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ہیں اور جب کوئی پریشان کُن صورتِ حال پیش آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے رہائی دیتا ہے تو وہ اس کی اطاعت میں اور زیادہ سرگرم ہو جاتے ہیں، مگر کافروں کا حال اس کے بالکل برخلاف ہے۔ لیکن افسوس! فی زمانہ مسلمانوں کا حال بھی کافروں کے پیچھے پیچھے ہی چل رہا ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو اللہ اللہ کرنے میں مشغول ہو جاتے ہیں اور بڑی عاجزی اور گریہ وزاری کے ساتھ اس کی بارگاہ میں اس مصیبت سے نجات کی دعائیں کرتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ وہ مصیبت ان سے دور کر دیتا ہے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والی اپنی پرانی رَوِش پر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت اور عقلِ سلیم عطا فرمائے، اٰمین۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّ یُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْؕ اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَكْفُرُوْنَ(۶۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ ہم نے حرمت والی زمین پناہ بنائی اور اُن کے آس پاس والے لوگ اُچک لیے جاتے ہیں تو کیا باطل پر یقین لاتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی نعمت سے ناشکری کرتے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ ہم نے حرمت والی زمین، امن وامان والی بنائی اور ان کے آس پاس والے لوگ اچک لیے جاتے ہیں۔ تو کیا وہ باطل پر یقین کرتے ہیں اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں۔

﴿اَوَلَمْ یَرَوْا: اور کیا انہوں نے نہ دیکھا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ کیا مکہ والوں نے یہ نہ دیکھا کہ ہم نے ان کے شہر مکہ مکرمہ کی حرمت والی زمین، ان کے لئے امن وامان والی بنائی کہ اس سرزمین میں رہنے والے امن وامان سے رہتے ہیں جبکہ اُن کے آس پاس کے لوگ قتل بھی کئے جاتے اور گرفتار بھی ہو جاتے ہیں، اِس امن وسکون کی نعمت پر تو انہیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے لیکن ان کی حالت یہ ہے کہ بتوں پر یقین رکھتے ہیں اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے اور اسلام سے کفر کر کے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں۔ (1)

1 .....مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ٦٧، ص٨٩٩.

www.dawateislami.net

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کو جھٹلائے جب وہ اس کے پاس آئے کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کو جھٹلائے جب وہ اس کے پاس آئے؟ کیا کافروں کیلئے جہنم میں ٹھکانہ نہیں؟

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے اور اس کے لئے شریک ٹھہرائے یا جب اس کے پاس حق آئے تو وہ اس کو جھٹلا دے اور سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت اور قرآن کو نہ مانے؟ بے شک ایسے ظالموں اور حق کے منکروں کا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔[1]

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کی مختلف صورتیں

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کی بہت سی صورتیں ہیں، ان میں سے پانچ صورتیں درج ذیل ہیں:

(1)..... کافر کا بت پرستی کر کے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی کا حکم دیا ہے۔

(2)..... نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنا اور کہنا کہ مجھے خدا نے نبی بنایا ہے۔

(3)..... کتابُ اللہ میں اپنی طرف سے خَلْط مَلْط کر دینا اور کہہ دینا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

(4)..... نبی کا انکار کرنا اور کہنا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے نبی نہیں بنایا۔

(5)..... جھوٹا مسئلہ بیان کر کے کہنا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے وغیرہ وغیرہ سب اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔

---

1 ..... مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ٦٨، ص ٨٩٩.

www.dawateislami.net

اس سے معلوم ہوا کہ ہر جھوٹ برا ہے لیکن اگر جھوٹ کی نسبت کسی بڑی ہستی کی طرف کی جائے تو بڑا گناہ ہے، لہٰذا جھوٹی حدیث گھڑ کر یہ کہہ دینا کہ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے، سخت جرم ہے۔

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۶۹﴾ ع ۷ ۶ ۳

ترجمۂ کنزالایمان: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔

﴿وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔ ﴾ اس آیت کے معنی بہت وسیع ہیں، اس لئے مفسرین نے مختلف انداز میں اسے تعبیر کیا ہے۔ یہاں چار اَقوال بیان کئے جاتے ہیں۔

(1).....حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، اس کے معنی یہ ہیں کہ جنہوں نے ہماری اطاعت کرنے میں کوشش کی ہم ضرور انہیں اپنے ثواب کے راستے دکھادیں گے۔

(2).....حضرت جنید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ توبہ کرنے میں کوشش کریں گے، ہم ضرور انہیں اخلاص کے راستے دکھادیں گے۔

(3).....حضرت فضیل بن عیاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ علم حاصل کرنے میں کوشش کریں گے، ہم ضرور انہیں عمل کی راہیں دکھادیں گے۔

(4).....حضرت سہل بن عبداللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس کے معنی یہ ہیں کہ جو سنت کو قائم کرنے میں کوشش کریں گے ہم انہیں جنت کے راستے دکھادیں گے۔ [1]

1 .....مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ٦٩، ص٨٩٩، خازن، العنكبوت، تحت الآية: ٦٩، ٣/٤٥٧، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

یہ آیتِ کریمہ شریعت وطریقت کی جامع ہے یعنی جو توبہ میں کوشش کریں گے انہیں اِخلاص کی، جو طلبِ علم میں کوشاں ہوں گے انہیں عمل کی، جو اِتِّباعِ سنت میں کوشش کریں گے انہیں جنت کی راہ دکھادیں گے۔ حق تعالیٰ تک پہنچنے کے اتنے راستے ہیں جتنے تمام مخلوق کے سانس ہیں۔

﴿وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ: اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے ساتھ ہے کہ دنیا میں ان کی مدد ونصرت فرماتا ہے اور آخرت میں انہیں مغفرت اور ثواب سے سرفراز فرمائے گا۔ (1)

1 .....مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ٦٩، ص ٩٠٠.

www.dawateislami.net

سُوْرَۃُ الرُّوْمِ

سورۂ روم کا تعارف

مقام نزول

سورۂ روم مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔ (1)

رکوع اور آیات کی تعداد

اس میں 6 رکوع اور 60 آیتیں ہیں۔

”روم“ نام رکھنے کی وجہ

روم عیسائیوں کی مملکت کا نام ہے جس کا صدر مقام قسطنطنیہ تھا، اور اس سورت کی ابتدائی آیات میں یہ غیبی خبر دی گئی ہے کہ ابھی تو رومی مغلوب ہو گئے ہیں لیکن عنقریب چند سالوں میں وہ مجوسیوں پر غالب آ جائیں گے، اس مناسبت سے اس کا نام ”سورۂ روم“ رکھا گیا۔

سورۂ روم کے مَضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیَّت اور اس کی صفات، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی رسالت پر ایمان لانے، قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے اور آخرت میں اعمال کی جزا ملنے کو بیان کیا گیا ہے۔ نیز اس میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں:

(1).....اس سورت کی ابتدا ایک غیبی خبر سے کی گئی ہے کہ رومی ایرانیوں سے مغلوب ہونے کے بعد چند سالوں میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے ایرانیوں پر غالب آ جائیں گے۔ قرآن پاک کی دی ہوئی یہ خبر حرف بہ حرف پوری ہوئی، رومی چند سالوں بعد ایرانیوں پر غالب آ گئے اور انہوں نے عراق میں رومیہ نامی ایک شہر کی بنیاد رکھی۔ قرآن پاک کی یہ غیبی خبر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت پر زبردست دلیل ہے۔

1 .....خازن، تفسیر سورۃ الروم، ۳/۴۵۷.

www.dawateislami.net

(2).....کفار کے علم کی حد بیان کی گئی اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت وقدرت پر دلائل دیئے گئے۔

(3).....مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے، قیامت قائم ہونے، نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں کی جزا اور آخرت کا انکار کرنے والے کفار کی سزا کا بیان کیا گیا ہے۔

(4).....اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں بیان کی گئیں۔

(5).....نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور مسلمانوں کو دینِ اسلام پر قائم رہنے کی تاکید فرمائی گئی۔

(6).....یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام دینِ فطرت ہے اور جو اس دین سے ہٹے گا وہ فطرت سے ہٹ جائے گا۔

(7).....رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں پر صدقہ کرنے اور سود سے بچنے اور حلال طریقوں سے مال میں اضافہ کرنے اور زکوٰۃ کے ذریعے اپنے مالوں کو پاک کرنے کا حکم دیا گیا۔

(7).....کفار کے ایمان لانے سے اِعراض کرنے پر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تسلی دی گئی۔

سورۂ عنکبوت کے ساتھ مناسبت

سورۂ روم کی اپنے سے ماقبل سورت ”عنکبوت“ کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ دونوں سورتوں کی ابتداء ”الٓمّٓ“ سے کی گئی اور ان حروف کے بعد تنزیل، کتاب اور قرآن میں سے کسی کا ذکر نہیں کیا گیا ورنہ سورۂ قلم کے علاوہ حروفِ مُقَطَّعات سے شروع ہونے والی دیگر سورتوں میں حروفِ مُقَطَّعات کے بعد تنزیل، کتاب یا قرآن میں سے کسی ایک کا ذکر کیا گیا ہے۔ دوسری مناسبت یہ ہے کہ سورۂ عنکبوت کے آخر میں جہاد کا ذکر ہے اور سورۂ روم کی ابتداء میں رومیوں کے اللہ تعالیٰ کی مدد سے ایرانیوں پر غالب آنے کی خبر دی گئی ہے۔[1]

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

1 .....تناسق الدرر، سورۃ الروم، ص۱۰۹-۱۱۰، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: رومی مغلوب ہوئے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: الٓمّٓ۔ رومی مغلوب ہو گئے۔

﴿الٓمّٓ﴾ یہ حروفِ مُقَطَّعات میں سے ایک حرف ہے، اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

﴿غُلِبَتْ: مغلوب ہو گئے۔﴾ **شانِ نزول:** ایران اور روم کے درمیان جنگ جاری تھی اور چونکہ ایران کے رہنے والے مجوسی تھے، اس لئے عرب کے مشرکین اُن کا غلبہ پسند کرتے تھے جبکہ رومی اہلِ کتاب تھے، اس لئے مسلمانوں کو اُن کا غلبہ اچھا معلوم ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ ایران کے بادشاہ خسرو پرویز نے رومیوں سے جنگ کرنے کے لئے اپنا لشکر بھیجا تو روم کے بادشاہ قیصر نے بھی اس کے مقابلے کے لئے اپنا لشکر بھیج دیا۔ شام کی سرزمین کے قریب جب ان لشکروں کا آپس میں مقابلہ ہوا تو ایرانی لشکر رومی فوجیوں پر غالب آ گیا اور انہیں شکست دے دی۔ مسلمانوں نے جب یہ خبر سنی تو انہیں بہت گراں گزری جبکہ کفارِ مکہ اس سے خوش ہو کر مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تم بھی اہلِ کتاب ہو اور عیسائی بھی اہلِ کتاب ہیں اور ہم بھی اُمّی ہیں اور فارس والے بھی اُمّی، ہمارے بھائی یعنی فارس والے تمہارے بھائیوں یعنی رومیوں پر غالب آ گئے ہیں اور جب ہماری تمہاری جنگ ہو گی تو ہم بھی تم پر غالب آ جائیں گے۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور ان میں خبر دی گئی کہ چند سال میں پھر رومی فارس والوں پر غالب آ جائیں گے اور یہ غیبی خبر سیّد المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت صحیح ہونے اور قرآنِ کریم کے اللہ تعالیٰ کا کلام ہونے کی روشن دلیل ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا یقین

جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو انہیں سن کر حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کفارِ مکہ میں جا کر اعلان کر دیا کہ اے مکہ والو! تم اس وقت کی جنگ کے نتیجے سے خوش مت ہو، ہمیں ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے رومیوں کے غلبے کی خبر دے دی ہے، خدا کی قسم! رومی ضرور فارس والوں پر غلبہ پائیں گے۔ اُبی بن خلف کافر یہ سن کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سامنے کھڑا ہو گیا، پھر اس کے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے درمیان سو سو اونٹ کی شرط لگ گئی

www.dawateislami.net

کہ اگر نو سال میں رومی فارس والوں پر غالب نہ آئے تو حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اُبی بن خلف کو سو اونٹ دیں گے اور اگر رومی غالب آ جائیں تو اُبی بن خلف حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو سو اونٹ دے گا۔ جب یہ شرط لگی اس وقت تک جوئے کی حرمت نازل نہ ہوئی تھی۔ سات سال کے بعد اس خبر کی سچائی ظاہر ہوئی اور صلحِ حُدَیْبِیَہ یا جنگِ بدر کے دن رومی فارس والوں پر غالب آ گئے، رومیوں نے مدائن میں اپنے گھوڑے باندھے اور عراق میں رومیہ نامی ایک شہر کی بنیاد رکھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے شرط کے اُونٹ اُبی بن خلف کی اولاد سے وصول کر لئے کیونکہ وہ اس عرصے میں مر چکا تھا اور سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حکم دیا کہ شرط کے مال کو صدقہ کر دیں۔ (1)

حَربی کفار کے ساتھ خرید و فروخت سے متعلق ایک مسئلہ

امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کے نزدیک حَربی کفار کے ساتھ عقودِ فاسدہ وغیرہ جائز ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا شرط لگانے والا واقعہ ان کی دلیل ہے۔ یاد رہے کہ اس مسئلے کی کچھ تفصیلات ہیں اس لئے عوامُ النّاس کو چاہئے کہ علمائے کرام سے اس مسئلے کی تفصیل معلوم کئے بغیر از خود اس پر عمل نہ کریں۔

فِیْۤ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَۙ(۳) فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُؕ وَ یَوْمَىٕذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَۙ(۴) بِنَصْرِ اللّٰهِؕ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُۙ(۵)

ترجمۂ کنزالایمان: پاس کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے۔ چند برس میں حکم اللہ ہی کا ہے آگے اور پیچھے اور اس دن ایمان والے خوش ہوں گے۔ اللہ کی مدد سے وہ مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہی ہے عزت والا مہربان۔

(1) .....خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۳، ۳/۴۵۷-۴۵۸، مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ٤، ص ۹۰۱، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: قریب کی زمین میں اور وہ اپنی شکست کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے۔ چند سالوں میں۔ پہلے اور بعد حکم اللہ ہی کا ہے اور اس دن ایمان والے خوش ہوں گے۔ اللہ کی مدد سے۔ وہ جس کی چاہے مدد کرتا ہے اور وہی غالب، مہربان ہے۔

﴿فِیْۤ اَدْنَى الْاَرْضِ: قریب کی زمین میں۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کے ابتدائی حصے کا خلاصہ یہ ہے کہ شام کی اس سرزمین میں رومی مغلوب ہوگئے جو فارس سے قریب تر ہے اور رومی اپنی شکست کے بعد عنقریب چند سالوں میں ایرانیوں پر غالب آجائیں گے جن کی حد 9 سال ہے۔ مشہور روایت کے مطابق رومیوں کے مغلوب ہونے کے سات سال بعد ہی رومی ایرانیوں پر غالب آگئے تھے۔ (1)

رومیوں کے غالب آنے کی مدت مُبْہَم رکھنے کی حکمت

یہاں آیت میں رومیوں کے غالب آنے کی مُعَیَّن مدت ذکر نہیں کی گئی، اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے علامہ احمد صاوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”آیت میں رومیوں کے غالب آنے کی مدت کو اس لئے مُبْہَم رکھا گیا تاکہ کفار ہر وقت رعب میں رہیں اور ان کے دلوں میں خوف بیٹھا رہے۔ (2)

حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو رومیوں کے غالب آنے کی مدت معلوم تھی

یاد رہے کہ آیت میں رومیوں کے غالب آنے کی مُعَیَّن مدت ذکر نہ کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو بھی اس مدت کا علم نہیں دیا گیا تھا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو وہ مدت بتادی گئی تھی البتہ اسے ظاہر کرنے کی اجازت نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے اسے ظاہر نہیں فرمایا تھا، جیسا کہ امام فخر الدین رازی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے رومیوں کے غالب آنے کا سال، مہینہ، دن اور وقت بھی اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو بتادیا تھا البتہ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اس کے اظہار کی اجازت نہ تھی۔ (3)

﴿لِلّٰهِ الْاَمْرُ: اللہ ہی کا حکم ہے۔﴾ یعنی رومیوں کے غلبہ سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی اللہ تعالیٰ ہی کا حکم چل رہا ہے۔

---

1 .....خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۳-۴، ۳/۴۵۸، تفسیر قرطبی، الروم، تحت الآیۃ: ۴، ۷/۴، الجزء الرابع عشر، ملتقطاً.

2 .....صاوی، الروم، تحت الآیۃ: ۴، ۴/۱۵۷۵.

3 .....تفسیر کبیر، الروم، تحت الآیۃ: ۴، ۹/۸۰.

www.dawateislami.net

مراد یہ ہے کہ پہلے فارس والوں کا غلبہ ہونا اور دوبارہ رومیوں کا غالب ہو جانا یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم، ارادے اور اس کی قضا وقدر سے ہے کیونکہ جنگ میں جو مغلوب ہو جائے تو وہ کمزور ہو جاتا ہے اور کمزوری کے بعد دوبارہ غالب آ جانا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا غلبہ اس کی اپنی طاقت وقوت کے بل بوتے پر نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو وہ پہلی بار ہی مغلوب نہ ہوتا۔ (1)

﴿وَ یَوْمَىٕذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ: اور اس دن ایمان والے خوش ہوں گے۔﴾ آیت کے اس حصے اور اس کے بعد والی آیت کے ابتدائی حصے کا خلاصہ یہ ہے کہ جب رومی ایرانیوں پر غالب آئیں گے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے غلبے کا جو وعدہ فرمایا ہے وہ پورا ہوگا تو اس دن ایمان والے اللہ تعالیٰ کی مدد سے خوش ہوں گے کہ اُس نے کتابیوں کو غیر کتابیوں پر غلبہ دیا۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں نے کفار کو رومیوں کے غالب آنے کی جو خبر دی تھی وہ سچی ثابت ہوئی۔ چنانچہ ایک روایت کے مطابق جب بدر کے دن مسلمان مشرکوں پر غالب ہوئے تو انہیں خوشی ہوئی اور اسی دن رومیوں کے غالب آنے کی خبر ملنے پر بھی مسلمان خوش ہوئے، اور ایک روایت کے مطابق صلحِ حُدَیْبِیَہ کے موقع پر رومی ایرانیوں پر غالب آئے اور بیعتِ رضوان کے دن جب مسلمانوں کو اس کی خبر ملی تو وہ خوش ہوئے۔ (2)

وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۶
یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۖۗ وَ هُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۷

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کا وعدہ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔ جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی دنیوی زندگی اور وہ آخرت سے پورے بے خبر ہیں۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔ آنکھوں

1 .....خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۴، ۳/۴۵۸، صاوی، الروم، تحت الآیۃ: ۴، ۴/۱۵۷۵، ملتقطاً.

2 .....مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ۴-۵، ص۲ ۰ ۹، خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۴-۵، ۳/۴۵۸-۴۵۹، تفسیر قرطبی، الروم، تحت الآیۃ: ۳، ۷/۶، الجزء الرابع عشر، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

کے سامنے کی دنیوی زندگی کو جانتے ہیں اور وہ آخرت سے بالکل غافل ہیں۔

﴿وَعْدَ اللّٰهِ: اللہ کا وعدہ۔﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے رومیوں کے فارس والوں پر غالب آنے کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے کسی وعدے کے خلاف نہیں کرتا کیونکہ اس کا کلام سچا ہے اور اس کا جھوٹ بولنا قطعی طور پر محال ہے، لیکن اکثر کفار اپنی جہالت کی وجہ سے اس بات سے بے علم ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا فرماتا ہے۔ (1)

﴿یَعْلَمُوْنَ: جانتے ہیں۔﴾ اس آیت میں کفار کے علم کی حد بیان کی گئی کہ وہ لوگ بس اپنے معاشی معاملات کے بارے جانتے ہیں کہ کیسے کام کئے جائیں، کس طرح تجارت کی جائے اور کس وقت باغبانی اور کاشتکاری کی جائے اور کب کٹائی کی جائے، جبکہ وہ اپنی آخرت سے بالکل غافل ہیں، نہ اس میں کوئی غور و فکر کرتے ہیں اور نہ ہی اس کے بارے میں معلومات رکھتے ہیں۔ (2)

موجودہ دور میں مسلمانوں کی علمی اور عملی حالت

اس آیت میں کفار کی جو علمی اور عملی حالت بیان کی گئی اسے سامنے رکھتے ہوئے غور کیا جائے تو فی زمانہ عمومی طور پر مسلمانوں کی علمی اور عملی حالت بھی ایسی ہی نظر آتی ہے کہ یہ مال کمانے کے نت نئے طریقے اور ذرائع تو بہت اچھی طرح جانتے ہیں اور اس میں جائز ناجائز کی بھی پرواہ نہیں کرتے جبکہ اپنی آخرت کے معاملے میں انتہائی غفلت کا شکار نظر آتے ہیں، اپنی موت، قبر اور حشر کے معاملات کے بارے میں غور و فکر نہیں کرتے اور عقائد، عبادات اور معاملات میں سے جن چیزوں کا سیکھنا فرض ہے اس کی معلومات نہیں رکھتے۔ یہ تو عام مسلمانوں کا حال ہے جبکہ خواص میں شمار کئے جانے والوں میں سے اکثر کا حال بھی کچھ کم افسوس ناک نہیں، علماء کہلانے والوں کی بڑی تعداد حقیقت میں عالم ہی نہیں اور پیر کہلانے والوں کی بڑی تعداد خود محتاجِ تربیت ہے اور یہ دونوں قسم کے حضرات عوام کو تعلیم و تربیت دینے کی بجائے جہالت و جرأت دے رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو عقلِ سلیم عطا فرمائے اور انہیں اپنا اصلی مقصد سمجھنے اور اپنی علمی و عملی حالت سدھارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

---

1 .....خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۶، ۳/ ۴۵۹، تفسیر قرطبی، الروم، تحت الآیۃ: ۶، ۷/ ۷، الجزء الرابع عشر، روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۶، ۷/ ۷، ملتقطاً۔

2 .....خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۷، ۳/ ۴۵۹۔

www.dawateislami.net

اَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّىؕ وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآىٕ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۸

ترجمۂ کنزالایمان: کیا انہوں نے اپنے جی میں نہ سوچا کہ اللہ نے پیدا نہ کئے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق اور ایک مقرر میعاد سے اور بیشک بہت سے لوگ اپنے رب سے ملنے کا انکار رکھتے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کیا انہوں نے اپنے دلوں میں غور وفکر نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو حق اور ایک مقررہ مدت کے ساتھ پیدا کیا اور بیشک بہت سے لوگ اپنے رب سے ملنے کے منکر ہیں۔

﴿اَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا: کیا انہوں نے غور وفکر نہیں کیا۔﴾ اس سے پہلی آیات میں کفار کے حوالے سے بیان ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن کے منکر ہیں اور اب یہاں سے وہ اسباب بیان کئے جا رہے ہیں جن سے بندہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی طرف راغب ہو سکتا ہے اور اسے آخرت کے بارے میں علم بھی مل سکتا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ کفارِ مکہ کی نظر صرف دُنْیَوی زندگی کی زیب وزینت پر ہے اور وہ اپنے دلوں میں غور وفکر نہیں کرتے، اگر وہ ایسا کرتے تو جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان، زمین اور جو مخلوقات ان کے درمیان ہے، ان سب کو بیکار اور باطل نہیں بنایا بلکہ ان میں بے شمار حکمتیں رکھی ہیں تاکہ لوگ ان میں غور وفکر کر کے انہیں بنانے والے کے وجود اور اس کی وحدانیَّت پر اِستدلال کریں اور اس کی قدرت وصفات کو پہچانیں اور اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو ہمیشہ کے لئے نہیں بنایا بلکہ ان کے لئے ایک مدت مُعَیَّن کر دی ہے اور جب وہ مدت پوری ہو جائے گی تو یہ چیزیں فنا ہو جائیں گی اور وہ مدت قیامت قائم ہونے کا وقت ہے۔ بیشک بہت سے لوگ آخرت سے غافل ہونے اور آخرت کی معرفت دلانے والی چیزوں میں غور وفکر نہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اعمال کے حساب، ان کی جزا اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کے منکر ہیں۔ (1)

1 .....روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۸، ۷/۹-۱۰، مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ۸، ص۹۰۲-۹۰۳، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ اَثَارُوا الْاَرْضَ وَ عَمَرُوْهَاۤ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝۹ ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: اور کیا اُنہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے کہ اُن سے اگلوں کا انجام کیسا ہوا وہ ان سے زیادہ زور آور تھے اور زمین جوتی اور آباد کی ان کی آبادی سے زیادہ اور ان کے رسول ان کے پاس روشن نشانیاں لائے تو اللہ کی شان نہ تھی کہ اُن پر ظلم کرتا ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا ہوا؟ وہ ان سے زیادہ طاقتور تھے اور انہوں نے زمین میں ہل چلائے اور اُنہوں نے زمین کو اُس سے زیادہ آباد کیا جتنا اِنہوں نے آباد کیا ہے اور اُن کے رسول اُن کے پاس روشن نشانیاں لائے تو اللہ کی یہ شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرتا ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

﴿اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ: اور کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا۔﴾ یعنی کیا اللہ تعالیٰ کو جھٹلانے والے اور آخرت سے غافل کفار نے زمین میں سفر نہیں کیا تاکہ وہ دیکھ لیتے کہ ان سے پہلے رسولوں کو جھٹلانے والے لوگوں کا انجام کیا ہوا، رسولوں کو جھٹلانے کی وجہ سے انہیں ہلاک کر دیا گیا اور اب ان کے اجڑے ہوئے دیار اور ان کی ہلاکت و بربادی کے آثار، عبرت کا سامان ہیں۔ ان قوموں کا حال یہ تھا کہ وہ لوگ اہلِ مکہ سے زیادہ طاقتور تھے اور انہوں نے زمین میں ہل چلائے اور زمین کو اُس سے زیادہ آباد کیا جتنا اِن اہلِ مکہ نے آباد کیا ہے، لیکن جب اُن کے رسول اُن کے پاس روشن نشانیاں لے کر آئے تو وہ اُن پر ایمان نہ لائے، اس کی وجہ سے ان کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا

www.dawateislami.net

اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہ تھی کہ وہ ان کے حقوق کم کر کے اور انہیں جرم کے بغیر ہلاک کر کے ان پر ظلم کرتا، ہاں رسولوں کی تکذیب کرنے کی وجہ سے اپنے آپ کو عذاب کا مستحق بنا کر وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ (1)

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰۤى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۰ ع

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جنہوں نے حد بھر کی برائی کی ان کا انجام یہ ہوا کہ اللہ کی آیتیں جھٹلانے لگے اور ان کے ساتھ تمسخر کرتے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: پھر برائی کرنے والوں کا انجام سب سے برا ہوا کیونکہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ان آیتوں کا مذاق اڑاتے تھے۔

﴿ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰۤى: پھر برائی کرنے والوں کا انجام سب سے برا ہوا۔﴾ اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ گناہوں کا اِرتکاب کرتے رہنے والوں کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی، حتّٰی کہ برے اعمال کی وجہ سے وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلانے لگے اور ان آیتوں کا مذاق اڑانے لگ گئے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے برے اعمال کئے (یعنی کفر کیا تو) ان کا انجام سب سے برا ہوا کہ دنیا میں انہیں (عذاب نازل کر کے) ہلاک کر دیا گیا اور آخرت میں ان کے لئے جہنم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر نازل ہونے والی آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ان آیتوں کا مذاق اڑاتے تھے۔ (2)

بدعقیدگی اور گناہوں کا بنیادی سبب

اس آیت کی پہلی تفسیر سے معلوم ہوا کہ برے اعمال پر اِصرار کی وجہ سے انسان برے عقیدے اختیار کر جاتا ہے۔

1 .....تفسیر طبری، الروم، تحت الآیۃ: ۹، ۱۰/ ۱۷۰، جلالین، الروم، تحت الآیۃ: ۹، ص ۳۴۱، خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۹، ۳/ ۴۵۹، ملتقطاً۔

2 .....بیضاوی، الروم، تحت الآیۃ: ۱۰، ۴/ ۳۲۹، خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۱۰، ۳/ ۴۵۹-۴۶۰، ابو سعود، الروم، تحت الآیۃ: ۱۰، ۴/ ۲۷۱، روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۱۰، ۷/ ۱۱، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

لہٰذا ہر ایک کو برے اعمال سے بچنے کی شدید حاجت ہے تاکہ وہ بدعقیدگی سے محفوظ رہے۔ کفر سے بچنے کیلئے گناہوں سے بچنا چاہیے اور گناہوں سے بچنے کیلئے مُشتَبہ چیزوں سے بچنا چاہیے۔ اس سلسلے میں یہ حدیثِ پاک ملاحظہ کریں۔ چنانچہ حضرت نعمان بن بشیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان کے درمیان کچھ مُشتَبہ چیزیں ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے، تو جو شُبہات سے بچے گا وہ اپنا دین اور اپنی عزت بچالے گا اور جو شبہات میں پڑے گا وہ حرام میں مبتلا ہو جائے گا، جس طرح کوئی شخص کسی چراگاہ کی حدود کے گرد چَرائے تو قریب ہے کہ وہ جانور اس چراگاہ میں بھی چرلیں۔ سنو ہر بادشاہ کی چراگاہ کی ایک حد ہوتی ہے اور اللّٰہ تعالٰی کی مقرر کردہ چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔“ (1)

اللّٰہ تعالٰی ہر مسلمان کو برے اعمال کرنے اور بدعقیدگی اختیار کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اللّٰہ پہلے بناتا ہے پھر دوبارہ بنائے گا پھر اس کی طرف پھروگے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللّٰہ پہلے بناتا ہے پھر وہ دوبارہ بنائے گا پھر اس کی طرف تم پھیرے جاؤ گے۔

﴿اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ: اللّٰہ پہلے بناتا ہے۔﴾ یعنی اللّٰہ تعالٰی تمام مخلوق کو پہلی بار پیدا فرماتا ہے اور اس میں اللّٰہ تعالٰی کا کوئی شریک اور مددگار نہیں، بلکہ اس نے اکیلے ہی اپنی قدرتِ کاملہ سے مخلوق کو پیدا فرمایا ہے، پھر وہ اسے فنا اور معدوم کرنے کے بعد (قیامت کے دن) دوبارہ نئے سرے سے اسی طرح درست بنائے گا جیسے پہلی بار بنایا تھا، پھر دوبارہ بننے کے بعد تمام مخلوق اسی کی طرف لوٹائی جائے گی اور سب کو جمع کیا جائے گا تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے اور اللّٰہ تعالٰی برائی کرنے والوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا اور نیکی کرنے والوں کو نہایت اچھا صلہ عطا فرمائے گا۔ (2)

1 .....مسلم، کتاب المساقاۃ، باب اخذ الحلال وترک الشبہات، ص ۸۶۲، الحدیث: ۱۰۷ (۱۵۹۹).

2 .....تفسیر طبری، الروم، تحت الآیۃ: ۱۱، ۱۰/ ۱۷۱.

www.dawateislami.net

وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآىٕهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَ كَانُوْا بِشُرَكَآىٕهِمْ كٰفِرِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یَوْمَىٕذٍ یَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرموں کی آس ٹوٹ جائے گی۔ اور اُن کے شریک اُن کے سفارشی نہ ہوں گے اور وہ اپنے شریکوں سے منکر ہوجائیں گے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن الگ ہوجائیں گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم مایوس ہوجائیں گے۔ اور ان کے شریک ان کے سفارشی نہ ہوں گے اور وہ اپنے شریکوں سے منکر ہوجائیں گے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن لوگ الگ ہوجائیں گے۔

﴿وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ: اور جس دن قیامت قائم ہوگی۔﴾ یہاں سے قیامت کے دن مجرموں کی کیفیت بیان کی جارہی ہے۔ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ جس دن قیامت قائم ہوگی تو مجرموں کو کسی نفع اور بھلائی کی امید باقی نہ رہے گی۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ جس دن قیامت قائم ہوگی تو مجرموں کا کلام مُنقطع ہوجائے گا اور وہ خاموش رہ جائیں گے، کیونکہ اُن کے پاس پیش کرنے کے قابل کوئی حجت نہ ہوگی۔ تیسری تفسیر یہ ہے کہ جس دن قیامت قائم ہوگی تو اس دن مجرم رُسوا ہوں گے۔ یاد رہے کہ یہاں آیت میں مجرموں سے مراد مشرکین ہیں۔ (1)

﴿وَ لَمْ یَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآىٕهِمْ شُفَعٰٓؤُا: اور ان کے شریک ان کے سفارشی نہ ہوں گے۔﴾ یعنی سفارش کی امید پر مشرکین جن بتوں کو پوجتے تھے وہ قیامت کے دن ان کی سفارش کرکے انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچائیں گے اور مشرکین اپنے معبودوں سے مایوس ہوکر ان کا انکار کردیں گے اور ان سے براءت کا اظہار کریں گے۔ (2)

---

1 .....خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۱۲، ۳/ ۴۶۰، روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۱۲، ۷/ ۱۲، جلالین، الروم، تحت الآیۃ: ۱۲، ص ۳۴۱، مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ۱۲، ص ۹۰۳، ملتقطاً.

2 .....روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۱۳، ۷/ ۱۲، جلالین، الروم، تحت الآیۃ: ۱۳، ص ۳۴۲، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

﴿وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ: اور جس دن قیامت قائم ہوگی۔﴾ ارشاد فرمایا کہ جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن مسلمان اور کافر ایک دوسرے سے ایسے الگ الگ ہو جائیں گے کہ آئندہ پھر کبھی جمع نہ ہوں گے اور یہ اس طرح ہوگا کہ حساب کے بعد اہلِ جنت کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور کفار کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔[1] اس کی مزید تفصیل اگلی آیات میں ہے۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِیْ رَوْضَةٍ یُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ لِقَآءِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓىٕكَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے باغ کی کیاری میں اُن کی خاطر داری ہوگی۔ اور وہ جو کافر ہوئے اور ہماری آیتیں اور آخرت کا ملنا جھٹلایا وہ عذاب میں لا دھرے جائیں گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو وہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو وہ (جنت کے) باغ میں خوش رکھے جائیں گے۔ اور جو کافر ہوئے اور انہوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کے ملنے کو جھٹلایا تو وہ عذاب میں حاضر کئے جائیں گے۔

﴿فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: تو وہ جو ایمان لائے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں مومن اور کافر کے الگ الگ ہونے کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اس آیت میں فرمایا گیا کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو جنت کے باغات میں ان کا اِکرام کیا جائے گا جس سے وہ خوش ہوں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ خاطر داری جنتی نعمتوں کے ساتھ ہوگی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ خاطر داری سے مراد سَماع ہے کہ انہیں طَرب اَنگیز یعنی شادمانی کے نغمات سنائے جائیں گے جو اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کی تسبیح پر مشتمل ہوں گے۔[2]

1 ..... جلالین، الروم، تحت الآیۃ: ۱۴، ص۳۴۲، خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۱۴، ۳/۴۶۰، ملتقطاً۔

2 ..... مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ۱۵، ص۹۰۴، خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۱۵، ۳/۴۶۰، روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۱۵، ۷/۱۳، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

جنت میں شادمانی کے نغمات کن لوگوں کو سنائے جائیں گے؟

جولوگ دنیا میں گانے باجے سننے سے بچنے والے اور لَہو لَعب اور آلاتِ موسیقی سے دور رہنے والے ہوں گے تو ان خوش نصیب حضرات کو جنت میں شادمانی کے نغمات سنائے جائیں گے، جیسا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جب قیامت کا دن آئے گا تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ”وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں کو شیطان کے آلاتِ موسیقی سے بچایا کرتے تھے، انہیں الگ کردو، چنانچہ انہیں مشک اور عنبر کی کتابوں میں الگ کردیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا ”انہیں میری تسبیح، تحمید اور تہلیل سناؤ تو وہ فرشتے ایسی آوازوں سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے جیسی سننے والوں نے نہ سنی ہوگی۔ (1)

﴿وَ اَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا: اور جو کافر ہوئے۔﴾ یعنی جو کافر ہوئے اور انہوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے اور حساب و جزا کا انکار کیا تو وہ عذاب میں داخل کردیئے جائیں گے اور اس عذاب میں نہ تخفیف ہوگی اور نہ ہی وہ اس سے کبھی نکلیں گے۔ (2)

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو اللہ کی پاکی بولو جب شام کرو اور جب صبح ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو اللہ کی پاکی بیان کرو جب شام کرو اور جب صبح کرو۔

﴿فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ: تو اللہ کی پاکی بیان کرو۔﴾ یعنی اے عقل مندو! جب تم نے نیک اعمال کرنے والے مومنوں کو ملنے والا ثواب اور نعمتیں یونہی جھٹلانے والے کفار کو ہونے والے عذاب کے بارے میں جان لیا تو تم صبح شام ہر اس چیز سے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو جو اس کی شان کے لائق نہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنے سے متعلق مفسرین کا ایک

1 .....در منثور، الروم، تحت الآیۃ: ۱۵، ۶/۴۸۷.

2 .....مدارك، الروم، تحت الآیۃ: ۱۶، ص۹۰۴.

www.dawateislami.net

قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد نماز ادا کرنا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے دریافت کیا گیا کہ کیا پانچ نمازوں کا بیان قرآنِ پاک میں ہے؟ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ہاں اور یہ آیتیں تلاوت فرمائیں اور فرمایا کہ ان میں پانچوں نمازیں اور اُن کے اوقات مذکور ہیں۔ (1)

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور تسبیح بیان کرنے کے فضائل

اَحادیث میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور تسبیح بیان کرنے کی بہت سی فضیلتیں وارد ہیں، یہاں ان میں سے دو فضائل ملاحظہ ہوں:

(1)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں، میزانِ عمل میں بھاری ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔ (وہ دو کلمے یہ ہیں:) ”سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ“۔ (2)

(2)..... حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے کلام میں سے چار چیزوں کو پسند فرمالیا ہے۔ (1) سُبْحَانَ اللّٰه، (2) اَلْحَمْدُ لِلّٰه، (3) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه، (4) اَللّٰهُ اَكْبَر۔ جس نے ”سُبْحَانَ اللّٰه“ کہا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے بیس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کے بیس گناہ مٹا دیتا ہے۔ جس نے ”اَلْحَمْدُ لِلّٰه“ کہا تو اس کے لئے بھی اسی کی مثل ہے۔ جس نے ”لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه“ کہا تو اس کے لئے بھی اسی کی مثل ہے اور جس نے اپنی طرف سے ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن“ کہا تو اس کے لئے تیس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے تیس گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ (3)

﴿حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ: جب شام کرو اور جب صبح کرو۔﴾ دوسرے قول کے مطابق اس آیت میں تین نمازوں کا بیان ہوا، شام میں مغرب اور عشاء کی نمازیں آ گئیں جبکہ صبح میں نمازِ فجر آ گئی۔ (4)

---

1 .....روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۱۷، ۷/۱۶، مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ۱۷، ص۹۰۴، خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۱۷، ۳/۴۶۰، ملتقطاً.

2 .....بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب اذا قال: واللّٰہ لا اتکلّم الیوم فصلّی... الخ، ۴/۲۹۷، الحدیث: ۶۶۸۲.

3 .....مسند امام احمد، مسند ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ، ۳/۱۶۶، الحدیث: ۸۰۱۸.

4 .....خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۱۷، ۳/۴۶۰.

www.dawateislami.net

وَ لَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ عَشِیًّا وَّ حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اُسی کی تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں اور کچھ دن رہے اور جب تمہیں دوپہر ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اسی کیلئے تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں اور اس وقت جب دن کا کچھ حصہ باقی ہو اور جب تم دوپہر کرو۔

﴿وَ عَشِیًّا وَّ حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ: اور جب دن کا کچھ حصہ باقی ہو اور جب تم دوپہر کرو۔﴾ اس آیت کا **ایک معنی** یہ ہے کہ جب کچھ دن باقی ہو اور جب تم دوپہر کرو تو اس وقت تسبیح کرو۔ **دوسرا معنی** یہ ہے کہ جب کچھ دن باقی ہو اور جب تم دوپہر کرو تو اس وقت نماز ادا کرو۔ اس میں نمازِ عصر اور نمازِ ظہر کا بیان ہوا۔

نماز کے لئے یہ پانچ اوقات مقرر فرمائے جانے کی حکمت

یاد رہے کہ نماز کے لئے یہ پانچ اَوقات اس لئے مقرر فرمائے گئے کہ افضل اعمال وہ ہیں جو ہمیشہ ہوں اور انسان یہ قدرت نہیں رکھتا کہ اپنے تمام اوقات نماز میں صَرف کرے کیونکہ اس کے ساتھ کھانے پینے وغیرہ کے حوائج و ضروریّات ہیں تو اللہ تعالیٰ نے بندوں پر عبادت میں تخفیف فرمائی اور دن کے شروع، درمیان اور آخر میں جبکہ رات کے شروع اور آخر میں نمازیں مقرر کیں تاکہ ان اوقات کے اندر نماز میں مشغول رہنا دائمی عبادت کے حکم میں ہو۔[1]

يُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ ع ۲

ترجمۂ کنزالایمان: وہ زندہ کو نکالتا ہے مُردے سے اور مُردے کو نکالتا ہے زندہ سے اور زمین کو جِلاتا ہے اس کے مرے

[1] ……روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۱۸، ۷/۱۶، مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ۱۸، ص۹۰۴، خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۱۸، ۳/۴۶۰، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

پیچھے اور یوں ہی تم نکالے جاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: وہ زندہ کو بے جان سے نکالتا ہے اور بے جان کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے اور یوں ہی تم نکالے جاؤ گے۔

﴿**یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ**: وہ زندہ کو مردے سے نکالتا ہے۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ زندہ کو بے جان سے جیسے کہ پرندے کو انڈے سے، انسان کو نطفے سے اور مومن کو کافر سے نکالتا ہے اور بے جان کو زندہ سے جیسے کہ انڈے کو پرندے سے، نطفے کو انسان سے اور کافر کو مومن سے نکالتا ہے اور زمین کو خشک ہو جانے کے بعد بارش برسا کر اور اس سے سبزہ اُگا کر زندہ کرتا ہے اور ان چیزوں کو نکالنے کی طرح تم بھی (قیامت کے دن) قبروں سے دوبارہ زندہ کر کے حساب کے لئے نکالے جاؤ گے۔ (1)

سورۂ روم کی آیت نمبر 17، 18، 19 کی فضیلت

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے صبح کے وقت یہ کہہ دیا: ”فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ عَشِیًّا وَّ حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ“ تو اُس دن میں جو نیکی اس سے چھوٹ گئی اس کا ثواب پالے گا اور جو شام کے وقت یہ کہہ دے تو اس رات میں جو نیکی اس سے چھوٹ گئی اس کا ثواب پالے گا۔ (2)

مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”نیکی چھوٹ جانے سے مراد نوافل نیکیاں چھوٹ جانا ہیں یا فرائض عبادات میں نقصان (یعنی کمی) رہ جانا ہے، یعنی رب تعالیٰ اس آیتِ کریمہ کی برکت سے بہت سی نفلی نیکیوں کا اجر عطا فرمائے گا، اور اگر آج دن رات کے فرائض میں کچھ نقصان واقع ہو گیا ہو گا تو رب تعالیٰ نقصان پورا فرما دے گا۔ اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تمام فرائض و واجبات چھوڑ دو صرف یہ ہی آیت صبح شام پڑھ لیا کرو۔ (3)

---

1 .....مدارك، الروم، تحت الآیة: ۱۹، ص ۹۰۴، خازن، الروم، تحت الآیة: ۱۹، ۳/ ۴۶۱، ملتقطاً.

2 .....ابو داؤد، كتاب الادب، باب ما یقول اذا اصبح، ۴/ ۴۱۴، الحدیث: ۵۰۷۶.

3 .....مراۃ المناجیح، کتاب الدعوات، باب مایقول عند الصباح والمساء والمنام، الفصل الاول، ۴/ ۳۳-۳۴۔

www.dawateislami.net

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر جبھی تم انسان ہو دنیا میں پھیلے ہوئے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر جبھی تم انسان ہو جو دنیا میں پھیلے ہوئے ہو۔

﴿وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ: اور اس کی نشانیوں سے ہے۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت اور قدرت پر انسان کی پیدائش سے اِستدلال کیا جا رہا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور جیتا جاگتا انسان بنایا اور مٹی ایک بے جان چیز ہے جس میں حیات اور حرکت کا کوئی اثر نہیں ہے، پھر یہی نہیں بلکہ تمہارے اندر شعور اور عقل پیدا کی، خیالات، احساسات اور جذبات پیدا کئے، گفتگو کرنے اور چیزوں میں تَصَرُّف کرنے کی قدرت دی اور یہ سب چیزیں مٹی کا بنیادی جُزْو نہیں ہیں، پھر تم لوگ اپنی اور اپنی صفات کی پیدائش کے بعد مختلف اَغراض و مَقاصد کی وجہ سے دنیا میں پھیلے ہوئے ہو۔ اگر تم ان چیزوں میں غور کرو گے تو تم پر ظاہر ہو جائے گا کہ جس نے انسان کو پیدا کیا وہ واحد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور وہ کامل قدرت رکھتا ہے اور جو مٹی جیسی بے جان چیز سے جیتا جاگتا انسان بنانے کی قدرت رکھتا ہے وہ انسانوں کی موت کے بعد انہیں دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔[1]

نوٹ: آیت میں جو یہ فرمایا گیا ”**اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا**“ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی اصل حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو مٹی سے پیدا کیا اور جب انہیں مٹی سے پیدا کیا گیا ہے تو گویا کہ دیگر انسانوں کو بھی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔

انسان کی مرحلہ وار تخلیق کا بیان

یہاں آیت کے ابتدائی حصے میں انسان کی مرحلہ وار تخلیق کا اِجمالی بیان ہے، جبکہ اس کا تفصیلی بیان اس آیت

1 .....صاوی، الروم، تحت الآیۃ: ۲۰، ۴/۱۵۷۸، تفسیر کبیر، الروم، تحت الآیۃ: ۲۰، ۹/۸۹-۹۰، روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۲۰، ۷/۱۹، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

میں ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّ غَیْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَیِّنَ لَكُمْ ؕ وَ نُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰى وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَیْلَا یَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَیْــٴًـا (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے لوگو! اگر تمہیں قیامت کے دن اُٹھنے کے بارے میں کچھ شک ہو تو (اس بات پر غور کرلو کہ) ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر پانی کی ایک بوند سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی سے جس کی شکل بن چکی ہوتی ہے اور ادھوری بھی ہوتی ہے تاکہ ہم تمہارے لیے اپنی قدرت کو ظاہر فرمائیں اور ہم ماؤں کے پیٹ میں جسے چاہتے ہیں اسے ایک مقرر مدت تک ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر تمہیں بچے کی صورت میں نکالتے ہیں پھر (عمر دیتے ہیں) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو اور تم میں کوئی پہلے ہی مرجاتا ہے اور کوئی سب سے نکمی عمر کی طرف لوٹایا جاتا ہے تاکہ (بالآخر) جاننے کے بعد کچھ نہ جانے۔

تخلیق کے ان مَراحل میں غور و فکر کرنے سے انسان اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیّت کی معرفت حاصل کرسکتا ہے اور کفار میں سے جو شخص انصاف کی نظر سے ان میں غور و فکر کرے گا تو کوئی بعید نہیں کہ وہ ایمان اور ہدایت کی عظیم سعادت سے سرفراز ہوجائے۔

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ اُن سے آرام

1 ..... حج: ۵.

www.dawateislami.net

پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کے لئے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کی طرف آرام پاؤ اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھی۔ بے شک اس میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

﴿وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ: اور اس کی نشانیوں سے ہے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے عورتیں بنائیں جو (شرعی نکاح کے بعد) تمہاری بیویاں بنتی ہیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اگر اللہ تعالیٰ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد میں صرف مرد پیدا فرماتا اور عورتوں کو ان کے علاوہ کسی دوسری جنس جیسے جِنّات یا حیوانات سے پیدا فرماتا تو مَردوں کو عورتوں سے سکون حاصل نہ ہوتا بلکہ ان میں نفرت پیدا ہوتی کیونکہ دو مختلف جنسوں کے افراد میں ایک دوسرے کی طرف میلان نہیں ہوتا اور وہ ایک دوسرے سے سکون حاصل نہیں کر سکتے، پھر انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی یہ کمال رحمت ہے کہ مردوں کے لئے ان کی جنس سے عورتیں بنانے کے ساتھ ساتھ شوہر اور بیوی کے درمیان محبت اور رحمت رکھی کہ پہلی کسی معرفت اور کسی قرابت کے بغیر ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور ہمدردی ہو جاتی ہے۔ بے شک ان چیزوں میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت پر دلالت کرنے والی نشانیاں ہیں، اگر وہ ان میں غور کریں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ جس نے دنیا کے نظام کو اس احسن انداز میں قائم رکھا ہوا ہے صرف وہی عبادت کا مستحق اور کامل قدرت والا ہے۔ (1)

اسلامی معاشرے اور مغربی معاشرے میں خاندانی نظام میں اختلاف کی وجہ سے ہونے والا فرق

اسلامی معاشرے میں خاندانی نظام قائم کرنے اور اسے برقرار رکھنے کو خاص اہمیت دی گئی ہے اور اس نظام کی عمارت چونکہ مرد اور عورت کے درمیان شوہر اور بیوی کے رشتے کی بنیاد پر ہی کھڑی ہو سکتی ہے، اس لئے اسلامی معاشرے میں اس بنیاد کو مضبوط تر بنانے کے خصوصی اقدامات کئے گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ عورت اور مرد کے ازدواجی رشتے میں ذہنی اور قلبی سکون اور باہمی ذمہ داریوں کی تقسیم کو اصل بنیاد بنایا اور ازدواجی تعلقات قائم کرنے

1 .....تفسیر کبیر، الروم، تحت الآیۃ: ۲۱، ۹/ ۹۱-۹۲، ابن کثیر، الروم، تحت الآیۃ: ۲۱، ۶/ ۲۷۸، مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ۲۱، ص ۹۰۵، خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۲۱، ۳/ ۴۶۱، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

کو ذہنی سکون حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہونے کی حیثیت دی ہے اور جب شوہر کو اپنی بیوی سے ذہنی سکون ملے گا تو ان کی باہمی زندگی پُرسکون ہوگی اور جب میاں بیوی ایک دوسرے کیلئے اطمینان وسکون کا ذریعہ ہوں گے تو ان سے بننے والا خاندان بھی خوشیوں بھرا ہوگا اور جب ہر خاندان اس دولت سے مالا مال ہوگا تو معاشرہ خود ہی امن وسکون کا گہوارہ بن جائے گا۔ یہاں ہر صاحبِ عقل آدمی اس بات کا مشاہدہ کرسکتا ہے کہ معاشرے میں جہاں اسلامی تعلیمات پر عمل ہوتا ہے وہاں سکون اور چین نظر آتا ہے اور جہاں عمل نہیں ہوتا وہاں بے چینی اور بے اطمینانی پیدا ہوجاتی ہے چنانچہ اسلامی معاشرے کے مقابلے میں جب مغربی معاشرے پر نظر ڈالی جائے تو اس میں بسنے والے ذہنی سکون کی دولت سے محروم نظر آتے ہیں، اس کی وجہ یہ نہیں کہ ان کے دُنْیَوی علوم وفنون اور ٹیکنالوجی کی ترقی میں کوئی کمی باقی ہے جس کی بنا پر وہ بے سکون ہیں یا ان کے پاس مال ودولت کی کمی ہے جس کی وجہ سے وہ معاشی پریشانیوں کا شکار ہوکر ذہنی سکون سے محروم ہیں بلکہ تمام تر ترقی، دولت، آسائشوں اور سہولتوں کی بَہُتات ہونے کے باوجود مغربی معاشرے میں بسنے والوں کے ذہنی سکون سے محروم ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے صرف جنسی تسکین اور شہوت کی آسودگی کو بنیاد بنایا، جس کے لئے انہوں نے عورت کو بے راہ رَوی کی آزادی دیدی اور مرد کو یہ اختیار دیا کہ وہ کسی بھی عورت کے ساتھ اس کی رضامندی سے جنسی تعلقات قائم کرلے، جب مغربی معاشرے میں ذہنی سکون کی بجائے جنسی تسکین کو بنیاد بنایا گیا اور عورت کی حیثیت محض جنسی تسکین کا آلہ ہونے کی رکھی گئی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس معاشرے میں عورتوں، کنواری لڑکیوں اور بچیوں کا ناجائز بچوں کی مائیں بننا عام ہوگیا، حرامی بچوں کی پیدائش اور انہیں قتل کردیئے جانے کی وارداتوں میں خطرناک حد تک اضافہ ہوا، طلاقوں کی شرح بہت بڑھ گئی، خاندانی نظام تباہ ہوکر رہ گیا، نفسیاتی اور ذہنی اَمراض میں مبتلا افراد کی تعداد بڑھنا شروع ہوگئی اور آج یہ حال ہے کہ ذہنی اور نفسیاتی امراض کے ہسپتال سب سے زیادہ وہاں ہیں، ذہنی مریضوں اور دماغی سکون کی دوائیں کھانے والوں کی تعداد بھی وہیں سب سے زیادہ ہے اور پاگل خانوں کی زیادہ تعداد بھی وہیں پر ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ مغربی معاشرے کی اندھی پیروی کرکے اپنا ذہنی سکون اور خاندانی نظام تباہی کے دہانے پر لانے کی بجائے ان کے حالات سے عبرت حاصل کریں اور اسلامی معاشرے کے اصول وقوانین پر عمل پیرا ہوکر ذہنی سکون حاصل کرنے اور خاندانی نظام کو تباہ ہونے سے بچانے کی بھرپور کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

www.dawateislami.net

عورت اپنے شوہر کے آرام اور سکون کا لحاظ رکھے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو شوہر کے سکون اور آرام کے لئے پیدا فرمایا ہے اور عورت سے سکون حاصل کرنے کا ایک ذریعہ شرعی نکاح کے بعد ازدواجی تعلق قائم کرنا ہے، لہٰذا عورتوں کو چاہئے کہ اگر کوئی شرعی یا طبعی عذر نہ ہو تو اپنے شوہر کو ازدواجی تعلق قائم کرنے سے منع نہ کریں اور شوہروں کو بھی چاہئے کہ اپنی بیویوں کے شرعی یا طبعی عذر کا لحاظ رکھیں۔ جو عورت کسی عذر کے بغیر اپنے شوہر کو ازدواجی تعلق قائم کرنے سے منع کر دیتی ہے اس کے لئے درج ذیل دو اَحادیث میں بڑی عبرت ہے، چنانچہ

(1).....حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، جس شخص نے اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلایا اور بیوی آنے سے انکار کر دے تو اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس عورت سے ناراض رہتا ہے جب تک اس کا شوہر اس سے راضی نہ ہو جائے۔“ (1)

(2).....حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اگر مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے اور مرد بیوی سے ناراض ہو جائے تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔“ (2)

لہٰذا ہر بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کے آرام اور سکون کا خاص طور پر لحاظ رکھے اور اسے اپنی طرف سے کسی طرح کی کوئی پریشانی نہ آنے دے۔

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ ﴿۲۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس کی نشانیوں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف

1 .....مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعها من فراش زوجها، ص۷۵۳، الحدیث: ۱۲۱(۱۴۳۶).
2 .....مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعها من فراش زوجها، ص۷۵۳، الحدیث: ۱۲۲(۱۴۳۶).

www.dawateislami.net

بے شک اس میں نشانیاں ہیں جاننے والوں کے لئے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف اس کی نشانیوں میں سے ہے، بے شک اس میں علم والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

﴿وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ: اور اس کی نشانیوں سے ہے۔﴾ اس سے پہلی دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی وہ نشانیاں بیان فرمائیں جو انسان کی اپنی ذات میں ہیں جبکہ اس آیت میں خارجی کائنات کی تخلیق اور انسان کی لازمی صفات سے اپنی وحدانیّت پر اِستدلال فرمایا ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے لوگو! آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ تم آسمان کی طرف دیکھو کہ وہ انتہائی وسیع اور بلند ہے، اس میں رات کے وقت ستارے روشن ہوتے اور یہ آسمان کی زینت ہیں، اسی طرح زمین کی طرف دیکھو کہ کتنی طویل و عریض ہے، پانی کی طرح نرم نہیں بلکہ سخت ہے، اس پر پُر ہَیبت پہاڑ نصب ہیں، اس میں وسیع و عریض میدان، گھنے جنگلات اور ریت کے ٹیلے ہیں، دریا اور سمندر جاری ہیں، نباتات کا ایک سلسلہ قائم ہے، لہلہاتے ہوئے زرخیز کھیت، پھلوں سے لدے اور پھولوں کے مہکتے ہوئے باغات ہیں۔ یونہی تم اپنی زبانوں کے اختلاف پر غور کرو کہ کوئی عربی بولتا ہے، کوئی فارسی اور کوئی ان کے علاوہ دوسری زبان بولتا ہے۔ ایسے ہی تم اپنے رنگوں پر غور کرو کہ کوئی گورا ہے، کوئی کالا، کوئی گندمی حالانکہ تم سب کی اصل ایک ہے اور تم سب حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد ہو۔ اسی طرح تم اپنی جسمانی ساخت پر غور کرو کہ ہر انسان کی دو آنکھیں، دو اَبرو، ایک ناک، ایک پیشانی، ایک منہ اور دو گالیں ہیں اور انسانوں کی تعداد اربوں میں ہونے کے باوجود کسی کا رنگ، چہرہ اور نقش دوسرے سے پورا پورا نہیں ملتا بلکہ ہر ایک دوسرے سے جدا ہی نظر آتا ہے اور اگر ہر ایک کی شکل اور آواز ایک جیسی ہوتی تو ایک دوسرے کی پہچان مشکل ہو جاتی اور بے شمار مَصلحتیں ختم ہو کر رہ جاتیں، اچھے اَخلاق والے اور برے اخلاق والے میں، دوست اور دشمن میں، قریبی اور دور والے میں اِمتیاز نہ ہو پاتا۔ اب تم یہ بتاؤ کہ کیا یہ سب چیزیں خود ہی وجود میں آ گئیں ہیں یا یہ محض اتفاق ہے، یا یہ چند خداؤں نے مل کر یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے، اگر ایسا ہے تو پھر آسمان و زمین میں ہزاروں سال سے اس قدر نظم اور تسلسل کیوں قائم ہے اور اس میں کبھی اختلاف کیوں نہیں ہوا، ان زبانوں، رنگوں اور شکلوں کا خالق کون ہے؟ اگر تم علم اور انصاف کی نظر

www.dawateislami.net

سے دیکھو گے تو جان لو گے کہ یہ سب صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کا شاہکار ہیں۔ (1)

اس کائنات کا کامل قدرت رکھنے والا ایک ہی خالق موجود ہے

یاد رہے کہ یہ کائنات نہ تو کسی سبب اور علت کے بغیر اپنے طبعی تقاضوں سے وجود میں آئی ہے اور نہ ہی اس کا انتہائی مَربوط اور مُتناسِب نظام کسی چلانے والے کے بغیر چل رہا ہے بلکہ ایک ایسی ذات ضرور موجود ہے جس نے اپنی کامل قدرت سے اس کائنات اور اس میں موجود طرح طرح کے عجائبات کو پیدا فرمایا اور وہی ذات انتہائی عالیشان طریقے سے اس کے نظام کو چلا رہی ہے، جیسے ہم ایک دانے یا گٹھلی کو تر زمین میں دباتے ہیں تو ایک مخصوص مدت کے بعد اس سے کچھ شاخیں نکلتی ہیں، اوپر والی شاخ زمین سے باہر نکل کر ایک تنا وَر درخت بن جاتی ہے اور نیچے والی شاخ اس درخت کی جڑیں بن جاتی ہیں، اس درخت کی طرف دیکھیں تو اس کا تنا بھی لکڑی کا ہے اور جڑیں بھی لکڑی کی ہیں، تنا اوپر کی طرف جاتا ہے اور جڑیں نیچے کی طرف جا رہی ہیں، اب اگر لکڑی کا طبعی تقاضا اوپر کی طرف جانا ہے تو جڑیں نیچے کیوں جاتی ہیں اور اگر اس کا تقاضا نیچے جانا ہے تو تنا اوپر کیوں جاتا ہے؟ ایک ہی لکڑی ہونے کے باوجود تنے کے اوپر جانے اور جڑوں کے نیچے جانے سے معلوم ہوا کہ لکڑی کا اپنا طبعی تقاضا کچھ نہیں ہے بلکہ درخت کی لکڑی پر کسی اور ذات کا تَصَرُّف ہے جس کی قدرت کامل ہے، اسی نے لکڑی کے جس حصے کو چاہا اوپر اٹھا دیا اور جس حصے کو چاہا نیچے جھکا دیا۔ (2)

یونہی اس کائنات کے نظام کو دیکھیں تو نظر آئے گا کہ روزانہ سورج ایک مقررہ جہت سے طلوع ہوتا ہے اور ایک مقررہ جہت میں غروب ہو جاتا ہے، دن کے بعد رات آتی اور رات کے بعد دن نکل آتا ہے، ہر سال اپنے اپنے موسموں میں کھیتیاں پروان چڑھتی ہیں، پھول اپنے وقت پر کِھلتے ہیں، پھل اپنی مدت پر نکلتے ہیں، پوری دنیا میں ایک خاص طریقے سے ہی انسان پیدا ہو رہے اور مخصوص مدت کے بعد مر رہے ہیں، حشرات الارض سے لے کر درندوں تک، چرندوں سے لے کر پرندوں تک ہر ایک کی ساخت اور تخلیق اس کے حال کے مطابق ہے اور ان کی ضرورت کے تمام اَعضاء ان میں موجود ہیں، ہر ایک کی غذا اور اسے حاصل کرنے کا طریقہ مختلف ہے اور ہر علاقے میں رہنے والے کا مزاج اسی علاقے کے ماحول کے مطابق ہے، تو کائنات کا یہ مَربوط اور حسین نظام، حکیمانہ تدبیر اور ہر مخلوق کے حال

---

1 ……تفسیر کبیر، الروم، تحت الآیۃ: ۲۲، ۹/ ۹۲، ابن کثیر، الروم، تحت الآیۃ: ۲۲، ۶/ ۲۷۹، خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۲۲، ۳/ ۴۶۱-۴۶۲، مدارك، الروم، تحت الآیۃ: ۲۲، ص ۹۰۵، ملتقطاً.

2 ……تفسیر کبیر، الانعام، تحت الآیۃ: ۹۵، ۵/ ۷۱-۷۲، ملخصاً.

www.dawateislami.net

کی رعایت دیکھ کر کوئی عقلمند ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کسی خالق اور انتظام فرمانے والے کے بغیر خود بخود عدم سے وجود میں آ گیا اور علم و حکمت کا یہ عجیب و غریب کارخانہ کسی چلانے والے کے بغیر چل رہا ہے بلکہ اسے یہ اقرار کرنا پڑے گا کہ اس کائنات کا کوئی ایک خالق موجود ہے اور وہ کامل قدرت، علم اور حکمت والا ہے اور اس عظمت و شان کا مالک اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ سرِ دست یہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے موجود ہونے پر دلالت کرنے والی دو چیزیں ذکر کی ہیں ورنہ کائنات کے ذرے ذرے میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات پر دلالت کرنے والی علامات اور نشانیاں موجود ہیں۔

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ ابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس کی نشانیوں میں سے ہے رات اور دن میں تمہارا سونا اور اس کا فضل تلاش کرنا بے شک اس میں نشانیاں ہیں سننے والوں کے لئے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور رات اور دن میں تمہارا سونا اور اس کا فضل تلاش کرنا اس کی نشانیوں میں سے ہے، بے شک اس میں سننے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

﴿ **وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ:** اور اس کی نشانیوں میں سے ہے۔ ﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیّت پر انسان کی ان صفات سے اِستدلال فرمایا ہے جو انسان سے جدا ہو جاتی ہیں، چنانچہ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے لوگو! رات اور دن میں تمہارا سونا اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہیں عادت کے مطابق رات میں نیند آتی ہے اور ضرورت کے وقت تم دن میں بھی سو جاتے ہو جس سے تھکن دور ہوتی اور تمہارے بدن کو راحت حاصل ہوتی ہے، یونہی دن میں تم سفر کرتے اور اپنی معیشت کے اسباب کو تلاش کرتے ہو، تو غور کرو کہ تم پر نیند کون طاری کرتا ہے اور نیند کا یہ معمول کس نے بنایا ہے اور تمہیں معیشت کے اسباب تلاش کرنے کی ہمت اور صلاحیت کس نے دی ہے؟ اگر تم

www.dawateislami.net

لاپرواہی اور ضد سے کام نہ لو تو تمہیں یہی کہنا پڑے گا کہ ہزاروں برس سے انسانوں کا یہ معمول اور ان کا یہ فطری نظام صرف اسی اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے جو یکتا معبود ہے اور اس کی قدرت کامل ہے۔ (1)

اس آیت میں مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر بھی دلیل موجود ہے اور وہ یہ کہ سونے والا مردہ کی مانند ہے تو جو ذات سونے والے کو بیدار کرنے پر قادر ہے تو وہ مرنے والے کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ یُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحْیٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَاؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے ڈراتی اور امید دلاتی اور آسمان سے پانی اُتارتا ہے تو اُس سے زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مَرے پیچھے بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہیں ڈرانے اور (بارش کی) امید دلانے کیلئے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے پانی اتارتا ہے تو اس کے ذریعے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے۔ بیشک اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

﴿وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ: اور اس کی نشانیوں میں سے ہے۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خارجی کائنات کے عارضی اوصاف سے اپنی قدرت اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر اِستدلال فرمایا ہے، چنانچہ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تمہیں ڈرانے اور امید دلانے کے لئے بجلی دکھانا اور آسمان سے پانی اتار کر بنجر زمین کو سرسبز و شاداب کر دینا اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ جب بادلوں میں بجلی چمکتی ہے تو بسا اوقات تم خوفزدہ ہو جاتے ہو کہ کہیں یہ گر کر نقصان نہ پہنچا دے اور کبھی تمہیں اس سے یہ امید ہوتی ہے کہ اب بارش برسے گی نیز جب اللہ تعالیٰ بارش نازل فرماتا ہے تو اس کے پانی

1 .....تفسیر کبیر، الروم، تحت الآیۃ: ۲۳، ۹/۹۳، روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۲۳، ۷/۲۱-۲۲، خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۲۳، ۳/۴۶۲، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

سے بنجر زمین سرسبز وشاداب ہو کر لہلہانے لگتی ہے، کھیتیاں پھلنے پھولنے لگتی اور باغات میں درخت پھلوں سے بھرنے لگتے ہیں، یہ چیزیں دیکھ کر حقیقی طور پر غور وفکر کرنے والے اس نظام کو چلانے والے کی معرفت حاصل کرتے ہیں کہ برس ہا برس سے زمینوں کی سیرابی اور ان کی سرسبزی وشادابی کا یہی نظام ہے اور اس نظام کے تَسَلسُل اور یکسانیّت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے بنانے والا اور اسے چلانے والا موجود ہے اور وہ واحد ہے اور اس کی قدرت کامل ہے اور اس میں یہ نشانی بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح مردہ زمین کو زندہ فرماتا ہے اسی طرح ایک دن مردہ انسانوں کو بھی زندہ فرمائے گا۔ (1)

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ بِاَمْرِهٖؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۫ مِّنَ الْاَرْضِ ۖۗ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں پھر جب تمہیں زمین سے ایک ندا فرمائے گا جبھی تم نکل پڑو گے۔ اور اسی کے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کے زیرِ حکم ہیں۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں پھر جب تمہیں زمین سے ایک ندا فرمائے گا جبھی تم نکل پڑو گے۔ اور اسی کی ملکیت میں ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کے زیرِ حکم ہیں۔

﴿وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ: اور اس کی نشانیوں سے ہے۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خارجی کائنات کے ان اوصاف سے اپنی قدرت اور وحدانیّت پر اِستدلال فرمایا جو جدا نہیں ہوتے۔ اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی وحدانیّت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ قیامت آنے تک آسمان وزمین کا اسی ہَیئت پر قائم رہنا اللہ تعالیٰ کے حکم اور

(1) .....ابن کثیر، الروم، تحت الآیۃ: ۲۴، ۶/۲۷۹، تفسیر کبیر، الروم، تحت الآیۃ: ۲۴، ۹/۹۳-۹۴، روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۲۴، ۷/۲۴، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ارادے سے ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آسمان اور زمین بغیر کسی سہارے کے قائم ہیں۔ یہ معنی حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے منقول ہے۔ (1)

آسمان و زمین کا اس طرح قائم ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں قائم کرنے والا کوئی ایک ہے اور وہ اسباب سے بے نیاز ہے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے جس کے حکم سے یہ دونوں قائم ہیں۔

﴿ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْاَرْضِ: پھر جب تمہیں زمین سے ایک ندا فرمائے گا۔﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ جب تمہیں قبروں سے ایک ندا فرمائے گا تو اسی وقت تم اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی قبروں سے زندہ ہو کر نکل پڑو گے۔

ندا فرمانے اور قبروں سے زندہ ہو کر نکلنے کی صورت

ندا فرمانے اور قبروں سے زندہ ہو کر نکلنے کی صورت یہ ہوگی کہ حضرت اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام قبر والوں کو اُٹھانے کے لئے (دوسری بار) صور پھونکیں گے اور کہیں گے کہ اے قبر والو! کھڑے ہو جاؤ، تو اَوّلین و آخرین میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو نہ اُٹھے۔ (2)

جیسا کہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ (3)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور صور میں پھونک ماری جائے گی تو جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں سب بیہوش ہو جائیں گے مگر جسے اللہ چاہے پھر دوسری مرتبہ اس میں پھونک ماری جائے گی تو اسی وقت وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

اور فرماتا ہے کہ

---

1 .....تفسیر کبیر، الروم، تحت الآیۃ: ۲۵، ۹/ ۹۴، روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۲۵، ۷/ ۲۵، خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۲۵، ۳/ ۴۶۲، ملتقطاً۔

2 .....جلالین، الروم، تحت الآیۃ: ۲۵، ص ۳۴۲، مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ۲۵، ص ۹۰۶، ملتقطاً۔

3 .....زمر: ۶۸۔

www.dawateislami.net

وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ(1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور صور میں پھونک ماری جائے گی تو اسی وقت وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑتے چلے جائیں گے۔

اور صور کے بارے میں فرماتا ہے:

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ(2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: وہ تو صرف ایک چیخ ہوگی تو اسی وقت وہ سب کے سب ہمارے حضور حاضر کر دیئے جائیں گے۔

اور فرماتا ہے:

فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ(3)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو وہ (پھونک) تو ایک جھڑکنا ہی ہے۔ تو فوراً وہ کھلے میدان میں آ پڑے ہوں گے۔

﴿وَ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ: اور اسی کی ملکیت میں ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں۔﴾ یعنی آسمانوں اور زمین میں موجود ہر چیز کا حقیقی مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس ملکیت میں کوئی دوسرا کسی طرح بھی اس کا شریک نہیں اور ان میں موجود ہر چیز اللہ تعالیٰ کے زیرِ حکم ہے۔(4)

وَ هُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ ؕ وَ لَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۷﴾ ع ۲

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہی ہے کہ اوّل بناتا ہے پھر اُسے دوبارہ بنائے گا اور یہ تمہاری سمجھ میں اس پر زیادہ آسان ہونا چاہئے اور اُسی کے لئے ہے سب سے برتر شان آسمانوں اور زمین میں اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

1 .....یٰس: ۵۱.
2 .....یٰس: ۵۳.
3 .....النازعات: ۱۳، ۱۴.
4 .....روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۲۶، ۷/۲۶.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور وہی ہے جو اول بناتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا اور (تمہاری عقلوں کے اعتبار سے) دوسری مرتبہ بنانا اللہ پر پہلی مرتبہ بنانے سے زیادہ آسان ہے اور آسمانوں اور زمین میں سب سے بلند شان اسی کی ہے اور وہی عزت والا حکمت والا ہے۔

﴿وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ: اور وہی ہے جو اوّل بناتا ہے۔﴾ یعنی اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کو پہلی بار پیدا فرماتا ہے اور اس کے ہلاک ہوجانے کے بعد پھر اسے قیامت کے دن دوبارہ بنائے گا اور تمہاری عقلوں کے اعتبار سے تو دوسری مرتبہ بنانا اللہ تعالیٰ پر پہلی مرتبہ بنانے سے زیادہ آسان ہونا چاہیے اگرچہ اللہ تعالیٰ کیلئے دونوں برابر ہیں کیونکہ انسانوں کا تجربہ اور اُن کی رائے یہی بتاتی ہے کہ کسی چیز کو دوبارہ بنانا اسے پہلی بار بنانے سے سہل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے مخلوق کو دوبارہ بنانا تو کچھ بھی دشوار نہیں، پھر تم دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار کیوں کرتے ہو؟ آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ آسمانوں اور زمین میں سب سے بلند شان اسی کی ہے کہ اس جیسا کوئی نہیں وہ برحق معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہی عزت والا، حکمت والا ہے۔[1]

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِیْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِیْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تمہارے لیے ایک کہاوت بیان فرماتا ہے خود تمہارے اپنے حال سے کیا تمہارے لئے تمہارے ہاتھ کے مال غلاموں میں سے کچھ شریک ہیں اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی تو تم سب اس میں برابر ہو تم اُن سے ڈرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو ہم ایسی مفصل نشانیاں بیان فرماتے ہیں عقل والوں کے لئے۔

1 ……خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۲۷، ۳/۴۶۲، جلالین، الروم، تحت الآیۃ: ۲۷، ص۳۴۲-۳۴۳، مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ۲۷، ص۹۰۶-۹۰۷، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللہ نے تمہارے لئے خود تمہارے اپنے حال سے ایک مثال بیان فرمائی ہے (وہ یہ کہ) ہم نے تمہیں جو رزق دیا ہے کیا تمہارے غلاموں میں سے کوئی اس میں تمہارا اس طرح شریک ہے کہ تم اور وہ اس رزق میں برابر شریک ہو جاؤ۔ تم ان غلاموں (کی شرکت) سے اسی طرح ڈرتے ہو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو۔ ہم عقل والوں کے لئے اسی طرح مفصل نشانیاں بیان فرماتے ہیں۔

﴿ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ: اللہ نے تمہارے لئے خود تمہارے اپنے حال سے ایک مثال بیان فرمائی ہے۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے ایک مثال بیان فرمائی ہے جو مخلوق میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دیتے ہیں۔ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اے مشرکو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے خود تمہارے اپنے حال سے ایک مثال بیان فرمائی ہے اور وہ مثال یہ ہے کہ ہم نے تمہیں جو مال و دولت اور رزق دیا ہے کیا تمہارے غلاموں میں سے کوئی اس میں تمہارا اس طرح شریک ہے کہ آقا اور غلام کو اس مال و مَتاع میں تَصَرُّف کرنے کا یکساں حق حاصل ہو اور ایسا حق ہو کہ تم اپنے مال و متاع میں ان غلاموں کی اجازت کے پابند ہو کہ ان کی اجازت کے بغیر تَصَرُّف کرنے سے اسی طرح ڈرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے (کے مشترکہ مال میں بغیر اجازت تصرف کرنے) سے ڈرتے ہو۔[1]

دوسری تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے خود تمہارے اپنے حال سے ایک مثال بیان فرمائی ہے اور وہ مثال یہ کہ ہم نے تمہیں جو مال و اَسباب دیا ہے، کیا تمہارے غلاموں میں سے کوئی اس میں تمہارا اس طرح شریک ہے کہ تم اور وہ اس مال و اَسباب میں برابر کے شریک ہوں؟ حالانکہ تمہارا حال تو یہ ہے کہ تم اپنے مال و اَسباب میں ان غلاموں کے شریک ہونے سے اسی طرح ڈرتے ہو جیسے تم آزاد لوگوں کے اپنے مال میں شریک ہونے سے ڈرتے ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب تم کسی بھی صورت میں اپنے غلاموں کو اپنا شریک بنانا پسند نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اس کا شریک کیسے قرار دیتے ہو؟ حالانکہ جنہیں تم اپنا معبود قرار دیتے ہو وہ سب تو اس کے بندے اور مملوک ہیں۔

﴿كَذٰلِكَ: اسی طرح۔﴾ یعنی جس طرح ہم نے یہاں مُفَصَّل نشانی بیان فرمائی اسی طرح ہم ان لوگوں کے لئے مفصل

---

1 ..... جلالین، الروم، تحت الآیۃ: ۲۸، ص۳۴۳، مدارك، الروم، تحت الآیۃ: ۲۸، ص۹۰۷، ابو سعود، الروم، تحت الآیۃ: ۲۸، ۴/۲۷۷-۲۷۸، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

نشانیاں بیان کرتے ہیں جو اَشیاء میں غور وفکر کرنے کے لئے اپنی عقل استعمال کرتے ہیں۔ نشانیوں کا تفصیلی بیان عمومی طور پر تو سب کے لئے ہے البتہ عقل استعمال کرنے والوں کا بطورِ خاص اس لئے ذکر کیا گیا کہ یہی لوگ درحقیقت نشانیوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ (1)

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍۚ فَمَنْ یَّهْدِیْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُؕ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۲۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بلکہ ظالم اپنی خواہشوں کے پیچھے ہولیے بے جانے تو اُسے کون ہدایت کرے جسے خدا نے گمراہ کیا اور اُن کا کوئی مددگار نہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بلکہ ظالموں نے جہالت سے اپنی خواہشوں کی پیروی کی تو جس کو اللہ نے گمراہ کیا ہو اسے کون ہدایت دے سکتا ہے؟ اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

﴿بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ : بلکہ ظالموں نے جہالت سے اپنی خواہشوں کی پیروی کی۔﴾ یعنی جن ظالموں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا انہوں نے جہالت سے اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور کسی دلیل کے بغیر اللہ تعالیٰ کے لئے شریک ثابت کردیا تو جسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ کردیا ہو اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور مشرکوں کے لئے کوئی مددگار نہیں جو انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا سکے۔ (2)

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًاؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَاؕ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُۙ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

1 .....ابو سعود، الروم، تحت الآیۃ: ۲۸، ۴/۲۷۸.

2 .....تفسیر کبیر، الروم، تحت الآیۃ: ۲۹، ۹/۹۸، جلالین، الروم، تحت الآیۃ: ۲۹، ص۳۴۳، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو اپنا منہ سیدھا کرو اللہ کی اطاعت کے لئے ایک اکیلے اسی کے ہو کر اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا اللہ کی بنائی چیز نہ بدلنا یہی سیدھا دین ہے مگر بہت لوگ نہیں جانتے۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: تو ہر باطل سے الگ ہو کر اپنا چہرہ اللہ کی اطاعت کیلئے سیدھا رکھو۔ (یہ) اللہ کی پیدا کی ہوئی فطرت (ہے) جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔ اللہ کے بنائے ہوئے میں تبدیلی نہ کرنا۔ یہی سیدھا دین ہے مگر بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا: تو ہر باطل سے الگ ہو کر اپنا چہرہ اللہ کی اطاعت کیلئے سیدھا رکھو۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے فرمایا کہ جب معاملہ واضح ہو گیا، اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت (روزِ روشن کی طرح) عیاں ہو چکی اور بہت سے مشرک اپنے ضد و عداوت کی وجہ سے ہدایت حاصل نہ کریں گے تو آپ ان مشرکوں کی طرف کوئی اِلتفات نہ فرمائیں اور اللہ تعالیٰ کے دین پر خلوص، اِستقامت اور اِستقلال کے ساتھ قائم رہیں۔ (1)

﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا: اللہ کی پیدا کی ہوئی فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔﴾ اس آیت میں فطرت سے مراد دینِ اسلام ہے اور معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو ایمان پر پیدا کیا، جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے ”ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے۔ (2)

یعنی اسی عہد پر پیدا کیا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے ”اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ“ فرما کر لیا ہے، تو دنیا میں جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے وہ اسی اقرار پر پیدا ہوتا ہے اگرچہ بعد میں وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنے لگ جائے۔

بعض مفسرین کے نزدیک فطرت سے مراد خِلقت ہے اور معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو توحید اور دینِ اسلام قبول کرنے کی صلاحیت کے ساتھ پیدا کیا ہے اور فطری طور پر انسان نہ اس دین سے منہ موڑ سکتا ہے اور نہ ہی اس کا

1 .....تفسیر کبیر، الروم، تحت الآیۃ: ۳۰، ۹/۹۸، خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۳۰، ۳/۴۶۳، ملتقطاً.

2 .....بخاری، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی فمات ھل یصلی علیہ... الخ، ۱/۴۵۷، الحدیث: ۱۳۵۸، مسلم، کتاب القدر، باب کلّ مولود یولد علی الفطرۃ... الخ، ص۱۴۲۸، الحدیث: ۲۲(۲۶۵۸).

www.dawateislami.net

انکار کرسکتا ہے کیونکہ یہ دین ہر اعتبار سے عقلِ سلیم سے ہم آہنگ اور صحیح فہم کے عین مطابق ہے اور لوگوں میں سے جو گمراہ ہوگا وہ جنّوں اور انسانوں کے شَیاطین کے بہکانے سے گمراہ ہوگا۔ (1)

حضرت عیاض بن حمار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) میں نے اپنے تمام بندوں کو اس حال میں پیدا کیا کہ وہ باطل سے دور رہنے والے تھے، بے شک ان کے پاس شیطان آئے اور ان کو دین سے پھیر دیا اور جو چیزیں میں نے ان پر حلال کی تھیں وہ انہوں نے ان پر حرام کر دیں اور ان کو میرے ساتھ شرک کرنے کا حکم دیا حالانکہ میں نے اس شرک پر کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ (2)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے، پھر اس بچے کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔ (3)

نوٹ: یاد رہے کہ دُنْیَوی اَحکام یا اُخروی نجات میں فطری ایمان کا اعتبار نہیں بلکہ صرف شرعی ایمان معتبر ہے۔

﴿لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ: اللہ کی بنائی ہوئی چیز میں تبدیلی نہ کرنا۔﴾ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ تم شرک کر کے اللہ تعالیٰ کے دین میں تبدیلی نہ کرو بلکہ اسی دین پر قائم رہو جس پر اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کامل خِلقت پر تمہیں پیدا فرمایا ہے تم اس میں تبدیلی نہ کرو۔

﴿ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ: یہی سیدھا دین ہے۔﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کا دین ہی سیدھا دین ہے جس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں مگر بہت سے لوگ اس کی حقیقت کو نہیں جانتے تو اے لوگو! تم اسی دین پر قائم رہو۔

مُنِیْبِیْنَ اِلَیْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۳۱﴾

---

1 .....خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۳۰، ۳/۴۶۳، مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ۳۰، ص۹۰۸، روح المعانی، الروم، تحت الآیۃ: ۳۰، ۱۱/۵۶، ملتقطاً.

2 .....مسلم، کتاب الجنّۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا، باب الصفات التی یعرف بھا فی الدنیا اھل الجنّۃ واھل النار، ص۱۵۳۲، الحدیث: ۶۳(۲۸۶۵).

3 .....بخاری، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی فمات ھل یصلی علیہ... الخ، ۱/۴۵۷، الحدیث: ۱۳۵۸، مسلم، کتاب القدر، باب کلّ مولود یولد علی الفطرۃ... الخ، ص۱۴۲۸، الحدیث: ۲۲(۲۶۵۸).

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے اور اس سے ڈرو اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں سے نہ ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے اور اس سے ڈرو اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں میں سے نہ ہونا۔

﴿مُنِیْبِیْنَ اِلَیْهِ: اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے۔﴾ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین پر قائم رہو اور اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے اور اس کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اپنا چہرہ دینِ اسلام کیلئے سیدھا رکھو اور اس کی مخالفت کرنے سے ڈرو اور نماز کی شرائط اور حقوق کی رعایت کرتے ہوئے وقت پر اسے ادا کرو اور ایمان قبول کر لینے کے بعد اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ (1)

مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًاؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ(۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: ان میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ہو گئے گروہ گروہ ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اس پر خوش ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ان لوگوں میں سے (نہ ہونا) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود گروہ گروہ بن گئے۔ ہر گروہ اس پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے۔

﴿مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ: ان لوگوں میں سے (نہ ہونا) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔﴾ یعنی ان مشرک لوگوں میں سے نہ ہونا جنہوں نے معبود کے بارے میں اختلاف کر کے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود گروہ گروہ بن گئے۔ ان میں سے ہر گروہ اپنے مذہب پر خوش ہے اور اپنے باطل کو حق گمان کرتا ہے۔ (2)

یاد رہے کہ اس آیت کا اسلامی فُقہاء کے اختلاف سے کچھ تعلق نہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہونا دین میں

1 .....روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۳۱، ۷/۳۲-۳۳، تفسیر کبیر، الروم، تحت الآیۃ: ۳۱، ۹/۹۹، ملتقطاً.

2 .....جلالین، الروم، تحت الآیۃ: ۳۲، ص۳۴۳، مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ۳۲، ص۹۰۸، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

اختلاف نہیں بلکہ فروعی مسائل میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف بھی نَفسانِیّت کی وجہ سے نہیں بلکہ تحقیق کی بنا پر ہے۔ البتہ اس آیت میں گمراہ فرقے ضرور داخل ہیں خواہ وہ پرانے زمانے کے ہوں یا نئے زمانے کے۔

وَ اِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِیْبِیْنَ اِلَیْهِ ثُمَّ اِذَاۤ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ یُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ لِیَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَیْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۟ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَیْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ یَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ یُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے پھر جب وہ انہیں اپنے پاس سے رحمت کا مزہ دیتا ہے جبھی ان میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے۔ کہ ہمارے دیئے کی ناشکری کریں تو برت لو اب قریب جاننا چاہتے ہو۔ یا ہم نے ان پر کوئی سند اُتاری کہ وہ اُنہیں ہمارے شریک بتا رہی ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے پکارتے ہیں پھر جب وہ انہیں اپنے پاس سے رحمت کا مزہ چکھاتا ہے تو اس وقت ان میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے۔ تاکہ ہمارے دیئے ہوئے کی ناشکری کریں تو فائدہ اٹھالو تو عنقریب تم جان لو گے۔ یا کیا ہم نے ان پر کوئی دلیل اتاری ہے کہ وہ دلیل انہیں ہمارے شریک بتا رہی ہے۔

﴿وَ اِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ: اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب شرک کرنے والوں کو مرض، قحط یا اس کے علاوہ اور کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اسے ہی پکارتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ بت ان کی مصیبت ٹال دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔ پھر

www.dawateislami.net

جب اللہ تعالیٰ انہیں اس تکلیف سے خلاصی عنایت کر کے اور راحت عطا فرما کر اپنے پاس سے رحمت کا مزہ چکھاتا ہے تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس وقت ان میں سے ایک گروہ عبادت میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے اور ہمارے دیئے ہوئے مال اور رزق کی ناشکری کرنے لگتا ہے، تو اے کافرو! دنیا کی نعمتوں سے چند روز فائدہ اٹھالو، عنقریب تم جان لو گے کہ آخرت میں تمہارا کیا حال ہوتا ہے اور اس دنیا طلبی کا کیا نتیجہ نکلنے والا ہے۔ (1)

اس سے معلوم ہوا کہ آرام میں اللہ تعالیٰ کو بھول جانا اور تکلیف میں اسے یاد کرنا کفار کا طریقہ ہے، لہٰذا مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے اور غمی، خوشی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہنا چاہئے۔

﴿اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَیْهِمْ سُلْطٰنًا: یا کیا ہم نے ان پر کوئی دلیل اتاری ہے۔﴾ یعنی کیا ہم نے مشرکوں پر کوئی حجت یا کوئی کتاب اتاری ہے کہ وہ انہیں ہمارے شریک بتا رہی ہے اور شرک کرنے کا حکم دیتی ہے، ایسا ہرگز نہیں ہے، ان کے پاس اپنے شرک کی نہ کوئی حجت ہے نہ کوئی سند بلکہ وہ کسی بے سند و دلیل ہی ایسا کر رہے ہیں۔ (2)

وَ اِذَاۤ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ اِذَا هُمْ یَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں اس پر خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچے بدلہ اس کا جو اُن کے ہاتھوں نے بھیجا جبھی وہ ناامید ہو جاتے ہیں۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں تو اس پر خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں ان کے ہاتھوں کے آگے بھیجے ہوئے اعمال کی وجہ سے کوئی برائی پہنچے تو اس وقت وہ ناامید ہو جاتے ہیں۔

﴿وَ اِذَاۤ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً: اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں۔﴾ یعنی جب ہم لوگوں کو تندرستی اور وسعتِ

(1) ……روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۳۳-۳۴، ۳۷/۷، مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ۳۳-۳۴، ص۹۰۹، خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۳۳-۳۴، ۴۶۴/۳، ملتقطاً۔

(2) ……خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۳۵، ۴۶۴/۳، جلالین، الروم، تحت الآیۃ: ۳۵، ص۳۴۳، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

رزق کا مزہ دیتے ہیں تو وہ اس پر خوش ہو جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے اِتراتے ہیں اور اگر انہیں ان کی مَعْصِیَت اور ان کے گناہوں کی وجہ سے کوئی برائی پہنچے تو اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہو جاتے ہیں اور یہ بات مومن کی شان کے خلاف ہے کیونکہ مومن کا حال یہ ہے کہ جب اُسے نعمت ملتی ہے تو وہ شکر گزاری کرتا ہے اور جب اسے سختی پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اُمیدوار رہتا ہے۔ (1)

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ اللہ رزق وسیع فرماتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ اللہ رزق وسیع فرماتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے اور تنگ فرما دیتا ہے، بیشک اس میں ایمان والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

﴿اَوَلَمْ یَرَوْا: اور کیا انہوں نے نہ دیکھا۔﴾ یعنی کیا مشرکوں نے اس چیز کا مشاہدہ نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے رزق وسیع فرما دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے رزق تنگ فرما دیتا ہے۔ رزق کی وسعت میں حکمت یہ ہے کہ وسیع رزق میں اس شخص کی بھلائی ہوتی ہے یا اس کا امتحان مقصود ہوتا ہے کہ وہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے یا نہیں اور رزق کی تنگی میں حکمت یہ ہے کہ اس شخص کے نظام کی درستی تھوڑے رزق میں ہوتی ہے یا اس کا امتحان مقصود ہوتا ہے کہ وہ رزق کی تنگی پر صبر کرتا ہے یا نہیں۔ بے شک رزق کی اس تنگی اور وسعت میں ایمان والوں کیلئے نشانیاں ہیں اور وہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال اور حکمت پر اِستدلال کرتے ہیں۔ (2)

1 .....مدارك، الروم، تحت الآیة: ۳۶، ص۹۰۹، خازن، الروم، تحت الآیة: ۳۶، ۳/۴۶۴، ملتقطاً.

2 .....روح البیان، الروم، تحت الآیة: ۳۷، ۷/۳۸، ملخصاً.

www.dawateislami.net

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِۖ وَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(۳۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تو رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو یہ بہتر ہے اُن کے لئے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور اُنہیں کا کام بنا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو رشتے دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو بھی۔ یہ ان لوگوں کیلئے بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

﴿فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ: تو رشتے دار کو اس کا حق دو۔﴾ یعنی اے وہ شخص! جسے اللہ تعالیٰ نے وسیع رزق دیا، تم اپنے رشتے دار کے ساتھ حسنِ سلوک اور احسان کر کے اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو صدقہ دے کر اور مہمان نوازی کر کے اُن کے حق بھی دو۔ رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کے حقوق ادا کرنا ان لوگوں کیلئے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کے طالب ہیں اور وہی لوگ آخرت میں کامیاب ہونے والے ہیں۔ (1)

آیت ”فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ“ سے متعلق دو باتیں

یہاں اس آیت سے متعلق دو باتیں ملاحظہ ہوں:

(1)..... اس آیت سے محرم رشتہ داروں کے نَفَقہ کا وُجوب ثابت ہوتا ہے (جبکہ وہ محتاج ہوں)۔ (2)

(2)..... اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص رشتہ داروں سے حسنِ سلوک اور صدقہ و خیرات، نام ونمود اور رسم کی پابندی کی وجہ سے نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرے وہی ثواب کا مستحق ہے۔

---

1 .....مدارك، الروم، تحت الآية: ۳۸، ص۹۰۹، روح البيان، الروم، تحت الآية: ۳۸، ۷/ ۳۹، خازن، الروم، تحت الآية: ۳۸، ۳/ ۴۶۵، ملتقطاً.

2 .....مدارك، الروم، تحت الآية: ۳۸، ص۹۰۹.

www.dawateislami.net

وَ مَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا۠ فِیْۤ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِۚ وَ مَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ(۳۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کے مال بڑھیں تو وہ اللہ کے یہاں نہ بڑھے گی اور جو تم خیرات دو اللہ کی رضا چاہتے ہوئے تو انھیں کے دونے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جو مال تم (لوگوں کو) دو تا کہ وہ لوگوں کے مالوں میں بڑھتا رہے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو تم اللہ کی رضا چاہتے ہوئے زکوٰۃ دیتے ہو تو وہی لوگ (اپنے مال) بڑھانے والے ہیں۔

﴿**وَ مَاۤ اٰتَیْتُمْ**: اور جو مال تم لوگوں کو دو۔﴾ ایک قول یہ ہے کہ اس آیت میں وہی سود مراد ہے جسے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 279 میں حرام فرمایا گیا ہے یعنی تم قرض دے کر جو سود لیتے ہو اور اپنے مالوں میں اضافہ کرتے ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اضافہ نہیں ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہاں وہ تحفے مراد ہیں جو اس نیت سے دیئے جاتے تھے کہ جسے تحفہ دیا وہ اس سے زیادہ دے گا، چنانچہ مفسرین فرماتے ہیں کہ لوگوں کا دستور تھا کہ وہ دوست اَحباب اور شناسائی رکھنے والوں کو یا اور کسی شخص کو اس نیت سے ہدیہ دیتے تھے کہ وہ انہیں اس سے زیادہ دے گا یہ جائز تو ہے لیکن اس پر ثواب نہ ملے گا اور اس میں برکت نہ ہوگی کیونکہ یہ عمل خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں ہوا۔ [1]

نیوتا اور تحفہ دینے والوں کے لئے نصیحت

اس آیت میں ان لوگوں کے لئے بڑی نصیحت ہے جو شادی بیاہ وغیرہ پر اپنے عزیز رشتہ داروں یا دوست احباب کو نیوتا اور تحائف وغیرہ دیتے ہیں لیکن اس سے ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا نہیں ہوتا بلکہ یا تو اس لئے دیتے ہیں کہ لوگ زیادہ دینے پر ان کی خوب تعریف کریں، یا اس لئے دیتے ہیں کہ خاندان میں ان کی ناک اونچی رہے، یا صرف اس لئے دیتے ہیں کہ انہیں پانچ کے دس ہزار ملیں، ایسے لوگ ثواب کے مستحق نہیں ہیں۔

1 ……روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۳۹، ۷/۴۱۔

www.dawateislami.net

﴿وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ :اور جو تم اللہ کی رضا چاہتے ہوئے زکوٰۃ دیتے ہو۔﴾یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے زکوٰۃ اور دیگر صدقات دیتے ہیں کہ اس سے بدلہ لینا مقصود ہوتا ہے نہ نام ونمود تو ان ہی لوگوں کا اجر وثواب زیادہ ہوگا اور انہیں ایک نیکی کا ثواب دس گُنا زیادہ دیا جائے گا۔ (1)

زکوٰۃ اور صدقات اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے دیئے جائیں

معلوم ہوا کہ اپنے مال کی زکوٰۃ دی جائے یا دیگر نفلی صدقات نکالے جائیں، سب میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مقصد ہونا چاہئے تاکہ اس پر انہیں کثیر اجر وثواب ملے اور یہ مقصد نہ ہو کہ اس کے بدلے میں زکوٰۃ لینے والا ان کی خوب آؤ بھگت کرے، ان کا خدمت گار بن کر رہے اور ان کا ہر کام ایک ہی اشارے پر بجالائے، ہر وقت ان کا احسان مند رہے، لوگوں میں ان کے نام کا خوب چرچا ہو اور لوگ ان کے صدقات وغیرہ کی کثرت پر تعریفوں کے پل باندھیں۔ اگر اس مقصد سے زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ دیئے تو ثواب ملنا تو دور کی بات الٹا اس کے گناہوں کا میٹر تیز ہوجاتا ہے، لہٰذا زکوٰۃ دی جائے یا صدقات بہر صورت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہو اس کے علاوہ کوئی اور مقصد نہ ہو۔ نیز جو لوگ زکوٰۃ کے حقداروں کو زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ دیتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ایسا کر رہے ہیں، پھر اگر انہیں ان لوگوں سے کوئی ذاتی کام پڑ جائے اور وہ کسی وجہ سے نہ کر پائیں یا کرنے سے انکار کر دیں تو یہ انہیں حق دار ہونے کے باوجود زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ دینا بند کر دیتے ہیں کیونکہ وہ ان کا ذاتی کام نہیں کر سکے۔ ایسے حضرات اپنے دل کی حالت پر خود ہی غور کر لیں کہ اگر واقعی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے زکوٰۃ اور صدقات دیئے تھے تو ذاتی کام نہ ہو سکنے کی وجہ سے انہیں زکوٰۃ اور صدقات دینا بند کیوں کر رہے ہیں؟ ریا کاری بڑا نازک معاملہ ہے۔ بہت سے لوگ بے توجُّہی میں بھی اس کا شکار ہوتے ہیں لہٰذا ہر شخص کو اپنے حال پر غور کرتے رہنا چاہیے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ

(1) ……روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۳۹، ۷/۴۲، خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۳۹، ۳/۴۶۵، مدارك، الروم، تحت الآیۃ: ۳۹، ص۹۰۹، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

شُرَكَآىِٕكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ(۴۰) ع ۴ ۱۲ ۷

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جِلائے گا کیا تمہارے شریکوں میں بھی کوئی ایسا ہے جو اُن کاموں میں سے کچھ کرے پاکی اور برتری ہے اسے ان کے شرک سے۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا کیا تمہارے شریکوں میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کر سکے۔ اللہ ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ: اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ پیدا کرنا، روزی دینا، مارنا اور زندہ کرنا یہ سب کام اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں، تو کیا جن بتوں کو تم اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہو، اُن میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان میں سے کوئی کام کر سکے؟ جب اس کے جواب سے مشرکین عاجز ہو گئے اور اُنہیں دَم مارنے کی مجال نہ ہوئی تو ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔[1]

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ(۴۱)

ترجمۂ کنزالایمان: چمکی خرابی خشکی اور تری میں ان برائیوں سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائیں تاکہ انہیں ان کے بعض کوتکوں کا مزہ چکھائے کہیں وہ باز آئیں۔

1 .....مدارك، الروم، تحت الآیة: ۴۰، ص ۹۱۰.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہوگیا ان برائیوں کی وجہ سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائیں تاکہ اللہ انہیں ان کے بعض کاموں کا مزہ چکھائے تاکہ وہ باز آجائیں۔

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ: خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہوگیا۔﴾ یعنی شرک اور گناہوں کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد جیسے قحط سالی، بارش کا رک جانا، پیداوار کی قلت، کھیتیوں کی خرابی، تجارتوں کے نقصان، آدمیوں اور جانوروں میں موت، آتش زدگی کی کثرت، غرق اور ہر شے میں بے برکتی، طرح طرح کی بیماریاں، بے سکونی، وغیرہ ظاہر ہوگئی اور ان پریشانیوں میں مبتلا ہونا اس لئے ہے تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں آخرت سے پہلے دنیا میں ہی ان کے بعض برے کاموں کا مزہ چکھائے تاکہ وہ کفر اور گناہوں سے باز آجائیں اور ان سے توبہ کرلیں۔ (1)

پریشانیوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہونے کا سبب

اس آیت سے معلوم ہوا کہ گناہوں کی وجہ سے لوگ ہزاروں قسم کی پریشانیوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور صحیح اَحادیث سے بھی ثابت ہے کہ کسی قوم میں اِعلانیہ بے حیائی پھیل جانے کی وجہ سے ان میں طاعون اور مختلف اَمراض عام ہوجاتے ہیں۔ ناپ تول میں کمی کرنے کی وجہ سے قحط آتا اور ظالم حاکم مقرر ہوتے ہیں۔ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے بارش رکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا عہد توڑنے کی وجہ سے دشمن مُسلَّط ہوجاتا ہے۔ لوگوں کے مالوں پر جَبری قبضہ کرنے کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق حکمرانوں کے فیصلے نہ کرنے کی وجہ سے لوگوں کے درمیان قتل و غارت گری ہوتی ہے اور سود خوری کی وجہ سے زلزلے آتے اور شکلیں بگڑ جاتی ہیں۔ (2)

آیت اور اَحادیث کے خلاصے کو سامنے رکھتے ہوئے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ موجودہ صورتِ حال پر غور کرلے کہ فی زمانہ بے حیائی عام ہونا، ناپ تول میں کمی کرنا، لوگوں کے اَموال پر جبری قبضے کرنا، زکوٰۃ نہ دینا، جوا اور سود خوری وغیرہ، الغرض وہ کونسا گناہ ہے جو ہم میں عام نہیں اور شائد انہی اعمال کا نتیجہ ہے کہ آج کل لوگ ایڈز، کینسر اور دیگر جان لیوا اَمراض میں مبتلا ہیں، ظالم حکمران ان پر مقرر ہیں، بارش رک جانے یا حد سے زیادہ آنے کی آفت کا یہ شکار ہیں، دشمن ان پر مُسلَّط ہوتے جارہے ہیں، قتل و غارت گری ان میں عام ہوچکی ہے، زلزلوں، طوفانوں اور سیلاب کی مصیبتوں

---

1 .....مدارك، الروم، تحت الآية: ٤١، ص٩١٠، جلالين، الروم، تحت الآية: ٤١، ص٣٤٤، ملتقطاً.

2 .....روح البيان، الروم، تحت الآية: ٤١، ٧/٤٦-٤٧، ملخصاً.

www.dawateislami.net

میں یہ پھنسے ہوئے ہیں، تجارتی خسارے اور ہر چیز میں بے برکتی کا رونا یہ رو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عقلِ سلیم عطا کرے اور اپنی بگڑی عملی حالت سدھارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہاں بہت سے لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ کافروں کے ممالک جہاں کفر و شرک اور زنا و گناہ سب کچھ عام ہے وہاں فساد کیوں نہیں ہے تو اس کے دو جواب ہیں، اول یہ کہ کفار کو دنیا میں کئی اعتبار سے مہلت ملی ہوئی ہے لہٰذا وہ اس مہلت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور دوسرا جواب یہ ہے کہ فساد اور بربادی صرف مال کے اعتبار سے نہیں ہوتی بلکہ بیماریوں اور ذہنی پریشانیوں بلکہ اور بھی ہزاروں اعتبار سے بھی ہوتی ہے، اب ذرا کفار کے ممالک میں جنم لینے والی اور پھیلنے والی نئی نئی بیماریوں کی معلومات جمع کر لیں یونہی یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ دنیا میں سب سے زیادہ پاگل خانے، ذہنی مریض، دماغی سکون کی دواؤں کا استعمال، دماغی اَمراض کے مُعالجین، ذہنی مریضوں کے ادارے اور نفسیاتی ہسپتال بھی انہی کفار کے ممالک میں ہیں اور اسی طرح دنیا میں سب سے زیادہ طلاقیں، ناجائز اولادیں، بوڑھے والدین کو اولڈ ہومز میں پھینک کر بھول جانے کے واقعات، یونہی دنیا میں سب سے زیادہ خودکشیاں بھی انہی ممالک میں ہیں، جو ظاہراً تو بڑے خوشحال نظر آتے ہیں لیکن اندر سے گل سڑ رہے ہیں۔

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلُؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِیْنَ(۴۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ زمین میں چل کر دیکھو کیسا انجام ہوا اگلوں کا ان میں بہت مشرک تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم فرماؤ: زمین پر چل کر دیکھو کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیسا انجام ہوا؟ ان میں اکثر لوگ مشرک تھے۔

﴿قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ: تم فرماؤ: زمین پر چل کر دیکھو۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ فرما دیں کہ اے مشرکو! تم (اپنے سفر کے دوران) عذاب یافتہ قوموں کی سرزمین پر چل کر عبرت کی نگاہ سے دیکھ لو کہ تم سے پہلے برے لوگوں کا انجام کیسا ہوا؟ ان میں اکثر لوگ مشرک اور باقی لوگ دیگر گناہوں میں مبتلا تھے تو جب انہیں ان کے

www.dawateislami.net

شرک اور گناہوں کی وجہ سے ہلاک اور برباد کر دیا گیا تو کفارِ قریش اور دیگر مشرکوں میں سے جو اُن کے طریقے کو اختیار کئے ہوئے ہیں اور اپنے کفر پر قائم ہیں، یہ بھی ان کی طرح ہلاک اور برباد کر دیئے جا سکتے ہیں، لہٰذا انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈریں اور اپنے کفر و شرک سے باز آجائیں۔ (1)

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ الْقَیِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ یَوْمَىٕذٍ یَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو اپنا منہ سیدھا کر عبادت کے لئے قبل اس کے کہ وہ دن آئے جسے اللہ کی طرف سے ٹلنا نہیں اس دن الگ پھٹ جائیں گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو اس دن کے آنے سے پہلے اپنا منہ دینِ مستقیم کیلئے سیدھا کر لو جس دن کو اللہ کی طرف سے ٹلنا نہیں ہے۔ اس دن لوگ الگ الگ ہو جائیں گے۔

﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ الْقَیِّمِ: تو اپنا منہ دینِ مستقیم کیلئے سیدھا کر لو۔﴾ اس آیت میں خطاب نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ہے اور مراد آپ اور آپ کی امت ہے اور معنی یہ ہیں کہ قیامت کا دن آنے سے پہلے پہلے دینِ اسلام پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں، دینِ اسلام کو پھیلانے میں مشغول رہیں اور کافروں کے ایمان نہ لانے پر غمزدہ نہ ہوں اور قیامت کا دن ایسا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ٹلنا نہیں ہے اور اس دن حساب کے بعد لوگ الگ الگ ہو جائیں گے کہ جنتی جنت کی طرف اور دوزخی دوزخ کی طرف چلے جائیں گے۔ (2)

مَنْ كَفَرَ فَعَلَیْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ یَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾

1 .....روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۴۲، ۷/۴۷، ملخصاً.

2 .....مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ۴۳، ص ۹۱۰، جلالین مع صاوی، الروم، تحت الآیۃ: ۴۳، ۴/۱۵۸۵-۱۵۸۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: جو کفر کرے اس کے کفر کا وبال اُسی پر اور جو اچھا کام کریں وہ اپنے ہی لئے تیاری کر رہے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جس نے کفر کیا تو اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے اور جو اچھا کام کریں وہ اپنے ہی کیلئے تیاری کر رہے ہیں۔

﴿مَنْ كَفَرَ فَعَلَیْهِ كُفْرُهٗ: جس نے کفر کیا تو اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے۔﴾ یعنی جس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا تو اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے کہ اس کے کفر سے دوسرے نہ پکڑے جائیں گے بلکہ خود وہی پکڑا جائے گا اور جو اچھا کام کریں وہ اپنے فائدے ہی کیلئے تیاری کر رہے ہیں کہ جنت کے درجات میں راحت و آرام پائیں گے۔ (1)

ہمارے اعمال کا فائدہ یا نقصان ہمیں ہی ہوگا

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال سے بے نیاز ہے اور ہم جو اچھا یا برا عمل کریں گے اس کا فائدہ یا نقصان ہمیں ہی ہوگا، اسی چیز کو بیان کرتے ہوئے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۫ وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اگر تم بھلائی کرو گے تو تم اپنے لئے ہی بہتر کرو گے اور اگر تم برا کرو گے تو تمہاری جانوں کیلئے ہی ہوگا۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ (3)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جو نیکی کرتا ہے وہ اپنی ذات کیلئے ہی کرتا ہے اور جو برائی کرتا ہے تو اپنے خلاف ہی وہ برا عمل کرتا ہے اور تمہارا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

اور جس طرح آخرت میں اچھے عمل کا فائدہ اور برے عمل کا نقصان عمل کرنے والے کو ہوگا اسی طرح قبر میں بھی اچھے برے اعمال کا فائدہ اور نقصان اسے ہی ہوگا۔ جس کے عمل اچھے ہوں گے تو وہ اسے قبر میں اُنسِیَّت پہنچائیں گے، اس کی قبر وسیع اور منور کر دیں گے اور اسے قبر میں دہشتوں اور مصیبتوں سے محفوظ رکھیں گے اور جس کے عمل برے

1 .....روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۴۳، ۷/۴۷، ملخصاً.
2 .....بنی اسرائیل: ۷.
3 .....حم السجدہ: ۴۶.

www.dawateislami.net

ہوں گے تو وہ اسے قبر میں دہشت زدہ کریں گے، اس کی قبر کو تنگ اور اندھیری کر دیں گے اور اسے دہشتوں، مصیبتوں اور عذاب سے نہ بچائیں گے۔ لہٰذا ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اپنی زندگی کو غنیمت جانتے ہوئے زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرے تاکہ یہ قبر کی طویل اور حشر کی نہ ختم ہونے والی زندگی میں اس کے کام آئیں اور وہ خود کو کفر، گمراہی، بدمذہبی اور دیگر گناہوں سے بچائے تاکہ قبر و حشر میں اپنے برے اعمال کے نقصان سے محفوظ رہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کر لے
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے

اندھیرا گھر، اکیلی جان، دَم گھٹتا، دل اُکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تاکہ صلہ دے اُنہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اپنے فضل سے بے شک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تاکہ اللہ ان لوگوں کو اپنے فضل سے جزا عطا فرمائے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ بیشک وہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

﴿لِيَجْزِيَ: تاکہ اللہ جزا عطا فرمائے۔﴾ اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ جو لوگ اچھا کام اور نیک عمل کر رہے ہیں وہ اپنے ہی فائدے کے لئے کر رہے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں کو جزا عطا فرمائے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو اس لئے الگ الگ کر دیا جائے گا تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان لوگوں کو صلہ عطا فرمائے جنہوں نے ایمان قبول کیا اور نیک اعمال کئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا بلکہ وہ کافر سے ناراض ہے اور اسے سخت سزا دے گا۔ (1)

(1)..... قرطبی، الروم، تحت الآیۃ: ۴۵، ۱۴/ ۳۲، الجزء الرابع عشر، جلالین، الروم، تحت الآیۃ: ۴۵، ص ۳۴۴، روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۴۵، ۷/ ۴۸، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

نیک اعمال کی جزا ملنا محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے

اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو اس کے نیک اعمال کا صلہ دینا اور نیک اعمال کے بدلے اسے ثواب اور جزا دینا اللہ تعالیٰ پر لازم نہیں اور وہ نیک لوگوں کو ان کی نیکیوں کا جو بھی اجر عطا فرمائے گا وہ صرف اس کا فضل و کرم ہے۔

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ یُّرْسِلَ الرِّیَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّ لِیُذِیْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے مژدہ سناتی اور اس لیے کہ تمہیں اپنی رحمت کا ذائقہ دے اور اس لیے کہ کشتی اس کے حکم سے چلے اور اس لیے کہ اس کا فضل تلاش کرو اور اس لیے کہ تم حق مانو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ خوشخبری دیتی ہوئی ہوائیں بھیجتا ہے اور تاکہ تمہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھائے اور تاکہ اس کے حکم سے کشتی چلے اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ۔

﴿وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ: اور اس کی نشانیوں میں سے ہے۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ بارش اور پیداوار کی کثرت کی خوشخبری دیتی ہوئی ہوائیں بھیجتا ہے اور وہ اس لئے ہوائیں بھیجتا ہے تاکہ تمہیں اپنی رحمت یعنی بارش کا مزہ چکھائے اور وہ اس لئے ہوائیں بھیجتا ہے تاکہ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریا میں کشتی چلے اور تم سمندری سفر کے ذریعے اس کا فضل یعنی رزق تلاش کرو اور اس لئے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حق مانو اور اس کی وحدانیت پر ایمان لا کر شکر گزار بندے بن جاؤ۔ (1)

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ

(1) ……خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۴۶، ۳/ ۴۶۶، جلالین، الروم، تحت الآیۃ: ۴۶، ص ۳۴۴، روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۴۶، ۷/ ۴۹-۵۰، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْاؕ-وَ كَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ(۴۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول اُن کی قوم کی طرف بھیجے تو وہ اُن کے پاس کھلی نشانیاں لائے پھر ہم نے مجرموں سے بدلہ لیا اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول ان کی قوم کی طرف بھیجے تو وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لائے پھر ہم نے مجرموں سے انتقام لیا اور مسلمانوں کی مدد کرنا ہمارے ذمۂ کرم پر ہے۔

﴿وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ: اور بیشک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول ان کی قوم کی طرف بھیجے۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، جس طرح ہم نے آپ کو آپ کی قوم کی طرف بھیجا اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کتنے رسول ان کی قوم کی طرف بھیجے اور جس طرح آپ اپنی قوم کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے اسی طرح وہ رسول بھی اپنی قوموں کے پاس کھلی نشانیاں لائے جو اُن رسولوں کی رسالت کی تصدیق پر واضح دلیل تھیں، لیکن ان کی قوم میں سے بعض لوگ ایمان لائے اور بعض نے کفر کیا۔ پھر ان رسولوں پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے ہم نے مجرموں سے انتقام لیا کہ دنیا میں اُنہیں عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا اور اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، مسلمانوں کو نجات دینا اور کافروں کو ہلاک کرنا ہمارے ذمۂ کرم پر ہے۔ آیت کے آخری حصے میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو آخرت کی کامیابی اور دشمنوں پر فتح و نصرت کی بشارت دی گئی ہے۔[1]

مسلمان بھائی کی آبرو بچانے کی فضیلت

حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جو مسلمان اپنے بھائی کی آبرو بچائے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بچائے گا، یہ فرما کر سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

1 ……ابو سعود، الروم، تحت الآیۃ: ۴۷، ۴/۲۸۲، خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۴۷، ۳/۴۶۶، مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ۴۷، ص۹۱۱، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمۂ کنزالعرفان: مسلمانوں کی مدد کرنا ہمارے ذمۂ کرم پر ہے۔ (1)

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیْفَ یَشَآءُ وَ یَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖۚ فَاِذَاۤ اَصَابَ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِیْنَ ﴿۴۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ہے کہ بھیجتا ہے ہوائیں کہ ابھارتی ہیں بادل پھر اُسے پھیلا دیتا ہے آسمان میں جیسا چاہے اور اسے پارہ پارہ کرتا ہے تو تو دیکھے کہ اس کے بیچ میں سے مینہ نکل رہا ہے پھر جب اُسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جس کی طرف چاہے جبھی وہ خوشیاں مناتے ہیں۔ اگرچہ اس کے اُتارنے سے پہلے آس توڑے ہوئے تھے۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے تو وہ ہوائیں بادل ابھارتی ہیں پھر اللہ اس بادل کو آسمان میں جیسا چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے اور (کبھی) اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے تو تو دیکھتا ہے کہ اس کے بیچ میں سے بارش نکلتی ہے پھر جب اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس تک وہ بارش پہنچاتا ہے تو جبھی وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ اس بارش کے اتارے جانے سے پہلے وہ بڑے ناامید ہوتے ہیں۔

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ: اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنی حکمت کے موافق ہواؤں کو بھیجتا ہے تو وہ ہوائیں بادل اٹھا کر لاتی ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اپنی مَشِیَّت کے مطابق کبھی اس بادل کو آسمان میں پھیلا دیتا ہے کہ ہر طرف بادل چھائے ہوتے ہیں اور کبھی اسے ٹکڑے ٹکڑے کر

1 .....شرح السنہ، کتاب البرّ والصلۃ، باب الذبّ عن المسلمین، ۶/۴۹۴، الحدیث: ۳۴۲۲.

www.dawateislami.net

دیتا ہے کہ کہیں بادل اور کہیں خالی جگہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس بادل کے بیچ میں سے بارش نکلتی نظر آتی ہے، پھر جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جن کے شہروں اور سرزمین کی طرف چاہتا ہے ان تک وہ بارش پہنچاتا ہے اور جب بارش ہوتی ہے تو وہ بندے خوش ہو جاتے ہیں حالانکہ اس بارش کے نازل کئے جانے سے پہلے وہ لوگ بارش ہونے سے بڑے ناامید ہو چکے ہوتے ہیں۔ (1)

فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَاؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰىۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۵۰

ترجمۂ کنزالایمان: تو اللہ کی رحمت کے اثر دیکھو کیونکر زمین کو جلاتا ہے اس کے مرے پیچھے بے شک وہ مُردوں کو زندہ کرے گا اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو اللہ کی رحمت کے نشانات دیکھو کہ وہ کس طرح زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے بیشک وہ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

﴿فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ: تو اللہ کی رحمت کے نشانات دیکھو۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی رحمت یعنی بارش نازل ہونے پر مُرَتَّب ہونے والے نشانات دیکھو کہ بارش زمین کو سیراب کرتی ہے، پھر اس سے سبزہ نکلتا ہے، سبزے سے پھل پیدا ہوتے ہیں اور پھلوں میں غذائیت ہوتی ہے اور اس سے جانداروں کے جسمانی نظام کو مدد پہنچتی ہے اور یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ یہ سبزے اور پھل پیدا کر کے کس طرح خشک ہو جانے والی زمین کو سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے اور جس نے خشک زمین کو سرسبز کر دیا وہ بے شک مُردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر اس چیز پر قادر ہے جو اس کی قدرت کے تحت آنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ (2)

1 .....مدارك، الروم، تحت الآیة: ۴۸-۴۹، ص۹۱۱، روح البیان، الروم، تحت الآیة: ۴۸-۴۹، ۷/۵۱، ملتقطاً.

2 .....روح البیان، الروم، تحت الآیة: ۵۰، ۷/۵۲، ابو سعود، الروم، تحت الآیة: ۵۰، ۴/۲۸۳، مدارك، الروم، تحت الآیة: ۵۰، ص۹۱۲، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

وَ لَئِنْ اَرْسَلْنَا رِیْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ یَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر ہم کوئی ہوا بھیجیں جس سے وہ کھیتی کو زرد دیکھیں تو ضرور اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اگر ہم کوئی ہوا بھیجیں جس سے وہ کھیتی کو زرد دیکھیں تو ضرور اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں گے۔

﴿وَ لَئِنْ اَرْسَلْنَا رِیْحًا: اور اگر ہم کوئی ہوا بھیجیں۔﴾ اس سے پہلی آیات میں بیان ہوا کہ بارش رک جانے سے لوگ مایوس ہو جاتے ہیں اور بارش ہوتی دیکھ کر خوش ہو جاتے ہیں اور اس آیت میں بیان فرمایا کہ ان کی یہ حالت ہمیشہ نہیں رہتی بلکہ اگر ہم کوئی ایسی ہوا بھیجیں جو کھیتی اور سبزے کے لئے نقصان دِہ ہو، پھر وہ کھیتی کو سرسبز و شاداب ہونے کے بعد زرد دیکھیں تو ضرور کھیتی زرد ہونے کے بعد ناشکری کرنے لگیں گے اور پہلی نعمت سے بھی مکر جائیں گے۔ مراد یہ ہے کہ ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ جب انہیں رحمت پہنچتی ہے، رزق ملتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں اور جب کوئی سختی آتی ہے، کھیتی خراب ہوتی ہے تو پہلی نعمتوں سے بھی مکر جاتے ہیں حالانکہ انہیں چاہئے تو یہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے اور جب نعمت پہنچتی تو شکر بجالاتے اور جب بلا آتی تو صبر کرتے اور دعا و اِستغفار میں مشغول ہو جاتے۔ (1)

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿۵۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اس لیے کہ تم مُردوں کو نہیں سناتے اور نہ بہروں کو پکارنا سناؤ جب وہ پیٹھ دے کر پھریں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: پس بیشک تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو پکار سنا سکتے ہو جب وہ پیٹھ دے کر پھریں۔

﴿فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى: پس بیشک تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ اکرم، سَرورِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تسلی دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ان کافروں کی محرومی

1 .....تفسیر کبیر، الروم، تحت الآیۃ: ۵۱، ۹/ ۱۰۹، ابو سعود، الروم، تحت الآیۃ: ۵۱، ۴/ ۲۸۳، روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۵۱، ۷/ ۵۴، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

اوران کے ایمان نہ لانے پر رنجیدہ نہ ہوں کیونکہ جن کے دل مر چکے اوران سے کسی طرح حق بات کو قبول کرنے کی توقُّع نہیں رہی، آپ انہیں حق بات نہیں سنا سکتے، اسی طرح جو لوگ حق بات سننے سے بہرے ہوں اور بہرے بھی ایسے کہ پیٹھ دے کر پھر گئے اوران سے کسی طرح سمجھنے کی اُمید نہیں تو آپ ان بہروں کو حق کی کوئی پکار نہیں سنا سکتے۔

اس آیت سے بعض لوگوں نے مُردوں کے نہ سننے پر اِستدلال کیا ہے مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ یہاں مردوں سے مراد موت کا شکار ہونے والے لوگ نہیں بلکہ مردہ دل کفار مراد ہیں جن کے دل مرے ہوئے ہیں جو دُنیوی زندگی تو رکھتے ہیں مگر وعظ ونصیحت سے فائدہ حاصل نہیں کرتے، اس لئے انہیں مُردوں سے تشبیہ دی گئی کیونکہ مردے عمل کے مقام سے گزر گئے ہوتے ہیں اور وہ وعظ ونصیحت سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ لہٰذا اس آیت سے مردوں کے نہ سننے پر دلیل پیش کرنا درست نہیں اور بکثرت اَحادیث سے مُردوں کا سننا اور اپنی قبروں پر زیارت کیلئے آنے والوں کو پہچاننا ثابت ہے۔

نوٹ: اس کے بارے میں مزید تفصیل سورۂ نمل کی آیت نمبر 80 اور 81 کے تحت مذکور تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں۔

وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور نہ تم اندھوں کو اُن کی گمراہی سے راہ پر لاؤ تم تو اُسی کو سناتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تو وہ گردن رکھے ہوئے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور نہ تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے سیدھا راستہ دکھا سکتے ہو تو تم اسی کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں پھر وہ فرمانبردار ہیں۔

﴿وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ: اور نہ تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے سیدھا راستہ دکھا سکتے ہو۔﴾ یہاں بھی اندھوں سے دل کے اندھے مراد ہیں۔[1]

1 .....مدارك، الروم، تحت الآية: ۵۳، ص ۹۱۲.

www.dawateislami.net

﴿اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا﴾ :تو تم اسی کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ ﴾اس سے پہلی آیات میں تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے دل کے مُردوں، بہروں اور اندھوں کو سنا سکنے کی نفی کی گئی جبکہ اس آیت میں نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے لئے اللّٰہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان لانے والوں کو سنا سکنا ثابت کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن (دل کا) زندہ ہے اور سن سکتا ہے کیونکہ جب مومن کے دل پر دلائل کی بارش ہوتی ہے تو اس میں سچے عقائد پیدا ہوتے ہیں اور جب وہ وعظ و نصیحت سنتا ہے تو اس سے نیک افعال صادر ہوتے ہیں۔ (1)

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴿۵۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اللّٰہ ہے جس نے تمہیں ابتدا میں کمزور بنایا پھر تمہیں ناتوانی سے طاقت بخشی پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا بناتا ہے جو چاہے وہی علم و قدرت والا ہے۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اللّٰہ ہی ہے جس نے تمہیں کمزور پیدا فرمایا پھر تمہیں کمزوری کے بعد قوت بخشی پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، وہی علم والا، بڑی قدرت والا ہے۔

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ﴾ :اللّٰہ ہی ہے جس نے تمہیں کمزور پیدا فرمایا۔ ﴾اس آیت میں انسان کے مختلف احوال کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ پہلے وہ ماں کے پیٹ میں ایک لوتھڑا تھا، پھر بچہ بن کر پیدا ہوا اور شیر خوار رہا، یہ اَحوال انتہائی ضُعف اور کمزوری کے ہیں۔ پھر تمہیں بچپن کی کمزوری کے بعد جوانی کی قوت عطا فرمائی، پھر جوانی کی قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا۔ اللّٰہ تعالیٰ جس چیز کو چاہے پیدا کرتا ہے اور کمزوری، قوت، جوانی اور بڑھاپا یہ سب اللّٰہ تعالیٰ کے پیدا کئے سے ہیں جو ظاہری اسباب کے اعتبار سے ایک طبعی عمل ہے لیکن حقیقت میں ارادۂ الٰہی کی وجہ سے ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ اپنی مخلوق اور اندازِ تخلیق کو جانتا ہے اور اسے ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدلنے پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔

1 .....تفسیر کبیر، الروم، تحت الآیۃ: ۵۳، ۹/۱۱۱، ملخصاً.

www.dawateislami.net

قرء حفص یضم الضاد وفتحها فی الثلاثة لکن أضمه مختار.

وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَۙ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ(۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم قسم کھائیں گے کہ نہ رہے تھے مگر ایک گھڑی وہ ایسے ہی اوندھے جاتے تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم قسم کھائیں گے کہ وہ تو صرف ایک گھڑی ہی رہے ہیں۔ اسی طرح وہ اوندھے جاتے تھے۔

﴿وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ: اور جس دن قیامت قائم ہوگی۔﴾ ارشاد فرمایا کہ جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن مجرم قسم کھا کر کہیں گے کہ وہ صرف ایک گھڑی ہی ٹھہرے ہیں یعنی آخرت کو دیکھ کر مجرم کو دنیا یا قبر میں رہنے کی مدت بہت تھوڑی معلوم ہوگی، اس لئے وہ اس مدت کو ایک گھڑی سے تعبیر کریں گے۔ مزید فرمایا کہ اسی طرح وہ پھیرے جاتے تھے یعنی ایسے ہی دنیا میں غلط اور باطل باتوں پر جمتے اور حق سے پھرتے تھے اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرتے تھے جیسا کہ اب قبر یا دنیا میں ٹھہرنے کی مدت کو قسم کھا کر ایک گھڑی بتا رہے ہیں۔ ان کی اس قسم سے اللہ تعالیٰ انہیں تمام اہلِ محشر کے سامنے رسوا کرے گا اور سب دیکھیں گے کہ ایسے مجمعِ عام میں قسم کھا کر ایسا صریح جھوٹ بول رہے ہیں۔ (1)

وَ قَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَ الْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى یَوْمِ الْبَعْثِۚ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَ لٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ(۵۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بولے وہ جن کو علم اور ایمان ملا بے شک تم رہے اللہ کے لکھے ہوئے میں اُٹھنے کے دن تک تو یہ ہے وہ دن اُٹھنے کا لیکن تم نہ جانتے تھے۔

1 .....خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۵۵، ۳/۴۶۷، مدارك، الروم، تحت الآیۃ: ۵۵، ص۹۱۳، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جنہیں علم اور ایمان دیا گیا وہ کہیں گے: بیشک اللہ کے لکھے ہوئے میں تم مرنے کے بعد اٹھنے کے دن تک رہے ہو تو یہ مرنے کے بعد اٹھنے کا دن ہے لیکن تم نہ جانتے تھے۔

﴿وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِیْمَانَ: اور جنہیں علم اور ایمان دیا گیا وہ کہیں گے۔﴾ یعنی انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، فرشتے اور مومنین اُن کا رد کریں گے اور فرمائیں گے کہ تم جھوٹ کہتے ہو۔ بے شک جو اللہ تعالیٰ نے اپنے سابق علم میں لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا ہے کہ تم مرنے کے بعد اٹھنے کے دن تک وہاں ٹھہرے ہو اور اب جہاں تم موجود ہو وہ مرنے کے بعد اٹھنے کا دن یعنی قیامت کا دن ہے جس کا تم دنیا میں انکار کرتے تھے، اور تم نہ جانتے تھے کہ یہ حق ہے اور ضرور واقع ہوگا۔ اب تم نے جان لیا کہ وہ دن آ گیا اور اس کا آنا حق تھا لیکن اب اس وقت کا جاننا تمہیں کوئی نفع نہ دے گا۔ (1)

فَیَوْمَىٕذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَ لَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو اُس دن ظالموں کو نفع نہ دے گی اُن کی معذرت اور نہ ان سے کوئی راضی کرنا مانگے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو اس دن ظالموں کو ان کا معافی مانگنا نفع نہ دے گا اور نہ ان سے رجوع کرنے کا مطالبہ کیا جائے گا۔

﴿فَیَوْمَىٕذٍ: تو اس دن۔﴾ یعنی قیامت کے دن ظالموں کو ان کا معافی مانگنا کوئی نفع نہ دے گا اور نہ اُن سے یہ کہا جائے گا کہ توبہ کر کے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو راضی کر لو جیسا کہ دنیا میں ان سے توبہ طلب کی جاتی تھی کیونکہ اس وقت توبہ اور طاعت مقبول نہیں۔ (2)

گناہگار مسلمانوں کے لئے نصیحت

اس آیت میں ان گناہگار مسلمانوں کے لئے بھی نصیحت ہے کہ جو اپنی زندگی کے قیمتی لمحات گناہوں میں صَرف کر رہے ہیں اور اُن سے توبہ کی طرف اِن کا دل مائل نہیں ہو رہا، انہیں اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ اگر توبہ کئے بغیر مر گئے تو آخرت میں گناہوں پر پکڑ بھی ہو سکتی ہے اور توبہ کا وقت دنیا کی زندگی ہے، آخرت میں توبہ کرنا کچھ کام نہ دے گا، لہٰذا

1 .....خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۵۶، ۳/۴۶۷، مدارك، الروم، تحت الآیۃ: ۵۶، ص۹۱۳، ملتقطاً.
2 .....روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۵۷، ۷/۵۹.

www.dawateislami.net

انہیں چاہئے کہ اپنی زندگی کو غنیمت جان کر موت سے پہلے اپنے اعمال کا مُحاسبہ کرلیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گناہوں سے سچی توبہ کرکے نیک اعمال میں مصروف ہوجائیں۔ کثیر اَحادیث میں اس کی بہت ترغیب دی گئی ہے، یہاں ان میں سے 3 اَحادیث ملاحظہ ہوں، چنانچہ

(1).....حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرلو اور مشغولیّت سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرلو۔ (1)

(2).....حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ”پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔ (1) بڑھاپے سے پہلے جوانی کو۔ (2) بیماری سے پہلے تندرستی کو۔ (3) فقیری سے پہلے مالداری کو۔ (4) مشغولیّت سے پہلے فُرصت کو۔ (5) اور اپنی موت سے پہلے زندگی کو۔ (2)

(3).....حضرت شداد بن اوس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”عقلمند وہ شخص ہے جو اپنا مُحاسبہ کرے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے، جبکہ عاجز وہ ہے جو اپنے آپ کو خواہشات کے پیچھے لگادے اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھے۔“

امام ترمذی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اس حدیث میں مذکور الفاظ ”مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ“ کا مطلب قیامت کے حساب سے پہلے (دنیا ہی میں) نَفس کا محاسبہ کرنا ہے۔“

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور بڑی پیشی کے لئے تیار ہوجاؤ۔ قیامت کے دن اس آدمی کا حساب آسان ہوگا جس نے دنیا ہی میں اپنا حساب کرلیا۔

حضرت میمون بن مہران رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ بندہ اس وقت تک پرہیزگار شمار نہیں ہوتا جب تک اپنے نفس کا ایسے محاسبہ نہ کرے جیسے اپنے شریک کا کرتا ہے کہ اس نے کہاں سے کھایا اور کہاں سے پہنا۔ (3)

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے، گناہوں سے بچنے، توبہ کرنے اور نیک اعمال میں مصروف

---

1 .....ابن ماجه، كتاب اقامة الصلاة و السنّة فيها، باب في فرض الجمعة، ۲/۵، الحديث: ۱۰۸۱.

2 .....مستدرك، كتاب الرقاق، نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس... الخ، ۵/۴۳۵، الحديث: ۷۹۱۶.

3 .....ترمذی، كتاب صفة القيامة... الخ، ۲۵-باب، ۴/۲۰۷، الحديث: ۲۴۶۷.

www.dawateislami.net

ہونے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍؕ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰیَةٍ لَّیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ۵۸

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بیان فرمائی اور اگر تم ان کے پاس کوئی نشانی لاؤ تو ضرور کافر کہیں گے تم تو نہیں مگر باطل پر۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بیان فرمائی اور اگر تم ان کے پاس کوئی نشانی لاؤ تو ضرور کافر کہیں گے تم تو نہیں مگر باطل پر۔

﴿وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ: اور بیشک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بیان فرمائی۔ ﴾یعنی ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثال بیان فرما دی جس کی انہیں دین اور دنیا میں حاجت ہے اور اس میں غور و فکر اور تدبُّر کرنے والا ہدایت اور نصیحت حاصل کر سکتا ہے اور مثالیں اس لئے بیان فرمائی گئیں کہ کافروں کو تنبیہ ہو اور انہیں عذاب سے ڈرانا اپنے کمال کو پہنچے، لیکن انہوں نے اپنی سیاہ باطنی اور سخت دلی کے باعث کچھ بھی فائدہ نہ اٹھایا بلکہ جب کوئی آیتِ قرآن آئی اس کو جھٹلا دیا اور اس کا انکار کر دیا۔ (1)

گناہ کے تین درجے

صُوفیاء فرماتے ہیں کہ گناہ کے تین درجے ہیں۔ ادنیٰ درجہ یہ کہ مجرم اپنے آپ کو گنہگار جانتا ہوا گناہ کرے اور سمجھانے پر کم از کم شرمندہ ہو جائے اس کی معافی اِنْ شَآءَ اللّٰہ ہو جائے گی۔ اس سے اوپر درجہ یہ ہے کہ انسان اپنے گناہ سے لاپرواہ ہو جائے۔ گناہ کرے، نادم نہ ہو، کبھی یہ سوچے بھی نہیں کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اس بیماری سے شفاء بمشکل ہوتی ہے۔ اس کے اوپر یہ کہ اپنے گناہوں کو اچھا سمجھے، دوسروں کی نیکیوں کو برا جانے، گناہوں پر فخر کرے اور نیکیوں پر طعنہ

1 .....روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۵۸، ۷/ ۶۰، مدارك، الروم، تحت الآیۃ: ۵۸، ص۹۱۳-۹۱۴، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

کرے، یہ دل کی مُہر کا باعث ہے۔ یہاں آیت میں کفار کا یہی تیسرا درجہ بیان ہوا ہے۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع ۶

ترجمۂ کنزالایمان: یوں ہی مُہر کر دیتا ہے اللہ جاہلوں کے دلوں پر۔ تو صبر کرو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور تمہیں سبک نہ کر دیں وہ جو یقین نہیں رکھتے۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اسی طرح اللہ جاہلوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔ تو صبر کرو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یقین نہ کرنے والے تمہیں طیش پر نہ ابھاریں۔

﴿كَذٰلِكَ: اسی طرح۔﴾ یعنی جس طرح ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دی اسی طرح ان جاہلوں کے دلوں پر بھی اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتا ہے جن کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ گمراہی اختیار کریں گے اور حق والوں کو باطل پر بتائیں گے۔ (1)

﴿فَاصْبِرْ: تو صبر کرو۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ اِن کفار کی ایذا اور عداوت پر صبر کریں، بے شک آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مدد فرمانے کا اور دینِ اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرنے کا اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا وہ سچا ہے اور یہ وعدہ ضرور پورا ہوگا اور یہ لوگ جنہیں آخرت کا یقین نہیں ہے اور قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے اور حساب کے منکر ہیں، ان کی شِدّتیں اور ان کے انکار اور اُن کی نالائق حرکات آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے لئے طیش اور رنج کا باعث نہ ہوں اور ایسا نہ ہو کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُن کے حق میں عذاب کی دعا کرنے میں جلدی فرما دیں۔ (2)

1 .....جلالین، الروم، تحت الآیۃ: ۵۹، ص۳۴۵، مدارك، الروم، تحت الآیۃ: ۵۹، ص۹۱۴، ملتقطاً.

2 .....مدارك، الروم، تحت الآیۃ: ۶۰، ص۹۱۴، خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۶۰، ۳/۴۶۸، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

سُوْرَۃُ لُقْمٰن

سورۂ لقمان کا تعارف

مقامِ نزول

سورۂ لقمان "وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ" سے شروع ہونے والی آیت نمبر 27 اور 28 کے علاوہ مکیہ ہے۔ (1)

رکوع اور آیات کی تعداد

اس سورت میں 4 رکوع اور 34 آیتیں ہیں۔

''لقمان'' نام رکھنے کی وجہ

اس سورۂ مبارکہ کے دوسرے رکوع سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے برگزیدہ بندے حضرت لقمان حکیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اسی وجہ سے یہ سورت ''سورۂ لقمان'' کے نام سے مَوسُوم ہوئی۔

سورۂ لقمان کے مَضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کی وحدانیت پر ایمان لانے، حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوّت کی تصدیق کرنے، موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور قیامت کے دن کا اقرار کرنے کے بارے میں دلائل کے ساتھ کلام کیا گیا ہے۔ اور اس سورت میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں:

(1)..... اس سورت کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے دستور اور حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دائمی معجزے قرآنِ پاک کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کا گروہ قرآنِ پاک کی تصدیق کرتا ہے اس لئے وہ جنت میں داخل ہو کر کامیاب ہو جائیں گے اور کافروں کا گروہ قرآنِ پاک کی آیات کا مذاق اڑاتا اور ان کا انکار کرتا ہے اور اس نے اپنی جہالت اور بیوقوفی کی وجہ سے گمراہی کا راستہ اختیار کیا تو وہ جہنم کے دائمی دردناک عذاب میں مبتلا ہو کر نقصان اٹھائیں گے۔

1 ..... جلالین، سورۃ لقمان، ص ۳۴۵.

www.dawateislami.net

(2).....کائنات کی تخلیق بیان کر کے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا بیان فرمایا ہے۔

(3).....اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت لقمان عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کا واقعہ بیان کیا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو کیا نصیحتیں کیں، اور اس سے مقصود لوگوں کو ہدایت دینا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا چھوڑ دیں، ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کریں، ہر طرح کے صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے بچیں، نماز قائم کریں، نیکی کی دعوت دیں اور برائی سے منع کریں، تکبُّر سے بچیں اور عاجزی و اِنکساری اختیار کریں، زمین پر نرمی سے چلیں اور اپنی آوازیں ہلکی رکھیں۔

(4).....اللہ تعالیٰ کی توحید کے دلائل کا مُشاہدہ کرنے کے باوجود اپنے آباؤ اَجداد کی پیروی میں شرک پر قائم رہنے والے مشرکین کی سرزَنش کی گئی اور اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کا انکار کرنے پر ان کی مذمت بیان کی گئی اور مشرکین کو یہ بتایا گیا کہ نجات کا واحد راستہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اسلام قبول کرنا اور نیک اعمال کرنا ہے۔

(5).....کفار کے قول اور عمل میں تضاد کو بیان کیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن عبادت کا مستحق ہونے میں بتوں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں حالانکہ بے شمار دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی عبادت کئے جانے کا حقدار ہرگز نہیں ہے۔

(6).....اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دن اور رات کے آنے جانے سے، چاند اور سورج کو مُسَخَّر کئے جانے سے اور سمندروں میں کشتیوں کی رَوانی سے اِستدلال کیا گیا۔

(7).....اس سورت کے آخر میں تقویٰ و پرہیزگاری کا حکم دیا گیا، قیامت کے دن کے عذاب سے ڈرایا گیا جو کہ بہر صورت آئے گا اور یہ بتایا گیا کہ مخصوص پانچ غیبی چیزوں کا ذاتی علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے خبردار ہے۔

سورۂ روم کے ساتھ مناسبت

سورۂ لقمان کی اپنے سے ماقبل سورت ”روم“ کے ساتھ **ایک مناسبت** یہ ہے کہ سورۂ روم کے آخر میں اور سورۂ لقمان کی ابتداء میں قرآن پاک کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ **دوسری مناسبت** یہ ہے کہ دونوں سورتوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ مسلمان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ **تیسری مناسبت** یہ ہے کہ

www.dawateislami.net

دونوں سورتوں میں متعدد مَضامین مُشترک ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ کفار و مشرکین پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مُضْطَرِب ہو کر دعائیں کرتے ہیں اور جب ان سے وہ مصیبت ٹل جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر و شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔ ہدایت اور رحمت ہیں نیکوں کے لیے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: الٓمّٓ۔ یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔ نیکوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہیں۔

﴿الٓمّٓ﴾ یہ حروفِ مُقَطَّعات میں سے ایک حرف ہے، اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

﴿تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ: یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اس سورت کی آیتیں اس کتاب کی آیتیں ہیں جو حکمت والی ہے اور نیک اعمال کرنے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہیں۔[1]

قرآنِ کریم کی شان

معلوم ہوا کہ قرآنِ مجید ایسی عظیم الشّان کتاب ہے کہ اس میں فلاح و کامیابی حاصل کرنے کے تمام تر سامان موجود ہیں اور نیک لوگ اس کا دامن مضبوطی سے تھام کر گمراہی اور عذاب سے بچ سکتے ہیں، نیز یہ کتاب حکمت کے

1 .....جلالین، لقمان، تحت الآیۃ: ۲-۳، ص۳۴۵، روح البیان، لقمان، تحت الآیۃ: ۲-۳، ۷/۶۲-۶۳، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

انمول خزانوں سے مالا مال ہے۔ لہٰذا مومن کو اسی حکمت و دانش میں مشغول ہونا چاہیے اور اسے چھوڑ کر فضول قسم کے قصے کہانیوں میں لگے رہنا مومن کی شان نہیں۔

الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝۴ اُولٰٓىٕكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور آخرت پر یقین لائیں۔ وہی اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور انہیں کا کام بنا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: وہ جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ وہی اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

﴿اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ: وہ جو نماز قائم رکھتے ہیں۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ نیک لوگ وہ ہیں جو نماز کو اس کی تمام شرائط اور حقوق کے ساتھ ہمیشہ ادا کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں فرض ہونے والی زکوٰۃ اس کے حقداروں کو دیتے ہیں اور وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے، اعمال کا حساب ہونے اور اعمال کی جزا و سزا میں شک یا انکار نہیں کرتے بلکہ اس پر یقین رکھتے ہیں۔ جن کے یہ اوصاف ہیں وہی لوگ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے عطا کی گئی ہدایت پر ہیں اور وہی لوگ قیامت کے دن اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے ثواب حاصل کر کے حقیقی طور پر کامیاب ہونے والے ہیں۔ (1)

سورۂ لقمان کی آیت نمبر 4 اور 5 سے معلوم ہونے والی باتیں

ان آیات سے دو باتیں معلوم ہوئیں،

(1)..... ہر عقل مند انسان کو چاہئے کہ وہ نیک لوگوں کے اوصاف اپنا کر حقیقی کامیابی حاصل کرنے والے حضرات میں

1 .....روح البیان، لقمان، تحت الآیۃ: ۴-۵، ۷/۶۳-۶۴، تفسیر طبری، لقمان، تحت الآیۃ: ۴-۵، ۱۰/۲۰۱، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

شامل ہونے کی بھرپور کوشش کرے

(2).....جب تک اللہ تعالیٰ کسی کو ہدایت نہ دے تب تک وہ ہدایت نہیں پا سکتا، لہٰذا ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہدایت طلب کرتا رہے اور نیک اعمال کی توفیق مانگتا رہے۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۖ وَّ یَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۝۶

ترجمۂ کنزالایمان: اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اُسے ہنسی بنالیں اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں تاکہ بغیر سمجھے اللہ کی راہ سے بہکا دیں اور انہیں ہنسی مذاق بنالیں۔ ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ: اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں۔﴾ **شانِ نزول:** یہ آیت نضر بن حارث بن کلدہ کے بارے میں نازل ہوئی جو کہ تجارت کے سلسلے میں دوسرے ملکوں کا سفر کیا کرتا تھا۔ اس نے عجمی لوگوں کی قصے کہانیوں پر مشتمل کتابیں خریدی ہوئی تھیں اور وہ کہانیاں قریش کو سنا کر کہا کرتا تھا کہ محمد (مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) تمہیں عاد اور ثمود کے واقعات سناتے ہیں اور میں تمہیں رستم، اسفندیار اور ایران کے شہنشاؤں کی کہانیاں سناتا ہوں۔ کچھ لوگ اُن کہانیوں میں مشغول ہو گئے اور قرآنِ پاک سننے سے رہ گئے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا: ”کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں تاکہ جہالت کی بنا پر لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے اور قرآنِ کریم سننے سے روکیں اور اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اڑائیں، ایسے لوگوں کے لیے ذِلّت کا عذاب ہے۔“ [1]

”لَهْوَ الْحَدِیْثِ“ کی وضاحت

لَہْو یعنی کھیل ہر اس باطل کو کہتے ہیں جو آدمی کو نیکی سے اور کام کی باتوں سے غفلت میں ڈالے۔ اس میں

1 .....خازن، لقمان، تحت الآیۃ: ۶، ۳/۴۶۸، مدارك، لقمان، تحت الآیۃ: ۶، ص۹۱۵-۹۱۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

بے مقصد و بے اصل اور جھوٹے قصے، کہانیاں اور افسانے، جادو، ناجائز لطیفے اور گانا بجانا وغیرہ سب داخل ہے۔ اِس قسم کے آلاتِ لَہْو و لَعِب کو بیچنا بھی منع ہے اور خریدنا بھی ناجائز، کیونکہ یہ آیت ان خریداروں کی برائی بیان کرنے کے بارے میں ہی اتری ہے۔ اسی طرح ناجائز ناول، گندے رسالے، سینما کے ٹکٹ، تماشے وغیرہ کے اسباب سب کی خرید و فروخت منع ہے کہ یہ تمام ”لَهْوَ الْحَدِیْثِ“ یا ان کے ذرائع ہیں۔

آیت ”وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ“ سے معلوم ہونے والے مسائل

اس آیت سے تین مسئلے معلوم ہوئے:

(1).....قرآن مجید سننے سے اِعراض کرنا اور دینِ اسلام سے روکنے کی خاطر بے فائدہ واقعات، جھوٹی اور بے اصل کہانیاں اور لطیفے وغیرہ سنا کر قرآنِ مجید سننے سے ہٹا دینا عظیم ترین جرم ہے اور اس جرم کا مُرتکِب دردناک عذاب کا حق دار ہے۔

(2).....لوگوں کو گمراہ کرنے والے کا عذاب گمراہ ہونے والوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے کیونکہ تمام گمراہوں کا وَبال بھی اسی پر پڑے گا۔

(3).....اس آیت سے علماءِ کرام نے گانے بجانے کی حرمت پر اِستدلال کیا ہے۔

گانے بجانے کی مذمت

اس آیت میں ”لَهْوَ الْحَدِیْثِ“ سے متعلق ممتاز مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد گانا بجانا ہے، اس مناسبت سے یہاں گانے بجانے کی مذمت پر 2 اَحادیث اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا طرزِ عمل ملاحظہ ہو،

(1).....حضرت عمران بن حصین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”اس اُمّت میں زمین میں دھنسنا، مَسخ ہونا اور آسمان سے پتھر برسنا ہوگا مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کی: یارسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، یہ کب ہوگا؟ ارشاد فرمایا ”جب گانے والیوں اور موسیقی کے آلات کا ظہور ہوگا اور شرابوں کو (سرِ عام) پیا جائے گا۔“[1]

(2).....حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جو

[1].....ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی علامة حلول المسخ و الخسف، ۴/ ۹۰، الحدیث: ۲۲۱۹.

www.dawateislami.net

شخص گانا سننے کے لئے کسی باندی کے پاس بیٹھا، اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ اُنڈیلا جائے گا۔ (1)

حضرت عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے بچوں کے استاد کی طرف خط لکھا اور فرمایا: یہ خط اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے عمر امیر المومنین کی جانب سے سہل کی طرف ہے۔ اَمَّابَعْد! میں نے اپنی اولاد کی تربیت کے لیے اپنی معلومات کی بنا پر تمہیں مُنتخب کیا ہے، میں نے اپنے بچوں کو تمہارے سپرد کر دیا ہے کسی اور غلام یا کسی خاص مُعتمد کے سپرد نہیں کیا۔ لہٰذا تم ان کے ساتھ (مناسب و بقدرِ ضرورت) سختی کے ساتھ پیش آؤ کیونکہ یہ ان کے آگے بڑھنے کو زیادہ ممکن بنائے گی، عام لوگوں کی صحبت اختیار نہ کرنے دو کیونکہ یہ غفلت پیدا کرتی ہے، زیادہ ہنسنے سے روکو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہے۔ تمہاری تعلیم سے سب سے پہلے جس چیز کا میرے بچے اِعتقاد رکھیں وہ لَہْو و لَعِب سے نفرت ہونی چاہیے جس کا آغاز شیطان کی جانب سے ہوتا ہے اور اس کا انجام رحمٰن کی ناراضگی ہے۔ اصحابِ علم میں سے ثِقہ لوگوں سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ لَہْو و لَعِب کے آلات کا سننا اور ان کا شَیْفتہ ہونا یہ دل میں اسی طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی گھاس اگاتا ہے۔ میری زندگی کی قسم، ان مقامات پر حاضر ہونے کو ترک کر کے اپنے آپ کو بچانا دانشمندوں کے لیے زیادہ آسان ہے بنسبت اس کے کہ وہ اپنے دل میں نفاق کو قائم رکھیں۔ جب وہ ان گانوں سے جدا ہوتا ہے تو اسے یقین نہیں ہوتا کہ اس کے کانوں نے جو سنا ہے وہ اس سے فائدہ بھی حاصل کر سکتا ہے۔ ان بچوں میں سے ہر ایک کو قرآنِ حکیم کے ایک حصہ سے سبق شروع کراؤ۔ وہ اس کی قراءت میں خوب مضبوط ہو۔ (2)

گانے کی مختلف صورتیں اور ان کے احکام

فتاویٰ رضویہ کی 24 ویں جلد میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے گانا سننے اور سنانے سے متعلق انتہائی تحقیقی کلام فرمایا ہے، یہاں اس کا خلاصہ درج ذیل ہے

مَزامیر یعنی لَہْو و لَعِب کے آلات لہو و لعب کے طور پر سننا اور سنانا بلاشبہ حرام ہیں، ان کی حرمت اولیاء اور علماء دونوں کے کلماتِ عالیہ میں واضح ہے۔ ان کے سننے سنانے کے گناہ ہونے میں شک نہیں کہ اصرار کے بعد گناہِ کبیرہ ہے۔

مزامیر کے بغیر محض سننے کی چند صورتیں یہ ہیں:

1 .....ابن عساکر، حرف المیم، ۶۰۶۴-محمد بن ابراھیم ابو بکر الصوری، ۵۱/۲۶۳.

2 .....درمنثور، لقمان، تحت الآیۃ: ۶، ۶/۵۰۶.

www.dawateislami.net

(1).....گانے بجانے کا پیشہ کرنے والی عورتوں، یا بدکار عورتوں اور محلِ فتنہ اَمْرَدوں کا گانا۔

(2).....جو چیز گائی جائے وہ مَعْصِیَت پر مشتمل ہو، مثلاً فحش یا جھوٹ یا کسی مسلمان یا ذمی کافر کی مذمت یا شراب اور زنا وغیرہ فاسقانہ کاموں کی ترغیب یا کسی زندہ عورت خواہ اَمْرَد کے حسن کی یقینی طور پر تعریف یا کسی مُعَیَّن عورت کا اگرچہ مردہ ہو ایسا ذکر جس سے اس کے قریبی رشتہ داروں کو حیا اور عار آئے۔

(3).....لَہْو ولَعِب کے طور پر سنا جائے اگرچہ اس میں کسی مذموم چیز کا ذکر نہ ہو۔

یہ تینوں صورتیں ممنوع ہیں اور ایسا ہی گانا ''لہو الحدیث'' ہے اس کے حرام ہونے کی کوئی اور دلیل نہ بھی ہو تو صرف یہ حدیث ''کُلُّ لَعِبِ ابْنِ اٰدَمَ حَرَامٌ اِلَّا ثَلٰثَۃً ''یعنی ابنِ آدم کا ہر کھیل حرام ہے سوائے تین کھیلوں کے۔'' کافی ہے۔ ان تین صورتوں کے علاوہ وہ گانا جس میں نہ مَزامیر ہوں، نہ گانے والے محلِ فتنہ ہوں، نہ لہو ولعب مقصود ہو اور نہ کوئی ناجائز کلام ہو اس سے بھی ان لوگوں کو روکا جائے گا جو فاسق وفاجر اور دنیا کی شہوات میں مست ہوں البتہ نفسانی خواہشات وبرے خیالات سے پاک دلوں والے وہ لوگ جو اللہ والے ہیں ان کے حق میں یہ بغیر آلاتِ موسیقی والے سادہ اَشعار کا سننا جائز بلکہ مستحب کہئے تو دور نہیں کیونکہ گانا کوئی نئی چیز پیدا نہیں کرتا بلکہ دبی بات کو ابھارتا ہے، جب دل میں بری خواہش اور بیہودہ آلائشیں ہوں تو وہ انہیں کو ترقی دے گا اور جو پاک، مبارک، ستھرے دل، شہوات سے خالی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی محبت سے بھرے ہوئے ہیں ان کے اس شوقِ محمود اور عشقِ مسعود کو افزائش دے گا۔ ان بندگانِ خدا کے حق میں اسے ایک عظیم دینی کام ٹھہرانا کچھ بے جا نہیں۔ یہ اس چیز کا بیان تھا جسے عرف میں گانا کہتے ہیں اور اگر حمد ونعت، منقبت، وعظ ونصیحت اور آخرت کے ذکر پر مشتمل اَشعار بوڑھے یا جوان مرد خوش اِلحانی سے پڑھیں اور نیک نیت سے سنے جائیں کہ اسے عرف میں گانا نہیں بلکہ پڑھنا کہتے ہیں تو اس کے منع ہونے پر شریعت سے اصلاً دلیل نہیں ہے۔ حضور پُرنور، سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا حضرت حسان بن ثابت انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لیے خاص مسجدِ اقدس میں منبر رکھنا اور ان کا اس پر کھڑے ہو کر نعتِ اَقدس سنانا اور حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا سننا خود صحیح بخاری شریف کی حدیث سے واضح ہے اور عرب میں حُدی کی رسم کا صحابہ وتابعین کے زمانے بلکہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے عہد میں رائج رہنا مردوں کے خوش اِلحانی کے جواز پر روشن دلیل ہے، حضرت انجشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حُدی کرنے پر حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے

www.dawateislami.net

منع نہ فرمایا بلکہ عورتوں کا لحاظ کرتے ہوئے یَا اَنْجَشَةُ رُوَیْدَ لَا تَکْسِرِ الْقَوَارِیْرَ ارشاد ہوا کہ ان کی آواز دلکش و دل نواز تھی، عورتیں نرم و نازک شیشیاں ہیں جنہیں تھوڑی ٹھیس بہت ہوتی ہے۔ غرض مدارِ کار فتنہ کے تحقُّق اور توقُّع پر ہے، جہاں فتنہ ثابت وہاں حرمت کا حکم ہے اور جہاں فتنے کی توقُّع اور اندیشہ ہے وہاں سدِّ ذریعہ کے پیشِ نظر ممانعت کا حکم ہے، جہاں نہ فتنہ ثابت نہ فتنے کی توقع تو وہاں نہ حرمت کا حکم ہے نہ ممانعت بلکہ اچھی نیت ہو تو مستحب ہو سکتا ہے۔ بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی یہ چند سطروں میں تحقیقِ نفیس ہے کہ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الْعَزِیْز حق اس سے مُتجاوِز نہیں۔ (1)

نوٹ: یہاں خلاصے میں کچھ چیزیں ترک بھی کر دی ہیں۔

دینِ اسلام سے روکنے اور دور کرنے والوں کے لئے سامانِ عبرت

ہمارے معاشرے میں غیر مسلموں اور نام نہاد مسلمانوں کی ایک تعداد ایسی ہے جو لوگوں کو دینِ اسلام سے دور رکھنے، مسلمانوں کو دینِ اسلام سے دور کرنے اور اس کا مخالف بنانے کے لئے مُنَظَّم انداز میں کوششیں کرتے ہیں اور اس مقصد کے حصول کے لئے ان کے پاس ایک بڑا ذریعہ عورت ہے۔ ایسے لوگ اسلامی تعلیمات کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں، جبکہ یہ خود وہ ہیں جو عورت کی جسم فروشی پر اطمینان محسوس کرتے ہیں اور ماڈل کا نام دے کر اس کی اداؤں کی قیمت لگانے کو روشن خیالی قرار دیتے ہیں یعنی عورت کی حفاظت کی جائے اور اسے گھر بیٹھے ہر چیز عزت کے ساتھ مُہَیّا کرنے کا کہا جائے جیسے اسلام کا حکم ہے تو روشن خیال کہلانے والوں کی طبیعت خراب ہوتی ہے اور بکری، گائے کی طرح اس کے جسم یا اس کے علاوہ اس کے ناچ یا اداؤں کو فروخت کیلئے پیش کیا جائے تو اِن لوگوں کی نظر میں یہ عورت کو اس کا صحیح مقام دینا قرار پاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دینِ اسلام جیسا امن و سلامتی کا داعی مذہب دنیا میں نہیں ہے، عورتوں اور بچوں کو جتنے حقوق اس دین میں دیئے گئے اور ان کے حقوق کی حفاظت کے جو اِقدامات اس دین میں کئے گئے کسی اور دین میں اس کی مثال نہیں ملتی، اس میں مقرر کی گئی جرموں کی سزائیں انسانوں کی بقا، سلامتی اور معاشرے میں امن و امان کی عَلَمبردار ہیں۔ ایسے تمام لوگوں کے لئے اس آیت میں بڑی عبرت ہے کہ اگر یہ اپنی ان ذلیل حرکات سے باز نہ آئے تو اللہ تعالٰی کے اس فرمان: ”اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ“ کے مطابق ذلت کے عذاب کے حق دار ہیں۔

1 .....فتاویٰ رضویہ، لہو ولعب، ۲۴/۷۸-۸۵، ملخصاً۔

www.dawateislami.net

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِیْۤ اُذُنَیْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝۷

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں تو تکبر کرتا ہوا پھرے جیسے انہیں سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں ٹینٹ ہے تو اُسے دردناک عذاب کا مژدہ دو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو تکبر کرتا ہوا پھر جاتا ہے جیسے اس نے ان (آیات) کو سنا ہی نہیں، گویا اس کے کانوں میں بوجھ ہے تو اسے دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو۔

﴿وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا: اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔﴾ ارشاد فرمایا کہ جب کھیل کی باتیں خریدنے والے کے سامنے قرآنِ مجید کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو اس وقت وہ تکبُّر کرتے ہوئے ایسی حالت بنالیتا ہے جیسے اس نے ان آیات کو سنا ہی نہیں، گویا اس کے کانوں میں کوئی بوجھ ہے جس کی وجہ سے وہ سن نہیں سکتا، تو اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اسے دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیں۔ (1)

قرآنِ مجید کی تلاوت سننے سے متعلق دو اَحکام

یہاں قرآنِ کریم کی تلاوت سننے سے متعلق دو اَحکام ملاحظہ ہوں:

(1)..... قرآنِ کریم ذوق اور شوق سے سننا چاہیے۔ اس کی تلاوت کے وقت دُنْیَوی کاروبار میں مشغول رہنا اور تلاوت کی پرواہ نہ کرنا کفار کا طریقہ ہے۔

(2)..... قرآنِ عظیم کی تلاوت ہو رہی ہو تو سننا فرض ہے، لہٰذا جہاں لوگ قرآن شریف سننے سے مجبور ہوں، کاروبار میں مشغول ہوں وہاں بلند آواز سے تلاوت نہیں کرنی چاہیے۔ یاد رہے کہ تلاوتِ قرآن کے اَحکام اور تعلیمِ قرآن کے اَحکام میں فرق ہے، ان کی معلومات حاصل کرنے کے لئے فقہ کی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

1 .....روح البیان، لقمان، تحت الآیۃ: ۷، ۷/۶۶۔

www.dawateislami.net

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِیْمِ ۙ(۸) خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (۹)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُن کے لیے چین کے باغ ہیں۔ ہمیشہ اُن میں رہیں گے اللہ کا وعدہ ہے سچا اور وہی عزت وحکمت والا ہے۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: بیشک جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے ان کے لیے نعمتوں کے باغات ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے، (یہ) اللہ کا سچا وعدہ ہے اور وہی عزت والا، حکمت والا ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ: بیشک جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے۔﴾ کافروں کی سزا ذکر کرنے کے بعد یہاں سے نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں کی جزا بیان کی جارہی ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں ارشاد فرمایا ”بے شک وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کے تقاضوں کے مطابق عمل کرتے ہیں ان کے لئے نعمتوں اور چین کے ایسے باغات ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ ان سے اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے اور اس کی شان یہ ہے کہ کوئی اسے وعدہ پورا کرنے سے روک نہیں سکتا اور اس کا ہر فعل حکمت اور مَصلحت کے تمام تر تقاضوں کے عین مطابق ہے۔[1]

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَ اَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَ بَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ (۱۰)

1 ……روح البیان، لقمان، تحت الآیۃ: ۸-۹، ۷/۶۶-۶۷۔

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اُس نے آسمان بنائے بے ایسے ستونوں کے جو تمہیں نظر آئیں اور زمین میں ڈالے لنگر کہ تمہیں لے کر نہ کانپے اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہم نے آسمان سے پانی اُتارا تو زمین میں ہر نفیس جوڑا اُگایا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اس نے آسمانوں کو ان ستونوں کے بغیر بنایا جو تمہیں نظر آئیں اور زمین میں لنگر ڈال دیئے تاکہ زمین تمہیں لے کر ہلتی نہ رہے اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا تو زمین میں ہر نفیس قسم کا جوڑا اگایا۔

﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا: اس نے آسمانوں کو ان ستونوں کے بغیر بنایا جو تمہیں نظر آئیں۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت اور قدرت پر دلالت کرنے والی 4 چیزیں بیان فرمائی ہیں،

(1).....اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر بنایا۔ انہیں ستونوں کے بغیر بنانے کا ایک معنی یہ ہے کہ کوئی ستون ہے ہی نہیں اور تمہاری نظر خود اس چیز کا مشاہدہ کر رہی ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ آسمانوں کے ستون تو ہیں لیکن وہ ایسے نہیں جنہیں تم دیکھ سکو اس لئے وہ گویا ایسا ہے جیسے ستونوں کے بغیر ہی بنا ہوا ہے۔

(2).....زمین میں پہاڑوں کے لنگر ڈال دیئے ہیں تاکہ زمین ہلتی نہ رہے۔ اسی لئے اگر پہاڑ نہ ہوں تو زمین تباہ ہو جائے، جدید سائنس سے بھی یہی چیز ثابت ہے۔

(3).....زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے۔ یاد رہے کہ بعض جانور پانی میں ہیں، بعض زمین پر اور بعض ہوا میں ہیں، مگر یہ سب زمین پر ہی ہیں کیونکہ پانی زمین پر ہے اور ہوا بھی زمین سے تعلق رکھتی ہے اور پھیلانے سے مراد یہ ہے کہ کچھ جانور کسی جگہ اور دوسرے بعض کسی اور جگہ پیدا فرمائے۔

(4).....اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آسمان کی طرف سے بارش کا پانی نازل فرمایا اور اس سے زمین میں عمدہ اَقسام کی نباتات کے جوڑے پیدا کئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گھاس اور درخت وغیرہ سب میں نر اور مادہ ہیں۔ نر درخت سے لگ کر جب ہوا مادہ درخت کو چھوتی ہے تو مادہ درخت حاملہ ہو کر پھل دیتا ہے۔ جدید سائنس سے بھی یہ حقیقت ثابت ہو چکی ہے اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی ان عجیب و غریب صنعتوں میں غور و فکر کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت آشکار ہو جائے گی۔

www.dawateislami.net

ع ۱۱ ۱۰

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: یہ تو اللہ کا بنایا ہوا ہے مجھے وہ دکھاؤ جو اس کے سوا اوروں نے بنایا بلکہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: یہ تو اللہ کا بنایا ہوا ہے تو (اے مشرکو!) تم مجھے کوئی ایسی چیز دکھاؤ جو اللہ کے سوا اوروں نے بنائی ہو بلکہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔

﴿هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ: یہ تو اللہ کا بنایا ہوا ہے۔﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے تو اپنی کامل قدرت اور انتہاء کو پہنچی ہوئی حکمت سے یہ تمام چیزیں پیدا فرمائی ہیں جنہیں تم بھی دیکھتے ہو، اب تم بتاؤ کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی بجائے جن بتوں کی عبادت کرتے اور انہیں پوجتے ہو، انہوں نے ایسا کونسا کمال دکھایا ہے جس کی وجہ سے تم نے انہیں عبادت کا مستحق سمجھ لیا اور ان کی پوجا کرنے میں مصروف ہو گئے، ان کافروں کا حق سے دور ہونا اور گمراہی میں مبتلا ہونا واضح ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِؕ وَمَنْ یَّشْكُرْ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۱۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر کر اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو بیشک اللہ بے پرواہے سب خوبیوں سراہا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر ادا کر اور جو شکر ادا کرے تو وہ اپنی ذات کیلئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو بیشک اللہ بے پرواہ ہے، حمد کے لائق ہے۔

www.dawateislami.net

حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا تعارف

مشہور مؤرخ محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا نسب یہ ہے ’’لقمان بن ناعور یا باعور بن ناحور بن تارخ۔ حضرت وہب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا قول ہے کہ حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت ایوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بھانجے تھے جبکہ مفسر مقاتل نے کہا کہ حضرت ایوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خالہ کے فرزند تھے۔ آپ نے حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا زمانہ پایا اور اُن سے علم حاصل کیا۔ حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اعلانِ نبوت سے پہلے فتویٰ دیا کرتے تھے اور جب آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نبوت کے منصب پر فائز ہوئے تو حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فتویٰ دینا بند کر دیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نبی ہونے میں اختلاف ہے، اکثر علماء اسی طرف ہیں کہ آپ حکیم تھے نبی نہ تھے۔ (1)

حضرت عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نبی نہیں تھے بلکہ وہ غور و فکر کرنے والے اور دولتِ یقین سے مالا مال بندے تھے۔ انہیں اللّٰہ تعالیٰ سے محبت تھی اور اللّٰہ تعالیٰ بھی ان سے محبت فرماتا تھا اور اللّٰہ تعالیٰ نے انہیں حکمت کی نعمت عطا فرمائی تھی۔ ایک مرتبہ دوپہر میں سوتے ہوئے انہیں ندا کی گئی: ’’اے لقمان! اگر تم پسند کرو تو تمہیں خلیفہ بنا دیا جائے تاکہ تم عدل و انصاف کو قائم کرو۔‘‘ انہوں نے ندا کا جواب دیتے ہوئے عرض کی: اگر تو مجھے اختیار کا حق ہے تو میں عافیت کو قبول کروں گا اور اس آزمائش سے بچوں گا اور اگر منصبِ خلافت سنبھالنے کے متعلق قطعی حکم ہے تو میں دل و جان سے حاضر ہوں کیونکہ مجھے اللّٰہ تعالیٰ کے کرم پر یہ بھروسہ ہے کہ وہ مجھے غلطی سے بچائے گا۔ (2)

حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دو فضائل

یہاں حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے فضائل پر مشتمل دو اَحادیث ملاحظہ ہوں،

(1)..... حضرت عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

1 .....بغوی، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۲، ۳/۴۲۳، مدارک، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۲، ص۹۱۷، ملتقطاً.

2 .....تفسیر ثعلبی، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۲، ۷/۳۱۲، ابن عساکر، حرف الدال، ذکر من اسمہ داود، داود بن ایشا... الخ، ۱۷/۸۵-۸۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

نے ارشاد فرمایا ’’سوڈانیوں کے سردار چار ہیں: (1) حضرت لقمان حبشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، (2) حضرت نجاشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، (3) حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، (4) حضرت مہجع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ (1)

(2).....حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’سوڈانیوں کی صحبت اختیار کرو کیونکہ ان میں سے تین حضرات اہلِ جنت کے سرداروں میں سے ہیں، (1) حضرت لقمان حکیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، (2) حضرت نجاشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، (3) مؤذن حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ (2)

حکمت کی تعریف

حکمت کی مختلف تعریفات کی گئی ہیں، ان میں سے چار درج ذیل ہیں۔

(1).....حکمت عقل اور فہم کو کہتے ہیں۔

(2).....حکمت وہ علم ہے جس کے مطابق عمل کیا جائے۔

(3).....حکمت معرفت اور کاموں میں پختگی کو کہتے ہیں

(4).....حکمت ایسی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جس کے دل میں رکھتا ہے یہ اس کے دل کو روشن کر دیتی ہے۔ (3)

حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حکمت آمیز کلمات

حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حکمت سے بھرپور گفتگو فرمایا کرتے تھے، یہاں ان کے حکمت بھرے 3 کلام ملاحظہ ہوں،

(1).....لوگوں پر وہ چیز دراز ہوگئی جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے حالانکہ وہ آخرت کی طرف دوڑے جا رہے ہیں۔ بیشک دنیا پیٹھ پھیر رہی ہے تاکہ وہ چلی جائے اور آخرت سامنے آ رہی ہے اور وہ گھر جس کی طرف تم جا رہے ہو، اُس سے زیادہ قریب ہے جس سے تم نکل رہے ہو۔ (4)

1 .....ابن عساکر، حرف الباء، ذکر من اسمه بلال، بلال بن رباح... الخ، ۱۰/۴۶۲.
2 .....معجم الکبیر، عطاء عن ابن عباس، ۱۱/۱۵۸، الحدیث: ۱۱۴۸۲.
3 .....خازن، لقمان، تحت الآیة: ۱۲، ۳/۴۷۰.
4 .....الزهد الکبیر للبیهقی، الجزء الثانی من کتاب الزهد، فصل آخر فی قصر الامل و المبادرة بالعمل... الخ، ص۲۰۱، روایت نمبر: ۵۰۱.

www.dawateislami.net

(2).....علماء کے ساتھ لازمی طور پر بیٹھا کرو اور حکمت والوں کا کلام سنا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ حکمت کے نور سے مردہ دل کو اسی طرح زندہ کرتا ہے جس طرح مردہ زمین کو بارش کے قطروں سے۔ (1)

(3).....تم اس مرغے سے زیادہ عاجز نہ ہو جاؤ جو صبح سویرے آواز لگاتا ہے جبکہ تم اپنے بستر پر سو رہے ہوتے ہو۔ (2)

رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حکمت بھرے ارشادات

یوں تو سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ہر ارشاد حکمت کے انمول موتیوں سے بھرا ہوا ہے، البتہ موضوع کی مناسبت سے یہاں سیِّدُ المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے 4 حکمت بھرے ارشادات ملاحظہ ہوں:

(1).....حکمت کی اصل اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہے۔ (3)

(2).....جو تھوڑا ہو اور کافی ہو وہ اس سے اچھا ہے جو زیادہ ہو اور غافل کر دے۔ (4)

(3).....تقویٰ اختیار کرو تو لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار ہو جاؤ گے اور قناعت اختیار کرو تو سب سے زیادہ شکر گزار بن جاؤ گے۔ (5)

(4).....خوش نصیب وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔ (6)

﴿وَمَنْ یَّشْكُرْ: اور جو شکر ادا کرے۔﴾ یعنی جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتا ہے تو وہ اپنی ذات کے بھلے کیلئے ہی شکر کرتا ہے کیونکہ شکر کرنے سے نعمت زیادہ ہوتی ہے اور بندے کو ثواب ملتا ہے اور جو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں کی ناشکری کرے تو اس کا وبال اسی پر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے اور اس کے شکر سے بے پرواہ ہے اور وہ اپنی ذات و صفات اور اَفعال میں حمد کے لائق ہے اگرچہ کوئی اس کی تعریف نہ کرے۔ (7)

---

1 .....معجم الکبیر، صدی بن عجلان ابو امامة الباهلی ... الخ، عبید اللّٰه بن زحر عن علی بن یزید ... الخ، ۸/ ۱۹۹، الحدیث: ۷۸۱۰.

2 .....شرح السنه، ابواب النوافل، باب احیاء آخر اللیل وفضله، ۲/ ۴۸۰.

3 .....شعب الایمان، الحادی عشر من شعب الایمان... الخ، ۱/ ۴۷۰، الحدیث: ۷۴۴.

4 .....مسند امام احمد، مسند الانصار، باقی حدیث ابی الدرداء رضی اللّٰه تعالی عنه، ۸/ ۱۶۸، الحدیث: ۲۱۷۸۰.

5 .....ابن ماجه، کتاب الزهد، باب الورع والتقوی، ۴/ ۴۷۵، الحدیث: ۴۲۱۷.

6 .....مسلم، کتاب القدر، باب کیفیّة الخلق الادمیّ فی بطن امّه... الخ، ص ۱۴۲۱، الحدیث: ۳(۲۶۴۵).

7 .....روح البیان، لقمان، تحت الآیة: ۱۲، ۷/ ۷۵، مدارك، لقمان، تحت الآیة: ۱۲، ص ۹۱۷، جلالین، لقمان، تحت الآیة: ۱۲، ص ۳۴۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ نصیحت کرتا تھا اے میرے بیٹے اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا بیشک شرک بڑا ظلم ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے بیٹے! کسی کو اللہ کا شریک نہ کرنا، بیشک شرک یقیناً بڑا ظلم ہے۔

﴿وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ یَعِظُهٗ: اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:﴾ حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بیٹے کا نام انعم تھا اور ایک قول کے مطابق اشکم تھا۔ انسان کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ وہ خود کامل ہو اور دوسرے کی تکمیل کرے، تو حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا کامل ہونا تو ”اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ“ میں بیان فرما دیا اور دوسرے کی تکمیل کرنا ”وَ هُوَ یَعِظُهٗ“ سے ظاہر فرمایا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ”اے میرے بیٹے! کسی کو اللہ کا شریک نہ کرنا کیونکہ اس میں جو عبادت کا مستحق نہیں اسے مستحقِ عبادت کے برابر قرار دینا ہے اور عبادت کو اس کے محل کے خلاف رکھنا ہے اور یہ دونوں باتیں عظیم ظلم ہیں۔“ (1)

آیت ”وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ“ سے معلوم ہونے والے مسائل

اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے،

(1)..... اس سے معلوم ہوا کہ نصیحت کرنے میں گھر والوں اور قریب تر لوگوں کو مقدم کرنا چاہئے اور نصیحت کی ابتدا عقائد کی اصلاح سے ہونی چاہیے خصوصاً انہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت کے بارے میں بتانا چاہئے اور سب سے پہلے انہیں شرک سے بچانا چاہیے کہ یہ نہایت اہم ہے۔

1 .....خازن، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۳، ۳/ ۴۷۰.

www.dawateislami.net

(2).....انسان پہلے اپنے گھر والوں کو وعظ و نصیحت کرے پھر دوسروں کو۔

(3).....نصیحت نرم الفاظ میں ہونی چاہیے۔ آپ نے اسے ”اے میرے بچے“ فرما کر خطاب فرمایا۔

(4).....گزشتہ بزرگوں کی تعلیم یاد دلانا، ان کے اقوال نقل کرنا سنتِ الٰہیہ ہے۔

حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اپنے بیٹے کو نصیحتیں

حضرت حسن بصری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے بیٹے سے کہا میں نے بڑے پتھر، لوہا اور ہر وزنی چیز اٹھائی ہے لیکن میں نے برے پڑوسی سے بھاری چیز کوئی نہیں اٹھائی۔ میں نے ہر کڑواہٹ دیکھی ہے مگر فقر سے زیادہ کڑوی چیز نہیں دیکھی۔ اے میرے بیٹے جاہل کو قاصد بنا کر نہ بھیج، اگر تو کسی صاحبِ حکمت کو نہ پائے تو اپنا قاصد خود بن جا۔۔۔ اے میرے بیٹے جنازوں میں حاضر ہوا کر اور شادیوں میں نہ جایا کر کیونکہ جنازے تجھے آخرت کی یاد دلاتے ہیں اور شادی تجھے دنیا کی خواہش دلاتی ہے۔ اے میرے بیٹے سیر پر سیر ہو کر نہ کھا اگر تو اس کھانے کو کتے کے سامنے پھینک دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو خود اسے کھائے۔ اے میرے بیٹے اتنا میٹھا بھی نہ بن کہ تجھے نگل لیا جائے اور نہ اتنا کڑوا ہو جا کہ تجھے باہر پھینک دیا جائے۔ (1)

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ﴿۱۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اُس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے۔

1.....شعب الایمان، الرابع والثلاثون من شعب الایمان... الخ، آثار وحکایات فی فضل الصدق... الخ، ٤ /٢٣١، روایت نمبر: ٤٨٩١.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی۔ اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری برداشت کرتے ہوئے اسے پیٹ میں اٹھائے رکھا اور اس کا دودھ چھڑانے کی مدت دو سال میں ہے کہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو۔ میری ہی طرف لوٹنا ہے۔

﴿وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ: اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی۔﴾ اس آیت کی ابتدا میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنے ماں باپ کا فرمانبردار رہنے اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید فرمائی۔ پھر اس کا سبب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری برداشت کرتے ہوئے اسے پیٹ میں اٹھائے رکھا، یعنی اس کی ماں کی کمزوری میں ہر وقت اضافہ ہوتا رہتا ہے، جتنا حمل بڑھتا جاتا ہے اور بوجھ زیادہ ہوتا ہے اتنا ہی کمزوری میں اضافہ ہوتا ہے، عورت کو حاملہ ہونے کے بعد کمزوری، تھکن اور مشقتیں پہنچتی رہتی ہیں، حمل خود کمزور کرنے والا ہے، دردِ زِہ کمزوری پر کمزوری ہے اور وضعِ حمل اس پر اور مزید شدت ہے اور دودھ پلانا بھی مستقل مشقت کا ذریعہ ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ بچے کا دودھ چھڑانے کی مدت ولادت کے وقت سے لے کر دو سال تک ہے۔ (1)

ماں کو باپ پر تین درجے فضیلت حاصل ہے

یہاں ماں کے تین درجے بیان فرمائے گئے ایک یہ کہ اس نے کمزوری پر کمزوری برداشت کی، دوسرا یہ کہ اس نے بچے کو پیٹ میں رکھا، تیسرا یہ کہ اسے دودھ پلایا، اس سے معلوم ہوا کہ ماں کو باپ پر تین درجے فضیلت حاصل ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بھی ماں کی باپ سے تین درجے زیادہ فضیلت بیان فرمائی ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک شخص نے سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں آ کر عرض کی: میری اچھی خدمت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ ارشاد فرمایا ”تمہاری ماں۔“ اس نے عرض کی: پھر کون ہے؟ ارشاد فرمایا، ”تمہاری ماں“، اس نے دوبارہ عرض کی: پھر کون ہے؟ ارشاد فرمایا ”تمہاری ماں۔“ عرض کی: پھر کون ہے؟ ارشاد فرمایا ”تمہارا باپ۔“ (2)

---

1 .....جلالین، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۴، ص۳۴۶-۳۴۷، خازن، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۴، ۳/۴۷۰، مدارک، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۴، ص۹۱۷، ملتقطاً.

2 .....صحیح بخاری، کتاب الادب، باب من احقّ الناس بحسن الصحبۃ، ۴/۹۳، الحدیث: ۵۹۷۱.

www.dawateislami.net

ماں کا حق باپ کے حق پر مقدم ہے

اعلیٰ حضرت، مُجدِّدِ دین وملت، شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ارشاد فرماتے ہیں: اولاد پر ماں باپ کا حق نہایت عظیم ہے اور ماں کا حق اس سے اعظم، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی:

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسٰنًاؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًاؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا

ترجمہ: اور ہم نے تاکید کی آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کی اسے پیٹ میں رکھے رہی اس کی ماں تکلیف سے اور اسے جنا تکلیف سے اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھٹنا تیس مہینے میں ہے۔

اس آیہ کریمہ میں رب العزت نے ماں باپ دونوں کے حق میں تاکید فرما کر ماں کو پھر خاص الگ کر کے گنا اور اس کی ان سختیوں اور تکلیفوں کو شمار فرمایا جو اسے حمل وولادت اور دو برس تک اپنے خون کا عطر پلانے میں پیش آئیں جن کے باعث اس کا حق بہت اَشد واَعظم ہو گیا مگر اس زیادت کے یہ معنی ہیں کہ خدمت میں، دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے مثلاً سو روپے ہیں اور کوئی خاص وجہ مانعِ تفضیلِ مادر (یعنی ماں کو فضیلت دینے میں رکاوٹ) نہیں تو باپ کو پچیس دے ماں کو پچھتر، یا ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے پھر باپ کو، یا دونوں سفر سے آئے ہیں پہلے ماں کے پاؤں دبائے پھر باپ کے، وَعَلٰی ھٰذَا الْقِیَاس، نہ یہ کہ اگر والدین میں باہم تنازع ہو تو ماں کا ساتھ دے کر مَعَاذَ اللّٰہ باپ کے درپے ایذا ہو یا اس پر کسی طرح درشتی کرے یا اسے جواب دے یا بے اَدبانہ آنکھ ملا کر بات کرے، یہ سب باتیں حرام اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی مَعْصِیَت ہیں، (اس میں) نہ ماں کی اطاعت ہے نہ باپ کی، تو اسے ماں باپ میں سے کسی کا ایسا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں، وہ دونوں اس کی جنت ونار ہیں، جسے ایذا دے گا دوزخ کا مستحق ہوگا وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہ، مَعْصِیَتِ خالق میں کسی کی اطاعت نہیں، اگر مثلاً ماں چاہتی ہے کہ یہ باپ کو کسی طرح کا آزار پہنچائے اور یہ نہیں مانتا تو وہ ناراض ہوتی ہے، ہونے دے اور ہرگز نہ مانے، ایسے ہی باپ کی طرف سے ماں کے معاملہ میں، ان کی ایسی ناراضیاں کچھ قابلِ لحاظ نہ ہوں گی کہ یہ ان کی نری زیادتی ہے کہ اس سے اللّٰہ تعالٰی کی نافرمانی چاہتے ہیں بلکہ ہمارے علمائے کرام نے یوں تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں کو ترجیح ہے جس کی مثالیں ہم لکھ آئے ہیں، اور تعظیم باپ کی

www.dawateislami.net

زائد ہے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم و آقا ہے[1]۔[2]

﴿اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ: کہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو۔﴾ یہ وہ تاکید ہے جس کا ذکر اوپر فرمایا تھا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ والدین کا مقام انتہائی بلند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ بندے کے والدین کا ذکر فرمایا اور ایک ساتھ دونوں کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا، اب اگر کوئی بدقسمت اپنے والدین کی خدمت نہ کرے اور انہیں تکلیفیں دے تو یہ اس کی بدنصیبی اور محرومی ہے۔ حضرت سفیان بن عیینہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جس نے پنج گانہ نمازیں ادا کیں وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا اور جس نے پنج گانہ نمازوں کے بعد والدین کے لئے دعائیں کیں تو اس نے والدین کی شکر گزاری کی۔[3]

وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا وَّ اتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ(۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو اُن کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح اُن کا ساتھ دے اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا پھر میری ہی طرف تمہیں پھر آنا ہے تو میں بتادوں گا جو تم کرتے تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اگر وہ دونوں تجھ پر کوشش کریں کہ تو کسی ایسی چیز کو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان

---

1 .....فتاوی رضویہ، رسالہ: الحقوق لطرح العقوق، ۲۴/۳۸۷-۳۹۰، ملتقطاً۔

2 ..... یہ رسالہ تسہیل وتخریج کے ساتھ بنام ”والدین زوجین اور اساتذہ کے حقوق“ مکتبۃ المدینہ سے جداگانہ بھی شائع ہوا ہے، وہاں سے خرید کر اس کا مطالعہ فرمائیں۔

3 .....بغوی، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۴، ۳/۴۲۳.

www.dawateislami.net

کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے اور میری طرف رجوع کرنے والے آدمی کے راستے پر چل پھر میری ہی طرف تمہیں پھر کر آنا ہے تو میں تمہیں بتادوں گا جو تم کرتے تھے۔

﴿وَ اِنْ جَاهَدٰكَ: اور اگر وہ دونوں تجھ پر کوشش کریں۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے بندے! تم علم سے تو کسی کو میرا شریک ٹھہرا ہی نہیں سکتے کیونکہ میرا شریک محال ہے، ہو ہی نہیں سکتا، اب تجھے جو کوئی بھی کسی چیز کو میرے ساتھ شریک ٹھہرانے کا کہے گا تو وہ بے علمی ہی سے کہے گا، لہٰذا ایسا اگر ماں باپ بھی کہیں تو ان کا کہنا نہ مان، کیونکہ والدین کی اطاعت اگرچہ ضروری ہے لیکن اگر وہ شرک یا گناہ کرنے کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہ کر کیونکہ خالق کی نافرمانی کرنے میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں، البتہ دنیا میں حسنِ اخلاق، حسنِ سلوک، احسان اور تحمُّل کے ساتھ اچھی طرح ان کا ساتھ دے لیکن دین میں ان کی پیروی نہ کر بلکہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور ان کے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے راستے پر چل، پھر مرنے کے بعد میری ہی طرف تمہیں اور تمہارے والدین کو لوٹ کر آنا ہے تو میں تمہیں تمہارے ایمان کی جزا دوں گا اور تمہارے والدین کو ان کے کفر کی سزا دوں گا۔ (1)

حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی۔ میں اپنی والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا تھا اور جب میں نے اسلام قبول کرلیا تو میری ماں نے کہا اے سعد! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، یہ تو نے کیا نیا دین اختیار کرلیا ہے، تجھے یہ دین چھوڑنا ہوگا یا میں نہ کھاؤں گی، نہ پیوں گی، یہاں تک کہ مرجاؤں گی اور یوں میری وجہ سے تمہیں عار دلائی جائے گی اور تجھے یوں خطاب کیا جائے گا: اے اپنی ماں کے قاتل!۔ یہ سن کر میں نے کہا: اے میری ماں! ایسا نہ کر، میں کسی بھی وجہ سے یہ دین نہیں چھوڑوں گا۔ وہ ایک دن بغیر کچھ کھائے پیئے رہی، اس نے صبح کی تو بڑی مشقت میں مبتلا تھی۔ پھر وہ ایک دن اور رات مزید اسی طرح رہی تو اس کی تکلیف میں اضافہ ہوگیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو کہا: اے ماں! اللہ تعالیٰ کی قسم! تو جانتی ہے کہ اگر تیری سو جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے تیری سب جانیں نکل جائیں، تب بھی میں تیرے لئے اپنا دین نہیں چھوڑوں گا۔ اب اگر تو چاہے تو کھا ورنہ مت کھا، جب ماں نے یہ دیکھا تو اس نے کھانا کھالیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (2)

---

1 .....مدارك، لقمان، تحت الآية: ١٥، ص٩١٨، خازن، لقمان، تحت الآية: ١٥، ٣/٤٧٠-٤٧١، ملتقطاً.

2 .....ابن عساكر، حرف السين، ذكر من اسمه سعد، سعد بن مالك بن ابى وقاص بن اهيب... الخ، ٢٠/٣٣١.

www.dawateislami.net

﴿وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ: اور میری طرف رجوع کرنے والے آدمی کے راستے پر چل۔﴾ اس سے مراد یہ ہے کہ دین میں حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور آپ کے اصحاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے راستے پر چل۔ اسی راہ کو مذہبِ سنّت و جماعت کہتے ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے آدمی سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”جب حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ایمان لائے تو آپ کے پاس حضرت عثمان، طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ آئے اور کہا کہ اے ابوبکر! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، کیا تم نے اس مرد کی تصدیق کی ہے اور اس پر ایمان لے آئے ہو؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ ہاں میں ایمان لے آیا ہوں اور صِدقِ دل سے ان کی رسالت کو تسلیم کرلیا ہے۔ یہ سن کر وہ سب سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا۔[1]

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے معاملے میں والدین کی اطاعت نہیں

والدین کی خدمت اگرچہ عظیم چیز ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کے معاملے میں ان کی بات نہیں مانی جائے گی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کیا جائے گا اور اسی کی اطاعت کی جائے گی، لہٰذا اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اور کفر کرنے کا حکم دیں تو ان کا یہ حکم نہیں مانا جائے گا، اسی طرح اگر وہ کسی فرض چیز کو چھوڑنے کا کہیں مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ تو اس وقت بھی ان کا حکم ماننا لازم نہیں۔

والدین سے متعلق اسلام کی شاندار تعلیمات

دینِ اسلام میں والدین کی خدمت کرنے اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کو ایک خاص اہمیت دی گئی ہے اور اس سے متعلق مسلمانوں کو خصوصی احکامات دیئے گئے ہیں حتّٰی کہ کافر والدین کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کرنے، ان کی خدمت کرنے، ان کی طرف سے پہنچنے والی سختیوں اور نازیبا باتوں پر برداشت کا مظاہرہ کرنے اور ان پر احسان کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، یہ دینِ اسلام ہی کا عظیم کارنامہ ہے جس نے والدین کے ماں باپ ہونے کے حق کو پورا کرنے کا حکم دیا اور انہیں اَذِیّت و تکلیف پہنچانے سے منع کیا۔ فی زمانہ والدین سے متعلق اولاد کا جو حال ہے وہ سب کے سامنے ہے، آج نازوں سے پلے ہوئے بچے اپنے بوڑھے والدین کی خدمت کرنے اور انہیں سنبھالنے کو بڑی

[1] .....خازن، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۵، ۳/۴۷۱.

www.dawateislami.net

مصیبت سمجھتے ہیں، انہیں اچھا کھانا کھلانے، اچھی رہائش دینے اور ان کے آرام وسکون کا خیال کرنے کو تیار نہیں اور کئی ملکوں میں تو اولاد کی اسی رَوِش کو دیکھ کر وہاں کے حکمرانوں نے ان بوڑھے والدین کو کچھ سہارا دینے کے لئے اولڈ ہاؤس قائم کر دیئے ہیں تاکہ یہ اپنی زندگی کے بقیہ دن وہاں کچھ تو چین سے گزار سکیں، ایسے والدین کی حسرت و یاس کا کیا عالَم ہوتا ہوگا اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ ان حالات کے تَناظُر میں والدین سے متعلق دی ہوئی اسلام کی تعلیمات کو دیکھا جائے تو اس سے صاف واضح ہوتا ہے دینِ اسلام میں والدین کو جو حق دیئے گئے اور ان کے حقوق کو پورا کرنے کے جو اَحکام دیئے گئے ان کی مثال دنیا کے کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔

یٰبُنَیَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے میرے بیٹے برائی اگر رائی کے دانہ برابر ہو پھر وہ پتھر کی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو اللہ اُسے لے آئے گا بیشک اللہ ہر باریکی کا جاننے والا خبردار ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے میرے بیٹے! برائی اگر رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ پتھر کی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں، اللہ اسے لے آئے گا بیشک اللہ ہر باریکی کا جاننے والا خبردار ہے۔

﴿یٰبُنَیَّ: اے میرے بیٹے!﴾ آیت نمبر 14 اور 15 میں جو مضمون بیان ہوا یہ حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا نہیں ہے بلکہ انہوں نے اپنے صاحبزادے کو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا تھا اور شرک کی ممانعت کی تھی، تو اللہ تعالیٰ نے والدین کی اطاعت کا حکم دیا اور اس کا محل بھی ارشاد فرما دیا، اب یہاں سے پھر حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا وہ قول ذکر کیا جا رہا ہے جو انہوں نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! برائی اگر رائی کے دانے کے برابر ہو اور اتنی چھوٹی ہونے کے ساتھ وہ کیسی ہی جگہ میں ہو اور وہ جگہ کتنی ہی پوشیدہ ہو جیسے پتھر کی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں ہو یا زمین میں ہو، لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے حاضر کر دے گا اور اس کا حساب فرمائے

www.dawateislami.net

گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر باریکی کو جاننے والا اور اس سے خبردار ہے اور اس کا علم ہر چھوٹی بڑی چیز کا اِحاطہ کئے ہوئے ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی اس شان کو پہچان لے تو وہ برائی کرنے سے ضرور ڈر ے گا۔ (1)

بظاہر معمولی سمجھے جانے والے اعمال کا بھی حساب ہوگا

اس آیت میں ہم سب کیلئے عبرت ہے کہ ہمارا معمولی سے معمولی عمل بھی قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا جائے گا اور اس کا حساب دینا ہوگا۔ اسی سے متعلق ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۝ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے وہ اسے دیکھے گا۔ اور جو ایک ذرہ بھر بُرائی کرے وہ اسے دیکھے گا۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَ نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْــٴًـا ؕ وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَا ؕ وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِیْنَ (3)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ہم قیامت کے دن عدل کے ترازو رکھیں گے تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگی تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم حساب کرنے کیلئے کافی ہیں۔

اور بظاہر چھوٹے سمجھے جانے والے اعمال پر بعض اوقات کس طرح گرفت ہوتی ہے اس سے متعلق یہ حکایات ملاحظہ فرمائیں، حضرت حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ غلہ ماپنے والا ایک شخص اس کام کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوگیا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے بعض احباب نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا ”مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ“ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا: میرا وہ پیمانہ جس میں غلہ وغیرہ ماپا کرتا تھا، اس میں (میری بے احتیاطی کی وجہ سے) کچھ مٹی سی بیٹھ گئی تھی جس کو میں نے لاپرواہی کے سبب صاف نہ کیا تو ہر مرتبہ ماپنے کے وقت اس مٹی کی مقدار کم ہو جاتا تھا۔ میں اس قصور کے سبب عتاب میں گرفتار ہوں۔ (4)

---

1 .....روح البیان، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۶، ۷/ ۸۱، خازن، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۶، ۳/ ۴۷۱، ملتقطاً.

2 .....زلزال: ۷، ۸.

3 .....انبیاء: ۴۷.

4 .....تنبیہ المغترین، الباب الاول، ومن اخلاقھم کثرۃ الخوف من اللّٰہ تعالی ان یعذّبھم... الخ، ص ۵۱، ملخصاً.

www.dawateislami.net

لہٰذا ہمیں دنیا میں ہی اپنے ہر چھوٹے سے چھوٹے عمل کا بھی محاسبہ کر لینا اور برے اعمال سے سچی توبہ کر لینی چاہئے تاکہ مرنے کے بعد ہونے والی گرفت اور آخرت کے سخت حساب سے بچ سکیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ(۱۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اے میرے بیٹے نماز برپا رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بُری بات سے منع کر اور جو افتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر بیشک یہ ہمت کے کام ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے میرے بیٹے! نماز قائم رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور تجھے جو مصیبت آئے اس پر صبر کر، بیشک یہ ہمت والے کاموں میں سے ہے۔

﴿یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ: اے میرے بیٹے! نماز قائم رکھ۔﴾ اس سے پہلی آیت میں ذکر ہوا کہ حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے بیٹے کو عقائد کے حوالے سے نصیحت کی اور یہاں سے ان کی وہ نصیحت ذکر کی جا رہی ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کو ظاہری اعمال کے حوالے سے کی اور جس کا تعلق اپنی اور دوسروں کی اصلاح کے ساتھ ہے، چنانچہ فرمایا گیا کہ حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے بیٹے! نماز قائم رکھ جو کہ کامل ترین عبادت ہے اور لوگوں کو اچھی بات کا حکم دے اور انہیں بری بات سے منع کر اور یہ کام کرنے کی وجہ سے تم پر جو مصیبت آئے اس پر صبر کر، بیشک یہ وہ کام ہیں جنہیں کرنا لازم ہے۔[1]

آیت ”یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ“ سے معلوم ہونے والے اہم اُمور

اس آیت سے 3 باتیں معلوم ہوئیں،

1 .....روح البیان، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۷، ۷/۸۲-۸۳، جلالین، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۷، ص۳۴۷، مدارک، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۷، ص۹۱۸، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

(1).....نماز، اچھی بات کا حکم دینا، بری بات سے منع کرنا اور مصیبت پر صبر کرنا، یہ ایسی عبادات ہیں جن کا تمام اُمتوں میں حکم تھا۔

(2).....اس میں بڑی پیاری ترتیب فرمائی گئی کہ وعظ کہنے والا عالم پہلے خود نیک عمل کرے پھر دوسروں سے کہے۔ بے عمل واعظ کا وعظ دلوں میں اثر نہیں کرتا اور چونکہ اس راہ میں تکالیف اٹھانی پڑتی ہیں لہٰذا صبر کا فرمایا گیا۔ یاد رہے کہ ہر مسلمان دین کا مُبَلِّغ ہونا چاہیے اور جو مسئلہ اسے درست معلوم ہو وہ دوسروں تک پہنچائے۔ صرف علماء پر ہی تبلیغ لازم نہیں ہے۔

(3).....تبلیغ اور صبر کے اکٹھے بیان کرنے میں ایک اشارہ یہ ہے کہ تبلیغ میں صبر کے مَراحل بہت مرتبہ پیش آتے ہیں لہٰذا تکالیف کی وجہ سے تبلیغ سے باز نہیں آنا چاہیے۔

وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۚ(۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسارہ کج نہ کر اور زمین میں اِترا تا نہ چل بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اِترا تا فخر کرتا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور لوگوں سے بات کرتے وقت اپنا رخسار ٹیڑھا نہ کر اور زمین میں اکڑتے ہوئے نہ چل، بیشک اللہ کو ہر اکڑنے والا، تکبر کرنے والا ناپسند ہے۔

﴿وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ: اور لوگوں سے بات کرتے وقت اپنا رخسار ٹیڑھا نہ کر۔﴾ یہاں سے حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وہ نصیحت ذکر کی جارہی ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کو باطنی اعمال کے حوالے سے فرمائی، چنانچہ فرمایا کہ اے میرے بیٹے! جب آدمی بات کریں تو تکبر کرنے والوں کی طرح انہیں حقیر جان کر ان کی طرف سے رخ پھیر لینے والا طریقہ اختیار نہ کرنا بلکہ مالدار اور فقیر سبھی کے ساتھ عاجزی و اِنکساری کے ساتھ پیش آنا اور زمین پر اکڑتے ہوئے نہ

www.dawateislami.net

چلنا، بیشک اکڑ نے والا اور تکبر کرنے والا کوئی بھی شخص اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ (1)

فخر اور اِختیال میں فرق

یاد رہے کہ اندرونی عظمت پر اکڑنا فخر ہے جیسے علم، حسن، خوش آوازی، نسب، وعظ وغیرہ اور بیرونی عظمت پر اکڑنا اختیال ہے جیسے مال، جائیداد، لشکر، نوکر چاکر وغیرہ، مراد یہ ہے کہ نہ ذاتی کمال پر فخر کرو اور نہ بیرونی فضائل پر اتراؤ، کیونکہ یہ چیزیں تمہاری اپنی نہیں بلکہ ربِّ کریم عَزَّوَجَلَّ کی عطا کی ہوئی ہیں اور وہ جب چاہے واپس لے لے۔

کسی شخص کو حقیر نہیں جاننا چاہئے

اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص امیر ہو یا غریب اسے حقیر نہیں جاننا چاہئے بلکہ جس سے بھی ملاقات ہو تو اس کے ساتھ محبت سے پیش آنا چاہئے اور اچھے انداز میں اس سے بات چیت کرنی چاہئے۔ غریبوں کو حقیر جان کر ان سے منہ موڑنا اور ان سے بات چیت کے دوران ایسا انداز اختیار کرنا جس میں حقارت کا پہلو نمایاں ہو اسی طرح امیر لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنا سب تکبر کی علامات ہیں، ان سے ہر ایک کو بچنا چاہئے۔ حدیثِ پاک میں بھی اس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو اور سب اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ (2)

ترغیب کے لئے یہاں لوگوں کے ساتھ سلوک کے حوالے سے سیّد المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت کے چند پہلو ملاحظہ ہوں، چنانچہ قاضی عیاض مالکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لوگوں سے اُلفت فرماتے اور ان سے نفرت نہ کرتے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہر قوم کے با اَخلاق فرد کی عزت فرماتے اور اسے اس کی قوم پر حاکم مقرر کر دیتے تھے۔ (بداخلاق) لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلاتے، ان سے احتراز فرماتے، نہ یہ کہ ان سے منہ پھیر لیں اور بداخلاقی سے پیش آئیں۔ آپ کی بارگاہ میں حاضر کوئی شخص یہ گمان نہیں کرتا تھا کہ کوئی اور بھی اس سے بڑھ کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے نزدیک عزت والا ہے۔ جو شخص بھی آپ کے

1 .....مدارك، لقمان، تحت الآية: ۱۸، ص۹۱۹، خازن، لقمان، تحت الآية: ۱۸، ۳/۴۷۱، ملتقطاً.

2 .....صحيح بخاری، كتاب الادب، باب ما ينهى عن التحاسد والتدابر، ۴/۱۱۷، الحديث: ۶۰۶۵.

www.dawateislami.net

پاس بیٹھتا یا کسی ضرورت سے زیادہ قریب ہوتا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صبر فرماتے یہاں تک کہ وہ شخص خود ہی اٹھ کر چلا جاتا۔ جو شخص بھی اپنی حاجت کے لئے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سوال کرتا تو اسے دے کر بھیجتے یا اس سے نرم بات کرتے۔ غرض یہ کہ آپ کا اخلاق اس قدر وسیع تھا کہ وہ تمام لوگوں کا احاطہ کئے ہوئے تھا۔ (1)

نیز سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ جب سیّدُ العالَمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مسجدِ نبوی میں تشریف فرما ہوتے تو اپنے دربار میں سب سے پہلے حاجت مندوں کی طرف توجہ فرماتے اور سب کی درخواستوں کو سن کر ان کی حاجت روائی فرماتے اور قبائل کے نمائندوں سے ملاقاتیں فرماتے اور اس دوران تمام حاضرین کمالِ ادب سے سر جھکائے رہتے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دربار میں آنے والوں کے لئے کوئی روک ٹوک نہیں تھی، امیر و فقیر، شہری اور دیہاتی سب قسم کے لوگ حاضرِ دربار ہوتے اور اپنے اپنے لہجوں میں سوال و جواب کرتے۔ کوئی شخص اگر بولتا تو خواہ وہ کتنا ہی غریب و مسکین کیوں نہ ہو مگر دوسرا شخص اگرچہ وہ کتنا ہی بڑا امیر کبیر ہو اس کی بات کاٹ کر بول نہیں سکتا تھا۔ جو لوگ سوال و جواب میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کمالِ حِلم سے برداشت فرماتے اور سب کو مسائل اور اسلامی احکام کی تعلیم و تلقین اور وعظ و نصیحت فرماتے رہتے۔ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قبائل سے آنے والے وفدوں کے اِستقبال، اور ان کی ملاقات کا خاص طور پر اہتمام فرماتے تھے۔ چنانچہ ہر وفد کے آنے پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نہایت ہی عمدہ پوشاک زیبِ تن فرما کر کاشانۂ اَقدس سے نکلتے اور اپنے خصوصی اصحاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو بھی حکم دیتے تھے کہ بہترین لباس پہن کر آئیں، پھر ان مہمانوں کو اچھے سے اچھے مکانوں میں ٹھہراتے اور ان لوگوں کی مہمان نوازی اور خاطر مُدارات کا خاص طور پر خیال فرماتے تھے اور ان مہمانوں سے ملاقات کے لئے مسجدِ نبوی میں ایک ستون سے ٹیک لگا کر نشست فرماتے، پھر ہر ایک وفد سے نہایت ہی خوش روئی اور خندہ پیشانی کے ساتھ گفتگو فرماتے اور ان کی حاجتوں اور حالتوں کو پوری توجہ کے ساتھ سنتے اور پھر ان کو ضروری عقائد و اَحکامِ اسلام کی تعلیم و تلقین بھی فرماتے اور ہر وفد کو ان کے درجات و مَراتب کے لحاظ سے کچھ نہ کچھ نقد یا سامان بھی تحائف اور انعامات کے طور پر عطا فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں لوگوں کو حقیر جاننے اور ان سے حقارت آمیز سلوک کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

1 .....الشفاء، القسم الاول، الباب الثانی، فصل واما حسن عشرته... الخ، ص ۱۲۰، الجزء الاول.

www.dawateislami.net

اکڑ کر چلنے کی مذمت

آیت میں اکڑ کر چلنے سے منع فرمایا گیا، اس مناسبت سے یہاں اکڑ کر چلنے کی مذمت پر مشتمل دو اَحادیث ملاحظہ ہوں:

(1).....حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جو آدمی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور اکڑ کر چلتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔ (1)

(2).....حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جب میری امت اکڑ کر چلنے لگے گی اور ایران و روم کے بادشاہوں کے بیٹے ان کی خدمت کرنے لگیں گے تو اس وقت شریر لوگ اچھے لوگوں پر مُسَلَّط کر دیئے جائیں گے۔ (2)

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس مذموم فعل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ﴿۱۹﴾ ع ۲

ترجمۂ کنزالایمان: اور میانہ چال چل اور اپنی آواز کچھ پست کر بیشک سب آوازوں میں بری آواز، گدھے کی آواز۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اپنے چلنے میں درمیانی چال سے چل اور اپنی آواز کچھ پست رکھ، بیشک سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

﴿وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ: اور اپنے چلنے میں درمیانی چال سے چل۔﴾ حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نصیحت کرتے ہوئے مزید فرمایا: اے میرے بیٹے! جب تم چلنے لگو تو نہ بہت تیز چلو اور نہ بہت سست کیونکہ یہ دونوں باتیں مذموم ہیں،

1 .....مسند امام احمد، مسند عبد اللّٰہ بن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہما، ۲/۴۶۱، الحدیث: ۶۰۰۲.

2 .....ترمذی، کتاب الفتن، باب-۷۴، ۴/۱۱۵، الحدیث: ۲۲۶۸.

www.dawateislami.net

ایک میں تکبر کی جھلک ہے اور ایک میں چھچھورا پن ہے بلکہ تم درمیانی چال سے چلو نیز شور کرنے اور چیخنے چلانے سے احتراز کرو، بیشک سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔ مقصود یہ ہے کہ شور مچانا اور آواز بلند کرنا مکروہ و ناپسندیدہ ہے اور اس میں کچھ فضیلت نہیں، جیسے گدھے کی آواز کہ بلند ہونے کے باوجود مکروہ اور وحشت انگیز ہے۔ (1)

آہستہ چلنے کی فضیلت اور بہت تیز چلنے کی مذمت

اطمینان اور وقار کے ساتھ، عاجزانہ شان سے زمین پر آہستہ چلنا کامل ایمان والوں کا وصف ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا (2)

ترجمۂ کنزالعرفان: اور رحمٰن کے وہ بندے جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔

اور اتنا تیز چلنا جو بھاگنے کے مشابہ ہو اس کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تیز چلنا مومن کا وقار کھو دیتا ہے۔ (3)

چلنے میں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت

یہاں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے چلنے سے متعلق دو صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے اقوال ملاحظہ ہوں:

(1)..... حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ چلتے وقت حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ذرا جھک کر چلتے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ کسی بلندی سے اتر رہے ہیں۔ (4)

(2)..... حضرت ہند بن ابی ہالہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”حضورِ پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ چلنے میں اطمینان سے قدم اٹھاتے، وقار کے ساتھ جھک کر چلتے، قدم لمبا رکھتے اور جب آپ چلتے تو یوں محسوس ہوتا کہ گویا آپ اوپر سے نیچے اتر رہے ہوں۔ (5)

---

1 .....خازن، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۹، ۳/۴۷۱، مدارک، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۹، ص۹۱۹، ملتقطاً.

2 .....فرقان: ۶۳.

3 .....مسند الفردوس، باب السین، ۲/۳۳۴، الحدیث: ۳۵۰۸.

4 .....شمائل ترمذی، باب ما جاء فی خلق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، ص۱۹، الحدیث: ۶.

5 .....الشفا، القسم الاول، الباب الثانی، فصل قد اتیناک اکرمک اللّٰہ من ذکر الاخلاق الحمیدۃ... الخ، ص۱۵۷، الجزء الاول.

www.dawateislami.net

چلنے کی سنتیں اور آداب

آیت کی مناسبت سے یہاں چلنے کی 7 سنتیں اور آداب ملاحظہ ہوں:

(1)..... جوتا پہن کر چلیں۔

(2)..... کوشش کر کے راستے کے کنارے چلیں درمیان میں نہ چلیں۔

(3)..... درمیانی چال چلیں، نہ اتنا تیز کہ لوگوں کی نظریں اٹھیں اور نہ اتنا آہستہ کہ آپ مریض معلوم ہوں۔

(4)..... احمقوں اور مغروروں کی طرح گریبان کھول کر، سینہ تان کر نہ چلیں بلکہ شریفوں کی طرح چلیں۔

(5)..... راستے میں دو عورتیں کھڑی ہوں یا جا رہی ہوں تو ان کے بیچ میں سے نہ گزریں بلکہ دائیں یا بائیں طرف سے گزر جائیں۔

(6)..... بلا ضرورت ادھر ادھر دیکھتے ہوئے نہ چلیں بلکہ بدنگاہی سے بچتے ہوئے نیچی نظریں کر کے چلیں۔

(7)..... یہ بھی خیال رکھئے کہ چلتے وقت جوتے کی آواز پیدا نہ ہو۔

سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو چلتے وقت جوتوں کی آواز ناپسند تھی، چنانچہ حضرت ابو امامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سخت گرمی کے دن بقیعِ غرقد کی طرف تشریف لے جاتے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پیچھے دوسرے لوگ آتے۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ان کے جوتوں کی آواز سنتے تو یہ بات آپ کو بہت ناگوار معلوم ہوتی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بیٹھ جاتے حتّٰی کہ وہ لوگ آگے نکل جاتے اور آپ یہ عمل اس لئے فرماتے تاکہ دل میں فخر پیدا نہ ہو۔ (1)

ضرورت سے زیادہ بلند آواز سے گفتگو کرنے اور زیادہ باتیں کرنے کی مذمت

ضرورت سے زیادہ آواز بلند کر کے اور چِلا چِلا کر گفتگو کرنا ایک ناپسندیدہ فعل ہے اور اس کی مذمت بیان کرنے کے لئے یہاں اس کی مثال گدھے کی آواز سے دی گئی ہے اور حضرت ابو امامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ وہ کسی شخص کو بلند اور سخت آواز سے کلام کرتا ہوا دیکھیں اور یہ پسند فرماتے تھے کہ وہ اسے نرم آواز سے کلام کرتا ہوا دیکھیں۔ (2)

1 .....سنن ابن ماجه، كتاب السنّة، باب من كره ان يوطأ عقباه، ۱/ ۱۶۰، الحديث: ۲۴۵.

2 .....معجم الكبير، صدى بن العجلان ابو امامة الباهلى... الخ، القاسم بن عبد الرحمن... الخ، ۸/ ۱۷۷، الحديث: ۷۷۳۶.

www.dawateislami.net

اور بلاضرورت زیادہ باتیں کرنے والے کے بارے میں حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: بے شک تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے زیادہ نزدیک وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے زیادہ اچھے اَخلاق والے ہوں گے اور تم میں سے مجھے سب سے زیادہ ناپسند اور قیامت کے دن مجھ سے زیادہ دور ہونے والے وہ لوگ ہوں گے جو زیادہ باتیں کرنے والے، لوگوں سے زبان درازی کرنے والے اور تکبر کرنے والے ہوں گے۔ (1)

اللہ تعالیٰ ہمیں ناپسندیدہ گفتگو سے بچنے اور اچھی گفتگو کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

گفتگو کرنے میں سیّدُ المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت

سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بہت تیزی کے ساتھ جلدی جلدی گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ نہایت ہی مَتانَت اور سنجیدگی سے ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے تھے اور آپ کا کلام اتنا صاف اور واضح ہوتا تھا کہ سننے والے اس کو سمجھ کر یاد کر لیتے تھے اور اگر کوئی اہم بات ہوتی تو اس جملے کو کبھی کبھی تین تین مرتبہ فرما دیتے تاکہ سننے والے اس کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بلاضرورت گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ اکثر خاموش ہی رہتے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ”جامع کلمات“ کا معجزہ عطا کیا گیا تھا کہ مختصر سے جملے میں لمبی چوڑی بات کو بیان فرما دیا کرتے تھے۔

بات چیت کرنے کی سنتیں اور آداب

آیت کی مناسبت سے یہاں بات چیت کرنے کی 6 سنتیں اور آداب بھی ملاحظہ ہوں تاکہ ہمارا چلنا پھرنا بھی اور گفتگو کرنا بھی سنت کے مطابق ہو۔

(1)..... مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے بات چیت کرنا سنت ہے۔

(2)..... چلا چلا کر بات کرنا جیسا کہ آج کل ہمارے ہاں رائج ہے، یہ خلافِ سنت ہے۔

(3)..... گفتگو کرتے وقت چھوٹوں کے ساتھ شفقت بھرا اور بڑوں کے سامنے ادب والا لہجہ رکھئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دونوں کے نزدیک آپ معزز رہیں گے۔

(1)..... ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی معالی الاخلاق، ۳/۴۰۹، الحدیث: ۲۰۲۵.

www.dawateislami.net

(4).....جب تک دوسرا بات کر رہا ہو تب تک اطمینان سے سنیں اور اس کی بات کاٹ کر اپنی بات شروع نہ کر دیں۔

(5).....بلاضرورت زیادہ باتیں نہ کریں اور نہ ہی دورانِ گفتگو زیادہ قہقہے لگائیں کہ زیادہ باتیں کرنے اور قہقہہ لگانے سے وقار مجروح ہوتا ہے۔

(6).....دورانِ گفتگو ایک دوسرے کے ہاتھ پر تالی دینا ٹھیک نہیں ہے کہ یہ مُعَزَّز و مُہَذَّب لوگوں کے طریقے کے خلاف ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ ہمیں سنت کے مطابق گفتگو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اولاد کی تربیت میں قابلِ لحاظ اُمور

حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اپنے بیٹے کو کی جانے والی جو نصیحتیں یہاں ذکر ہوئیں، ان سے معلوم ہوا کہ اولاد کی تربیت کرنے کے معاملے میں والدین کو درج ذیل 4 اُمور کا بطورِ خاص لحاظ کرنا چاہئے،

(1).....ان کے عقائد کی اصلاح پر توجہ دینی چاہئے۔

(2).....ان کے ظاہری اعمال درست کرنے کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔

(3).....ان کے باطن کی اصلاح اور درستی کی جانب توجہ کرنی چاہئے۔

(4).....ان کی اخلاقیات بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

یہ چاروں چیزیں دنیا اور آخرت کے اعتبار سے انتہائی اہم ہیں، جیسے عقائد کی درستی دنیا میں بلاؤں اور مصیبتوں سے نجات کا سبب ہے اور عقائد کا بگاڑ آفتوں، مصیبتوں اور بلاؤں کے نازل ہونے کا ذریعہ ہے اور عقائد کی درستی آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل ہونے جنت میں داخلہ نصیب ہونے کا مضبوط ذریعہ ہے اور جس کے عقائد درست نہ ہوئے اور گمراہی کی حالت میں مر گیا تو وہ جہنم میں جانے کا مستحق ہو گیا اور جو کفر کی حالت میں مر گیا وہ تو ضرور ہمیشہ کے لئے جہنم کی سزا پائے گا۔ اسی طرح ظاہری اور باطنی اعمال صحیح ہوں گے تو دنیا میں نیک نامی اور عزت و شہرت کا ذریعہ ہیں اور آخرت میں جنت میں جانے کا وسیلہ ہیں اور اگر درست نہ ہوں گے تو دنیا میں ذلت و رسوائی کا سامان ہیں اور آخرت میں جہنم میں جانے کا ذریعہ ہیں، یونہی اخلاق اچھے ہوں گے تو معاشرے میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے اور لوگ اس کی عزت کریں گے جبکہ برے اخلاق ہونے کی صورت میں معاشرے میں اس کا جو وقار گرے گا اور بے عزتی ہو گی وہ تو

www.dawateislami.net

اپنی جگہ الٹا والدین کی بدنامی اور رسوائی کا سبب ہوگا اور اچھے اخلاق آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا باعث ہیں جبکہ برے اخلاق اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور لوگوں کی طرف سے اپنے حقوق کے مطالبات کا سامان ہیں۔ افسوس! ہمارے معاشرے میں والدین اپنے بچوں کی تربیت کے معاملے میں یہ تو دیکھتے ہیں کہ ان کا بچہ دُنْیَوی تعلیم اور دنیا داری میں کتنا اچھا اور چالاک، ہوشیار ہے لیکن اس طرف توجہ بہت ہی کم کرتے ہیں کہ اس کے عقائد و نظریات کیا ہیں اور اس کے ظاہری اور باطنی اعمال کس رخ کی طرف جا رہے ہیں۔ والدین کی یہ انتہائی دلی خواہش تو ہوتی ہے کہ ان کا بچہ دنیا کی زندگی میں کامیاب انسان بنے، اس کے پاس عہدے اور منصب ہوں، عزت، دولت اور شہرت اس کے گھر کی کنیز بنے لیکن یہ تمنا نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے کہ ان کی اولاد دینی اعتبار سے بھی کامیابی کی راہ پر چلے، مسلمان ماں باپ کی اولاد ہونے کے ناطے اپنے دین و مذہب اور اس کی تعلیمات سے اچھی طرح آشنا ہو، اس کے عقائد اور اعمال درست ہوں اور اس کا طرزِ زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہو۔ والدین کی یہ آرزو تو ہوتی ہے کہ ان کی اولاد دنیا میں خوب ترقی کرے تاکہ اولاد کے ساتھ ساتھ ان کی دنیا بھی سنور جائے اور انہیں بھی عیش و آرام نصیب ہو لیکن اس طرف توجہ نہیں کرتے کہ ان کی اولاد قبر کی زندگی میں ان کے چین کا باعث بنے اور آخرت میں ان کے لئے شفاعت و مغفرت کا ذریعہ بنے۔ جو لوگ صرف اپنی دنیا سنوارنا چاہتے ہیں اور ان کا مقصد صرف دنیا کی زیب و زینت اور اس کی آسائشوں کا حصول ہے، ان کے لئے درج ذیل آیات میں بڑی عبرت اور نصیحت موجود ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝۱۵ اُولٰٓىٕكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۫ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جو دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتا ہو تو ہم دنیا میں انہیں ان کے اعمال کا پورا بدلہ دیں گے اور انہیں دنیا میں کچھ کم نہ دیا جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور دنیا میں جو کچھ انہوں نے کیا وہ سب برباد ہو گیا اور ان کے اعمال باطل ہیں۔

1 .....ھود ۱۵، ۱۶.

www.dawateislami.net

اورارشاد فرماتا ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىِٕكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جوجلدی والی (دنیا) چاہتا ہے تو ہم جسے چاہتے ہیں اس کیلئے دنیا میں جو چاہتے ہیں جلد دیدیتے ہیں پھر ہم نے اس کے لیے جہنم بنا رکھی ہے جس میں وہ مذموم، مردود ہوکر داخل ہوگا۔اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کیلئے ایسی کوشش کرتا ہے جیسی کرنی چاہیے اور وہ ایمان والا بھی ہو تو یہی وہ لوگ ہیں جن کی کوشش کی قدر کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اولاد کی ایسی تعلیم وتربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ان کے لئے دنیا وآخرت دونوں میں کامیابی کا ذریعہ بنے اور والدین کے دُنْیَوی سکون اور اُخروی نجات کا سامان ہو، اٰمین۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً ؕ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لیے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں اور تمہیں بھرپور دیں اپنی نعمتیں ظاہر اور چھپی اور بعضے آدمی اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں یوں کہ نہ علم نہ عقل نہ کوئی روشن کتاب۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کیا تم نے نہ دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب کو اللہ نے تمہارے لیے کام میں لگا رکھا ہے اور اس نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کردیں اور کچھ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں حالانکہ

1 .....بنی اسرائیل: ۱۸، ۱۹۔

www.dawateislami.net

(انہیں) نہ علم ہے اور نہ عقل اور نہ کوئی روشن کتاب۔

﴿اَلَمْ تَرَوْا: کیا تم نے نہ دیکھا۔﴾ اس سے پہلی آیات میں حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ان نصیحتوں کا بیان ہوا جو انہوں نے اپنے بیٹے کو فرمائیں اور اب یہاں سے وہ نعمتیں ذکر کی جارہی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت اور قدرت پر اِستدلال ہوتا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! کیا تم نے نہ دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں ہیں جیسے سورج، چاند اور ستارے اور جو کچھ زمین میں ہیں جیسے دریا، نہریں، کانیں، پہاڑ، درخت، پھل، چوپائے وغیرہ، ان سب کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کامل قدرت سے تمہارے لیے کام میں لگا رکھا ہے جس کے نتیجے میں تم آسمانی چیزوں سے نفع اٹھاتے اور زمینی چیزوں سے فائدے حاصل کرتے ہو۔ (1)

﴿وَ اَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً: اور اس نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کردیں۔﴾ یہاں ظاہری اور باطنی نعمتوں سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں جن میں تطبیق یوں ہوسکتی ہے کہ مختلف افراد کو مختلف نعمتیں عطا کی گئیں، ان مختلف اقوال میں سے 6 قول درج ذیل ہیں۔

(1).....حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ظاہری نعمت سے مراد اسلام اور قرآن ہے اور باطنی نعمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے گناہوں پر پردے ڈال دیئے، تمہاری پوشیدہ باتیں نہ کھولیں اور تمہیں سزا دینے میں جلدی نہ فرمائی۔

(2).....ظاہری نعمت سے مراد اَعضاء کی درستی اور صورت کا حسن ہے اور باطنی نعمت سے مراد دل کا اعتقاد ہے۔

(3).....ظاہری نعمت سے مراد رزق ہے اور باطنی نعمت سے مراد حسنِ خُلق ہے۔

(4).....ظاہری نعمت سے مراد شرعی اَحکام کا ہلکا ہونا ہے اور باطنی نعمت سے مراد شفاعت ہے۔

(5).....ظاہری نعمت سے مراد اسلام کا غلبہ اور دشمنوں پر فتح یاب ہونا ہے اور باطنی نعمت سے مراد فرشتوں کا امداد کے لئے آنا ہے۔

(6).....ظاہری نعمت سے مراد رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیروی ہے اور باطنی نعمت سے مراد ان کی

---

1 .....تفسیر کبیر، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۰، ۹/۱۲۳-۱۲۴، جلالین، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۰، ص۳۴۷، مدارک، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۰، ص۹۲۱، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

محبت ہے۔[1]

یہ تو چند نعمتیں ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو اتنی کثیر ہیں کہ انہیں شمار ہی نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا[2]

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اس نے تمہیں وہ بھی بہت کچھ دیدیا جو تم نے اس سے مانگا اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کرسکو گے۔

تو کیا یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت کی معرفت حاصل کرنے کے لئے کافی نہیں۔

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ: اور کچھ لوگ اللہ کے بارے میں علم کے بغیر جھگڑتے ہیں۔﴾ ارشاد فرمایا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑتے ہیں حالانکہ ان کے پاس نہ علم ہے، نہ عقل اور نہ ہی کوئی روشن کتاب ہے، اس لئے وہ جو کہیں گے جہالت اور نادانی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی شان میں اس طرح کی جرأت اور لب کشائی انتہائی بیجا اور گمراہی ہے۔ **شانِ نزول:** یہ آیت نضر بن حارث، اُبی بن خلف، امیہ بن خلف اور ان جیسے دیگر کفار کے بارے میں نازل ہوئی جو بے علم اور جاہل ہونے کے باوجود نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے متعلق جھگڑے کیا کرتے تھے۔[3]

نوٹ: اس آیت کی تفسیر سے متعلق مزید کلام سورۂ حج کی آیت نمبر 8 کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں۔

یہاں جو بات نہایت اہم ہے وہ یہ ہے کہ عقائد میں کلام کرنے کو لوگوں نے بہت آسان سمجھ رکھا ہے اور اگر عوام میں بیٹھ کر دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ میڈیا کی وجہ سے لوگوں نے جیسے سیاست و ریاست کے ہر مسئلے پر کلام کرنے کو اپنا حق سمجھ لیا ہے اسی طرح دین، اسلام، قرآن، ایمان، آخرت اور خدا کے بارے میں بھی بے سوچے سمجھے بس اپنے دماغ میں اپنی کوئی من پسند یا سنی سنائی بات بٹھا کر کلام کر لینے کو آسان سمجھ لیا ہے۔ یہ نہایت خطرناک رَوِش ہے۔ سیاست وغیرہ میں لوگ مختلف نکتہ ہائے نظر رکھ سکتے ہیں لیکن عقائد اور دین کا معاملہ ایسا نہیں ہے وہاں مُتَعَیَّن طور پر وہی

---

1 .....خازن، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۰، ۳/۴۷۲.

2 .....ابراھیم: ۳۴.

3 .....خازن، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۰، ۳/۴۷۲.

www.dawateislami.net

عقیدہ رکھنا فرض ہے جو قرآن وحدیث میں آیا ہے اور جسے امتِ مُسلِمہ نے اپنایا ہے۔اس لئے ایمان کی حفاظت اسی میں ہے کہ عقیدے کے معاملے میں کوئی بھی شخص اپنی ذاتی رائے ہرگز نہ دے بلکہ کوئی بات ہو تو فوراً یہی کہے کہ میرا عقیدہ وہی ہے جو قرآن وحدیث میں بیان ہوا اور میں اپنی رائے سے نہ کوئی بات کہنا چاہتا ہوں اور نہ امتِ مسلمہ سے ہٹ کر کسی کی رائے سننا چاہتا ہوں۔

علماء اور مُفتیانِ کرام سے مسائل پوچھنے والوں کو نصیحت

اس آیت سے معلوم ہوا کہ علم کے بغیر دینی احکام اور مسائل میں بحث نہیں کرنی چاہئے ،اس سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے جو علماء اور مُفتیانِ کرام سے مسائل پوچھنے آتے ہیں اور جب انہیں اپنی پسند اور مراد کے مطابق جواب نہیں ملتا تو وہ جاہلوں کی طرح جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ ایک عالم اور مفتی کی ذمہ داری شریعت کے حکم کو بیان کرنا ہے جبکہ عوام کی ذمہ داری اس حکم کے مطابق عمل کرنا ہے نہ کہ بحث کرنا اور جاہلوں کی طرح جھگڑا شروع کر دینا تو کسی مسلمان کی شان نہیں بلکہ یہ تو کافروں کا طریقہ ہے،لہٰذا اس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَاؕ اَوَ لَوْ كَانَ الشَّیْطٰنُ یَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِیْرِ ۲۱

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب اُن سے کہا جائے اس کی پیروی کرو جو اللہ نے اُتارا تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ شیطان ان کو عذابِ دوزخ کی طرف بلاتا ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جب ان سے کہا جائے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل فرمایا ہے تو کہتے ہیں: بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ کیا اگرچہ شیطان ان کو عذابِ دوزخ کی طرف بلا رہا ہو۔

﴿ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ :اور جب ان سے کہا جائے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ جب ان جھگڑا کرنے والوں سے کہا جائے کہ جو قرآن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر نازل فرمایا ہے تم اس کی پیروی کرو،تو اس کے جواب میں وہ کہتے

www.dawateislami.net

ہیں: ہم اس کی پیروی نہیں کریں گے بلکہ ہم تو اپنے باپ دادا کے طریقے پر ہی رہیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ کیا اگر چہ شیطان انہیں جہنم کے عذاب کی طرف بلا رہا ہو جب بھی وہ اپنے باپ دادا ہی کی پیروی کئے جائیں گے۔ یہ کتنے بیوقوف ہیں کہ انہیں معلوم بھی ہے کہ شیطان انہیں گمراہ کر رہا ہے اور دوزخ کی طرف بلا رہا ہے مگر پھر بھی شریعت پر چلنے کی بجائے جاہل باپ دادوں کی پیروی میں لگے ہوئے ہیں۔ (1)

وَمَنْ یُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰىؕ وَ اِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ(۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اپنا منہ اللہ کی طرف جھکا دے اور ہو نیکوکار تو بیشک اُس نے مضبوط گرہ تھامی اور اللہ ہی کی طرف ہے سب کاموں کی انتہا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو جو اپنا منہ اللہ کی طرف جھکا دے اور وہ نیک ہو تو بیشک اس نے مضبوط سہارا تھام لیا اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے۔

﴿وَمَنْ یُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ: تو جو اپنا منہ اللہ کی طرف جھکا دے۔﴾ یعنی جو اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس کا دین قبول کرے، اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو، اپنے کام اسی کے سپرد کرے اور اسی پر بھروسہ رکھے اور وہ نیک اعمال کرنے والا بھی ہو تو بیشک اس نے مضبوط سہارا تھام لیا اور اس کے ذریعے وہ اعلیٰ مَراتب پر فائز ہو جائے گا اور سب کاموں کی انتہا اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے تو وہ ایسے شخص کو اچھی جزا دے گا۔ (2)

آخرت میں اچھی جزا پانے کے لئے ضروری عمل

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آخرت میں اچھی جزا پانے کے لئے صحیح ایمان اور درست نیک اعمال دونوں کا ہونا

1 .....روح البیان، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۱، ۷/۹۱، ملتقطاً.

2 .....خازن، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۲، ۳/۴۷۲، روح البیان، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۲، ۷/۹۲، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ضروری ہے، یہی چیز قرآن مجید میں اور مقامات پر بھی بیان کی گئی ہے، چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ہاں کیوں نہیں؟ جس نے اپنا چہرہ اللہ کے لئے جھکا دیا اور وہ نیکی کرنے والا بھی ہو تو اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۚ الْحُسْنٰى ۚ وَ سَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا یُسْرًا (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بہرحال جو ایمان لایا اور اس نے نیک عمل کیا تو اس کا بدلہ بھلائی ہے اور عنقریب ہم اس کو آسان کام کہیں گے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ لَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓىٕكَ اَنْ یَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ (3)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو عنقریب یہ لوگ ہدایت والوں میں سے ہوں گے۔

چنانچہ جو ایمان والا نہیں اس کا کوئی بھی عمل صالح نہیں اگرچہ وہ ظاہری اعتبار سے کیسے ہی اچھے عمل کر رہا ہو اور جو صحیح ایمان لانے کے بعد نیک عمل نہیں کر رہا وہ اپنے آپ کو خطرے پر پیش کر رہا ہے کیونکہ برے اعمال اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب ہیں اور جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا اور اس پر اللہ تعالیٰ نے رحم نہ کیا تو اسے اس کے برے اعمال کے حساب سے ایک عرصے تک کے لئے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ پہلے صحیح ایمان لایا جائے اور پھر نیک اعمال کئے جائیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آخرت میں اچھی جزا نصیب ہو۔

1 .....بقرہ:۱۱۲.
2 .....کہف:۸۸.
3 .....توبہ:۱۸.

www.dawateislami.net

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْاؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کفر کرے تو تم اس کے کفر سے غم نہ کھاؤ اُنھیں ہماری ہی طرف پھرنا ہے ہم اُنہیں بتادیں گے جو کرتے تھے بیشک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے۔ ہم اُنہیں کچھ برتنے دیں گے پھر اُنہیں بے بس کر کے سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جو کفر کرے تو اس کا کفر آپ کو غمگین نہ کرے۔ انہیں ہماری ہی طرف پھرنا ہے تو ہم انہیں بتا دیں گے جو انہوں نے کیا ہوگا بیشک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے۔ ہم انہیں کچھ فائدہ اٹھانے دیں گے پھر انہیں سخت عذاب کی طرف مجبور کریں گے۔

﴿وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ: اور جو کفر کرے تو اس کا کفر آپ کو غمگین نہ کرے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ تسلی رکھیں اور کفر کرنے والے کے کفر پر غمزدہ نہ ہوں کیونکہ اس کا کفر کرنا دنیا و آخرت میں آپ کے لئے کسی طرح نقصان دہ نہیں، ان لوگوں کو مرنے کے بعد ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اور ہم انہیں ان کے اعمال کی سزا دیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جس طرح ان کے ظاہری اعمال کو جانتا ہے اسی طرح ان کے دلوں کی بات بھی جانتا ہے تو وہ انہیں اس کی بھی سزا دے گا جو ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے۔ (1)

﴿نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا: ہم انہیں کچھ فائدہ اٹھانے دیں گے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ ہم ان کافروں کو تھوڑی مہلت دیں گے تاکہ وہ اپنی موت تک دنیا کی نعمتوں سے مزے اٹھالیں، پھر انہیں آخرت میں سخت عذاب کی طرف جانے پر مجبور کر دیں

1 .....صاوی، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۳، ۵/ ۱۶۰۴، روح البیان، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۳، ۷/ ۹۲، تفسیر کبیر، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۳، ۹/ ۱۲۶، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

گے اور وہ جہنم کا عذاب ہے جس سے یہ لوگ کبھی رہائی نہ پاسکیں گے۔ (1)

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر تم اُن سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین تو ضرور کہیں گے اللہ نے تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کو بلکہ اُن میں اکثر جانتے نہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کس نے بنائے؟ تو ضرور کہیں گے: ”اللہ نے“ تم فرماؤ: تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں بلکہ ان میں اکثر جانتے نہیں۔

﴿وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ: اور اگر تم ان سے پوچھو۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کافر اگرچہ کفر اور شرک کی وادیوں میں گھوم رہے ہیں لیکن اگر ان سے سوال کیا جائے کہ بتاؤ یہ زمین اور آسمان کس نے بنائے ہیں؟ تو ضرور ان کا جواب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں۔ اُن کے اقرار سے یہ لازم آتا ہے کہ جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے وہ اللہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں، تو واجب ہوا کہ اس کی حمد کی جائے، اس کا شکر ادا کیا جائے اور اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کی جائے جبکہ ان جاہلوں کا حال یہ ہے کہ خالق صرف اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور عقیدہ یہ رکھتے ہیں کہ (مَعَاذَاللہ) شرک اللہ تعالیٰ کے قریب کردیتا ہے۔ (2)

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بیشک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔

1 .....خازن، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۴، ۳/۴۷۲، جلالین، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۴، ص۳۴۷، ملتقطاً.

2 .....مدارک، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۵، ص۹۲۰، صاوی، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۵، ۵/۱۶۰۴، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللّٰہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بیشک اللّٰہ ہی بے نیاز، تعریف کے لائق ہے۔

﴿لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ: اللّٰہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللّٰہ تعالیٰ کے مملوک، مخلوق اور بندے ہیں اور جب اللّٰہ تعالیٰ کی یہ شان ہے تو زمین و آسمان میں اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ (1)

﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ: بیشک اللّٰہ ہی بے نیاز ہے، تعریف کے لائق ہے۔﴾ یعنی آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے پہلے بھی اور بعد میں بھی اللّٰہ تعالیٰ ہی اپنی ذات اور صفات میں بے نیاز ہے اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا بے نیاز نہیں بلکہ ساری کائنات اسی کی محتاج ہے اور اللّٰہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں تعریف کے لائق ہے اگرچہ کوئی بھی اس کی حمد نہ کرے۔ (2)

وَ لَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور تو اللّٰہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی بیشک اللّٰہ عزت و حکمت والا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور زمین میں جتنے درخت ہیں اگر وہ سب قلمیں بن جاتے اور سمندر (ان کی سیاہی، پھر) اس کے بعد اس (پہلی سیاہی) کو سات سمندر مزید بڑھا دیتے تو بھی اللّٰہ کی باتیں ختم نہ ہوتیں بیشک اللّٰہ عزت والا، حکمت والا ہے۔

﴿وَ لَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ: اور زمین میں جتنے درخت ہیں اگر وہ سب قلمیں بن جاتے﴾ اس آیت میں اللّٰہ تعالیٰ نے ایک مثال کے ذریعے اپنی عظمت کا بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ساری زمین میں موجود تمام درختوں

1 .....جلالین، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۶، ص۳۴۸.

2 .....روح البیان، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۶، ۹۳/۷.

www.dawateislami.net

کی قلمیں بنادی جائیں جو کھربوں سے بھی کھربوں گنا زیادہ ہوں گی اور لکھنے کے لئے سمندر بلکہ سات سمندروں کو سیاہی بنالیا جائے اور ان قلموں اور سیاہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی عظمت مثلاً علم، قدرت، صِفات کو لکھا جائے تو سارے قلم اور سمندر ختم ہوجائیں لیکن عظمتِ الٰہی کے کلمات ختم نہ ہوں کیونکہ سمندر سات ہوں یا کروڑوں، جتنے بھی ہوں بہرحال وہ محدود ہیں اور ان کی کوئی نہ کوئی انتہاء ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کی کوئی انتہاء نہیں، تو مُتناہی چیز غیر متناہی کا اِحاطہ کرہی نہیں سکتی۔

اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں، ان میں سے دو قول درج ذیل ہیں۔

(1)..... جب تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہودیوں کے علماء نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا: ہم نے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں: ”وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا“ یعنی تمہیں تھوڑا علم دیا گیا ہے۔“ تو اس سے آپ کی مراد ہم لوگ ہیں یا صرف آپ کی قوم؟ ارشاد فرمایا ”سب مراد ہیں۔ انہوں نے کہا: کیا آپ کی کتاب میں یہ نہیں ہے کہ ہمیں توریت دی گئی ہے اور اس میں ہر چیز کا علم ہے؟ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”ہر چیز کا علم بھی اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے قلیل ہے اور تمہیں تو اللہ تعالیٰ نے اتنا علم دیا ہے کہ اگر اس پر عمل کرو تو نفع پاؤ گے۔ انہوں نے کہا: آپ کیسے یہ خیال فرماتے ہیں حالانکہ آپ کا قول تو یہ ہے کہ جسے حکمت دی گئی اسے خیرِ کثیر دی گئی، تو قلیل علم اور کثیر خیر کس طرح جمع ہوسکتے ہیں؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس صورت یہ آیت مدنی ہوگی۔

(2)..... یہودیوں نے قریش سے کہا تھا کہ مکہ میں جاکر رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے اس طرح کا کلام کریں۔ (1)

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۲۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت میں اٹھانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جان کا بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

1 .....مدارك، لقمان، تحت الآية: ۲۷، ص ۹۲۱، جلالين، لقمان، تحت الآية: ۲۷، ص ۳۴۸، خازن، لقمان، تحت الآية: ۲۷، ۳/۴۷۳، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت میں اٹھانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جان کا، بیشک اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

﴿ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ :تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت میں اٹھانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جان کا۔﴾ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور علم کے کمال کو بیان فرمایا اور اب یہاں سے قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے سے متعلق کفارِ مکہ کو سمجھایا جارہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے اہلِ مکہ! تم سب کو پیدا کرنا اور قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرکے اٹھانا اللہ تعالیٰ کیلئے ایک جان کو پیدا کرنے کے برابر ہے، یہ اللہ تعالیٰ پر کچھ دشوار نہیں کیونکہ اس کی قدرت تو یہاں تک ہے کہ اگر وہ چاہے تو ایک لفظ ”کُنْ“ فرما کر سب کو پیدا کردے۔ بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے اَقوال کو سننے والا اور تمہارے افعال کو دیکھنے والا ہے تو وہ تمہیں تمہاری باتوں اور عملوں کا بدلہ دے گا۔ (1)

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ اُبی بن خلف اور کفارِ مکہ کی ایک جماعت نے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مختلف مَراحل سے گزار کر ہمیں پیدا فرمایا، جیسے پہلے ہم نطفہ کی شکل میں تھے، پھر جما ہوا خون بنے، پھر گوشت کا ٹکڑا بنے، پھر ہماری ہڈیاں اور اَعضا وغیرہ بنے۔ تخلیق کے ان مراحل کو جاننے کے باوجود آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم سب کو ایک ہی گھڑی میں نئے سرے سے پیدا کرکے اٹھایا جائے گا! اس پر یہ آیت نازل ہوئی (2) اور اس میں گویا کہ فرمایا گیا: یہاں بہت آسانی سے پیدا فرمانا دوسری حکمتوں سے ہے نہ کہ رب تعالیٰ کی مجبوری کی بناء پر اور وہاں ایک دم پیدا فرمانے میں اپنی قدرتِ کاملہ کا اظہار ہوگا، لہٰذا غائب کو حاضر پر قیاس نہ کرو۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ یُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ۫ كُلٌّ یَّجْرِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

1 .....روح البیان، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۸، ۷/۹۶، خازن، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۸، ۳/۴۷۳، مدارک، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۸، ص۹۲۱، ملتقطاً.

2 .....صاوی، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۸، ۵/۱۶۰۵، ملخصاً.

www.dawateislami.net

خَبِیْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ﴿۳۰﴾ ع ۳ ۱۱ ۱۲

ترجمۂ کنزالایمان: اے سننے والے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ رات لاتا ہے دن کے حصے میں اور دن کرتا ہے رات کے حصے میں اور اس نے سورج اور چاند کام میں لگائے ہر ایک ایک مقرر میعاد تک چلتا ہے اور یہ کہ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جن کو پوجتے ہیں سب باطل ہیں اور اس لیے کہ اللہ ہی بلند بڑائی والا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے سننے والے! کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا، ہر ایک ایک مقررہ مدت تک چلتا ہے اور یہ کہ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جن کو لوگ پوجتے ہیں وہ سب باطل ہیں اور یہ کہ اللہ ہی بلندی والا، بڑائی والا ہے۔

﴿اَلَمْ تَرَ: اے سننے والے! کیا تو نے نہ دیکھا۔﴾ یہاں سے ایک بار پھر اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت پر دلائل بیان کئے جا رہے ہیں، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے سننے والے! کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور حکمت سے ایک موسم میں رات کے کچھ حصے کو کم کر کے دن میں داخل کر دیتا ہے اور ایک موسم میں دن کے کچھ حصے کو بڑھا کر رات میں داخل کر دیتا ہے اور جو وقت ایک میں سے کم کرتا ہے اسے دوسرے میں بڑھا دیتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو بندوں کے نفع کے لئے کام میں لگا دیا ہے اور ان میں سے ہر ایک، مقررہ مدت تک اپنی مخصوص رفتار سے چلتا رہے گا اور کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ یہ جو عجائبات بیان ہوئے ان پر صرف اللہ تعالیٰ ہی قادر ہے، اس لئے صرف وہی عبادت کا مستحق ہے اور اس کے سوا جن کو لوگ پوجتے ہیں وہ سب باطل اور فنا ہونے والے ہیں، لہٰذا ان میں سے کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ کی یہ قدرت و عظمت اس لئے

www.dawateislami.net

ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنی ذات وصفات میں بلندی والا اور بڑائی والا ہے۔ (1)

یاد رہے کہ آیت نمبر 29 میں جو سورج اور چاند کے بارے میں فرمایا گیا کہ ”ہر ایک ایک مقررہ مدت تک چلتا ہے“ اس میں مقررہ مدت سے مراد قیامت کا دن ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ دونوں اپنے اپنے مُعَیَّن اوقات تک چلتے ہیں جیسے سورج سال کے آخر تک اور چاند مہینے کے آخر تک چلتا ہے۔ (2)

نیز خیال رہے کہ اگرچہ بعض کفار انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو پوجتے ہیں مگر ان بزرگوں کو باطل نہیں کہا جاسکتا، وہ بالکل حق ہیں البتہ ان کی عبادت کرنا باطل ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے لفظ ”مَا“ ذکر فرمایا ہے اور یہ لفظ عربی زبان میں بے عقل چیزوں کے لئے آتا ہے تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ جن پتھروں اور درختوں وغیرہ بے جان چیزوں کو لوگ پوجتے ہیں وہ باطل ہیں۔ یا یہاں یہ لفظ مصدر کے معنی میں ہے یعنی تمہارا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو پوجنا باطل اور جھوٹ ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِیُرِیَكُمْ مِّنْ اٰیٰتِهٖؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: کیا تو نے نہ دیکھا کہ کشتی دریا میں چلتی ہے اللہ کے فضل سے تاکہ تمہیں وہ اپنی کچھ نشانیاں دکھائے بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر کرنے والے شکر گزار کو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کیا تو نے نہ دیکھا کہ دریا میں کشتی اللہ کے فضل سے چلتی ہے تاکہ وہ تمہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائے بیشک اس میں ہر بڑے صبر کرنے والے، بڑے شکر گزار کیلئے نشانیاں ہیں۔

﴿اَلَمْ تَرَ: کیا تو نے نہ دیکھا۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت کی ایک اور دلیل ذکر کی جارہی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے سننے والے! کیا تو نے نہ دیکھا کہ دریا میں کشتی اللہ تعالیٰ کے فضل، اس کی رحمت اور اس کے احسان سے چلتی

1 .....روح البیان، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۹-۳۰، ۷/۹۶-۹۸، خازن، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۹-۳۰، ۳/۴۷۳، مدارك، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۹-۳۰، ص۹۲۱، جلالین، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۹-۳۰، ص۳۴۸، ملتقطاً.

2 .....مدارك، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۹، ص۹۲۱.

www.dawateislami.net

ہے ورنہ اس کے لئے وہاں ہزارہا آفتیں موجود ہیں جو اس کی روانی میں رکاوٹ بن سکتی اور کشتی کو ڈبو سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فضل اس لئے فرمایا تاکہ وہ تمہیں اپنی وحدت، قدرت اور علم کے بعض دلائل اور اپنی قدرت کے عجائبات کی کچھ نشانیاں دکھادے۔ بیشک کشتی کی روانی میں ہر اس شخص کیلئے نشانیاں ہیں جو بلاؤں پر بڑا صبر کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بڑا شکر گزار ہو۔ صبر اور شکر یہ دونوں صفتیں مومن کی ہیں تو گویا ارشاد فرمایا ''اس میں ہر مومن کے لئے نشانیاں ہیں۔ (1)

وَ اِذَا غَشِیَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ۬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۳۲

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب اُن پر آ پڑتی ہے کوئی موج پہاڑوں کی طرح تو اللہ کو پکارتے ہیں نرے اسی پر عقیدہ رکھتے ہوئے پھر جب اُنہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اُن میں کوئی اعتدال پر رہتا ہے اور ہماری آیتوں کا انکار نہ کرے گا مگر ہر بڑا بے وفا ناشکرا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جب پہاڑوں جیسی کوئی موج ان پر آ پڑتی ہے تو اللہ ہی پر اعتقاد رکھتے ہوئے اسے پکارتے ہیں پھر جب (اللہ) انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو ان میں کوئی (ہی) اعتدال پر رہتا ہے اور ہماری آیتوں کا انکار صرف ہر بڑا بے وفا، ناشکرا ہی کرے گا۔

﴿وَ اِذَا غَشِیَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ: اور جب پہاڑوں جیسی کوئی موج ان پر آ پڑتی ہے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ جب کفار کو سمندری سفر کے دوران پہاڑوں جیسی موجیں نیست و نابود کرنے لگتی ہیں تو وہ اپنے معبودوں کو چھوڑ کر اللہ وَحْدَهٗ لَا

1 .....روح البیان، لقمان، تحت الآیۃ: ۳۱، ۷/۹۸، مدارک، لقمان، تحت الآیۃ: ۳۱، ص۹۲۲، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

شَرِیْک کو پکارتے، اس کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرتے اور اسی سے دعا و اِلتجاء کرنے لگتے ہیں اور اس وقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر ایک کو بھول جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی شانِ کریمی سے صحیح سلامت ساحل پر پہنچ جاتے تو ان میں سے چند ایک ہی اپنے ایمان اور اخلاص پر قائم رہتے ہیں ورنہ اکثریت پھر کفر کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ آیت عکرمہ بن ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی، جس سال مکہ مکرمہ فتح ہوا تو وہ سمندر کی طرف بھاگ گیا، وہاں مخالف ہوا نے گھیرا اور خطرے میں پڑ گئے تو عکرمہ نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اس خطرے سے نجات دے تو میں ضرور دو عالَم کے سردار محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں گا اور ان کی اطاعت کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور ہوا ٹھہر گئی۔ عکرمہ مکہ مکرمہ کی طرف آ گئے اور اسلام لائے اور بڑا اخلاص والا اسلام لائے تو یہ اعتدال پر رہنے والے تھے اور ان میں سے بعض ایسے تھے جنہوں نے عہد پورا نہ کیا، ان کے بارے میں اگلے جملے میں ارشاد ہوتا ہے کہ اور ہماری آیتوں کا انکار صرف ہر بڑا بے وفا، ناشکرا ہی کرے گا۔ (1)

اس سے معلوم ہوا کہ صرف مصیبت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور آرام میں بھول جانا کافروں کا عمل ہے۔ اس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے کیونکہ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَ اخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖۤ ۫ وَ لَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْــٴًـا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ۪ وقفة وَ لَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس میں کوئی باپ اپنے بچہ کے کام نہ آئے گا اور نہ کوئی کامی بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع دے بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو ہرگز تمہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی اور ہرگز تمہیں اللہ کے حلم پر دھوکا نہ دے وہ بڑا فریبی۔

1 .....خازن، لقمان، تحت الآیۃ: ۳۲، ۳/۴۷۴.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس میں کوئی باپ اپنی اولاد کے کام نہ آئے گا اور نہ کوئی بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع دینے والا ہوگا۔ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو دنیا کی زندگی ہرگز تمہیں دھوکا نہ دے اور ہرگز بڑا دھوکا دینے والا تمہیں اللہ کے علم پر دھوکے میں نہ ڈالے۔

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ﴾: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔﴾ یعنی اے اہل مکہ! اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو اور قیامت کے دن سے خوف کرو جس دن ہر انسان نفسی نفسی کہتا ہوگا اور باپ بیٹے کے اور بیٹا باپ کے کام نہ آسکے گا، نہ کافروں کی مسلمان اولاد انہیں فائدہ پہنچا سکے گی نہ مسلمان ماں باپ کافر اولاد کو۔ بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور ایسا دن ضرور آنا اور دوبارہ زندہ کئے جانے، اعمال کا حساب لئے جانے اور ان کی جزا دیئے جانے کا وعدہ ضرور پورا ہونا ہے تو دنیا کی زندگی جس کی تمام نعمتیں اور لذتیں فانی ہیں وہ تمہیں ہرگز دھوکا نہ دے کہ ان نعمتوں اور لذتوں کے شیفتہ ہو کر ایمان کی نعمت سے محروم رہ جاؤ اور ہرگز بڑا دھوکہ دینے والا شیطان دور دراز کی امیدوں میں ڈال کر تمہیں اللہ تعالیٰ کے علم پر دھوکے میں نہ ڈالے اور تمہیں گناہوں میں مبتلا نہ کردے۔[1]

اس آیت میں یہودیوں اور عیسائیوں کے باطل عقائد کا بھی رد ہے کہ یہودی کہتے تھے: ہم پیغمبروں کی اولاد ہیں اس لیے ہمیں کوئی عذاب نہ دیا جائے گا، جبکہ عیسائی یہ کہتے تھے: حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ہم سب کی طرف سے کفارہ ادا کر دیا ہے اس لیے ہمیں بھی کچھ نہیں ہوگا۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ عقیدے کی درستی کے بغیر کوئی کسی کو نفع نہ دے سکے گا، ہاں عقیدہ درست ہوا تو نیک دوست، نیک والدین، نیک اولاد سب کی طرف سے فائدہ مُتَوَقّع ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِۚ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَۚ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًاؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ(۳۴)ع

ع ۱۳

1 .....روح البیان، لقمان، تحت الآیۃ: ۳۳، ۷ / ۱۰۰-۱۰۱، خازن، لقمان، تحت الآیۃ: ۳۳، ۳ / ۴۷۴، مدارک، لقمان، تحت الآیۃ: ۳۳، ص۹۲۲، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اُتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بیشک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہ بارش اتارتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ بیشک اللہ علم والا، خبردار ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ: بیشک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔﴾ **شانِ نزول:** یہ آیت حارث بن عمرو کے بارے میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہو کر قیامت کا وقت دریافت کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ میں نے کھیتی بوئی ہے، مجھے خبر دیجئے کہ بارش کب آئے گی؟ اور میری عورت حاملہ ہے، مجھے بتائیے کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے، لڑکا یا لڑکی؟ نیز یہ تو مجھے معلوم ہے کہ کل میں نے کیا کیا، البتہ مجھے یہ بتائیے کہ آئندہ کل کو میں کیا کروں گا؟ نیز میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میں کہاں پیدا ہوا، لیکن مجھے یہ بتائیے کہ میں کہاں مروں گا؟ اس کے جواب میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔ (1)

آیت ”اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ“ سے متعلق اہم کلام

اس آیت میں پانچ چیزوں کے علم کی خصوصیت اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیان فرمائی گئی اور مخلوق کو علمِ غیب عطا کئے جانے کے بارے میں سورۂ جن کی آیت نمبر 26 اور 27 میں ارشاد ہوا:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

ترجمۂ کنزُالعِرفان: غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مکمل اطلاع نہیں دیتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ علمِ غیب آیت میں مذکور پانچ چیزوں سے متعلق ہو یا کسی اور چیز کے بارے میں،

1 .....روح البیان، لقمان، تحت الآیۃ: ۳۴، ۷/۱۰۳.

www.dawateislami.net

ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے بتادینے سے مخلوق بھی غیب جان سکتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ ذاتی علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، اور اولیاءِ عظام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ کو غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے بتانے سے معجزہ اور کرامت کے طور پر عطا ہوتا ہے، یہ اس اِختصاص کے مُنافی نہیں جو آیت میں بیان ہوا بلکہ اس پر کثیر آیتیں اور حدیثیں دلالت کرتی ہیں، بارش کا وقت اور حمل میں کیا ہے اور کل کو کیا کرے گا اور کہاں مرے گا ان اُمور کی خبریں اَنبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اَولیاءِ عظام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ نے بکثرت دی ہیں اور قرآن و حدیث سے ثابت ہیں، جیسے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو فرشتوں نے حضرت اِسحٰق عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پیدا ہونے کی اور حضرت زکریا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو حضرت یحییٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پیدا ہونے کی اور حضرت مریم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پیدا ہونے کی خبریں دیں، تو ان فرشتوں کو بھی پہلے سے معلوم تھا کہ ان حملوں (حمل کی جمع) میں کیا ہے اور ان حضرات کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطلاعیں دی تھیں اور ان سب کا جاننا قرآنِ کریم سے ثابت ہے، تو اس آیت کے معنی قطعاً یہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ اس کے یہ معنی مراد لینا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بھی کوئی نہیں جانتا، محض باطل اور صدہا آیات واَحادیث کے خلاف ہے۔

نوٹ: اس آیت اور اس جیسی دیگر آیات سے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے فتاویٰ رضویہ کی 26 ویں جلد میں موجود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا رسالہ ”اَلصَّمْصَامُ عَلٰی مُشَکِّکٍ فِیْ آیَۃِ عُلُوْمِ الْاَرْحَامْ“ (علومِ اَرحام سے تعلق رکھنے والی آیتوں سے متعلق کلام) کا مطالعہ فرمائیں۔

www.dawateislami.net

سُوْرَةُ السَّجْدَة

سورۂ سجدہ کا تعارف

مقام نزول

سورۂ سجدہ آیت نمبر 18 ”اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا“ سے شروع ہونے والی تین آیتوں کے علاوہ مکیہ ہے۔ (1)

رکوع اور آیات کی تعداد

اس سورت میں 3 رکوع اور 30 آیتیں ہیں۔

”سجدہ“ نام رکھنے کی وجہ

اس سورت کی آیت نمبر 15 میں ان مسلمانوں کا وصف بیان کیا گیا ہے جو قرآنِ پاک کی آیات سن کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے اور اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے ہیں، اس مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورۂ سجدہ“ رکھا گیا۔

سورۂ سجدہ کے فضائل

(1).....حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دَہر کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (2)

(2).....حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس وقت تک نیند نہ فرماتے جب تک سورۂ سجدہ اور سورۂ ملک کی تلاوت نہ فرما لیتے۔ (3)

(3).....حضرت خالد بن معدان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”نجات دلانے والی سورت کو پڑھا کرو اور وہ سورت ”الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ تَنْزِیْلُ“ ہے۔ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ ایک شخص صرف اسی سورت کی تلاوت کیا کرتا تھا اور وہ بکثرت گناہ بھی کرتا تھا۔ (اس شخص کے انتقال کے بعد) اس سورت نے اس کے اوپر اپنے پر پھیلا دیئے اور کہا ”اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ،

1 .....خازن، تفسیر سورۃ السجدۃ، ۳/۴۷۵.

2 .....بخاری، کتاب الجمعۃ، باب ما یقرأ فی صلاۃ الفجر یوم الجمعۃ، ۱/۳۰۸، الحدیث: ۸۹۱.

3 .....ترمذی، کتاب الدعوات، ۲۲-باب منہ، ۵/۲۵۸، الحدیث: ۳۴۱۵.

www.dawateislami.net

اس کی مغفرت فرمادے، کیونکہ یہ کثرت سے میری تلاوت کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے بارے میں اس سورت کی شفاعت قبول فرمالی اور فرمایا ''اس کے ہر گناہ کے بدلے میں ایک نیکی لکھ دو اور اس کا ایک درجہ بلند کردو۔ (1)

سورۂ سجدہ کے مَضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ مشرکین مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار کرتے تھے اور اس سورت میں بطورِ خاص مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کو ثابت کیا گیا ہے۔ نیز اس سورت میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں۔

(1).....اس سورت کی ابتداء میں یہ بیان کیا گیا کہ قرآن اللہ تعالیٰ کی وہ کتاب ہے جو اس نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر نازل فرمائی اور اس چیز میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔

(2)..... نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی رسالت کو ثابت کیا گیا اور مشرکین کے اس نظریے کا رد کیا گیا کہ قرآن حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی طرف سے بنالیا ہے۔

(3).....اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت اور قدرت پر دلائل ذکر کئے گئے۔

(4).....کفار اور فرمانبردار مسلمانوں کا حال بیان کیا گیا کہ قیامت کے دن کافر ذلت و رسوائی کا سامنا کریں گے، نیک اعمال کرنے کی خاطر دنیا میں لوٹ جانے کی تمنا کریں گے اور وہ دردناک عذاب چکھیں گے جبکہ مسلمان چونکہ دنیا میں راتوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے، خوف اور امید رکھتے ہوئے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو پکارتے تھے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے اپنے مال راہِ خدا میں خرچ کرتے تھے، اس لئے آخرت میں انہیں ان کے اعمال کی جزاء عظیم ثواب کی صورت میں ملے گی، اللہ تعالیٰ کا فضل دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور انہیں جنت میں ہمیشہ کے لئے داخلہ نصیب ہوگا۔

(5)..... یہ بتایا گیا ہے کہ کفار اور مسلمانوں کا انجام ایک جیسا نہیں ہے۔

(6).....تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی رسالت کے درمیان مشابہت بیان کی گئی ہے۔

1 .....سنن دارمی، کتاب فضائل القرآن، باب فی فضل سورۃ تنزیل السجدۃ و تبارك، ۲/۵۴۶، الحدیث: ۳۴۰۸۔

www.dawateislami.net

(7)..... انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلانے والی سابقہ امتوں پر نازل ہونے والے عذاب کا ذکر کر کے اس امت میں سے رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو جھٹلانے والوں کو ڈرایا گیا ہے۔

(8)..... اس سورت کے آخر میں اسلام کے بنیادی عقائد، توحید، رسالت اور حشر و نشر پر کلام کیا گیا ہے۔

سورۂ لقمان کے ساتھ مناسبت

سورۂ سجدہ کی اپنے سے ماقبل سورت ''لقمان'' کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ سورۂ لقمان میں جن پانچ مخصوص غیبی چیزوں کے ذاتی علم کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا بیان کیا گیا ان پانچ چیزوں کی تشریح سورۂ سجدہ میں کی گئی ہے۔[1]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: کتاب کا اُتارنا بیشک پروردگارِ عالَم کی طرف سے ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: الٓمّٓ۔ کتاب کا اتارنا بیشک پروردگارِ عالم کی طرف سے ہے۔

﴿الٓمّٓ﴾ یہ حروفِ مُقَطَّعات میں سے ایک حرف ہے، اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

﴿تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ: کتاب کا نازل کرنا۔﴾ اس آیت میں بتایا جارہا ہے کہ قرآنِ کریم کو معجزہ بنا کر نازل کرنا رَبُّ الْعالَمین عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے اور اسی وجہ سے اس کے مثل ایک سورت یا چھوٹی سی عبارت بنانے سے عرب کے تمام فصیح و بلیغ لوگ عاجز رہ گئے۔

1 .....تناسق الدرر، سورة السجدة، ص ۱۱۱، ملخصاً.

www.dawateislami.net

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ۳

ترجمۂ کنزالایمان: کیا کہتے ہیں اُن کی بنائی ہوئی ہے بلکہ وہی حق ہے تمہارے رب کی طرف سے کہ تم ڈراؤ ایسے لوگوں کو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا اس امید پر کہ وہ راہ پائیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اِس نبی نے یہ قرآن خود بنالیا ہے؟ بلکہ یہی تمہارے رب کی طرف سے حق ہے تاکہ تم ان لوگوں کو ڈر سناؤ جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہیں آیا اس امید پر (ڈراؤ) کہ وہ ہدایت پائیں۔

﴿اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ: کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس نبی نے یہ قرآن خود بنالیا ہے؟﴾ جب حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام قرآنِ پاک کو لے کر نازل ہوئے تو کفارِ قریش نے اس کا انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ یہ مُقَدَّس کتاب رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے پاس سے بنالی ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کیا مشرکین یہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے یہ قرآن خود بنالیا ہے؟ ایسا ہرگز نہیں، بلکہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، یہی قرآن تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے حق ہے اور یہ اس لئے نازل ہوا تاکہ آپ ان لوگوں کو، جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہیں آیا اس امید پر (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) ڈرائیں کہ وہ گمراہی سے ہدایت پاجائیں۔ (1)

اس آیت میں جو بیان ہوا کہ ”جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہیں آیا“ ان لوگوں سے مراد زمانۂ فِتْرَت کے لوگ ہیں۔ اہلِ عرب کے لئے اس زمانے کی مدت حضرت اسماعیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے لے کر رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تک تھی اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں کے لئے وہ زمانہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد سے حضور سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بِعْثَت تک تھا کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی رسول نہیں آیا۔

1 .....تفسیر سمرقندی، السجدۃ، تحت الآیۃ: ۳، ۳/۲۷، ملخصاً.

www.dawateislami.net

حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد دنیا میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے علاوہ کسی نبی کے تشریف نہ لانے کی صراحت اس حدیث پاک میں بھی موجود ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور سیّد المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''میں دنیا اور آخرت میں حضرت عیسیٰ بن مریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سب سے زیادہ نزدیک ہوں۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: یارسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، کس طرح؟ ارشاد فرمایا: سارے انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام عَلّاتی بھائی ہیں جن کی مائیں (یعنی فروعی احکام) الگ الگ ہیں اور ان کا دین (یعنی اصولی عقائد) ایک ہے اور میرے اور حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ (1)

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا شَفِیْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۴

ترجمۂ کنزالایمان: اللّٰہ ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استوا فرمایا اس سے چھوٹ کر تمہارا کوئی حمایتی نہ سفارشی تو کیا تم دھیان نہیں کرتے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللّٰہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سب کچھ چھ دن میں بنایا پھر عرش پر استواء فرمایا (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) اس کے علاوہ تمہارا کوئی مددگار نہیں اور نہ کوئی سفارش کرنے والا ہے تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ: اللّٰہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین کو بنایا۔﴾ یہاں سے اللّٰہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیّت اور قدرت کے دلائل بیان فرمائے ہیں۔ یاد رہے کہ آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اسے چھ دن میں بنانے اور اپنی شان کے لائق عرش پر اِستواء فرمانے کی تفصیل سورۂ اَعراف، آیت نمبر 54 کے تحت

1 .....مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل عیسی علیہ السلام، ص ۱۲۸۷، الحدیث: ۱۴۵ (۲۳۶۵).

www.dawateislami.net

تفسیر میں گزر چکی ہے اور جن 6 دنوں میں دنیا بنائی ان کی تفصیل سے متعلق یہاں ایک حدیثِ پاک ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: ”اللّٰہ تعالیٰ نے زمین کو ہفتہ کے دن پیدا فرمایا اور اتوار کے دن زمین میں پہاڑوں کو پیدا کیا اور پیر کے دن درختوں کو پیدا کیا اور منگل کے دن ناپسندیدہ چیزوں کو پیدا کیا اور بدھ کے دن نور کو پیدا کیا اور جمعرات کے دن زمین پر چلنے والے جانداروں کو پیدا کیا اور تمام مخلوق کے آخر میں حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جمعہ کے دن، اس کی ساعات میں سے آخری ساعت میں، عصر کے بعد سے رات کے وقت کے درمیان پیدا کیا۔ (1)

﴿مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا شَفِیْعٍ: اس کے علاوہ تمہارا کوئی مددگار نہیں اور نہ کوئی سفارش کرنے والا ہے۔﴾ یعنی اے گروہِ کفار! اگر تم اللّٰہ تعالیٰ کی خوشنودی کی راہ یعنی اسلام اختیار نہ کرو گے اور ایمان نہ لاؤ گے تو نہ تمہیں کوئی مددگار ملے گا جو تمہاری مدد کر سکے، نہ کوئی شفیع جو تمہاری شفاعت کرے تو کیا تم اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے کی گئی نصیحتوں سے نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ (2)

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝۵

ترجمۂ کنزالایمان: کام کی تدبیر فرماتا ہے آسمان سے زمین تک پھر اسی کی طرف رجوع کرے گا اس دن کہ جس کی مقدار ہزار برس ہے تمہاری گنتی میں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: وہ آسمان سے زمین تک (ہر) کام کی تدبیر فرماتا ہے پھر (ہر کام) اُس دن میں اسی کی طرف رجوع کرے گا جس کی مقدار تمہاری گنتی سے ہزار سال ہے۔

﴿یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ: وہ آسمان سے زمین تک (ہر) کام کی تدبیر فرماتا ہے۔﴾ یعنی اللّٰہ تعالیٰ قیامت

1 .....مسلم، کتاب صفة القیامة و الجنّة و النار، باب ابتداء الخلق و خلق آدم علیه السلام، ص ۱۵۰۰، الحدیث: ۲۷ (۲۷۸۹).

2 .....جلالین، السجدة، تحت الآیة: ٤، ص ۳٤۹، مدارك، السجدة، تحت الآیة: ٤، ص ۹۲٤، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

تک ہونے والے دنیا کے تمام کاموں کی اپنے حکم، اَمر اور اپنے قضاوقدر سے تدبیر فرماتا ہے۔ پھر دنیا کے فنا ہو جانے کے بعد اس دن اَمر وتدبیر یعنی بندوں کو حاصل ظاہری تَصَرُّف بھی اللہ تعالیٰ کے پاس منتقل ہو جائے گا جس کی مقدار دنیا کے اَیّام کے حساب سے ہزار سال ہے اور وہ دن روزِ قیامت ہے۔ (1)

قیامت کے دن کی درازی

یاد رہے کہ قیامت کے دن کی درازی بعض کافروں کے لئے ہزار برس کے برابر ہوگی اور بعض کے لئے پچاس ہزار برس کے برابر، جیسا کہ سورۂ معارج میں ہے:

تَعْرُجُ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ الرُّوْحُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ (2)

ترجمۂ کنزالعرفان: فرشتے اور جبرئیل اس کی بارگاہ کی طرف چڑھتے ہیں، وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔

اور مومن پر یہ دن ایک فرض نماز کے وقت سے بھی ہلکا ہوگا جو دنیا میں پڑھتا تھا، جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! قیامت کا دن مومن پر ہلکا ہوگا حتّٰی کہ اس فرض نماز سے بھی زیادہ ہلکا ہوگا جو مومن دنیا میں پڑھا کرتا تھا۔ (3)

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝۶

ترجمۂ کنزالایمان: یہ ہے ہر نہاں اور عیاں کا جاننے والا عزت و رحمت والا۔

ترجمۂ کنزالعرفان: یہ ہے (اللہ) ہر پوشیدہ اور کھلی ہوئی بات کو جاننے والا، عزت والا، رحمت والا۔

﴿ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ: یہ ہے (اللہ) ہر پوشیدہ اور کھلی ہوئی بات کو جاننے والا۔﴾ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ وہ آسمان سے زمین تک (ہر) کام کی تدبیر فرماتا ہے اور اس آیت میں بیان فرمایا کہ اے لوگو!

1 .....خازن، السجدة، تحت الآیة: ۵، ۳/۴۷۵، صاوی، السجدة، تحت الآیة: ۵، ۵/۱۶۱۲، ملتقطاً.

2 .....معارج: ۴.

3 .....مسند امام احمد، مسند ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ عنہ، ۴/۱۵۱، الحدیث: ۱۱۷۱۷.

www.dawateislami.net

اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کو جاننے والا ہے جو تمہاری نظروں سے پوشیدہ ہیں اور ان چیزوں کو بھی جاننے والا ہے جن کا تم مشاہدہ کر سکتے ہو اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے اور اس کے غیر کو اس کا شریک ٹھہرائے اور اس کے رسولوں کو جھٹلائے تو اللہ تعالیٰ اسے سزا دینے پر قدرت رکھتا ہے اور جو اپنی گمراہی سے توبہ کر لے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آئے اور نیک اعمال بجالائے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما کر رحمت فرمانے والا ہے۔ (1)

اَلَّذِیْۤ اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ۚ(۷) ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۚ(۸) ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ(۹)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی اور پیدائش انسان کی ابتدا مٹی سے فرمائی۔ پھر اُس کی نسل رکھی ایک بے قدر پانی کے خلاصہ سے۔ پھر اسے ٹھیک کیا اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور تمہیں کان اور آنکھیں اور دل عطا فرمائے کیا ہی تھوڑا حق مانتے ہو۔

ترجمۂ کنزالعرفان: وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی اور انسان کی پیدائش کی ابتداء مٹی سے فرمائی۔ پھر اس کی نسل ایک بے قدر پانی کے خلاصے سے بنائی۔ پھر اسے ٹھیک بنایا اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے۔ تم بہت تھوڑا شکر ادا کرتے ہو۔

﴿اَلَّذِیْۤ اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ: وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مزید صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نے جو چیز بھی بنائی وہ حکمت کے تقاضے کے عین مطابق بنائی ہے، ہر جاندار کو وہ صورت دی جو اُس کے معاش کے لئے بہتر ہے اور اس کو ایسے اعضاء عطا فرمائے جو اس کے معاش کے لئے مناسب ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو مٹی سے بنا کر انسان کی پیدائش کی ابتداء

1 ……تفسیر طبری، السجدۃ، تحت الآیۃ: ۶، ۱۰/ ۲۳۲-۲۳۳، ملخصاً.

www.dawateislami.net

مٹی سے فرمائی، پھر ان کی نسل ایک بے قدر پانی کے خلاصے یعنی نطفے سے بنائی، پھر اسے مکمل درست بنایا اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور اس کو بے حس، بے جان ہونے کے بعد حَسّاس اور جاندار کیا اور تمہارے کان، آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم سنو، دیکھو اور سمجھو اور تمہارا حال یہ ہے کہ ان عظیم نعمتوں کے مقابلے میں تم رب تعالیٰ کا بہت تھوڑا شکر ادا کرتے ہو۔ (1)

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآىٕ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝۱۰

ترجمۂ کنزالایمان: اور بولے کیا جب ہم مٹی میں مل جائیں گے کیا پھر نئے بنیں گے بلکہ وہ اپنے رب کے حضور حاضری سے منکر ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور انہوں نے کہا: کیا جب ہم مٹی میں گم ہو جائیں گے تو کیا پھر نئے سرے سے پیدا کئے جائیں گے؟ بلکہ وہ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔

﴿وَقَالُوْا: اور انہوں نے کہا۔﴾ قیامت کے بارے میں کفار جس شبہ میں مبتلا تھے یہاں اس کا ذکر کیا جا رہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ مرنے کے بعد اٹھنے کا انکار کرنے والے کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مٹی میں مل کر خاک ہو جائیں گے اور ہمارے اَجزاء مٹی سے ممتاز نہ رہیں گے تو ہم پھر نئے سرے سے پیدا کئے جائیں گے؟ ان کا رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کفار صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ہی منکر نہیں بلکہ وہ موت کے بعد اُٹھنے اور زندہ کئے جانے کا انکار کر کے اس انتہا تک پہنچ گئے ہیں کہ عاقبت کے تمام اُمور کے منکر ہیں حتّٰی کہ رب عَزَّوَجَلَّ کے حضور حاضر ہونے کا بھی انکار کرتے ہیں۔ (2)

1 .....خازن، السجدۃ، تحت الآیۃ: ۷-۹، ۳/۴۷۶، مدارک، السجدۃ، تحت الآیۃ: ۷-۹، ص۹۲۵، روح البیان، السجدۃ، تحت الآیۃ: ۷-۹، ۷/۱۱۱-۱۱۲، ملتقطاً.

2 .....خازن، السجدۃ، تحت الآیۃ: ۱۰، ۳/۴۷۶، مدارک، السجدۃ، تحت الآیۃ: ۱۰، ص۹۲۵، تفسیر طبری، السجدۃ، تحت الآیۃ: ۱۰، ۱۰/۲۳۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ(۱۱) ع ۱۱ ۱۲

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم فرماؤ: تمہیں موت کا فرشتہ وفات دیتا ہے جو تم پر مقرر ہے پھر تم اپنے رب کی طرف واپس کئے جاؤ گے۔

﴿قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ: تم فرماؤ: تمہیں موت کا فرشتہ وفات دیتا ہے۔﴾ اس فرشتہ کا نام حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلام ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے روحیں قبض کرنے پر مقرر ہیں۔ اپنے کام میں کچھ غفلت نہیں کرتے اور جس کی موت کا وقت آجاتا ہے، بلا تاخیر اس کی روح قبض کر لیتے ہیں۔ مروی ہے کہ ملک الموت عَلَیْہِ السَّلام کے لئے دنیا ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح کردی گئی ہے تو وہ مَشارق و مَغارب کی مخلوق کی روحیں کسی مشقت کے بغیر اُٹھا لیتے ہیں اور رحمت و عذاب کے بہت سے فرشتے اُن کے ماتحت ہیں۔ (1)

کافر اور مومن کی روح قبض کرتے وقت حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلام کی شکل

حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلام مومن اور کافر ہر انسان کی روح قبض فرماتے ہیں لیکن جب کافر کی روح قبض فرماتے ہیں تو اس وقت انتہائی ڈراؤنی شکل میں اس کے پاس آتے ہیں اور جب مومن کی روح قبض فرماتے ہیں تو انتہائی خوبصورت شکل میں اس کے پاس تشریف لاتے اور اس کے ساتھ نرمی و شفقت بھرا سلوک فرماتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں ”جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو اپنا خلیل بنالیا تو حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس بات کی اجازت طلب کی کہ وہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو اس کی خوشخبری دیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلام کو اجازت دے دی۔ جب حضرت عزرائیل عَلَیْہِ

1 .....خازن، السجدۃ، تحت الآیۃ: ۱۱، ۳/۴۷۶.

www.dawateislami.net

السَّلَام حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا: ”اے ملک الموت! عَلَیْہِ السَّلَام، مجھے دکھاؤ کہ تم کافروں کی روحیں کس طرح قبض کرتے ہو؟ حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: اے ابراہیم! عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، آپ اس (وقت کی میری حالت) کو دیکھ نہیں سکیں گے۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: ”میں دیکھ سکنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: آپ اپنا رخ پھیر لیجئے۔ جب (کچھ دیر بعد) حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے پلٹ کر ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف دیکھا تو وہ سیاہ رنگ کے آدمی کی شکل میں تھے، ان کا سر آسمان تک پہنچ رہا تھا، ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے اور ان کے جسم کا ہر بال ایک ایسے انسان کی صورت میں تھا جس کے منہ اور کانوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ (حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کی یہ حالت دیکھ کر) حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر غشی طاری ہوگئی۔ کچھ دیر بعد افاقہ ہوا اور اس عرصے میں ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام اپنی پہلی صورت میں آچکے تھے۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: ”اے ملک الموت! عَلَیْہِ السَّلَام، اگر کافر کو (موت کے وقت) آپ کی یہ صورت دیکھنے کے علاوہ کوئی اور غم یا آزمائش نہ بھی پہنچے تو یہی اس کے لئے کافی ہے۔ اب مجھے دکھاؤ کہ تم مومن کی روح کس طرح قبض کرتے ہو؟ حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: اپنا رخ پھیر لیجئے۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنا رخ پھیر لیا اور (کچھ دیر بعد) جب ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف دیکھا تو وہ سفید کپڑوں میں ملبوس ایک انتہائی خوبصورت چہرے والے نوجوان کی شکل میں موجود تھے۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا ”اگر مومن اپنی موت کے وقت آپ کی اس صورت کے علاوہ کوئی اور آنکھوں کی ٹھنڈک یا کرامت نہ بھی دیکھ سکے تو یہی اس کے لئے کافی ہے۔ (1)

حضرت خزرج رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک انصاری صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کو کھڑے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ”اے ملک الموت! عَلَیْہِ السَّلَام، میرے صحابی کے ساتھ نرمی اور شفقت سے پیش آنا کیونکہ وہ مومن ہے۔ حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ”یا رسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ خوش رہیں اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، میں آپ پر ایمان لانے والے ہر شخص کے ساتھ انتہائی نرمی اور شفقت سے پیش آتا ہوں۔ (2)

1 .....در منثور، السجدة، تحت الآیة: ۱۱، ۶/۵۴۱.
2 .....معجم الکبیر، خزرج الانصاری، ۴/۲۲۰، الحدیث: ۴۱۸۸.

www.dawateislami.net

﴿ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ﴾: پھر تم اپنے رب کی طرف واپس کئے جاؤ گے۔﴾یعنی موت کے بعد تم اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف واپس کئے جاؤ گے اور حساب و جزا کے لئے زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے۔ (1)

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور کہیں تم دیکھو جب مجرم اپنے رب کے پاس سر نیچے ڈالے ہوں گے اے ہمارے رب اب ہم نے دیکھا اور سنا ہمیں پھر بھیج کہ نیک کام کریں ہم کو یقین آ گیا۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور کسی طرح تم دیکھتے جب مجرم اپنے رب کے پاس اپنے سروں کو نیچے جھکائے ہوں گے (اور کہتے ہوں گے:) اے ہمارے رب! ہم نے دیکھا اور سنا تو ہمیں واپس بھیج دے تاکہ نیک کام کریں، بیشک ہم یقین کرنے والے ہیں۔

﴿وَلَوْ تَرٰى﴾: اور اگر تم دیکھتے۔﴾یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اگر آپ (قیامت کے دن کفار کی حالت) دیکھ لیں تو بہت خوفناک منظر دیکھیں گے کہ جب کفار و مشرکین اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے پاس اپنے افعال و کردار سے شرمندہ و نادم ہو کر، اپنے سروں کو نیچے جھکائے ہوئے ہوں گے اور عرض کرتے ہوں گے: اے ہمارے رب! عَزَّوَجَلَّ، اب ہم نے مرنے کے بعد اٹھنے کو اور تیرے وعدہ اور وعید کی سچائی کو دیکھ لیا جن کے ہم دنیا میں منکر تھے اور تجھ سے تیرے رسولوں کی سچائی کو سن لیا تو اب ہمیں دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک کام کریں۔ بیشک اب ہم یقین کرنے والے ہیں اور اب ہم ایمان لے آئے ہیں۔ لیکن اس وقت کا ایمان لانا انہیں کچھ کام نہ دے گا۔ (2)

اور کفار کا یہ کہنا بھی جھوٹ ہے کہ اگر انہیں دنیا میں لوٹا دیا جائے تو وہ نیک بن جائیں گے کیونکہ ان کا حال یہ

1 .....مدارك، السجدة، تحت الآية: ۱۱، ص ۹۲۵.

2 .....مدارك، السجدة، تحت الآية: ۱۲، ص ۹۲۶، خازن، السجدة، تحت الآية: ۱۲، ۳/۴۷۷، جلالين، السجدة، تحت الآية: ۱۲، ص ۳۴۹، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ہے کہ اگر انہیں دنیا میں واپس بھیج بھی دیا جائے تو یہ پھر پہلے کی طرح ہی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں گے، جیسا کہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَ لَا نُكَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَ نَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا یُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ لَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (1)

ترجمۂ کنزالعرفان: اور اگر آپ دیکھیں جب انہیں آگ پر کھڑا کیا جائے گا پھر یہ کہیں گے اے کاش کہ ہمیں واپس بھیج دیا جائے اور ہم اپنے رب کی آیتیں نہ جھٹلائیں اور مسلمان ہوجائیں۔ بلکہ پہلے جو یہ چھپا رہے تھے وہ ان پر کھل گیا ہے اور اگر انہیں لوٹا دیا جائے تو پھر وہی کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا تھا اور بیشک یہ ضرور جھوٹے ہیں۔

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَیْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَ لٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر ہم چاہتے ہر جان کو اُس کی ہدایت عطا فرماتے مگر میری بات قرار پا چکی کہ ضرور جہنم کو بھر دوں گا ان جِنّوں اور آدمیوں سب سے۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور اگر ہم چاہتے تو ہر جان کو اس کی ہدایت دیدیتے مگر میری یہ بات طے ہوچکی ہے کہ میں ضرور جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا۔

﴿وَلَوْ شِئْنَا: اور اگر ہم چاہتے۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ہم چاہتے تو ہر جان کو ایمان کی ہدایت اور توفیق دیدیتے اور اس پر ایسا لطف و کرم کرتے کہ اگر وہ اس کو اختیار کرتا تو راہ یاب ہوتا، لیکن ہم نے ایسا نہ کیا، کیونکہ ہم کافروں کو جانتے تھے کہ وہ کفر ہی اختیار کریں گے، اور میری یہ بات طے ہوچکی ہے کہ میں ضرور جہنم کو ان جنوں اور

1 .....انعام: ۲۷، ۲۸.

www.dawateislami.net

انسانوں سے بھر دوں گا جنہوں نے کفر اختیار کیا۔ (1)

جنوں اور انسانوں سے جہنم کو بھر دیا جائے گا

معلوم ہوا کہ جہنم کو کافر جنوں اور انسانوں سے بھر دیا جائے گا۔ ایک اور مقام پر ابلیس کو مُخاطَب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک میں ضرور تجھ سے اور تیری پیروی کرنے والوں سے سب سے جہنم بھر دوں گا۔

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِیْنٰكُمْ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اب چکھو بدلہ اس کا کہ تم اپنے اس دن کی حاضری بھولے تھے ہم نے تمہیں چھوڑ دیا اب ہمیشہ کا عذاب چکھو اپنے کئے کا بدلہ۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو اب چکھو اِس بات کا بدلہ کہ تم نے اپنے اس دن کی حاضری کو بھلا دیا تھا، بیشک ہم نے تمہیں چھوڑ دیا اور اپنے اعمال کے بدلے میں ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھو۔

﴿فَذُوْقُوْا: تو چکھو۔﴾ جب کافر جنّات اور انسان جہنم میں داخل ہوں گے تو جہنم کے خازن اُن سے کہیں گے ”تو اب عذاب کا مزہ چکھو کیونکہ تم نے اپنے اس دن کی حاضری کو بھلا دیا تھا اور دنیا میں ایمان نہ لائے تھے، بیشک ہم نے تمہیں عذاب میں چھوڑ دیا، اب تمہاری طرف کوئی توجہ نہ ہوگی اور تم اپنے کفر و تکذیب کے بدلے میں ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھو۔ (3)

1 ……مدارك، السجدة، تحت الآية: ۱۳، ص۹۲۶، خازن، السجدة، تحت الآية: ۱۳، ۳/۴۷۷، ملتقطاً.

2 ……ص: ۸۵.

3 ……خازن، السجدة، تحت الآية: ۱۴، ۳/۴۷۷، ملخصاً.

www.dawateislami.net

السجدة ۹

اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ السجدة

ترجمۂ کنزالایمان: ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب وہ اُنہیں یاد دلائی جاتی ہیں سجدہ میں گر جاتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ہماری آیتوں پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان آیتوں کے ذریعے انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدہ میں گر جاتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

﴿**اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا: ہماری آیتوں پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں۔**﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، کفار کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے آپ غمزدہ نہ ہوں، آپ پر اور قرآن کی آیتوں پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جو قرآن میں غور و فکر کرتے اور اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جب قرآن کی آیتوں کے ذریعے انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ خشوع و خضوع سے اور اسلام کی نعمت نصیب ہونے پر شکر گزاری کے لئے سجدہ میں گر جاتے ہیں اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور وہ اس کی عبادت کرنے سے تکبر نہیں کرتے۔ (1)

نوٹ: یاد رہے کہ یہ آیت آیاتِ سجدہ میں سے ہے، اسے پڑھنے اور سننے والے پر ”سجدۂ تلاوت“ کرنا واجب ہے۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾

1 .....قرطبی، السجدۃ، تحت الآیۃ: ۱۵، ۷/۷۴، الجزء الرابع عشر، مدارک، السجدۃ، تحت الآیۃ: ۱۵، ص۹۲۶، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اُن کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور اُمید کرتے اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خیرات کرتے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ان کی کروٹیں ان کی خوابگاہوں سے جدا رہتی ہیں اور وہ ڈرتے اور امید کرتے اپنے رب کو پکارتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خیرات کرتے ہیں۔

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ: ان کی کروٹیں ان کی خوابگاہوں سے جدا رہتی ہیں۔﴾ اس آیت میں ایمان والوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ رات کے وقت نوافل پڑھنے کے لئے نرم و گداز بستروں کی راحت کو چھوڑ کر اُٹھتے ہیں اور ذکر و عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو جاتے ہیں نیز اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے اور اس کی رحمت کی امید کرتے ہوئے اسے پکارتے ہیں۔

نمازِ تہجد کے دو فضائل

اس آیت کے مفہوم میں رات میں عبادت کرنا اور تہجد پڑھنا سب داخل ہیں، اس مناسبت سے یہاں تہجد کی نماز ادا کرنے کے دو فضائل ملاحظہ ہوں۔

(1)..... حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جنت میں بالا خانے ہیں جن کے بیرونی حصے اندر سے اور اندر کے حصے باہر سے نظر آتے ہوں گے۔ ایک اَعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کی: یارسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، یہ کس کے لئے ہوں گے؟ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جو اچھی گفتگو کرے، کھانا کھلائے، ہمیشہ روزہ رکھے اور رات میں نماز ادا کرے جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔“ (1)

(2)..... حضرت اسماء بنتِ یزید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”لوگ قیامت کے دن ایک میدان میں جمع کیے جائیں گے تو ایک پکارنے والا پکارے گا ”وہ لوگ کہاں ہیں جن

1 .....ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی قول المعروف، ۳/۳۹۶، الحدیث: ۱۹۹۱.

www.dawateislami.net

کے پہلو اپنی خواب گاہوں سے الگ رہتے تھے؟ چنانچہ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور وہ تھوڑے ہوں گے اور وہ جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے، پھر باقی تمام لوگوں کو حساب کی (جگہ کی) طرف جانے کا حکم دیا جائے گا۔ (1)

﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ: اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔﴾ یعنی ایمان والوں کا ایک وصف یہ ہے کہ ہم نے انہیں جو مال عطا کیا ہے اس میں سے وہ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔ (2)

زائد مال راہِ خدا میں خرچ کرنے کی فضیلت

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، میں نے رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اپنا زائد مال راہِ خدا میں خرچ کیا تو اس کے لئے سات سو گنا اجر ہے، اور جس نے اپنی جان اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا، یا کسی مریض کی عیادت کی، یا اَذِیّت دینے والی چیز کو ہٹایا تو اس کے لئے دس گنا اجر ہے۔ (3)

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لیے چھپا رکھی ہے صلہ اُن کے کاموں کا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو کسی جان کو معلوم نہیں وہ آنکھوں کی ٹھنڈک جو ان کے لیے ان کے اعمال کے بدلے میں چھپا رکھی ہے۔

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ: تو کسی جان کو نہیں معلوم۔﴾ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جنت کی نعمتیں آدمی کے تصور سے بڑھ کر ہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے نیک اعمال کے بدلے میں کیسی کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا رکھی ہے کسی جان کو اس چیز کا تفصیلی علم نہیں۔

1 .....شعب الایمان، باب الحادی والعشرون من شعب الایمان... الخ، تحسین الصلاۃ والاکثار منھا... الخ، ۳/۱۶۹، الحدیث: ۳۲۴۴.

2 .....روح البیان، السجدۃ، تحت الآیۃ: ۱۶، ۷/۱۲۱.

3 .....مسند امام احمد، حدیث ابی عبیدۃ بن الجراح واسمہ عامر بن عبد اللّٰہ رضی اللّٰہ تعالی عنہ، ۱/۴۱۴، الحدیث: ۱۶۹۰.

www.dawateislami.net

جنّتی نعمتوں سے متعلق دو اَحادیث

آیت کی مناسبت سے یہاں جنتی نعمتوں سے متعلق دو اَحادیث ملاحظہ ہوں:

(1).....حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر اس کا خطرہ گزرا۔“ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ”فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ“۔ (1)

(2).....حضرت مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے دریافت کیا: اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، سب سے کم درجے کا جنتی کون ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”ایک آدمی ہوگا جو تمام اہلِ جنت کے جنت میں داخل ہونے کے بعد آئے گا۔ اس سے کہا جائے گا: داخل ہو جا۔ وہ کہے گا: میں کیسے داخل ہوں حالانکہ تمام لوگ اپنی اپنی جگہوں پر پہنچ چکے اور انہوں نے جو کچھ لینا تھا وہ لے لیا۔ اس سے کہا جائے گا ”کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ تجھے اتنا دیا جائے جتنا دنیا میں کسی بادشاہ کے پاس تھا؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، ہاں، مجھے یہ پسند ہے۔ اس سے کہا جائے گا: تجھے اُتنا دیا گیا اور اس سے تین گُنا زائد بھی ملے گا۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، میں راضی ہوں۔ اس سے کہا جائے گا ”تجھے یہ سب کچھ اور اس سے دس گنا مزید دیا جائے گا۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، میں راضی ہوں۔ اس سے پھر کہا جائے گا کہ ”اس کے علاوہ تجھے وہ کچھ بھی ملے گا جس کا تمہارا جی چاہے اور جس سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ (2)

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًاؕ لَا یَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰىؕ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ

1 .....بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنّة و انّها مخلوقة، ۲/۳۹۱، الحدیث: ۳۲۴۴.
2 .....ترمذی، کتاب التفسیر، باب و من سورة السجدة، ۵/۱۳۷، الحدیث: ۳۲۰۹.

وقف غفران
www.dawateislami.net

اُعِیْدُوْا فِیْهَا وَ قِیْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو بے حکم ہے یہ برابر نہیں۔ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لیے بسنے کے باغ ہیں ان کے کاموں کے صلہ میں مہمان داری۔ رہے وہ جو بے حکم ہیں ان کا ٹھکانا آگ ہے جب کبھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے پھر اُسی میں پھیر دیئے جائیں گے اور اُن سے فرمایا جائے گا چکھو اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے۔

ترجمۂ کنزالعرفان: تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو نافرمان ہے؟ یہ برابر نہیں ہیں۔ بہرحال جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو ان کے لیے ان کے اعمال کے بدلے میں مہمانی کے طور پر رہنے کے باغات ہیں۔ اور وہ جو نافرمان ہوئے تو ان کا ٹھکانہ آگ ہے، جب کبھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں پھیر دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا: اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلاتے تھے۔

﴿ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا: تو کیا جو ایمان والا ہے۔﴾ یعنی دُنْیَوی مال و اَسباب اور تیزی طَرّاری، مال و دولت، قوت و طاقت جن پر لوگ ناز کرتے ہیں حقیقت میں تعریف کے قابل نہیں، انسان کا فضل و شرف ایمان اور تقویٰ میں ہے، جسے یہ دولت نصیب نہیں وہ انتہا درجے کا ناکارہ ہے لہٰذا کافر و مومن آپس میں برابر نہیں ہو سکتے۔

﴿ اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: بہرحال جو ایمان لائے۔﴾ کافر اور مومن کے دُنْیَوی اَحوال بیان کرنے کے بعد اِس آیت سے ان دونوں گروہوں کے اُخروی مَراتب بیان کئے جا رہے ہیں۔ چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں ایمان لانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کی جنتِ مادیٰ میں عزت و اِکرام کے ساتھ مہمان نوازی کی جائے گی جبکہ دنیا میں کفر کرنے والوں کا قیامت کے دن ٹھکانا آگ ہے اور جہنم میں ان کا حال یہ ہوگا کہ جب کبھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں پھیر دیئے جائیں گے، یعنی وہ جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں اتنا اچھلیں گے کہ دوزخ کے منہ پر آ جائیں گے، قریب ہوگا کہ تڑپ کر باہر نکل پڑیں کہ فرشتے ان کے جسموں پر گُرز مار کر پھر نیچے گرا دیں گے، اور ان سے کہا جائے گا: اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم دنیا میں جھٹلاتے تھے کہ دوزخ کے عذاب نام کی کوئی

www.dawateislami.net

چیز نہیں۔ (1)

وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور ضرور ہم اُنہیں چکھائیں گے کچھ نزدیک کا عذاب اس بڑے عذاب سے پہلے جسے دیکھنے والا امید کرے کہ ابھی باز آئیں گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ضرور ہم انہیں بڑے عذاب سے پہلے قریب کا عذاب چکھائیں گے (جسے دیکھنے والا کہے) امید ہے کہ یہ لوگ باز آجائیں گے۔

﴿وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ: اور ضرور ہم انہیں چکھائیں گے۔﴾ اس سے پہلی آیت میں کفار کو اُخروی عذاب کی وعید سنائی گئی اور یہاں فرمایا جارہا ہے کہ جس عذاب کی وعید سنائی وہ تو قیامت کے دن ہوگا لیکن اس سے پہلے ہم کافروں کو دنیا کا عذاب ضرور چکھائیں گے جو آخرت کے مقابلے میں قریب اور اُخروی عذاب سے کم ہے تاکہ اس عذاب کو دیکھ کر وہ اپنے کفر اور نافرمانی سے توبہ کریں اور ایمان لے آئیں۔ (2)

ادنیٰ یعنی قریبی عذاب سے مراد دنیا کے مَصائب، آفات اور بیماریاں ہیں جن میں بندوں کو اس لئے مبتلا کیا جاتا ہے تاکہ وہ توبہ کرلیں۔ کفارِ مکہ کے ساتھ بھی اسی طرح ہوا کہ وہ اَمراض ومَصائب میں گرفتار ہوئے، سات برس قحط کی ایسی سخت مصیبت میں مبتلا رہے کہ ہڈیاں، مردار اور کتے تک کھا گئے اور غزوۂ بدر میں قتل اور گرفتار بھی ہوئے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾

ع ۲

1 .....تفسیر ابو سعود، السجدۃ، تحت الآیۃ: ۱۹-۲۰، ۳/۴، ۳۰، روح البیان، السجدۃ، تحت الآیۃ: ۱۹-۲۰، ۷/۱۲۳، ملتقطاً.

2 .....روح المعانی، السجدۃ، تحت الآیۃ: ۲۱، ۱۱/۱۸۱.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اوراس سے بڑھ کرظالم کون جسے اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی گئی پھراس نے اُن سے منہ پھیرلیا بیشک ہم مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اوراس سے بڑھ کرظالم کون جسے اس کے رب کی آیتوں کے ذریعے نصیحت کی جائے پھر (بھی) وہ ان سے منہ پھیر لے۔ بیشک ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔

﴿ **وَمَنْ اَظْلَمُ:** اوراس سے بڑھ کرظالم کون۔ ﴾ جھٹلانے والوں کا تفصیلی حال بیان کرنے کے بعد یہاں ان کا اِجمالی حال بیان کیا جارہا ہے کہ اس سے بڑھ کرظالم کون ہے جسے اس کے رب عَزَّوَجَلَّ کی آیتوں کے ذریعے نصیحت کی جائے پھر بھی وہ ان سے منہ پھیر لے اور آیات میں غوروفکر نہ کرے اور اُن کی وضاحت واِرشاد سے فائدہ نہ اُٹھائے اور ایمان قبول نہ کرے، بیشک ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں تو اس شخص کا حال کیا ہوگا جو سب سے بڑھ کرظالم اور سب سے بڑا مجرم ہے۔ (1)

مجرم کون؟

حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''جس نے یہ تین کام کئے وہ مجرم ہے۔ (1) جس نے ناحق جھنڈا باندھا۔ (یعنی ایسے شخص کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے جھنڈا باندھا جس کے ساتھ لڑنا اس کے لئے جائز نہ تھا) (2) جس نے والدین کی نافرمانی کی۔ (3) جو ظالم کے ساتھ اس لئے چلا تاکہ اس کی مدد کرے تو وہ مجرم ہے اور اللّٰہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔ (2)

لہٰذا جو شخص بھی ان تین جرموں میں سے کسی کا مُرتکِب ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے جرم سے باز آجائے ورنہ

---

1 .....صاوی، السجدۃ، تحت الآیۃ: ۲۲، ۵/۱۶۱۶، مدارک، السجدۃ، تحت الآیۃ: ۲۲، ص۹۲۷-۹۲۸.

2 .....معجم الکبیر، معاذ بن جبل الانصاری عقبی بدری... الخ، جنادۃ بن ابی امیۃ عن معاذ، ۲۰/۶۱، الحدیث: ۱۱۲، کنز العمال، کتاب المواعظ والرقائق... الخ، قسم الاقوال، الباب الثانی، الفصل الثالث، ۸/ ۱۲، الجزء السادس عشر، الحدیث: ۴۳۷۷۴.

www.dawateislami.net

یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ مجرموں سے اِنتقام لینے والا ہے۔

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآىٕهٖ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۲۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تو تم اس کے ملنے میں شک نہ کرو اور ہم نے اُسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کیا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تو تم اس کے ملنے میں شک نہ کرو اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا۔

﴿وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی۔﴾ ارشاد فرمایا کہ بے شک ہم نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو کتاب تورات عطا فرمائی تو تم اس کے ملنے میں شک نہ کرو۔ یا یہ معنی ہے کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے آپ کی جو ملاقات ہوئی اس میں شک نہ کرنا، چنانچہ شبِ معراج حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے ملاقات ہوئی جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ (1)

اور ان میں سے ایک حدیث یہ ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”معراج کی رات میں نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دیکھا کہ وہ گندمی رنگ، دراز قد اور گھنگریالے بالوں والے ہیں، گویا کہ وہ قبیلہ شَنُوْءَۃ کے ایک فرد ہیں۔ (2)

﴿وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى: اور ہم نے اسے ہدایت بنایا۔﴾ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ ہم نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ ہم نے تورات کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا۔ (3)

---

1 ……مدارك، السجدة، تحت الآية: ۲۳، ص۹۲۸، خازن، السجدة، تحت الآية: ۲۳، ۳/۴۷۹، ملتقطاً.

2 ……بخاری، کتاب بدء الخلق، باب اذا قال احدکم: آمین و الملائکة فی السماء... الخ، ۲/۳۸۹، الحدیث: ۳۲۳۹.

3 ……جلالین، السجدة، تحت الآية: ۲۳، ص۳۵۰، ملخصاً.

www.dawateislami.net

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْاؕ-وَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ(۲۴) اِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ(۲۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے اُن میں سے کچھ امام بنائے کہ ہمارے حکم سے بتاتے جب کہ اُنہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیتوں پر یقین لاتے تھے۔ بیشک تمہارا رب ان میں فیصلہ کردے گا قیامت کے دن جس بات میں اختلاف کرتے تھے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جب بنی اسرائیل نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو امام بنادیا جو ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے تھے اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔ بیشک تمہارا رب قیامت کے دن ان میں اس بات کا فیصلہ کردے گا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً: اور ہم نے ان میں سے کچھ امام بنائے۔﴾ یعنی جب بنی اسرائیل نے اپنے دین پر اور دشمنوں کی طرف سے پہنچنے والی مصیبتوں پر صبر کیا تو ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو امام بنادیا جو ہمارے حکم سے لوگوں کو خدا عَزَّوَجَلَّ کی طاعت، اس کی فرمانبرداری، اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی شریعت کی پیروی اور تورات کے اَحکام کی تعمیل کے بارے میں بتاتے تھے اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔ یہ امام بنی اسرائیل کے انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تھے یا انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی پیروی کرنے والے۔ (1)

صبر کا ثمرہ اور اس کی فضیلت

اس آیت سے معلوم ہوا کہ صبر کا ثمرہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ صبر کرنے والے کو امامت اور پیشوائی نصیب ہوجاتی ہے۔ صبر کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم

1 .....مدارك، السجدة، تحت الآية: ۲۴، ص۹۲۸، خازن، السجدة، تحت الآية: ۲۴، ۳/۴۷۹-۴۸۰، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’بندے کو صبر سے زیادہ کوئی بھلائی عطا نہیں کی گئی۔ (1)

لہٰذا جس پر کوئی آفت یا مصیبت آئی ہو یا وہ کسی پریشانی کا شکار ہو تو اسے چاہئے کہ اس پر صبر کرے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے۔

﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ: بیشک تمہارا رب ان میں فیصلہ کردے گا۔﴾ یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں اور اُن کی اُمتوں میں یا مومنین اور مشرکین کے درمیان دینی اُمور میں سے اس بات کا فیصلہ کردے گا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے اور حق و باطل والوں کو جدا جدا ممتاز کردے گا۔ (2)

اَوَلَمْ یَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ یَمْشُوْنَ فِیْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ ؕ اَفَلَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور کیا اُنہیں اس پر ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے اُن سے پہلے کتنی سنگتیں ہلاک کردیں کہ آج یہ اُن کے گھروں میں چل پھر رہے ہیں بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں تو کیا سنتے نہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور کیا اس بات نے ان کی رہنمائی نہیں کی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کردیں جن کے رہائشی مقامات میں یہ چلتے پھرتے ہیں۔ بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں تو کیا یہ سنتے نہیں؟

﴿اَوَلَمْ یَهْدِ لَهُمْ: اور کیا اس بات نے ان کی رہنمائی نہیں کی۔﴾ یعنی کیا اس بات نے اہلِ مکہ کی رہنمائی نہیں کی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی اُمتیں جیسے عاد، ثمود اور قومِ لوط وغیرہ ہلاک کردیں اور آج اہلِ مکہ جب تجارت کے سلسلے میں ملکِ شام کے سفر کرتے ہیں تو ان لوگوں کے مَنازل اور شہروں میں گزرتے ہیں اور اُن کی ہلاکت کے آثار دیکھتے ہیں۔ بیشک اس ہلاکت اور اس سے متعلقہ آثار میں ضرور عبرت کی نشانیاں ہیں تو کیا یہ قرآن کو غور سے نہیں سنتے جو

1 .....مستدرك، كتاب التفسير، تفسير سورة السجدة، ما رزق عبد خيراً له... الخ، ۳/۱۸۷، الحديث: ۳۶۰۵.

2 .....مدارك، السجدة، تحت الآية: ۲۵، ص۹۲۸، جلالين، السجدة، تحت الآية: ۲۵، ص ۳۵۰، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

عبرت اور نصیحت حاصل کریں۔ (1)

یاد رہے کہ برباد شدہ لوگوں کی بستیوں کو عبرت کی نگاہ سے دیکھنا بہت اچھا ہے اور اسی طرح مقبول بندوں کے آثار یعنی مزارات کی زیارت بھی بہت عمدہ ہے۔ پہلے سے گناہوں کا خوف اور دوسرے سے نیکیوں کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَ اَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور کیا انہیں دیکھتے کہ ہم پانی بھیجتے ہیں خشک زمین کی طرف پھر اُس سے کھیتی نکالتے ہیں کہ اس میں سے اُن کے چوپائے اور وہ خود کھاتے ہیں تو کیا انہیں سوجھتا نہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم خشک زمین کی طرف پانی بھیجتے ہیں پھر اس سے کھیتی نکالتے ہیں جس میں سے ان کے چوپائے اور وہ خود کھاتے ہیں تو کیا وہ دیکھتے نہیں؟

﴿اَوَلَمْ یَرَوْا: اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا۔﴾ یعنی کیا مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرنے والوں نے نہیں دیکھا کہ ہم خشک زمین کی طرف جس میں سبزہ کا نام ونشان نہیں ہوتا، پانی بھیجتے ہیں، پھر اس زمین سے پانی کے ذریعے کھیتی نکالتے ہیں جس میں سے ان کے چوپائے بھوسہ کھاتے ہیں اور یہ لوگ خود غلہ کھاتے ہیں تو کیا وہ نہیں سمجھتے کہ یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال پر اِستدلال کریں اور سمجھیں کہ جو قادرِ برحق خشک زمین سے کھیتی نکالنے پر قادر ہے تو مُردوں کو زندہ کر دینا اس کی قدرت سے کیا بعید ہے۔ (2)

وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۸﴾

---

1 .....مدارك، السجدة، تحت الآية: ٢٦، ص٩٢٨، خازن، السجدة، تحت الآية: ٢٦، ٣/ ٤٨٠، روح البيان، السجدة، تحت الآية: ٢٦، ٧/ ١٢٨، ملتقطاً.

2 .....تفسير طبری، السجدة، تحت الآية: ٢٧، ١٠/ ٢٥١، مدارك، السجدة، تحت الآية: ٢٧، ص٩٢٨، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اور کہتے ہیں یہ فیصلہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور وہ کہتے ہیں: یہ فیصلہ کب ہوگا؟ اگر تم سچے ہو۔

﴿وَیَقُوْلُوْنَ: اور وہ کہتے ہیں۔﴾ مسلمان کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور فرمانبرداروں اور نافرمانوں کو اُن کے عمل کے مطابق جزا دے گا۔ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ ہم پر رحمت و کرم کرے گا اور کفار و مشرکین کو عذاب میں مبتلا کرے گا، اس پر کافر مذاق اڑانے کے طور پر کہتے تھے کہ یہ فیصلہ کب ہوگا؟ اس کا وقت کب آئے گا؟ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ۔ (1)

قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ لَا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِیْمَانُهُمْ وَ لَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ(۲۹)
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ انْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ(۳۰)ع

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دے گا اور نہ انہیں مہلت ملے۔ تو اُن سے منہ پھیر لو اور انتظار کرو بیشک انہیں بھی انتظار کرنا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم فرماؤ: فیصلے کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دے گا اور نہ انہیں مہلت ملے گی۔ تو ان سے منہ پھیر لو اور انتظار کرو بیشک وہ بھی منتظر ہیں۔

﴿قُلْ: تم فرماؤ۔﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان کافروں سے فرما دیں کہ فیصلے کے دن جب ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا تو نہ ہی انہیں توبہ کرنے یا معذرت کرنے کی مہلت نصیب ہوگی اور نہ اس وقت کافروں کا ایمان لانا انہیں کوئی نفع دے گا یعنی مرنے کے بعد حق واضح ہو جانے پر اگر وہ ایمان لے بھی آئے تو یہ انہیں نفع نہ دے گا، اس صورت میں فیصلے کے دن سے مراد غزوۂ بدر کا دن ہے جس میں کافر قتل ہوئے۔

1 .....ابو سعود، السجدة، تحت الآیة: ۲۸، ۴/۵ ۳۰، جمل، السجدة، تحت الآیة: ۲۸، ۶/۱۴۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

دوسری تفسیر یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان کافروں سے فرمادیں کہ تم جلدی نہ مچاؤ اور نہ ہی اس کا مذاق اڑاؤ کیونکہ جب فیصلے کا دن آئے گا تو اس وقت کافروں کا ایمان لانا انہیں کوئی نفع نہ دے گا اور نہ انہیں توبہ و معذرت کی مہلت ملے گی۔ اس صورت میں فیصلے کے دن سے مراد ''قیامت کا دن'' ہے۔ (1)

﴿فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ: تو ان سے منہ پھیرلو۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ فیصلے کے بارے میں جلدی مچانے والے مشرکین سے منہ پھیرلیں اور ان پر عذاب نازل ہونے کا انتظار کریں بیشک وہ بھی انتظار کررہے ہیں۔ (2)

1 .....خازن، السجدۃ، تحت الآیۃ: ۲۹، ۳/۴۸۰، روح البیان، السجدۃ، تحت الآیۃ: ۲۹، ۷/۱۲۹-۱۳۰، ملتقطاً.

2 .....تفسیر طبری، السجدۃ، تحت الآیۃ: ۳۰، ۱۰/۲۵۳، جلالین، السجدۃ، تحت الآیۃ: ۳۰، ص۳۵۱، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب

سورۂ احزاب کا تعارف

مقامِ نزول

سورۂ اَحزاب مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے۔[1]

رکوع اور آیات کی تعداد

اس سورت میں 9 رکوع اور 73 آیتیں ہیں۔

”احزاب“ نام رکھنے کی وجہ

احزاب حِزب کی جمع ہے اور اس کا معنی ہے گروہ، جماعت اور لشکر۔ اس سورت کے دوسرے اور تیسرے رکوع میں غزوۂ احزاب کا ذکر کیا گیا ہے اس مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورۂ احزاب“ رکھا گیا اور چونکہ مشرکینِ مکہ، یہودی اور منافقین متفق و متحد ہو کر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے تھے اس لیے اس غزوہ کو غَزْوَۃُ الْاَحْزَاب کہتے ہیں، نیز نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے جانثار صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے ساتھ مل کر مدینہ کے اَطراف میں خندق کھود کر مدینہ کا دفاع کیا تھا، اس وجہ سے اس غزوہ کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں۔

سورۂ احزاب کے مَضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں مسلمانوں کے لئے شرعی احکام بیان کئے گئے ہیں اور اس میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں:

(1)..... اس سورت کی ابتداء میں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اللہ تعالیٰ کے خوف رکھنے پر قائم رہنے، کفار و منافقین کی پیروی سے بچنے، اللہ تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرتے رہنے اور اللہ تعالیٰ پر توکُّل کرتے رہنے کا حکم دیا گیا۔

(2)..... یہ بتایا گیا کہ دین و دنیا کے تمام اُمور میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا حکم سب مسلمانوں پر نافذ ہے

---

1 .....خازن، تفسیر سورۃ الاحزاب، ۳/ ۴۸۰.

www.dawateislami.net

اور حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اَزواجِ مُطَہَّرات تعظیم اور حرمت میں مسلمانوں کی مائیں ہیں اور جس طرح اپنی ماں سے نکاح حرام ہے اسی طرح ان سے بھی نکاح کرنا حرام ہے۔

(3).....غزوۂ احزاب کا واقعہ بیان کیا گیا جس میں غزوۂ احزاب کے دن مسلمانوں پر کیا گیا انعام یاد دلایا گیا، منافقوں کا طرزِ عمل بیان کیا گیا اور ان کی سازشوں کو ظاہر کیا گیا۔ اس کے بعد غزوۂ بنو قریظہ اور یہودیوں کی عہد شکنی کا ذکر ہے۔

(4).....حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ازواجِ مطہرات کو چند احکام دیئے گئے ہیں نیز پردے کے متعدد احکام بیان فرمائے گئے۔

(5).....حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے نکاح کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

(6).....مسلمانوں کو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے حکم دیا گیا، ان پر اللہ تعالیٰ کے مہربان ہونے اور ان کے لئے عزت کا ثواب تیار ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔

(7).....تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اوصاف بیان کئے گئے اور ان کی تعظیم کے بارے میں مسلمانوں کو ہدایات دی گئی ہیں۔

(8).....مزید یہ شرعی احکام بیان کئے گئے ہیں: (1) بیوی کو ماں جیسا کہہ دینے کا حکم۔ (2) یہ بتایا گیا کہ رشتہ دار ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں کوئی اجنبی دینی برادری کی وجہ سے کسی کا وارث نہیں ہوتا۔ (3) کسی کو منہ بولا بیٹا بنا لینے کا حکم۔ (4) نکاح کے بعد بیوی کو ہاتھ لگائے بغیر طلاق دینے کا حکم۔ (5) مسلمان عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

www.dawateislami.net

عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۙ(۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ کا یوں ہی خوف رکھنا اور کافروں اور منافقوں کی نہ سننا بیشک اللہ علم وحکمت والا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے نبی! اللہ سے ڈرتے رہنا اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ سننا۔ بیشک اللہ علم والا، حکمت والا ہے۔

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ: اے نبی!۔﴾ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ”یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ“ کے ساتھ خطاب فرمایا جس کے معنی یہ ہیں ”ہماری طرف سے خبریں دینے والے، ہمارے اَسرار کے امین، ہمارا خطاب ہمارے پیارے بندوں کو پہنچانے والے۔ نامِ پاک کے ساتھ یعنی ”یَا مُحَمَّدُ“ کہہ کر خطاب نہ فرمایا جیسا کہ دوسرے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو خطاب فرمایا ہے، اس سے مقصود آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عزت وتکریم، آپ کا احترام اور آپ کی فضیلت کو ظاہر کرنا ہے۔ (1)

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ”اَلنَّبِیُّ“ کے ساتھ ندا کی ہے، نام کے ساتھ ندا کرتے ہوئے ”یا محمد“ نہیں فرمایا جس طرح دوسرے انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ندا کرتے ہوئے فرمایا کہ یا آدم، یا نوح، یا موسیٰ، یا عیسیٰ، یا زکریا، اور یا یحییٰ، عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام۔ اس سے مقصود آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عزت ووجاہت کو ظاہر کرنا ہے اور ”اَلنَّبِیُّ“ ان اَلقاب میں سے ہے جو نام والے کے شرف اور مرتبے پر دلالت کرتا ہے۔ یاد رہے کہ سورۂ فتح میں جو ”مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ“ فرمایا ہے، اس میں آپ کا نامِ پاک اس لئے ذکر فرمایا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور لوگ آپ کے رسول ہونے کا عقیدہ رکھیں اور اس کو عقائدِ حقّہ میں شمار کریں۔ (2)

1 .....مدارك، الاحزاب، تحت الآیة: ۱، ص ۹۳۰.

2 .....روح البیان، الاحزاب، تحت الآیة: ۱، ۷/ ۱۳۱.

www.dawateislami.net

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”قرآنِ عظیم کا عام محاورہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کو نام لے کر پکارتا ہے مگر جہاں محمد رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے خطاب فرمایا ہے، حضور کے اَوصافِ جلیلہ واَلقابِ جمیلہ ہی سے یاد کیا ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ (1) — اے نبی ہم نے تجھے رسول کیا۔

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ (2) — اے رسول پہنچا جو تیری طرف اترا۔

یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ(۱) قُمِ الَّیْلَ (3) — اے کپڑا اوڑھے لیٹنے والے، رات میں قیام فرما۔

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ(۱) قُمْ فَاَنْذِرْ (4) — اے جھرمٹ مارنے والے، کھڑا ہو لوگوں کو ڈر سنا۔

یٰسٓ ۚ(۱) وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۙ(۲) اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (5) — اے یس، مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی، بے شک تو مُرسَلوں سے ہے۔

طٰهٰ ۚ(۱) مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى (6) — اے طٰہٰ، ہم نے تجھ پر قرآن اس لیے نہیں اتارا کہ تو مشقت میں پڑے۔

ہر ذی عقل جانتا ہے کہ جو ان ندا ؤں اور ان خطابوں کو سنے گا بِالبداہت حضور سیّد المرسَلین واَنبیائے سابقین کا فرق جان لے گا۔ امام عزالدین بن عبدالسلام وغیرہ علمائے کرام فرماتے ہیں: بادشاہ جب اپنے تمام اُمراء کو نام لے کر پکارے اور ان میں خاص ایک مُقرب کو یوں ندا فرمایا کرے: اے مقربِ حضرت! اے نائبِ سلطنت! اے صاحبِ عزت! اے سردارِ مملکت! تو کیا کسی طرح محلِ رَیب وشک باقی رہے گا کہ یہ بندہ بارگاہِ سلطانی میں سب سے زیادہ عزت ووجاہت والا اور سرکارِ سلطانی کو تمام عمائد واَراکین سے بڑھ کر پیارا ہے۔ (7)

1 .....احزاب: ۴۵.
2 .....مائدہ: ۶۷.
3 .....مزمل: ۱، ۲.
4 .....مدثر: ۱، ۲.
5 .....یس: ۱-۳.
6 .....طٰہٰ: ۱، ۲.
7 .....فتاویٰ رضویہ، سیرت وفضائل وخصائص سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، ۳۰/ ۱۵۴-۱۵۵۔

www.dawateislami.net

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو کی جانے والی ندا سے معلوم ہونے والے مسائل

اس نداء سے تین مسئلے معلوم ہوئے:

(1)..... حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو فقط نام شریف سے پکارنا قرآنی طریقے کے خلاف ہے، لہٰذا حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ذاتی نام کی بجائے القاب سے پکارنا چاہیے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: علماء تصریح فرماتے ہیں، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے۔ اور واقعی محلِ انصاف ہے جسے اس کا مالک ومولیٰ تبارک وتعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے تجاوُز کرے۔ (1)

(2)..... حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ذاتی نام شریف محمد واحمد ہیں جبکہ آپ کے القاب اور صفاتی نام شریف بہت ہیں۔ نبی بھی آپ کے القاب میں سے ہے۔

(3)..... رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عزت تمام رسولوں سے زیادہ ہے کہ اور انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ان کے نام شریف سے پکارا مگر ہمارے حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو لقب شریف سے یاد فرمایا۔

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ: اے نبی! اللہ سے ڈرتے رہنا۔﴾ شانِ نزول: ابوسفیان بن حرب، عکرمہ بن ابوجہل اور ابو الاعور سُلَّمی جنگِ اُحد کے بعد مدینہ طیبہ میں آئے اور منافقین کے سردار عبد اللہ بن اُبی بن سلول کے یہاں مقیم ہوئے۔ سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے گفتگو کے لئے امان حاصل کر کے انہوں نے یہ کہا کہ آپ لات، عُزّیٰ اور مَنات وغیرہ بتوں کو جنہیں مشرکین اپنا معبود سمجھتے ہیں کچھ نہ فرمایئے اور یہ فرما دیجئے کہ ان کی شفاعت ان کے پجاریوں کے لئے ہے، اس کے بدلے میں ہم لوگ آپ کو اور آپ کے رب کو کچھ نہ کہیں گے، یعنی آئندہ آپ سے لڑائی وغیرہ نہیں کریں گے۔ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ان کی یہ گفتگو بہت ناگوار ہوئی اور مسلمانوں نے ان لوگوں کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے قتل کی اجازت نہ دی اور فرمایا کہ میں انہیں امان دے چکا ہوں اس لئے قتل نہ کرو بلکہ مدینہ شریف سے نکال دو۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان لوگوں کو نکال

1 .....فتاویٰ رضویہ، سیرت وفضائل وخصائص سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، ۳۰/۱۵۷۔

www.dawateislami.net

دیا۔اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا ’’اے پیارے نبی! آپ ہمیشہ کی طرح اِستقامت کے ساتھ تقویٰ کی راہ پر گامزن رہئے اور کافروں اور منافقوں کی شریعت کے برخلاف بات نہ ماننے پر قائم رہئے۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت میں خطاب تو حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ ہے اور مقصود آپ کی اُمت سے فرمانا ہے کہ جب نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے امان دیدی تو تم اس کے پابند رہو اور عہد توڑنے کا ارادہ نہ کرو اور کفار و منافقین کی خلافِ شرع بات نہ مانو۔ (1)

یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں اور دیگر کفار کی مخالفت کا حکم

سیّدُ المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خود بھی کافروں اور منافقوں کے طریقوں کی مخالفت فرمایا کرتے تھے اور آپ نے اپنی امت کو بھی ان کے طریقوں کی مخالفت کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے، چنانچہ

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’بے شک یہودی اور عیسائی (سفید) بالوں کو نہیں رنگتے، سو تم ان کی مخالفت کرو۔ (2)

اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہی روایت ہے، حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’مونچھیں پَست کرو اور داڑھی بڑھاؤ، مجوسیوں کی مخالفت کرو۔ (3)

حضرت عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’عاشوراء کے دن روزہ رکھو اور اس میں یہودیوں کی اس طرح مخالفت کرو کہ عاشورا سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھو۔ (4)

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ یہودیوں، عیسائیوں اور دیگر تمام کفار کے طریقوں کی مخالفت کرے اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ، اور اَکابر بزرگانِ دین کے طریقوں کی پیروی کرے۔

---

1 .....خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۱، ۳/۴۸۱، ابو سعود، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۱، ۴/۳۰۶، روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۱، ۷/۱۳۱، روح المعانی، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۱، ۱۱/۱۹۲-۱۹۳، ملتقطاً.

2 .....بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، ۲/۴۶۲، الحدیث: ۳۴۶۲.

3 .....مسلم، کتاب الطھارۃ، باب خصال الفطرۃ، ص۱۵۴، الحدیث: ۵۵(۲۶۰).

4 .....مسند امام احمد، مسند عبد اللّٰہ بن العباس ... الخ، ۱/۵۱۸، الحدیث: ۲۱۵۴.

www.dawateislami.net

وَّاتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤى اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۙ(۲)
وَّ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا (۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس کی پیروی رکھنا جو تمہارے رب کی طرف سے تمہیں وحی ہوتی ہے اے لوگو اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ اور اے محبوب تم اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ بس ہے کام بنانے والا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اس کی پیروی کرتے رہنا جو تمہارے رب کی طرف سے تمہیں وحی کی جاتی ہے۔ بیشک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی کام بنانے والا ہے۔

﴿وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤى اِلَیْكَ: اور اس کی پیروی کرتے رہنا جو تمہاری طرف وحی کی جاتی ہے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ قرآنِ مجید پر عمل کرتے رہیں اور کافروں کی رائے کو خاطر میں نہ لائیں اور اے لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں سے خبردار ہے اور تمہارے جیسے عمل ہوں گے ویسی تمہیں جزا دے گا اور اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ نے اپنے معاملات میں اللہ تعالیٰ پر جو بھروسہ رکھا ہے اس پر قائم رہیں اور اللہ تعالیٰ کافی کام بنانے والا ہے۔ (1)

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ
الّٰٓـِٔیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ
ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَ هُوَ یَهْدِی السَّبِیْلَ (۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے اور تمہاری ان عورتوں کو جنہیں تم ماں کے برابر کہہ دو تمہاری

1 ……روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲، ۷/۱۳۲.

www.dawateislami.net

ماں نہ بنایا اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ بنائے اور اس نے تمہاری ان بیویوں کو تمہاری حقیقی مائیں نہیں بنا دیا جنہیں تم ماں جیسی کہہ دو اور نہ اس نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا حقیقی بیٹا بنایا، یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے۔

﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ: اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ بنائے۔﴾ اس آیت کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے، علامہ ابنِ عربی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس آیت کا معنی یہ ہے کہ ایک دل میں کفر اور ایمان، ہدایت اور گمراہی، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور اس سے اِنحراف جمع نہیں ہو سکتے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک دل میں دو مُتَضاد چیزیں جمع نہیں ہوتیں۔[1] اور اگر ظاہری دو دل مراد ہوں یعنی یہ کہ ایک انسان کے اندر دو ایک قسم کے دل نہیں ہو سکتے تو یہ بھی اپنی جگہ درست ہے کہ اگر کسی میں بالفرض یہ نظر آئے کہ اس میں دل کی شکل کے دو گوشت کے لوتھڑے ہیں تو ان میں ایک حقیقی دل ہوگا اور دوسرا محض ایک اضافی گوشت ہوگا یعنی اُس آدمی کا نظامِ بدن صرف ایک حقیقی دل کے ساتھ وابستہ ہوگا۔

﴿وَ مَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ: اور اس نے تمہاری ان بیویوں کو تمہاری حقیقی مائیں نہیں بنا دیا جنہیں تم ماں جیسی کہہ دو۔﴾ زمانۂ جاہلیّت میں جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ظِہار کرتا تھا تو وہ لوگ اس ظِہار کو طلاق کہتے اور اس عورت کو اس کی ماں قرار دیتے تھے اور جب کوئی شخص کسی کو بیٹا کہہ دیتا تھا تو اس کو حقیقی بیٹا قرار دے کر میراث میں شریک ٹھہراتے اور اس کی بیوی کو بیٹا کہنے والے کے لئے حقیقی بیٹے کی بیوی کی طرح حرام جانتے تھے۔ ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ جن بیویوں کو تم نے ”ماں جیسی“ کہہ دیا ہے تو اس سے وہ تمہاری حقیقی مائیں نہیں بن گئیں اور جنہیں تم نے اپنا بیٹا کہہ دیا ہے تو وہ تمہارے حقیقی بیٹے نہیں بن گئے اگرچہ لوگ انہیں تمہارا بیٹا کہتے ہوں۔ بیوی کو ماں کے مثل کہنا اور لے پالک بچے کو بیٹا کہنا ایسی بات ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں، نہ بیوی شوہر کی ماں ہو سکتی ہے نہ دوسرے کا فرزند اپنا بیٹا اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ حق بیان فرماتا ہے اور وہی حق کی سیدھی راہ دکھاتا ہے، لہٰذا

1 .....احکام القرآن لابن عربی، سورۃ الاحزاب، ۳/۵۳۷.

www.dawateislami.net

نہ بیوی کو شوہر کی ماں قرار دو اور نہ لے پالکوں کو ان کے پالنے والوں کا بیٹا ٹھہراؤ۔ (1)

ظہار سے متعلق 3 شرعی مسائل

اس آیت میں عورت سے ظہار کرنے والوں کا ذکر ہوا، اس مناسبت سے یہاں ظہار سے متعلق 3 شرعی مسائل ملاحظہ ہوں،

(1).....ظہار کا معنی یہ ہے کہ شوہر کا اپنی بیوی یا اُس کے کسی جُزوِ شائع (جیسے نصف، چوتھائی یا تیسرے حصے کو) یا ایسے جز کو جو کُل سے تعبیر کیا جاتا ہو، ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کیلئے حرام ہو یا اس کے کسی ایسے عُضْوْ سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو، مثلاً یوں کہا: تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے، یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پشت کی مثل ہے۔ (2)

(2).....ظہار کا حکم یہ ہے کہ (اس سے نکاح باطل نہیں ہوتا بلکہ عورت بدستور اس کی بیوی ہی ہوتی ہے البتہ) جب تک شوہر کفارہ نہ دیدے اُس وقت تک اُس عورت سے میاں بیوی والے تعلقات قائم کرنا حرام ہو جاتا ہے البتہ شہوت کے بغیر چھونے یا بوسہ لینے میں حرج نہیں مگر لب کا بوسہ شہوت کے بغیر بھی جائز نہیں۔ اگر کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کر لیا تو توبہ کرے اور اُس کے لیے کوئی دوسرا کفارہ واجب نہ ہوا مگر خبردار پھر ایسا نہ کرے اور عورت کو بھی یہ جائز نہیں کہ شوہر کو قُربت کرنے دے۔ (3)

(3).....ظہار کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اور اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو دو مہینے کے روزے لگاتار رکھے، ان دنوں کے بیچ میں نہ کوئی روزہ چھوٹے نہ دن کو یا رات کو کسی وقت عورت سے صحبت کرے ورنہ پھر سرے سے روزے رکھنے پڑیں گے، اور جو ایسا بیمار یا اتنا بوڑھا ہے کہ روزوں کی طاقت نہیں رکھتا وہ ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ (4)

نوٹ: ظہار سے متعلق شرعی مسائل کی تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے فتاویٰ رضویہ، جلد 13 سے ”ظہار کا بیان“ اور بہار شریعت، جلد 2 حصہ 8 سے ”ظہار کا بیان“ مطالعہ فرمائیں۔

---

1 .....خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ٤، ٣/٤٨٢، مدارك، الاحزاب، تحت الآیۃ: ٤، ص ٩٣١-٩٣٢، ملتقطاً.

2 .....درمختار و ردالمحتار، كتاب الظهار، ٥/١٢٥-١٢٩، عالمگیری، كتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظهار، ١/٥٠٥.

3 .....جوهرة النیره، كتاب الظهار، ص ٨٢، الجزء الثانی، درمختار و ردالمحتار، كتاب الظهار، ٥/١٣٠.

4 .....فتاویٰ رضویہ، باب الظہار، ۱۳/۲۶۹۔

www.dawateislami.net

بیوی کو ماں، بہن کہنے سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”زوجہ کو ماں بہن کہنا (یعنی تشبیہ نہیں دی، بغیر تشبیہ کے ماں، بہن کہا)، خواہ یوں کہ اسے ماں بہن کہہ کر پکارے، یا یوں کہے: تو میری ماں بہن ہے، سخت گناہ و ناجائز ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:)

مَاهُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا (1)

جورئیں (یعنی بیویاں) ان کی مائیں نہیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے اُنہیں جنا ہے اور وہ بے شک بری اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔

مگر اس سے نہ نکاح میں خلل آئے، نہ توبہ کے سوا کچھ اور لازم ہو۔ (2)

اس شرعی مسئلے کو سامنے رکھتے ہوئے ان لوگوں کو اپنے طرزِ عمل پر غور کرنے کی ضرورت ہے جو تنگ آ کر یا مذاق مَسخری میں اپنی بیوی سے یوں کہہ دیتے ہیں کہ ”او میری ماں! بس کر۔ جا بہن چلی جا وغیرہ۔ انہیں چاہئے کہ پہلے جتنی بار ایسا کہہ چکے اس سے توبہ کریں اور آئندہ خاص طور پر احتیاط سے کام لیں۔

﴿ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ: یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے۔﴾ آیت کے اس حصے میں اشارہ بیوی کو ماں کہہ دینے اور کسی کے بیٹے کو اپنا بیٹا کہہ دینے دونوں کی طرف ہے یا صرف کسی کے بیٹے کو اپنا بیٹا کہہ دینے کی طرف ہے کیونکہ سابقہ کلام سے مقصود یہی ہے، یعنی تمہارا کسی کو ”اے میرے بیٹے“ کہنا تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ (3)

مفسرین نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جب حضرت زینب بنتِ جحش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے نکاح کیا تو یہودیوں اور منافقوں نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ (حضرت) محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے بیٹے زید کی بیوی سے شادی کر لی ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بچپن میں اُمُّ المؤمنین حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں

---

1 .....مجادلہ: ۲.

2 .....فتاویٰ رضویہ، باب الظہار، ۱۳/۲۸۰۔

3 .....ابو سعود، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۴، ۴/۳۰۷، روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۴، ۷/۱۳۵، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

ہبہ کردیا تھا۔ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُنہیں آزاد کردیا، تب بھی وہ اپنے باپ کے پاس نہ گئے بلکہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہی کی خدمت میں رہے۔ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُن پر شفقت وکرم فرماتے تھے، اس لئے لوگ اُنہیں حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرزند کہنے لگے۔ حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا پہلے حضرت زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نکاح میں تھیں اور جب حضرت زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے انہیں طلاق دے دی تو عدت گزرنے کے بعد نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں اپنی زوجیت میں آنے کا شرف عطا فرمادیا۔ اس پر یہودیوں اور منافقوں نے اعتراض کیا تو یہاں ان کا رد بھی فرمادیا گیا کہ حضرت زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو لوگ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا بیٹا کہتے ہیں لیکن اس سے وہ حقیقی طور پر سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بیٹے نہیں ہوگئے، لہٰذا یہودیوں اور منافقوں کا اعتراض محض غلط ہے اور یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ (1)

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْۤا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْكُمْ ؕ وَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ فِیْمَاۤ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝۵

ترجمۂ کنزالایمان: انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللّٰہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور بشریت میں تمہارے چچا زاد اور تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں جو نادانستہ تم سے صادر ہوا ہاں وہ گناہ ہے جو دل کے قصد سے کرو اور اللّٰہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: انہیں ان کے حقیقی باپ ہی کا کہہ کر پکارو، یہ اللّٰہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے پھر اگر تمہیں ان کے باپ کا علم نہ ہو تو وہ دین میں تمہارے بھائی اور تمہارے دوست ہیں اور تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں جو لاعلمی

1 .....جلالین، الاحزاب، تحت الآیۃ: ٤، ص ٣٥١، مدارك، الاحزاب، تحت الآیۃ: ٤، ص ٩٣١، ملتقطاً۔

www.dawateislami.net

میں غلطی ہوئی لیکن اس میں گناہ ہے جس کا تمہارے دلوں نے ارادہ کیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىٕهِمْ :انہیں ان کے حقیقی باپ ہی کا کہہ کر پکارو۔﴾ اس سے پہلی آیت میں لے پالک بچے کو پالنے والوں کا بیٹا قرار دینے سے منع کیا گیا اور اس آیت میں یہ فرمایا جارہا ہے کہ تم ان بچوں کو ان کے حقیقی باپ ہی کی طرف منسوب کر کے پکارو، یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے، پھر اگر تمہیں ان کے باپ کا علم نہ ہو اور اس وجہ سے تم انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب نہ کرسکو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں اور انسانیت کے ناطے تمہارے چچا زاد ہیں، تو تم انہیں اپنا بھائی یا اے بھائی کہو اور جس کے لے پالک ہیں اس کا بیٹا نہ کہو اور ممانعت کا حکم آنے سے پہلے تم نے جو لاعلمی میں لے پالکوں کو ان کے پالنے والوں کا بیٹا کہا اس پر تمہاری گرفت نہ ہوگی البتہ اس صورت میں تم گناہگار ہوگے جب ممانعت کا حکم آجانے کے بعد تم جان بوجھ کر لے پالک کو اس کے پالنے والے کا بیٹا کہو۔ اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ بخشنے والا مہربان ہے، اسی لئے وہ غلطی سے ایسا ہوجانے پر گرفت نہیں فرماتا اور جس نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہو اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ (1)

گود لئے ہوئے بچے کے حقیقی باپ کے طور پر اپنا نام استعمال کرنے کا شرعی حکم

بچہ گود لینا جائز ہے لیکن یہ یاد رہے کہ گود میں لینے والا عام بول چال میں یا کاغذات وغیرہ میں اس کے حقیقی باپ کے طور پر اپنا نام استعمال نہیں کرسکتا بلکہ سب جگہ حقیقی باپ کے طور پر اس بچے کے اصلی والد ہی کا نام استعمال کرنا ہوگا اور اگر اصلی باپ کا نام معلوم نہیں تو اس کی معلومات کروا کر باپ کے طور پر حقیقی باپ کا نام لکھنا ہوگا اور اگر کوشش کے باوجود کسی طرح اس کے اصلی باپ کا نام معلوم نہ ہوسکے تو گود لینے والا گفتگو میں حقیقی باپ کے طور پر اپنا نام ہرگز استعمال نہ کرے اور نہ ہی بچہ اسے حقیقی والد کے طور پر اپنا باپ کہے، اسی طرح کاغذات وغیرہ میں سرپرست کے کالم میں اپنا نام لکھے حقیقی والد کے کالم میں ہرگز نہ لکھے، اگر جان بوجھ کر خود کو حقیقی باپ کہے یا لکھے گا تو یہ بھی درج ذیل دو وعیدوں میں داخل ہے، چنانچہ

(1)..... حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص کو یہ معلوم ہو کہ اس کا باپ کوئی اور ہے اور اس کے باوجود اپنے آپ کو کسی غیر کی طرف منسوب کرے تو اس پر

(1)..... خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۵، ۳/۴۸۲، مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۵، ص۹۳۲.

www.dawateislami.net

جنت حرام ہے۔“[1]

(2).....حضرت علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص نے خود کو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا یا جس غلام نے اپنے آپ کو اپنے مولیٰ کے غیر کی طرف منسوب کیا اس پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، قیامت کے دن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کا کوئی فرض قبول فرمائے گا نہ نفل۔“[2]

اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے کہ جو اپنے ہاں اولاد نہ ہونے کی وجہ سے یا ویسے ہی کسی دوسرے کی اولاد گود میں لیتے ہیں اور اپنے زیرِ سایہ اس کی پرورش کرتے اور اس کی تعلیم و تربیت کے اخراجات برداشت کرتے ہیں۔ ان کا یہ عمل تو جائز ہے لیکن ان کی یہ خواہش اور تمنا ہرگز درست نہیں کہ حقیقی باپ کے طور پر پالنے والے کا نام استعمال ہو اور نہ ہی ان کا یہ عمل جائز ہے کیونکہ اللّٰہ تعالیٰ نے ارشاد فرمادیا ہے کہ ”اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىٕهِمْ“ (انہیں ان کے حقیقی باپ ہی کا کہہ کر پکارو۔) اور جب اللّٰہ تعالیٰ نے حقیقی باپ ہی کا کہہ کر پکارنے کا حکم فرمادیا اور اَحادیث میں ایسا نہ کرنے پر انتہائی سخت وعیدیں بیان ہوگئیں تو کسی مسلمان کی یہ شان نہیں کہ وہ اپنے رب تعالیٰ کے حکم کے برخلاف اپنی خواہشات کو پروان چڑھائے اور خود کو شدید وعیدوں کا مستحق ٹھہرائے۔ اللّٰہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

نوٹ: یاد رہے کہ اَحادیث میں بیان کی گئی وعیدوں کا مِصداق وہ صورت ہے جس میں بچے کا نسب حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا جائے جبکہ شفقت کے طور پر کسی کو بیٹا یا بیٹی کہہ کر پکارنا یا کوئی معروف ہی کسی اور کے نام سے ہو تو پہچان کے لئے اس کا بیٹا یا بیٹی کہنا ان وعیدوں میں داخل نہیں۔

بچہ یا بچی گود لینے سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلہ

بچہ یا بچی گود میں لینا جائز ہے لیکن جب وہ اس عمر تک پہنچ جائیں جس میں ان پر نامحرم مرد یا عورت سے پردہ کرنا لازم ہو جاتا ہے تو اس وقت بچے پر پالنے والی عورت سے اور بچی پر پالنے والے مرد سے پردہ کرنا بھی لازم ہوگا کیونکہ وہ اس بچے کے حقیقی یا رضاعی ماں باپ نہیں اِس لئے وہ اُس بچے اور بچی کے حق میں محرم نہیں، لہٰذا اگر بچہ گود میں لیا جائے

---

1 .....بخاری، کتاب الفرائض، باب من ادعی الی غیر ابیہ، ۴/۳۲۶، الحدیث: ۶۷۶۶.

2 .....مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ ودعاء النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیھا بالبرکۃ... الخ، ص ۷۱۱، الحدیث: ۴۶۷ (۱۳۷۰).

www.dawateislami.net

تو عورت اسے اپنایا اپنی بہن کا دودھ پلا دے اور بچی گود میں لی جائے تو مرد اپنی کسی محرم عورت کا دودھ اسے پلوا دے، اس صورت میں ان کے درمیان رضاعی رشتہ قائم ہو جائے گا اور محرم ہو جانے کی وجہ سے پردے کی وہ پابندیاں نہ رہیں گی جو نامحرم سے پردہ کرنے کی ہیں، البتہ یہاں مزید دو باتیں ذہن نشین رہیں،

پہلی یہ کہ دودھ بچے کی عمر دو سال ہونے سے پہلے پلایا جائے اور اگر دو سال سے لے کر ڈھائی سال کے درمیان دودھ پلایا تو بھی رضاعت ثابت ہو جائے گی لیکن اس عمر میں دودھ پلانا ناجائز ہے اور ڈھائی سال عمر ہو جانے کے بعد پلایا تو رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

دوسری یہ کہ عورت نے بچے یا بچی کو اپنی بہن کا دودھ پلوایا تو وہ اس کی رضاعی خالہ تو بن جائے گی لیکن اس کا شوہر بچی کا محرم نہ بنے گا، لہٰذا بہتر صورت وہ ہے جو اوپر ذکر کی کہ بچے کو عورت کی محرم رشتہ دار کا دودھ پلوا لیا جائے اور بچی کو شوہر کی محرم رشتہ دار کا تاکہ پرورش کرنے والے پردے کے مسائل میں مشکلات کا شکار نہ ہوں۔ البتہ اِن مسائل میں کہیں پیچیدگی پیدا ہو سکتی ہے لہٰذا ایسا کوئی معاملہ ہو تو کسی قابل مفتی کو پوری تفصیل بتا کر عمل کیا جائے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِیٰٓىٕكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۶

ترجمۂ کنزالایمان: یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں اور رشتہ والے اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں بہ نسبت اور مسلمانوں اور مہاجروں کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر کوئی احسان کرو یہ کتاب میں لکھا ہے۔

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: یہ نبی مسلمانوں کے ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور مومنوں اور مہاجروں سے زیادہ اللہ کی کتاب میں رشتے دار ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر احسان کرو۔ یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ: یہ نبی مسلمانوں کے ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں۔﴾ اَولیٰ کے معنی ہیں زیادہ مالک، زیادہ قریب، زیادہ حقدار، یہاں تینوں معنی درست ہیں اور اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ دنیا اور دین کے تمام اُمور میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا حکم مسلمانوں پر نافذ اور آپ کی اطاعت واجب ہے اور آپ کے حکم کے مقابلے میں نفس کی خواہش کو ترک کر دینا واجب ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مومنین پر اُن کی جانوں سے زیادہ نرمی، رحمت اور لطف و کرم فرماتے ہیں اور انہیں سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے ہیں، جیسا کہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: مسلمانوں پر بہت مہربان، رحمت فرمانے والے ہیں۔ (2)

اور حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سیّدُ المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”میری مثال اور لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلائی، جب اس نے اپنے ماحول کو روشن کیا تو پروانے اور آگ میں گرنے والے کیڑے اس میں گرنا شروع ہو گئے تو وہ آدمی انہیں آگ سے ہٹانے لگا لیکن وہ اس پر غالب آ کر آگ میں ہی گرتے رہے، پس میں کمر سے پکڑ کر تمہیں آگ سے کھینچ رہا ہوں اور تم ہو کہ اس میں گرتے ہی جا رہے ہو۔ (3)

امام مجاہد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ”تمام انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اپنی امت کے باپ ہوتے ہیں اور اسی رشتہ سے مسلمان آپس میں بھائی کہلاتے ہیں کہ وہ اپنے نبی کی دینی اولاد ہیں۔ (4)

---

1 .....توبہ: ۱۲۸.

2 .....خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۶، ۳/۴۸۳، مدارك، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۶، ص۹۳۲، ملتقطاً.

3 .....بخاری، کتاب الرقاق، باب الانتهاء عن المعاصی، ۴/۲۴۲، الحدیث: ۶۴۸۳.

4 .....مدارك، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۶، ص۹۳۲.

www.dawateislami.net

رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مالکیت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”سچی کامل مالکیت وہ ہے کہ جان وجسم سب کو محیط اور جن وبشر سب کو شامل ہے، یعنی اَوْلٰی بِالتَّصَرُّف (تصرف کرنے کا ایسا مالک) ہونا کہ اس کے حضور کسی کو اپنی جان کا بھی اصلاً اختیار نہ ہو۔ یہ مالکیتِ حقہ، صادقہ، محیط، شاملہ، تامہ، کاملہ حضور پُرنور مَالِکُ النَّاس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بخلافتِ کبریٰ حضرت کبریا عَزَّوَجَلَّ تمام جہاں پر حاصل ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

نبی زیادہ والی و مالک ومختار ہے، تمام اہلِ ایمان کا خود ان کی جانوں سے۔

وَقَالَ اللّٰہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی (اور اللّٰہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی نے فرمایا:)

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا (1)

نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو جب حکم کردیں اللّٰہ اور اس کے رسول کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار رہے اپنی جانوں کا، اور جو حکم نہ مانے اللّٰہ ورسول کا تو وہ صریح گمراہ ہوا۔

رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: ”اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ“ میں زیادہ والی و مالک ومختار ہوں، تمام اہلِ ایمان کا خود ان کی جانوں سے (2)۔ (3)

تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ایمان والوں کے سب سے زیادہ قریبی ہیں

مسلمانوں پر جو حقوق ہیں انہیں ادا کرنے کے حوالے سے دوسرے مسلمانوں کے مقابلے میں رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ زیادہ قریب ہیں، چنانچہ

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

1 .....احزاب: ۳۶.

2 .....بخاری، کتاب الکفالۃ، باب الدّین، ۲/۷۷، الحدیث: ۲۲۹۸.

3 .....فتاویٰ رضویہ، رسالہ: النور والضیاء فی احکام بعض الاسماء، ۲۴/۷۰۳-۷۰۴۔

www.dawateislami.net

”میں دنیا اور آخرت میں ہر مومن کا سب سے زیادہ قریبی ہوں، اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ یہ نبی ایمان والوں سے ان کی جانوں کی نسبت زیادہ قریب ہے۔

تو جس مسلمان کا انتقال ہو جائے اور مال چھوڑے تو وہ اس کے عَصبہ (یعنی وارثوں) کا ہے اور جو قرض یا بال بچے چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آئیں کہ میں ان کا مددگار رہوں۔ (1)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے زمانے میں جب کسی مومن کا انتقال ہو جاتا تو اسے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دریافت فرماتے ”کیا اس کے ذمہ کوئی قرض ہے؟ اگر لوگ کہتے: ہاں، تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دریافت فرماتے ”کیا اس نے مال چھوڑا ہے جو اس کا قرض ادا کرنے کے لئے کافی ہو؟ اگر لوگ بتاتے: جی ہاں، تو نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس کی نماز جنازہ پڑھتے تھے اور اگر لوگ یہ بتاتے کہ مال نہیں چھوڑا، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے: ”تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتوحات عطا فرمائیں تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”میں مومنوں کے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریبی ہوں۔ جس نے قرض چھوڑا وہ میرے ذمہ ہے اور جس نے مال چھوڑا وہ وارث کے لیے ہے۔ (2)

حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت اپنے نفس کی اطاعت پر مقدم ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دین و دنیا کے تمام اُمور میں نفس کی اطاعت پر سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت مقدم ہے کہ اگر کسی مسلمان کو حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کسی چیز کا حکم دیں اور اس کی خواہش کوئی اور کام کرنے کی ہو تو اس پر لازم ہے کہ اپنی خواہش کو پورا نہ کرے بلکہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جس چیز کا حکم دیا ہے اسے ہی کرے۔ یاد رہے کہ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

1 ……بخاری، کتاب فی الاستقراض و اداء الدیون... الخ، باب الصلاۃ علی من ترک دیناً، ۲/۱۰۸، الحدیث: ۲۳۹۹.

2 ……بخاری، کتاب الکفالۃ، باب الدَّین، ۲/۷۷، الحدیث: ۳۲۹۸، مسند ابو داؤد طیالسی، ما روی ابو سلمۃ عن عبد الرحمن عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہم، ص۳۰۷، الحدیث: ۲۳۳۸.

www.dawateislami.net

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَۚ-وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ موڑا تو ہم نے تمہیں انہیں بچانے کے لئے نہیں بھیجا۔

اور نفس کے مقابلے میں سیّد المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت نجات کا ذریعہ ہے کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس چیز کی طرف بلاتے ہیں جس میں لوگوں کی نجات ہے اور نفس اس چیز کی طرف بلاتا ہے جس میں لوگوں کی ہلاکت ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”میری اور اس کی مثال جسے دے کر اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے، اُس آدمی جیسی ہے جو اپنی قوم کے پاس آ کر کہنے لگا: میں نے خود اپنی آنکھوں سے ایک بہت بڑا لشکر دیکھا ہے اور میں واضح طور پر تمہیں اس سے ڈراتا ہوں، لہٰذا اپنے آپ کو بچالو، اپنے آپ کو بچالو۔ پس ایک گروہ نے اس کی بات مانی اور کسی محفوظ مقام کی طرف چلے گئے، یوں انہوں نے نجات پالی اور دوسرے گروہ نے اسے جھٹلایا تو صبح سویرے وہ بڑا لشکر ان پر ٹوٹ پڑا اور سب کو تہ تیغ کر دیا۔ (2)

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ دینی اور دُنْیَوی تمام اُمور میں اپنے نفس کی اطاعت کرنے کی بجائے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت و فرمانبرداری کرے تاکہ ہلاکت سے بچ کر نجات پاجائے۔

﴿وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ: اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔﴾ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ازواجِ مُطَہَّرات کو مومنوں کی مائیں فرمایا گیا، لہٰذا اُمَّہاتُ المومنین کا تعظیم و حرمت میں اور ان سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہونے میں وہی حکم ہے جو سگی ماں کا ہے جبکہ اس کے علاوہ دوسرے احکام میں جیسے وراثت اور پردہ وغیرہ، ان کا وہی حکم ہے جو اجنبی عورتوں کا ہے یعنی ان سے پردہ بھی کیا جائے گا اور عام مسلمانوں کی وراثت میں وہ بطورِ ماں شریک نہ ہوں گی، نیز امہات المومنین کی بیٹیوں کو مومنین کی بہنیں اور ان کے بھائیوں اور بہنوں کو مومنین کے ماموں، خالہ نہ کہا جائے گا۔ (3)

یہ حکم حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ان تمام ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے لئے ہے جن

1 .....النساء: ۸۰.

2 .....بخاری، کتاب الرقاق، باب الانتہاء عن المعاصی، ۴/۲۴۲، الحدیث: ۶۴۸۲.

3 .....بغوی، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۶، ۳/۴۳۷، ملخصاً.

www.dawateislami.net

سے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نکاح فرمایا، چاہے حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے پہلے ان کا انتقال ہوا ہو یا حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد انہوں نے وفات پائی ہو۔ یہ سب کی سب امت کی مائیں ہیں اور ہر امتی کے لئے اس کی حقیقی ماں سے بڑھ کر لائقِ تعظیم و واجبُ الاحترام ہیں۔ (1)

﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ: اور رشتہ والے ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں۔﴾ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ہجرت کے بعد بعض مہاجرین کو بعض انصار کا بھائی بنا دیا تھا اور اس رشتے کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے وارث ہوا کرتے تھے، پھر یہ آیت نازل ہوئی اور فرما دیا گیا کہ میراث رشتہ داروں کا حق ہے اور انہی کو ملے گی، ایمان یا ہجرت کے رشتہ سے جو میراث ملتی تھی وہ اب نہیں ملے گی البتہ تم دوستوں پر اس طرح احسان کر سکتے ہو کہ ان میں سے جس کے لئے چاہو کچھ مال کی وصیت کر دو تو وہ وصیت مال کے تیسرے حصے کی مقدار وراثت پر مُقَدَّم کی جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ رشتہ دار ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں، دینی برادری کے ذریعے کوئی اجنبی اب وارث نہیں ہو سکتا۔ (2)

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَۚ-وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ۙ(۷) لِّیَسْـَٔلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِهِمْۚ-وَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ۠(۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے اور ہم نے ان سے گاڑھا عہد لیا۔ تاکہ سچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے اور اس نے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ع ۱ ۸ ۱۷

(1) ……زرقانی علی المواهب، المقصد الثانی، الفصل الثالث فی ذکر ازواجه الطاهرات... الخ، ۴/۳۵۶-۳۵۷.

(2) ……خازن، الاحزاب، تحت الآیة: ۶، ۳/۴۸۳، تفسیرات احمدیه، الاحزاب، تحت الآیة: ۶، ص ۶۱۴، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اے محبوب! یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے اُن کا عہد لیا اور تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے (عہد لیا) اور ہم نے ان (سب) سے بڑا مضبوط عہد لیا۔ تاکہ اللہ سچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے اور اس نے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

﴿وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ: اور اے محبوب! یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے اُن کا عہد لیا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، وہ وقت یاد کرو جب ہم نے انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے رسالت کی تبلیغ کرنے اور دینِ حق کی دعوت دینے کا عہد لیا اور خصوصیت کے ساتھ آپ سے اور حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ بن مریم عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے عہد لیا اور ہم نے ان سب سے بڑا مضبوط عہد لیا تاکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے۔ ایک قول یہ ہے کہ سچوں سے مراد انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں اور ان سے سچ کا سوال کرنے سے مراد یہ ہے کہ جو انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا اور جس کی انہیں تبلیغ کی وہ دریافت فرمائے، یا اس کے یہ معنی ہیں کہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ان کی امتوں نے جو جواب دیئے وہ دریافت فرمائے اور اس سوال سے مقصود کفار کو ذلیل و رسوا کرنا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ سچوں سے مراد مومنین ہیں اور سچ کا سوال کرنے سے مراد ان کی تصدیق کے بارے میں سوال کرنا ہے۔ (1)

حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی افضلیت کا اظہار

اِس آیت میں بالخصوص پانچ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ انبیاء اُولُوا العزم رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں سے تھے، اور یہاں نہایت اہم نکتہ ہے کہ تمام انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جن کا اس آیت میں ذکر ہوا، ان کا تذکرہ اسی ترتیب سے ہوا جس ترتیب سے وہ دنیا میں تشریف لائے لیکن حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تشریف آوری اگرچہ تمام نبیوں کے بعد ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر دوسرے انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے پہلے کیا اور یہ انداز تمام نبیوں پر حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی افضلیت کے اظہار کے لئے ہے۔

1 .....مدارك، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۷-۸، ص۹۳۳، روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۷-۸، ۷/۱۴۱-۱۴۲، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۚ(۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: اے ایمان والو!۔﴾ یہاں سے جنگِ اَحزاب کے اَحوال بیان کیے جارہے ہیں جسے غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں اور یہ واقعہ جنگِ اُحد کے ایک سال بعد پیش آیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کا وہ احسان یاد کرو جو اس نے تم پر اس وقت فرمایا جب تم پر قریش، غطفان، بنو قریظہ اور بنو نَضِیر کے لشکر آئے اور انہوں نے تمہارا محاصرہ کرلیا تو ہم نے ان پر آندھی اور فرشتوں کے وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہیں آئے اور تمہارا خندق کھودنا اور میرے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی فرمانبرداری میں ثابت قدم رہنا اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے، اسی لئے اس نے کافروں کے خلاف تمہاری مدد فرمائی اور ان کے شر سے تمہیں محفوظ رکھا، لہٰذا تم اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان پر اس کا شکر ادا کرو۔ (1)

غزوۂ احزاب کا مختصر بیان

غزوۂ احزاب کا مختصر بیان یہ ہے کہ یہ غزوہ سن 4 یا 5 ہجری، شوال کے مہینے میں پیش آیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ

1 .....خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۹، ۳/۴۸۴، مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۹، ص۹۳۳-۹۳۴، روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۹، ۷/۱۴۶، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

جب بنی نَضِیر کے یہودیوں کو جلاوطن کیا گیا تو اُن کے سربراہ مکہ مکرمہ میں قریش کے پاس پہنچے اور انہیں سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ جنگ کرنے کی ترغیب دلائی اور وعدہ کیا کہ ہم تمہارا ساتھ دیں گے یہاں تک کہ مسلمان نیست و نابود ہو جائیں۔ ابوسفیان نے اس تحریک کی بہت قدر کی اور کہا کہ ہمیں دنیا میں وہ سب سے پیارا ہے جو محمد (مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کی دشمنی میں ہمارا ساتھ دے۔ پھر قریش نے ان یہودیوں سے کہا کہ تم پہلی کتاب والے ہو، ہمیں بتاؤ کہ ہم حق پر ہیں یا محمد (مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) یہودیوں نے کہا: تم ہی حق پر ہو۔ اس پر کفارِ قریش خوش ہوئے اور اسی واقعے سے متعلق سورہ نساء کی آیت نمبر 51 "اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ" نازل ہوئی۔ پھر وہ یہودی دیگر قبائل غطفان، قیس اور غیلان وغیرہ میں گئے، وہاں بھی یہی تحریک چلائی تو وہ سب بھی ان کے موافق ہو گئے۔ اس طرح ان یہودیوں نے جا بجا دورے کئے اور عرب کے قبیلہ قبیلہ کو مسلمانوں کے خلاف تیار کر لیا۔ جب سب لوگ تیار ہو گئے تو قبیلہ خزاعہ کے چند لوگوں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو کفار کی ان زبردست تیاریوں کی اطلاع دی۔ یہ اطلاع پاتے ہی حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مشورے سے خندق کھدوانی شروع کر دی۔ اس خندق میں مسلمانوں کے ساتھ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خود بھی کام کیا۔ مسلمان خندق تیار کر کے فارغ ہوئے ہی تھے کہ مشرکین بارہ ہزار افراد کا بڑا لشکر لے کر اُن پر ٹوٹ پڑے اور مدینہ طیبہ کا محاصرہ کر لیا۔ خندق مسلمانوں کے اور اُن کے درمیان حائل تھی اور اسے دیکھ کر سب کفار حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ "یہ ایسی تدبیر ہے جس سے عرب لوگ اب تک واقف نہ تھے۔ اب انہوں نے مسلمانوں پر تیر اندازی شروع کر دی۔ جب اس محاصرے کو 15 یا 24 دن گزرے تو مسلمانوں پر خوف غالب ہوا اور وہ بہت گھبرائے اور پریشان ہوئے تو اللہ تعالٰی نے ان کی مدد فرمائی اور کافروں پر تیز ہوا بھیجی، انتہائی سرد اور اندھیری رات میں اُس ہوا نے کافروں کے خیمے گرا دیئے، طنابیں توڑ دیں، کھونٹے اکھاڑ دیئے، ہانڈیاں الٹ دیں اور آدمی زمین پر گرنے لگے اور اللہ تعالٰی نے فرشتے بھیج دیئے جنہوں نے کفار کو لرزا دیا اور اُن کے دلوں میں دہشت ڈال دی مگر اس جنگ میں فرشتوں نے لڑائی نہیں کی۔ پھر رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت حذیفہ بن یمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو خبر لینے کے لئے بھیجا۔ اس وقت انتہائی سخت سردی تھی اور یہ ہتھیار لگا کر روانہ ہوئے۔ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے روانہ ہوتے وقت ان کے چہرے اور بدن پر دستِ مبارک پھیرا جس کی برکت سے ان

www.dawateislami.net

پر سردی اثر نہ کر سکی اور یہ دشمن کے لشکر میں پہنچ گئے۔ وہاں تیز ہوا چل رہی تھی، سنگریزے اڑا اڑا کر لوگوں کو لگ رہے تھے اور آنکھوں میں گرد پڑ رہی تھی، الغرض عجب پریشانی کا عالَم تھا۔ کافروں کے لشکر کے سردار ابوسفیان ہوا کا یہ عالَم دیکھ کر اُٹھے اور انہوں نے قریش کو پکار کر کہا کہ جاسوسوں سے ہوشیار رہنا، ہر شخص اپنے برابر والے کو دیکھ لے۔ یہ اعلان ہونے کے بعد ہر ایک شخص نے اپنے برابر والے کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ حضرت حذیفہ بن یمان دَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دانائی سے اپنے دائیں طرف موجود شخص کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا: تو کون ہے؟ اُس نے کہا: میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اس کے بعد ابوسفیان نے کہا: اے گروہِ قریش! تم یہاں نہیں ٹھہر سکتے، گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے ہیں، بنی قریظہ اپنے عہد سے پھر گئے اور ہمیں اُن کی طرف سے اندیشہ ناک خبریں پہنچی ہیں۔ ہوا نے جو حال کیا ہے وہ تم دیکھ ہی رہے ہو، بس اب یہاں سے کوچ کر دو اور میں کوچ کر رہا ہوں۔ ابوسفیان یہ کہہ کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے اور لشکر میں کوچ کوچ کا شور مچ گیا۔ کافروں پر جو ہوا آئی وہ ہر چیز کو الٹ رہی تھی مگر یہ ہوا اس لشکر سے باہر نہ تھی۔ اب یہ لشکر بھاگ نکلا اور سامان کا سواریوں پر لاد کر لے جانا اس کے لئے دشوار ہو گیا، اس لئے کثیر سامان وہیں چھوڑ گیا۔ (1)

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۠ ﴿۱۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جب کافر تم پر آئے تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے اور جبکہ ٹھٹک کر رہ گئیں نگاہیں اور دل گلوں کے پاس آ گئے اور تم اللہ پر طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔

ترجمۂ کنزالعرفان: جب کافر تم پر تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے آئے اور جب آنکھیں ٹھٹک کر رہ گئیں اور دل گلوں کے پاس آ گئے اور تم اللہ پر طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔

﴿اِذْ جَآءُوْكُمْ: جب کافر تم پر آئے۔﴾ غزوۂ احزاب کے موقع پر جب اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا

1 .....جمل، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۹، ۶/۱۵۵-۱۵۶، ملخصاً.

www.dawateislami.net

اس وقت صورتِ حال یہ تھی کہ مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے والے لشکر میں سے وادی کے اوپر کی طرف مشرق سے اسد اور غطفان قبیلے کے لوگ، مالک بن عوف نصری اور عُیَیْنہ بن حصن فزاری کی سرکردگی میں ایک ہزار کی جَمعِیَّت لے کر آئے اور ان کے ساتھ طلیحہ بن خویلد اسدی بنی اسد کی جمعیت لے کر اور حُیَیْ بن اخطب یہودی بنی قریظہ کی جمعیت لے کر آیا اور وادی کی نچلی جانب مغرب سے قریش اور کنانہ قبیلے کے لوگ ابوسفیان بن حرب کی سرکردگی میں آئے۔ اس وقت لوگوں کی آنکھیں ٹھٹک کر رہ گئیں اور رعب و ہیبت کی شدت سے حیرت میں آ گئیں اور خوف و اِضطراب اس انتہاء کو پہنچ گیا کہ دل گویا کہ گلوں کے پاس آ گئے اور منافق تو یہ گمان کرنے لگے کہ اب مسلمانوں کا نام و نشان باقی نہ رہے گا کیونکہ کفار کی اتنی بڑی جمعیت سب کو فنا کر ڈالے گی اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد آنے اور اپنے فتح یاب ہونے کی امید تھی۔ (1)

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ﴿۱۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جگہ تھی کہ مسلمانوں کی جانچ ہوئی اور خوب سختی سے جھنجھوڑے گئے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: وہیں مسلمانوں کو آزمایا گیا اور انہیں خوب سختی سے جھنجھوڑا گیا۔

﴿هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ: وہیں مسلمانوں کو آزمایا گیا۔﴾ یعنی اسی دہشت ناک جگہ اور ہولناک حالات میں رعب اور محاصرے کے ذریعے مسلمانوں کے صبر و اِخلاص کو آزمایا گیا اور اس جنگ میں ناداری، داخلی دشمنوں یعنی یہودِ مدینہ کا خطرہ، خارجی دشمنوں کی یلغار، اس کے علاوہ اپنی بے سروسامانی وغیرہ سب مسائل جمع ہو گئے تھے اور یہ ایسی چیزیں تھیں جن سے بہادر سے بہادر کے دل چھوٹ جاتے ہیں مگر سچے غلامانِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ایسی آفات میں بھی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ثابت قدم رہے۔

وَاِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ

(1) ……مدارك، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۱۰، ص۹۳۴، خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۱۰، ۳/۴۸۹، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا ہمیں اللہ و رسول نے وعدہ نہ دیا تھا مگر فریب کا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جب منافق اور جن کے دلوں میں مرض تھا وہ کہنے لگے: اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے دھوکے کا وعدہ کیا۔

﴿وَ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ: اور جب منافق کہنے لگے۔﴾ خندق کی کھدائی کے دوران نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے چٹان پر ضرب لگا کر اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور اس کے بعد یہ بشارت دی کہ فارس، روم، یمن اور حبشہ کے ممالک مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوں گے۔ جب کافروں نے حملہ کیا تو ان کے لشکر دیکھ کر معتب بن قشیر کہنے لگا کہ محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تو ہمیں فارس اور روم کی فتح کا وعدہ دیتے ہیں اور حال یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کی یہ مجال بھی نہیں کہ اپنے ڈیرے سے باہر نکل سکے تو یہ وعدہ نرا دھوکا ہے۔ اس کے علاوہ منافقوں نے بھی اسی طرح کی باتیں کیں۔ ان کی مذمت میں یہ آیت نازل ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں کا یہ عقیدہ مضبوط ہوتا کہ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سچے رسول ہیں تو وہ کبھی یہ بات اپنی زبان پر نہ لاتے۔ (1)

وَ اِذْ قَالَتْ طَّآىٕفَةٌ مِّنْهُمْ یٰۤاَهْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَ یَسْتَاْذِنُ فَرِیْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِیَّ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ ؕ وَ مَا هِیَ بِعَوْرَةٍ ۛۚ اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾

(1) ...البحر المحیط، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۱۲، ۷/۲۱۲، مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۱۲، ص۹۳۵، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا اے مدینہ والو! یہاں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں تم گھروں کو واپس چلو اور ان میں سے ایک گروہ نبی سے اِذن مانگتا تھا یہ کہہ کر کہ ہمارے گھر بے حفاظت ہیں اور وہ بے حفاظت نہ تھے وہ تو نہ چاہتے تھے مگر بھاگنا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا: اے مدینہ والو! (یہاں) تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں، تو تم واپس چلو اور ان میں سے ایک گروہ نبی سے یہ کہتے ہوئے اجازت مانگ رہا تھا کہ بیشک ہمارے گھر بے حفاظت ہیں حالانکہ وہ بے حفاظت نہ تھے۔ وہ تو صرف فرار ہونا چاہتے تھے۔

﴿وَ اِذْ قَالَتْ طَّآىٕفَةٌ مِّنْهُمْ یٰۤاَهْلَ یَثْرِبَ: اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا: اے مدینہ والو!۔﴾ اس آیت میں ”یثرب“ کا لفظ ذکر ہوا، اس کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”قرآنِ عظیم میں کہ لفظ ”یثرب“ آیا وہ رَبُّ الْعِزَّت جَلَّ وَعَلَا نے منافقین کا قول نقل فرمایا ہے۔ یثرب کا لفظ فساد و ملامت سے خبر دیتا ہے وہ ناپاک اسی طرف اشارہ کر کے یثرب کہتے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ان پر رد کے لئے مدینہ طیبہ کا نام طابہ رکھا، حضورِ اقدس، سرورِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: ”یَقُوْلُوْنَ یَثْرِبَ وَھِیَ الْمَدِیْنَۃُ“ وہ اسے یثرب کہتے ہیں اور وہ تو مدینہ ہے۔[1]

اور فرماتے ہیں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ”اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی سَمَّی الْمَدِیْنَۃَ طَابَۃَ“ بے شک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا۔

مرقاۃ میں ہے: ”اَلْمَعْنٰی اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی سَمَّاھَا فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ اَوْ اَمَرَ نَبِیَّہٗ اَنْ یُّسَمِّیَھَا بِھَا رَدًّا عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ فِیْ تَسْمِیَتِھَا بِیَثْرِبَ اِیْمَاءً اِلٰی تَثْرِیْبِھِمْ فِی الرُّجُوْعِ اِلَیْھَا“ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ میں مدینہ منورہ کا نام ”طابہ“ رکھا ہے یا اللّٰہ تعالیٰ نے منافقوں کا رد کرتے ہوئے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو حکم فرمایا کہ وہ مدینہ پاک کا نام طابہ رکھیں، کیونکہ منافق مدینہ منورہ کا نام یثرب اس بات

---

1 .....بخاری، کتاب فضائل المدینۃ، باب فضل المدینۃ...الخ، ۱/۶۱۷، الحدیث: ۱۸۷۱، مسلم، کتاب الحج، باب المدینۃ تنفی شرارھا، ص۷۱۷، الحدیث: ۴۸۸ (۱۳۸۲).

www.dawateislami.net

کی جانب اشارہ کرتے ہوئے رکھتے تھے کہ اس کی طرف لوٹنے میں ان کا نقصان ہے۔(ت)[1]

اسی میں ہے:"قَالَ النَّوَوِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی قَدْ حُكِیَ عَنْ عِیْسَی بْنِ دِیْنَارَ اَنَّ مَنْ سَمَّاهَا یَثْرِبَ كُتِبَ عَلَیْهِ خَطِیْئَةً وَ اَمَّا تَسْمِیَتُهَا فِی الْقُرْاٰنِ بِیَثْرِبَ فَهِیَ حِكَایَةُ قَوْلِ الْمُنَافِقِیْنَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ" امام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: حضرت عیسٰی بن دینار رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے یہ قول حکایت کیا گیا ہے کہ جس کسی نے مدینہ طیبہ کا نام "یثرب" رکھا یعنی اس نام سے پکارا تو وہ گناہ گار ہوگا اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ قرآنِ مجید میں مدینہ منورہ کا نام "یثرب" ذکر ہوا، تو اس کے بارے میں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ ان منافقین کے قول کی حکایت ہے جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے۔(ت)[2]۔[3]

مدینہ منورہ کو یثرب کہنے کا شرعی حکم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا ناجائز و ممنوع و گناہ ہے اور کہنے والا گنہگار۔ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں:"مَنْ سَمَّی الْمَدِیْنَةَ یَثْرِبَ فَلْیَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ هِیَ طَابَةُ هِیَ طَابَةُ" جو مدینہ کو یثرب کہے اس پر توبہ واجب ہے۔ مدینہ طابہ ہے مدینہ طابہ ہے۔[4]

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:"فَتَسْمِیَتُهَا بِذٰلِكَ حَرَامٌ لِاَنَّ الْاِسْتِغْفَارَ اِنَّمَا هُوَ عَنْ خَطِیْئَةٍ" یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ کا یثرب نام رکھنا حرام ہے کہ یثرب کہنے سے استغفار کا حکم فرمایا اور استغفار گناہ ہی سے ہوتی ہے۔[5]

ملا علی قاری رَحِمَہُ الْبَارِیْ مرقاۃ شریف میں فرماتے ہیں:"قَدْ حُكِیَ عَنْ بَعْضِ السَّلَفِ تَحْرِیْمُ تَسْمِیَةِ الْمَدِیْنَةِ بِیَثْرِبَ وَ یُؤَیِّدُهٗ مَا رَوَاهُ اَحْمَدُ (فَذَكَرَ الْحَدِیْثَ الْمَذْكُوْرَ ثُمَّ قَالَ) قَالَ الطِّیْبِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ: فَظَهَرَ اَنَّ مَنْ یُحَقِّرُ شَاْنَ مَا عَظَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَنْ وَصَفَ مَا سَمَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِالْاِیْمَانِ بِمَا لَا یَلِیْقُ بِهٖ یَسْتَحِقُّ

---

1 .....مرقاة المفاتیح، کتاب المناسك، باب حرم المدینة حرسها اللّٰه تعالی، الفصل الاول، ۵/۶۲۲، تحت الحدیث: ۲۷۳۸.

2 .....مرقاة المفاتیح، کتاب المناسك، باب حرم المدینة حرسها اللّٰه تعالی، الفصل الاول، ۵/۶۲۲، تحت الحدیث: ۲۷۳۷.

3 .....فتاوی رضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، ۲۱/۱۱۷-۱۱۸، ملتقطاً۔

4 .....مسند امام احمد، مسند الکوفیین، حدیث البراء بن عازب رضی اللّٰه تعالی عنه، ۴/۴۰۹، الحدیث: ۱۸۵۴۴.

5 .....التیسیر شرح جامع الصغیر، حرف المیم، ۲/۴۲۴.

www.dawateislami.net

اَنْ یُسَمّٰی عَاصِیًا" ایک بزرگ سے حکایت کی گئی ہے کہ مدینہ منورہ کو یثرب کہنا حرام ہے اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس کو امام احمد نے روایت فرمایا ہے (پھر مذکورہ بالا حدیث بیان فرمائی،) پھر فرمایا: علامہ طیبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: پس اس سے ظاہر ہوا کہ جو اس کی شان کی تحقیر کرے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے عظمت بخشی اور جس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کا نام دیا اس کا ایسا وصف بیان کرے جو اس کے لائق اور شایانِ شان نہیں تو وہ اس قابل ہے کہ اس کا نام عاصی (گنہگار) رکھا جائے۔ (ت)[1]۔[2]

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ مزید فرماتے ہیں: ''بعض اشعارِ اکابر میں کہ یہ لفظ واقع ہوا، ان کی طرف سے عذر یہی ہے کہ اُس وقت اِس حدیث وحکم پر اطلاع نہ پائی تھی، جو مطلع ہو کر کہے اس کے لئے عذر نہیں، معہٰذا شرع مطہر شعر وغیر شعر سب پر حجت ہے، شعر شرع پر حجت نہیں ہوسکتا۔[3]

﴿لَا مُقَامَ لَكُمْ: (یہاں) تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں۔﴾ غزوۂ خندق کے موقع پر کافروں کے لشکر دیکھ کر منافقوں کا حال یہ ہوا کہ ان میں سے ایک گروہ کہنے لگا کہ اے مدینہ والو! رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے لشکر میں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں کیونکہ دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ان کے لشکر تم پر غالب آجائیں گے، اس لئے عافیت اسی میں ہے کہ تم مدینہ منورہ میں اپنے گھروں کی طرف واپس چلے جاؤ، اور ان کا دوسرا گروہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور یہ کہہ کر واپسی کی اجازت مانگنے لگا کہ مدینہ منورہ میں ہمارے گھر کمزور ہونے کی وجہ سے محفوظ نہیں اور ہمیں دشمنوں اور چوروں کی طرف سے خطرہ ہے، اس لئے آپ ہمیں واپس جانے کی اجازت دیں تاکہ ہم ان کی حفاظت کا انتظام کرلیں، اس کے بعد ہم دوبارہ لشکر میں واپس آجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی اندرونی کیفیت کو ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ منافقوں کے گھر غیر محفوظ نہ تھے بلکہ وہ لوگ یہ بہانہ بنا کر میدانِ جنگ سے فرار ہونا چاہتے تھے۔[4]

---

1 .....مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناسك، باب حرم المدینة حرسها اللّٰه تعالٰی، الفصل الاول، ۵/۶۲۲، تحت الحدیث: ۲۷۳۷.

2 .....فتاوٰی رضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، ۲۱/۱۱۶-۱۱۷، ملتقطاً۔

3 .....فتاوٰی رضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، ۲۱/۱۱۸-۱۱۹۔

4 .....روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۱۳، ۷/۱۵۱، ملخصاً.

www.dawateislami.net

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَیْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُىٕلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا یَسِیْرًا ﴿۱۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر ان پر فوجیں مدینہ کے اطراف سے آتیں پھر ان سے کفر چاہتیں تو ضرور ان کا مانگا دے بیٹھتے اور اس میں دیر نہ کرتے مگر تھوڑی۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اگر ان پر مدینہ کی (مختلف) طرفوں سے فوجیں آجاتیں پھر ان سے فتنے کا مطالبہ کیا جاتا تو ضرور ان کا مطالبہ دیدیتے اور اس میں دیر نہ کرتے مگر تھوڑی سی۔

﴿وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَیْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا: اور اگر ان پر مدینہ کی طرفوں سے فوجیں داخل کردی جاتیں۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ منافقوں کا یہ کہنا کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں، محض ایک بہانہ ہے اور اگر بالفرض مدینہ منورہ کے مختلف اَطراف سے فوجیں ان پر حملہ آور ہوجاتیں، پھر ان منافقوں سے یہ مطالبہ کیا جاتا کہ تمہارے بچنے کی صورت یہ ہے کہ تم اسلام سے مُنْحَرِف ہوجاؤ، تو یہ لوگ ضرور ان کا مطالبہ پورا کردیتے اور اس مطالبے کو پورا کرنے میں چند لمحوں کی ہی تاخیر کرتے۔

عقیدے کی کمزوری اور نفاق کا نقصان

معلوم ہوا کہ جب بندہ یقین اور صبر کی کمی کا شکار ہوتا ہے، بزدلی اور انسانوں کا خوف اس پر غالب ہوتا ہے، ہر دینی چیز میں شک کرتا ہے اور کسی دینی حکم پر عمل کرنے کی صورت میں اگر اَذِیَّت پہنچنے کا صرف احتمال ہی ہو تو اس سے گھبرانے لگ جاتا ہے، تو اس وقت اس کا دل عقیدے کی کمزوری اور نفاق کے مرض میں مبتلا ہوجاتا ہے، پھر اس کا حال یہ ہوتا ہے کہ مسلمان کہلانے کے باوجود اگر کسی ہلکی سی تکلیف سے ڈرا کر اس سے کفر و شرک کا مطالبہ کیا جائے تو وہ اس مطالبے کو پورا کرنے میں دیر نہیں لگاتا۔

افسوس! فی زمانہ اسی طرح کی صورتِ حال مسلمانوں میں بھی پائی جاتی ہے اور ان میں بھی عقیدے کی کمزوری کا مرض عام ہوتا نظر آرہا ہے اور ان کا حال یہ ہوچکا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے وجود پر کوئی عقلی اعتراضات

www.dawateislami.net

کرے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے آخری نبی ہونے کے باوجود کوئی اور نبوت کا دعویٰ کرے، قرآنِ مجید کی حقانیت پر کوئی انگلی اٹھائے اور اسلامی احکام کو اپنی عقل کے ترازو پر تول کر ان کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کرے تو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے والے اپنے دین و مذہب سے پھرنے میں دیر نہیں لگاتے اور اگر کسی طرح اپنے دین پر قائم رہیں تو صرف ان اسلامی احکام پر عمل کے لئے تیار ہوتے ہیں جو انہیں اپنی عقل کے مطابق نظر آئیں اور جو ان کی عقل کے برخلاف ہوں تو انہیں جھٹلانے اور دینِ اسلام کے دامن پر ایک بدنما داغ قرار دینے میں تاخیر نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقلِ سلیم عطا فرمائے، اٰمین۔

وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ﴿۱۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک اس سے پہلے وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ کا عہد پوچھا جائے گا۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: اور بیشک اس سے پہلے وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ کے وعدے کا پوچھا جائے گا۔

﴿وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ: بیشک اس سے پہلے وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے۔﴾ یعنی جو لوگ مدینہ منورہ میں اپنے گھروں کی طرف لوٹ جانے کی اجازت طلب کر رہے ہیں، بیشک وہ غزوۂ خندق سے پہلے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کر چکے تھے کہ وہ دشمنوں کو پیٹھ دکھا کر جنگ سے فرار نہیں ہوں گے، بزدلی کا مظاہرہ نہیں کریں گے اور جو غلطی ہم سے پہلے سرزد ہوئی اسے نہیں دہرائیں گے، لیکن انہوں نے وہ عہد توڑ دیا اور اپنے گھروں میں واپس جانے کی اجازت طلب کرنے لگ گئے۔ یہ یاد رکھیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدے کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اسے پورا نہ کرنے پر سزا دی جائے گی۔ (1)

1 ……روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۱۵، ۷/۱۵۲.

www.dawateislami.net

اس سے معلوم ہوا کہ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے کسی چیز کا عہد کرنا گویا رب عَزَّوَجَلَّ سے عہد کرنا ہے کیونکہ حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رب تعالیٰ کے نائبِ اعظم اور مختارِ مُطلَق ہیں، لہٰذا آپ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرنا لازم ہے۔

قُلْ لَّنْ یَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَ لَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا ﴿۱۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ ہرگز تمہیں بھاگنا نفع نہ دے گا اگر موت یا قتل سے بھاگو اور جب بھی دنیا نہ برتنے دیے جاؤ گے مگر تھوڑی۔ تم فرماؤ وہ کون ہے جو اللہ کا حکم تم پر سے ٹال دے اگر وہ تمہارا برا چاہے یا تم پر مہر فرمانا چاہے اور وہ اللہ کے سوا کوئی حامی نہ پائیں گے نہ مددگار۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم فرماؤ: اگر موت یا قتل سے بھاگ رہے ہو تو ہرگز تمہیں یہ بھاگنا نفع نہ دے گا اور اس وقت بھی تمہیں تھوڑی سی دنیا ہی فائدہ اٹھانے کو دی جائے گی۔ تم فرماؤ: وہ کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچائے گا اگر وہ تمہارا برا چاہے یا تم پر رحم فرمانا چاہے اور وہ اللہ کے سوا کوئی حامی نہ پائیں گے اور نہ ہی مددگار۔

﴿قُلْ لَّنْ یَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ: تم فرماؤ ہرگز تمہیں بھاگنا نفع نہ دے گا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان اجازت طلب کرنے والوں سے فرمادیں کہ اگر تم موت یا قتل ہوجانے کے ڈر سے بھاگ رہے ہو تو اس کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ جو مقدر ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا، اس لئے اگر تمہاری تقدیر میں یہاں موت لکھی ہے تو وہ تمہیں آ ہی جائے گی اور اگر یہاں تمہاری موت کا وقت نہیں آیا ہے تو بھی میدانِ جنگ سے بھاگ کر صرف اتنے

www.dawateislami.net

ہی دن دنیا سے فائدہ اٹھا پاؤ گے جتنے دن تمہاری عمر باقی ہے اور یہ ایک قلیل مدت ہے، تو تم تھوڑی سی مَوہُوم زندگی کیلئے اتنے بڑے گناہ کا بوجھ کیوں اُٹھا رہے ہو۔ (1)

﴿قُلْ: تم فرماؤ۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان سے فرمادیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو تمہیں قتل اور ہلاک کرنا منظور ہو تو اسے کوئی ٹال ہی نہیں سکتا اور اگر وہ تمہیں امن و عافیت عطا فرما کر تم پر رحم فرمانا چاہے تو کوئی تمہیں قتل اور ہلاک نہیں کرسکتا اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنی جانوں کا کوئی حامی نہ پائیں گے اور نہ ہی انہیں کوئی مددگار ملے گا۔ (2)

قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْكُمْ وَ الْقَآىٕلِیْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَیْنَا ۚ وَ لَا یَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللہ جانتا ہے تمہارے ان کو جو اوروں کو جہاد سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں ہماری طرف چلے آؤ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر تھوڑے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک اللہ تم میں سے ان لوگوں کو جانتا ہے جو دوسروں کو جہاد سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں: ہماری طرف چلے آؤ اور وہ لڑائی میں تھوڑے ہی آتے ہیں۔

﴿قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْكُمْ: بیشک اللہ تم میں سے ان لوگوں کو جانتا ہے جو دوسروں کو جہاد سے روکتے ہیں۔﴾

شانِ نزول: یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی، اُن کے پاس یہودیوں نے پیغام بھیجا تھا کہ تم کیوں اپنی جانیں ابوسفیان کے ہاتھوں سے ہلاک کرانا چاہتے ہو، اُس کے لشکری اس مرتبہ اگر تمہیں پا گئے تو تم میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑیں گے، ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ تم کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جاؤ، تم ہمارے بھائی اور ہمسائے ہو اس لئے ہمارے پاس آ جاؤ۔

1 .....روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۱۶، ۷/۱۵۳، مدارك، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۱۶، ص۹۳۶، ملتقطاً.

2 .....مدارك، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۱۷، ص۹۳۶، روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۱۷، ۷/۱۵۳، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

یہ خبر پا کر عبداللہ بن اُبی بن سلول منافق اور اس کے ساتھی مؤمنین کو ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سے ڈرا کر رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ساتھ دینے سے روکنے لگے اور اس میں انہوں نے بہت کوشش کی لیکن جس قدر انہوں نے کوشش کی، مومنین کی ثابت قدمی اور اِستقلال اور بڑھتا گیا۔ (1)

اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تمہاری مدد میں گئی کرتے ہیں پھر جب ڈر کا وقت آئے تم انہیں دیکھو گے تمہاری طرف یوں نظر کرتے ہیں کہ ان کی آنکھیں گھوم رہی ہیں جیسے کسی پر موت چھائی ہو پھر جب ڈر کا وقت نکل جائے تمہیں طعنے دینے لگیں تیز زبانوں سے مالِ غنیمت کے لالچ میں یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں تو اللہ نے ان کے عمل اکارت کر دیے اور یہ اللہ کو آسان ہے۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: تمہارے اوپر بخل کرتے ہوئے آتے ہیں پھر جب ڈر کا وقت آتا ہے تو تم انہیں دیکھو گے کہ تمہاری طرف یوں نظر کرتے ہیں کہ ان کی آنکھیں گھوم رہی ہیں جیسے کسی پر موت چھائی ہوئی ہو پھر جب ڈر کا وقت نکل جاتا ہے تو مال غنیمت کی لالچ میں تیز زبانوں کے ساتھ تمہیں طعنے دینے لگتے ہیں۔ یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں ہیں تو اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

﴿اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ: تمہارے اوپر بخل کرتے ہوئے آتے ہیں۔﴾ یعنی منافقوں کا حال یہ ہے کہ جب مسلمانوں کو جنگ

1 .....بغوی، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۱۸، ۳/۴۴۶.

www.dawateislami.net

میں ان کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے تو یہ لوگ بخل کرتے ہیں اور اگر جیسے تیسے لڑائی میں کچھ شرکت کرنا پڑ ہی جائے تو اس وقت ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ خوف سے ان کی آنکھیں ہی گھوم رہی ہوتی ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مسلمان جنگ میں فتح یاب ہوجاتے ہیں تو پھر مالِ غنیمت لینے کے لیے سب سے پہلے پہنچ جاتے ہیں اور اپنی جرأت کی جھوٹی داستانیں سناتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم نے اتنی بہادری دکھائی اور ہماری بہادری کی وجہ سے ہی جنگ میں کامیابی اور غنیمت ملی ہے، لہٰذا ہمیں غنیمت میں سے زیادہ حصہ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے اگرچہ اپنی زبانوں سے ایمان کا اقرار کیا ہے لیکن درحقیقت یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں اور چونکہ حقیقت میں وہ مومن نہ تھے اس لئے ان کے تمام ظاہری عمل جہاد وغیرہ سب باطل کردیئے گئے اور عملوں کو باطل کردینا اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے۔

صرف زبانی دعوے کرنا اور وقت پر ساتھ نہ دینا منافقوں کا کام ہے

اس سے معلوم ہوا کہ وقت پر ساتھ نہ دینا اور زبان سے محبت کا دعویٰ کرنا منافقوں کا کام ہے جبکہ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ ہر مشکل وقت میں اپنے مسلمان بھائی کا ساتھ دیتا ہے اور زبانی دعوے کرنے کی بجائے عملی مظاہرہ زیادہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بولنے کیلئے زبان ایک اور دیگر کام کرنے کیلئے اَعضاء دو دو دیئے ہیں لہٰذا آدمی کو چاہیے کہ وہ کلام کم اور کام زیادہ کرے۔

يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَ اِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآىِٕكُمْ ؕ وَ لَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْۤا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾ ع ۲ ۱۲ ۱۸

ترجمۂ کنزالایمان: وہ سمجھ رہے ہیں کہ کافروں کے لشکر ابھی نہ گئے اور اگر لشکر دوبارہ آئیں تو ان کی خواہش ہوگی کہ کسی طرح گاؤں میں نکل کر تمہاری خبریں پوچھتے اور اگر وہ تم میں رہتے جب بھی نہ لڑتے مگر تھوڑے۔

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالعِرفان: وہ سمجھ رہے ہیں کہ لشکر ابھی نہ گئے اور اگر وہ لشکر دوبارہ آئیں تو ان کی خواہش ہوگی کہ کاش، وہ کسی گاؤں میں ہوتے (اور وہیں سے) تمہاری خبروں کے بارے میں پوچھ لیتے اور اگر وہ تم میں رہتے تو جب بھی تھوڑے ہی لڑتے۔

﴿یَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ یَذْهَبُوْا: وہ سمجھ رہے ہیں کہ لشکر ابھی نہ گئے۔﴾ یعنی منافق لوگ اپنی بزدلی اور نامَردی کی وجہ سے ابھی تک یہ سمجھ رہے ہیں کہ کفارِ قریش، غطفان قبیلے کے لوگ اور یہودی وغیرہ ابھی تک میدان چھوڑ کر بھاگے نہیں ہیں اگرچہ حقیقتِ حال یہ ہے کہ وہ بھاگ چکے ہیں اور ان کی بے ہمتی کا یہ عالَم ہے کہ اگر بالفرض کفار کے لشکر دوبارہ مدینہ منورہ پر چڑھائی کر دیں تو اب کی بار ان کی آرزو یہ ہوگی کہ یہ لوگ مدینہ پاک کو ہی چھوڑ کر دیہات میں بھاگ جائیں اور مدینہ منورہ آنے جانے والے لوگوں سے تمہاری ہار جیت کی خبر پوچھ لیا کریں اور خود مدینہ منورہ آنے کی ہمت کبھی نہ کریں اور اگر انہیں تمہارے درمیان ہی موجود رہنا پڑتا تب بھی ان میں سے تھوڑے لوگ ہی لڑائی کرتے اور وہ بھی صرف ریاکاری یا ذلت کے ڈر سے یا عذر پیش کرنے کے لئے تاکہ انہیں یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ ہم بھی تو تمہارے ساتھ جنگ میں شریک تھے۔[1]

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا ﴿۲۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک تمہیں رسولُ اللّٰہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لیے کہ اللّٰہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللّٰہ کو بہت یاد کرے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک تمہارے لئے اللّٰہ کے رسول میں بہترین نمونہ موجود ہے اس کے لیے جو اللّٰہ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے اور اللّٰہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

1 .....مدارك، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲۰، ص۹۳۷، خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲۰، ۳/۴۹۱، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ: بیشک تمہارے لئے۔﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت میں پیروی کیلئے بہترین طریقہ موجود ہے جس کا حق یہ ہے کہ اس کی اقتدا اور پیروی کی جائے، جیسے غزوۂ خندق کے موقع پر جن سنگین حالات کا سامنا تھا کہ کفارِ عرب اپنی بھرپور افرادی اور حربی قوت کے ساتھ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے اچانک نکل پڑے تھے اور ان کے حملے کو پسپا کرنے کے لئے جس تیاری کی ضرورت تھی اس کے لئے مسلمانوں کے پاس وقت بہت کم تھا اور افرادی قوت بھی اس کے مطابق نہ تھی، خوارک کی اتنی قلت ہوگئی کہ کئی کئی دن فاقہ کرنا پڑتا تھا، پھر عین وقت پر مدینہ منورہ کے یہودیوں نے دوستی کا معاہدہ توڑ دیا اور ان کی غداری کی وجہ سے حالات مزید سنگین ہو گئے، ایسے ہوشربا حالات میں تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی کیسی شاندار سیرت پیش فرمائی کہ قدم قدم پر اپنے جانثار صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے ساتھ ساتھ موجود ہیں، جب خندق کھودنے کا موقع آیا تو اس کی کھدائی میں خود بھی شرکت فرمائی، چٹانوں کو توڑا اور مٹی کو اٹھا اٹھا کر باہر پھینکا، جب خوراک کی قلت ہوئی تو دوسرے مجاہدین کی طرح خود بھی فاقہ کشی برداشت فرمائی اور اس دوران اگر صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے فاقے کی تکلیف سے پیٹ پر ایک پتھر باندھا تو سیّد العالمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مبارک شکم پر دو پتھر بندھے ہوئے نظر آئے۔ شدید سردی کے باوجود ہفتوں صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے ساتھ میدانِ جنگ میں قیام فرمایا۔ جب دشمن حملہ آور ہوا تو اس کے لشکر کی تعداد اور حربی طاقت کو دیکھ کر پریشان نہیں ہوئے بلکہ عزم و ہمت کا پیکر بنے رہے اور صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ جب بنو قریظہ کے بارے میں خبر ملی کہ انہوں نے عہد توڑ دیا ہے تو اسے سن کر مُقَدّس جبین پر بل نہیں پڑے اور منافق لوگ مختلف حیلوں کے ذریعے میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار کرنے لگے تب بھی پریشان نہ ہوئے اور اِستقامت کے ساتھ ان تمام حالات کا مقابلہ فرماتے رہے، جنگ میں ثابت قدمی اور شجاعت دکھائی، اس میں آنے والی سختیوں کا صبر و ہمت سے مقابلہ کیا، اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کے لئے کوئی کسر نہ چھوڑی اور آخر کار اللہ تعالیٰ کی مدد سے کفار کے لشکروں کو شکست دی۔ ان تمام چیزوں کے پیشِ نظر مسلمانوں کو فرمایا گیا کہ اے مسلمانو! تمہیں چاہئے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت کی پیروی کرو اور یہ بات وہ مانے گا جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف، اس کی یاد، اس سے امید اور قیامت کی دہشت ہوگی۔

نوٹ: یہ آیت مبارکہ اگرچہ ایک خاص موقع پر نازل ہوئی لیکن اپنے الفاظ کے اعتبار سے عام ہے اور اس موقع

www.dawateislami.net

کے علاوہ بھی سیّدالمرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیبہ کے ان تمام اُمور میں پیروی کا حکم ہے جو آپ کی خصوصیت نہیں ہیں۔

تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیروی اور اطاعت کا حکم

قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت وفرمانبرداری اور پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور رسول جو کچھ تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں (اس سے) باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے حبیب! فرما دو کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

معلوم ہوا کہ حقیقی طور پر کامیاب زندگی وہی ہے جو تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے نقشِ قدم پر ہو، اگر ہمارا جینا مرنا، سونا جاگنا حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے نقشِ قدم پر ہو جائے تو ہمارے سب کام عبادت بن جائیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی کامل طریقے سے پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اور سیرتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیروی

صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سیّدالمرسَلین صَلَّی اللّٰہُ

1 ..... حشر: ۷.
2 ..... اٰل عمران: ۳۱.

www.dawateislami.net

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ مبارکہ پر عمل پیرا ہونے کو اپنی زندگی کا اَوّلین مقصد بنایا ہوا تھا اور ان کے نزدیک تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اَقوال، اَفعال اور اَحوال کی پیروی کرنے سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ چیز اور کوئی نہ تھی، یہاں اسی سے متعلق صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے 5 واقعات ملاحظہ ہوں

(1).....غزوۂ اَحزاب میں سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حکم دیا کہ کفار کی خبر لائیں، لیکن ان سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں، وہ آئے تو دیکھا کہ ابوسفیان آگ تاپ رہے ہیں، کمان میں تیر جوڑ لیا اور نشانہ لگانا چاہا، لیکن رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا حکم یاد آ گیا اور رک گئے۔ (1)

(2).....پہلے یہ دستور تھا کہ جب صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سفرِ جہاد میں کسی منزل پر قیام فرماتے تھے تو ادھر ادھر پھیل جاتے تھے، ایک بار آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ یہ مُتَفَرِّق ہونا شیطان کا کام ہے۔ اس کے بعد صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے اس کی اس شدت سے پابندی کی کہ جب بھی منزل پر اترتے تھے تو اس قدر سمٹ جاتے تھے کہ اگر ایک چادر تان لی جاتی تو سب کے سب اس کے نیچے آ جاتے۔ (2)

(3).....حضرت محمد بن اسلم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نہایت بڑی عمر کے صحابی تھے، لیکن جب بازار سے پلٹ کر گھر آتے اور چادر اتارنے کے بعد یاد آتا کہ انہوں نے مسجدِ نبوی میں نماز نہیں پڑھی تو کہتے کہ خدا کی قسم! میں نے رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مسجد میں نماز نہیں پڑھی، حالانکہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ہم سے فرمایا تھا کہ جو شخص مدینہ میں آئے تو جب تک اس مسجد میں دو رکعت نماز نہ پڑھ لے گھر واپس نہ جائے، یہ کہہ کر چادر اٹھاتے اور مسجدِ نبوی میں دو رکعت نماز پڑھ کے گھر واپس آتے۔ (3)

(4).....حضرت حمران بن ابان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں: ہم حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس تھے، آپ نے پانی منگوا کر وضو کیا اور جب وضو کر کے فارغ ہوئے تو مسکرائے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں کیوں مسکرایا؟ پھر (خود ہی جواب دیتے ہوئے) فرمایا: ”جس طرح میں نے وضو کیا اسی طرح رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے وضو فرمایا تھا اور اس کے بعد مسکرائے تھے۔ (4)

---

1 .....مسلم، کتاب الجهاد و السیر، باب غزوة الاحزاب، ص۹۸۸، الحدیث: ۹۹(۱۷۸۸).

2 .....ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب ما یؤمر من انضمام العسکر و سعته، ۳/۵۸، الحدیث: ۲۶۲۸.

3 .....اسد الغابه، باب المیم و الحاء، محمد بن اسلم، ۵/۸۰ ملتقطا.

4 .....مسند امام احمد، مسند عثمان بن عفان رضی الله تعالی عنه، ۱/۱۳۴، الحدیث: ۴۳۰.

www.dawateislami.net

(5)..... حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی وفات سے چند گھنٹے پہلے اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے دریافت کیا کہ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے کفن میں کتنے کپڑے تھے اور حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی وفات شریف کس دن ہوئی؟ (1)

اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی آرزو تھی کہ کفن اور یومِ وفات میں حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مُوافقت ہو۔ زندگی میں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اتباع تو کرتے ہی تھے وہ وفات میں بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہی کی اتباع چاہتے تھے۔ (2)

حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زندگی ہر ایک کے لئے کامل نمونہ ہے

یاد رہے کہ عبادات، معاملات، اَخلاقیات، سختیوں اور مشقتوں پر صبر کرنے میں اور نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے میں، الغرض زندگی کے ہر شعبہ میں اور ہر پہلو کے اعتبار سے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مبارک زندگی اور سیرت میں ایک کامل نمونہ موجود ہے، لہٰذا ہر ایک کو اور بطورِ خاص مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اَقوال میں، اَفعال میں، اَخلاق میں اور اپنے دیگر احوال میں سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مبارک سیرت پر عمل پیرا ہوں اور اپنی زندگی کے تمام معمولات میں سیّد العالَمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیروی کریں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنی کتاب ”شانِ حبیب الرحمٰن“ میں اس آیت پر بہت پیارا کلام فرمایا، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ سرکارِ اَبد قرار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مبارک ذات ہر درجے اور ہر مرتبے کے انسان کے لئے نمونہ ہے، جیسے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے توکُّل کا حال یہ تھا کہ دو دو ماہ تک گھر میں آگ نہیں جلتی، صرف کھجوروں اور پانی پر گزارہ ہوتا، تو امت کے مَساکین کو چاہئے کہ ان مبارک حالات کو دیکھیں اور صبر سے کام لیں۔

جو سلطنت اور بادشاہت کی زندگی گزار رہا ہے، تو وہ ان حالات کا ملاحظہ کرے کہ مکہ مکرمہ فتح ہو گیا، تمام وہ کفار سامنے حاضر ہیں جنہوں نے بے انتہا تکلیفیں پہنچائی تھیں، آج موقع تھا کہ ان تمام گستاخوں سے بدلہ لیا جائے مگر ہوا یہ کہ فتح فرماتے ہی عام معافی کا اعلان فرما دیا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کو امن ہے، جو اپنا دروازہ

1 .....بخاری، کتاب الجنائز، باب موت یوم الاثنین، ۱/۴۶۸، الحدیث: ۱۳۸۷.

2 .....عمدۃ القاری، کتاب الجنائز، باب موت یوم الاثنین، ۶/۳۰۰، تحت الحدیث: ۱۳۸۷.

www.dawateislami.net

بند کر لے اس کو امن ہے، جو ہتھیار ڈال دے اس کو امن ہے، الغرض، حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر دس بھائیوں نے چند گھنٹے ظلم و ستم کیا جس کے نتیجے میں ایک مختصر عرصے تک آپ آزمائشوں میں مبتلا رہے اور جب وہ حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سلطنت میں غلہ لینے حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا: ”لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ ؕ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ“ آج تم پر کوئی سختی نہ ہوگی، اللہ تمہاری مغفرت فرما دے۔ مگر حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے 13 سال تک اپنے اوپر اہلِ مکہ کی سختیاں برداشت کیں، صحابۂ کرام، اہلِ بیتِ عظام، ان کے گھر والے اور ان حضرات کی جان و مال، عزت و آبرو سب ہی خطرے میں رہے اور آخر کار دیس کو چھوڑ کر پردیسی ہونا پڑا، مگر جب اپنا موقع آیا تو سب کو معاف فرما دیا، لہٰذا قیامت تک کے سَلاطین اس کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں۔

اگر کوئی مالداری اور خوشحالی کی زندگی گزارنا چاہتا ہے تو ان حالات کو ملاحظہ کرے کہ ایک شخص کے کھیت میں لمبی ککڑی پیدا ہوئی، تحفہ کے طور پر بارگاہ میں حاضر کی، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس کے عِوَض میں ایک لپ بھر سونا عنایت فرمایا۔ ایک بار بکریوں سے بھرا ہوا جنگل حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ملکیت میں آیا، کسی نے عرض کی: یا حَبِیبَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اب اللہ تعالیٰ نے حضور کو بہت ہی مالدار بنا دیا۔ ارشاد فرمایا: ”تو نے میری مالداری کیا دیکھی؟ عرض کی: اس قدر بکریاں ملکیت میں ہیں۔ ارشاد فرمایا: جا سب تجھ کو عطا فرما دیں۔ وہ اپنی قوم میں یہ مال لے کر پہنچے اور قوم والوں سے کہا: اے لوگو! ایمان لے آؤ، رب کی قسم! محمدٌ رَّسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اتنا دیتے ہیں کہ فقر کا خوف نہیں فرماتے۔ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ایک بار اتنا دیا کہ وہ اٹھا نہ سکے، لہٰذا مالداری یہ واقعات اپنے خیال میں رکھیں اور زندگی گزاریں۔

اگر کسی کی زندگی اہل و عیال کی زندگی ہے تو وہ یہ خیال کرے کہ میری تو ایک یا دو یا زیادہ سے زیادہ چار بیویاں ہیں اور کچھ اولاد مگر محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی 9 بیویاں ہیں، اولاد اور اولاد کی اولاد، غلام، لونڈیاں، متوسّلین اور مہمانوں کا ہجوم ہے، پھر کس طرح ان سے برتاؤ فرمایا اور اسی کے ساتھ ساتھ کس طرح رب عَزَّوَجَلَّ کی یاد فرمائی۔

اگر کوئی تارک الدنیا اپنی زندگی گزارنا چاہتا ہے تو غارِ حرا کی عبادت، وہاں کی ریاضت، دنیا کی بے رغبتی کو دیکھے۔

سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی قوت و طاقت کا یہ حال ہے کہ جنگِ حُنَین میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خچر پر تنہا رہ گئے، مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے، کفار نے خچر کو گھیر لیا، حضرت عباس اور ابو سفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

www.dawateislami.net

عَنْہُمَا باگ پکڑے ہوئے تھے، جب ملاحظہ فرمایا کہ کفار نے یلغار کی ہے تو خچر سے اترے اور فرمایا: ہم جھوٹے نبی نہیں ہیں، ہم عبدالمطلب کے پوتے ہیں، اس پر کسی کی ہمت اور جرأت نہ ہوئی کہ سامنے ٹھہر جاتا۔ ابورکانہ عرب کا مشہور پہلوان تھا، جو کبھی بھی کسی سے مغلوب نہ ہوتا تھا، حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے تین بار اسے زمین پر دے مارا، وہ اسی پر حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا مداح بن گیا۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے رحم وکرم کا یہ حال کہ نہ کبھی کسی کو برا فرمایا نہ خادم یا اہلِ خانہ کو ہاتھ سے مارا (لہٰذا طاقت اور قوت رکھنے والے ان حالات پر غور کریں) غرض کہ ساری قومیں (اور ہر مرتبے کے انسان سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذات مبارک کو) اپنے لئے نمونہ بنا کر دنیا میں آرام اور ہدایت سے رہ سکتے ہیں۔ (1)

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِیْمَانًا وَّ تَسْلِیْمًا ﴿۲۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکر دیکھے بولے یہ ہے وہ جو ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے اور اس سے انہیں نہ بڑھا مگر ایمان اور اللہ کی رضا پر راضی ہونا۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: اور جب مسلمانوں نے لشکر دیکھے تو کہنے لگے: یہ وہ ہے جس کا ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ دیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس بات نے ان کے ایمان اور اللہ کی رضا پر راضی ہونے کو اور زیادہ کر دیا۔

﴿وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ: اور جب مسلمانوں نے لشکر دیکھے۔﴾ اس سے پہلی آیات میں منافقوں کی بزدلی، بے ہمتی اور حیلے بہانوں کا بیان کیا گیا اور اب یہاں سے باہمت مومنوں کا حال بیان کیا جا رہا ہے، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب غزوۂ خندق کے دن مسلمانوں نے کفار کے لشکر دیکھے تو کہنے لگے: یہ وہ ہے جس کا ہمیں اللہ تعالیٰ

1 .....شانِ حبیب الرحمٰن، ص۱۵۸-۱۶۰، ملخصاً۔

www.dawateislami.net

اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے وعدہ دیا تھا کہ تمہیں شدت اور مصیبت پہنچے گی اور تم آزمائش میں ڈالے جاؤ گے اور پہلوں کی طرح تم پر سختیاں آئیں گی اور لشکر جمع ہو ہو کر تم پر ٹوٹیں گے لیکن آخر میں تم ہی غالب آؤ گے اور تمہاری مدد فرمائی جائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ- مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ- اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ (1)

ترجمۂ کنزالعرفان: کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تم پر پہلے لوگوں جیسی حالت نہ آئی۔ انہیں سختی اور شدت پہنچی اور انہیں زور سے ہلا ڈالا گیا یہاں تک کہ رسول اور اس کے ساتھ ایمان والے کہہ اُٹھے: اللہ کی مدد کب آئے گی؟ سن لو! بیشک اللہ کی مدد قریب ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے اصحاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے ارشاد فرمایا: ”آئندہ نو یا دس راتوں میں لشکر تمہاری طرف آنے والے ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اس مدت کے پورا ہونے پر لشکر آ گئے تو کہا: یہ ہے وہ جس کا ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے وعدہ دیا تھا۔“ اور اس کے تمام وعدے سچے ہیں، سب یقینی طور پر واقع ہوں گے، ہماری مدد بھی ہوگی، ہمیں غلبہ بھی دیا جائے گا اور مکہ مکرمہ، روم اور فارس بھی ہمارے ہاتھوں فتح ہوں گے اور ان لشکروں کے آنے نے ان کے اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہونے میں اور اضافہ کر دیا۔ (2)

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ- فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ- وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ﴿۲۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت

1 .....بقرہ: ۲۱۴.

2 .....مدارك، الاحزاب، تحت الآیة: ۲۲، ص۹۳۷، خازن، الاحزاب، تحت الآیة: ۲۲، ۳/۴۹۲، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا نہ بدلے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے اس عہد کو سچا کر دکھایا جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی ابھی انتظار کر رہا ہے اور وہ بالکل نہ بدلے۔

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا: مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دکھایا۔﴾ حضرت عثمانِ غنی، حضرت طلحہ، حضرت سعید بن زید، حضرت حمزہ اور حضرت مصعب اور دیگر چند صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے نذر مانی تھی کہ وہ جب رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ جہاد میں شرکت کا موقع پائیں گے تو ثابت قدم رہیں گے یہاں تک کہ شہید ہو جائیں۔ ان کے بارے میں اس آیت میں ارشاد ہوا کہ انہوں نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اور ان میں سے کوئی ثابت قدمی کے ساتھ جہاد کرتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا جیسے کہ حضرت حمزہ اور حضرت مصعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور کوئی ابھی (جہاد پر ثابت قدمی کے باوجود) شہادت کا انتظار کر رہا ہے، جیسے کہ حضرت عثمان اور حضرت طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا، اور یہ حضرات بالکل نہ بدلے بلکہ شہید ہو جانے والے بھی اور شہادت کا انتظار کرنے والے بھی دونوں اپنے عہد پر ویسے ہی ثابت قدم رہے جبکہ منافق اور دل کے بیمار لوگ اپنے عہد پر قائم نہ رہے۔[1]

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میرے چچا حضرت انس بن نضر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ غزوۂ بدر کے موقع پر موجود نہ تھے، یہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: یارسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ نے مشرکین کے ساتھ جو پہلی جنگ لڑی تھی میں اس میں موجود نہ تھا، اگر اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے جنگ آزمائی کا پھر موقع دیا تو اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور دکھا دے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ جب اُحد کی معرکہ آرائی کا دن آیا اور بعض مسلمان جنگ کے میدان میں ٹھہر نہ سکے، تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے اور عرض کی: یا اللہ! عَزَّوَجَلَّ، میں اُس حرکت سے علیحدگی کا اظہار کرتا ہوں جو ہمارے بعض ساتھیوں سے سرزد ہوئی اور میں اُس فعل سے بیزار ہوں جس کے یہ مشرکین مُرتکب ہوئے ہیں۔ پھر انہوں نے مشرکین کی جانب پیش قدمی فرمائی تو راستے میں حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ملاقات ہوئی، آپ نے ان سے فرمایا: اے سعد بن معاذ! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، نضر کے رب عَزَّوَجَلَّ

1 .....مدارك، الاحزاب، تحت الآیة: ۲۳، ص۹۳۷-۹۳۸.

www.dawateislami.net

کی قسم! مجھے اُحد کی اس جانب سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔ حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بارگاہِ رسالت میں ان کا حال یوں عرض کیا کرتے تھے کہ یارسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، جو جوانمردی حضرت انس بن نضر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دکھائی وہ میری بساط سے باہر ہے۔ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: جب (جنگ کے بعد) ہم نے حضرت انس بن نضر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو جامِ شہادت نوش کئے ہوئے پایا تو ان کے جسم پر 80 سے زیادہ تلواروں، تیروں اور نیزوں کے زخم تھے۔ مشرکین نے ان کے کان اور ناک وغیرہ کاٹ لئے تھے جس کے باعث انہیں کوئی پہچان نہ سکا البتہ صرف ان کی بہن نے ان کی انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ہمارا خیال اور گمان ہے کہ یہ آیت "مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ" ان کے بارے میں اور ان جیسے حضرات ہی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ (1)

اور حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: جب نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُحد سے واپس تشریف لائے تو حضرت مصعب بن عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس سے گزرے جو کہ شہید ہو کر راستے میں پڑے ہوئے تھے۔ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کے پاس کھڑے ہو کر دعا فرمائی اور اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی:

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُۖ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا (2)

ترجمۂ کنزالعرفان: مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے اس عہد کو سچا کر دکھایا جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی ابھی انتظار کر رہا ہے اور وہ بالکل نہ بدلے۔

پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید ہیں، تو تم ان کے پاس آیا کرو اور ان کی زیارت کیا کرو اور اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، قیامت تک جو شخص بھی ان کو سلام کرے گا یہ اس کے سلام کا جواب دیں گے۔ (3)

---

1 .....بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب قول اللّٰه تعالی: من المؤمنین رجال صدقوا... الخ، ۲/۲۵۵، الحدیث: ۲۸۰۵.

2 .....احزاب: ۲۳.

3 .....مستدرك، کتاب التفسیر، زیارة قبور الشهداء وردّ السلام منهم الی یوم القیامة، ۲/۶۲۹، الحدیث: ۳۰۳۱.

www.dawateislami.net

لِّیَجْزِیَ اللّٰهُ الصّٰدِقِیْنَ بِصِدْقِهِمْ وَ یُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۲۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو عذاب کرے اگر چاہے یا انہیں توبہ دے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو عذاب دے اگر چاہے یا انہیں توبہ کی توفیق دے۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿لِیَجْزِیَ اللّٰهُ الصّٰدِقِیْنَ بِصِدْقِهِمْ: تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا صلہ دے۔﴾ یعنی غزوۂ اَحزاب میں جو اُمور واقع ہوئے جیسے مخلص ایمان والوں نے اخلاص کے ساتھ عمل کئے اور منافقوں نے نفاق سے متعلق اپنی روایت کو برقرار رکھا، یہ سب اس لئے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزا دے، ایمان والوں کو دنیا میں اقتدار عطا فرمائے اور اسلام کے دشمنوں کے خلاف انہیں فتح نصیب کرے جبکہ آخرت میں انہیں اچھا ثواب دے اور جنت کی دائمی نعمتوں میں ہمیشہ کے لئے رکھے اور منافقوں سے جو اقوال اور افعال سرزد ہوئے ہیں اس پر اگر چاہے تو انہیں عذاب دے یا ان میں سے جو لوگ توبہ کرلیں ان کی توبہ قبول فرمائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کے گناہوں کو چھپانے والا اور اسے جنت و ثواب دے کر اس پر رحم فرمانے والا ہے۔[1]

یاد رہے کہ جو منافق دنیا میں اپنے نفاق سے سچی توبہ کرلیں گے ان پر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے آخرت میں عذاب نہ فرمائے گا اور جو اپنے کفر و نفاق سے توبہ کئے بغیر مر گیا تو اسے آخرت میں عذاب ضرور ہوگا۔

راہِ خدا میں قربانیاں دینے والوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اخلاص کے ساتھ ایمان لانے والے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو قربانیاں دیتے ہیں اور

1 .....ابو سعود، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲۴، ۴/۳۱۶، روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲۴، ۷/۱۶۰، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

اس راہ میں آنے والی سختیوں، تکلیفوں اور مصیبتوں کو برداشت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ضائع نہیں فرماتا بلکہ اپنی شانِ کریمی سے اُن ایمان والوں کو دنیا میں بھی بہترین صلہ عطا فرماتا ہے اور آخرت میں بھی اعلیٰ ترین اجر وثواب عطا فرمائے گا۔ ان کی قربانیوں کا جو صلہ دنیا میں عطا کیا گیا وہ آج ہم اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ رہے ہیں کہ سینکڑوں برس گزر جانے کے باوجود بھی دنیا انہیں خیر سے یاد کر رہی ہے، زمانہ ہر چیز کو مٹا دیتا ہے مگر ان کا ذکرِ خیر آج تک نہ مٹ سکا اور اِنْ شَآءَ اللہ قیامت تک نہ مٹ سکے گا۔

وَ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِغَیْظِهِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا ؕ وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ قَوِیًّا عَزِیْزًا ﴿۲۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ نے کافروں کو ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ پلٹایا کہ کچھ بھلا نہ پایا اور اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت دی اور اللہ زبردست عزت والا ہے۔

ترجمۂ کنزالعِرفان: اور اللہ نے کافروں کو ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ واپس لوٹا دیا، انہیں کچھ بھی بھلائی نہ ملی اور اللہ مسلمانوں کیلئے لڑائی میں کافی ہو گیا اور اللہ قوت والا، عزت والا ہے۔

﴿وَ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِغَیْظِهِمْ: اور اللہ نے کافروں کو ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ واپس لوٹا دیا۔﴾ یعنی غزوۂ اَحزاب میں جو واقعات رونما ہوئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش اور غطفان وغیرہ کے لشکروں کو ان کے دلوں کی جلن اور حسرت کے ساتھ واپس لوٹا دیا اور ان کا حال یہ ہوا کہ جن ناپاک ارادوں کے ساتھ ان لوگوں نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی تھی ان میں سے کوئی بھی پورا نہ ہوا اور وہ اپنے مَقاصد میں ناکام و نامُراد ہو کر واپس لوٹ گئے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کیلئے لڑائی میں کافی ہو گیا چنانچہ مسلمانوں کو کافروں کے خلاف باقاعدہ لڑنا نہیں پڑا اور دشمن نصرتِ الٰہی اور ہوا کی سختیوں سے بھاگ نکلے اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے ہر ارادے کو ظاہر فرمانے پر قوت رکھنے والا اور ہر چیز پر غالب اور عزت والا ہے۔ (1)

1 .....روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲۵، ۷/۱۶۰-۱۶۱، خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲۵، ۳/۴۹۳، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

اللہ تعالیٰ کی قدرت وشان

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اس اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں جو واحد ہے، جس کا لشکر غالب ہے، جس نے اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا کافروں کی جماعتوں کو شکست دی، اس کے سوا کوئی چیز (باقی) نہیں ہے۔“ (1)

حضرت عبد اللہ بن اوفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے غزوۂ احزاب کے دن کفار کے لشکروں کے خلاف یوں دعا فرمائی: اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، کتاب کو نازل کرنے والے، جلد حساب کرنے والے، اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، ان لشکروں کو شکست دے اور ان کے قدموں کو ڈگمگا دے۔ (2)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر رب عَزَّوَجَلَّ چاہے تو مسلمانوں کو ہوا کے ذریعے سے اور اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو مکڑی کے کمزور جالے کے وسیلے سے دشمن سے بچالے اور چاہے تو فرعون کو مضبوط قلعہ سے نکال کر غرق کردے اور ابابیل جیسے چھوٹے سے پرندوں سے ہاتھیوں کو ہلاک فرمادے۔

وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَیَاصِیْهِمْ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا ﴿۲۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جن اہلِ کتاب نے ان کی مدد کی تھی انہیں ان کے قلعوں سے اتارا اور ان کے دلوں میں رُعب ڈالا ان میں ایک گروہ کو تم قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو قید۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جن اہل کتاب نے اُن (مشرکوں) کی مدد کی تھی (اللہ نے) انہیں ان کے قلعوں سے اتارا اور ان کے دلوں میں رُعب ڈال دیا، ان میں ایک گروہ کو تم قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو قید کرتے ہو۔

1 .....بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق وھی الاحزاب، ۳/۵۵، الحدیث: ۴۱۱۴.

2 .....بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق وھی الاحزاب، ۳/۵۵، الحدیث: ۴۱۱۵.

www.dawateislami.net

﴿وَ اَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ: اور جن اہلِ کتاب نے ان کی مدد کی تھی انہیں اتارا۔﴾ اس سے پہلی آیات میں غزوۂ احزاب کے احوال بیان ہوئے اور اب یہاں سے بنو قریظہ کے یہودیوں کے ساتھ ہونے والی جنگ کے حالات بیان کئے جا رہے ہیں جنہوں نے رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مقابلے میں قریش اور غطفان وغیرہ کے لشکروں کی مدد کی تھی۔

غزوۂ بنو قریظہ کے مختصر احوال

غزوۂ بنو قریظہ غزوۂ خندق کا ایک قسم کا تتمّہ ہے۔ یہ غزوہ سن 4 یا 5 ہجری، ماہِ ذی قعدہ کے آخری دنوں میں واقع ہوا۔ یہاں اس کے کچھ احوال پر مشتمل چار اَحادیث ملاحظہ ہوں:

(1).....حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: جب رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جنگِ خندق سے واپس لوٹے تو آپ نے ہتھیار اتار دیئے اور غسل فرما لیا۔ فوراً حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور ان کا سر گرد و غبار سے اٹا ہوا تھا، انہوں نے عرض کی: آپ نے ہتھیار اتار دیئے حالانکہ میں نے ابھی نہیں اتارے۔ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اب کدھر کا ارادہ ہے؟ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ادھر کا، اور بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فوراً ہی بنو قریظہ کی طرف تشریف لے گئے۔ (1)

(2).....حضرت عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جنگِ اَحزاب کے دن ارشاد فرمایا: ”کوئی عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں جا کر۔ چنانچہ بعض حضرات کو راستے میں عصر کا وقت ہو گیا مگر وہ کہنے لگے کہ ہم منزلِ مقصود پر پہنچ کر ہی نماز پڑھیں گے اور بعض حضرات نے راستے میں ہی نماز پڑھ لی اور فرمایا کہ ہمیں نماز پڑھنے سے تو منع نہیں فرمایا گیا۔ جب نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سامنے اس صورتِ حال کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کسی فریق پر بھی ناراضی کا اظہار نہیں فرمایا۔ (2)

(3)..... اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے، حضرت عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: جب ہم غزوۂ احزاب

1 .....بخاری، کتاب الجهاد و السیر، باب الغسل بعد الحرب و الغبار، ۲/۲۵۸، الحدیث: ۲۸۱۳.

2 .....بخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی صلی الله علیه وسلم من الاحزاب... الخ، ۳/۵۶، الحدیث: ۴۱۱۹.

www.dawateislami.net

سے واپس لوٹے تو رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ہمیں یہ ندا فرمائی: بنوقریظہ میں پہنچنے سے پہلے کوئی شخص ظہر کی نماز نہ پڑھے۔ بعض صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے وقت ختم ہونے کے خوف سے بنوقریظہ پہنچنے سے پہلے نماز پڑھ لی اور دوسرے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے کہا: ہم اسی جگہ نماز پڑھیں گے جہاں نماز پڑھنے کا حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ہمیں حکم دیا ہے اگرچہ نماز قضا ہو جائے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فریقین میں کسی کو ملامت نہیں کی۔ (1)

مذکورہ بالا دونوں روایتوں میں تطبیق اس طرح ہے کہ یہ واقعہ ظہر کی نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد پیش آیا تھا، بعض صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز پڑھ لی تھی اور بعض نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تھی، تو جنہوں نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تھی ان سے آپ نے فرمایا: تم بنوقریظہ میں جا کر ظہر کی نماز پڑھنا اور جنہوں نے ظہر کی نماز پڑھ لی تھی، ان سے آپ نے فرمایا: تم بنوقریظہ میں پہنچ کر عصر کی نماز پڑھنا۔ (2)

(4)..... حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: بنوقریظہ حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو مُنصف بنائے جانے پر قلعے سے نیچے اتر آئے کیونکہ فریقین نے حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو منصف تسلیم کر لیا تھا۔ حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ان کا یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے جو مرد لڑنے کے قابل ہیں انہیں قتل کر دیا جائے، ان کی عورتوں اور بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا جائے اور ان کے مال کو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا جائے۔ (3)

حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے فیصلہ فرمانے کے بعد مدینہ منورہ کے بازار میں خندق کھودی گئی اور وہاں لا کر اُن سب یہودیوں کی گردنیں ماری گئیں۔ ان لوگوں میں قبیلہ بنونَضِیر کا سردار حُیَیّ بن اخطب اور بنوقریظہ کا سردار کعب بن اسد بھی تھا اور یہ لوگ چھ سو یا سات سو جوان تھے جو گردنیں کاٹ کر خندق میں ڈال دیئے گئے۔ (4)

مجتہدین میں اختلاف ہونے کے باوجود وہ گناہگار نہیں

مذکورہ بالا حدیث پاک نمبر 2 اور 3 میں نماز کے مسئلے پر صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ میں ہونے والے جس

1 .....مسلم، کتاب الجهاد والسير، باب المبادرة بالغزو... الخ، ص ۹۷٤، الحديث: ٦٩ (۱۷۷۰).
2 .....شرح نووی علی المسلم، کتاب الجهاد والسير، باب المبادرة بالغزو... الخ، ۹۸/٦، الجزء الثانی عشر.
3 .....بخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی صلی الله علیه وسلم من الاحزاب... الخ، ٥٦/٣، الحديث: ٤١٢٢.
4 .....جمل، الاحزاب، تحت الآية: ٢٦، ١٦٤/٦-١٦٥، ملخصاً.

www.dawateislami.net

اختلاف کا ذکر ہوا اس کی وجہ شارحین نے یہ بیان کی ہے کہ بعض صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے اس ممانعت کو حقیقت پر محمول کیا اور اسے اس ممانعت پر ترجیح دی جس میں نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرنے سے منع کیا گیا تھا اسی لئے انہوں نے وقت نکل جانے کی پرواہ نہ کی اور بعض صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے اس ممانعت کو حقیقت پر محمول نہیں کیا بلکہ مقصود پر نظر کی کہ اس کا مقصد بنو قریظہ میں جلد پہنچنا ہے اس لئے انہوں نے راستے میں نماز ادا کر لی۔ اس سے جمہور علماءِ کرام نے یہ اِستدلال کیا ہے کہ مُجتہد گناہگار نہیں ہوگا اور اگر کسی ایک مسئلے میں دو مجتہدین کا اختلاف ہو تو دونوں میں سے کسی کو بھی ملامت نہیں کی جائے گی (کیونکہ یہاں گناہ کا پہلو نہیں اور) اگر گناہ کا پہلو ہوتا تو پھر گناہ کی وجہ سے ضرور ملامت کی جاتی۔ (1)

وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـَٔوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ﴿۲۷﴾ ع ۳ ۱۹

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے تمہارے ہاتھ لگائے ان کی زمین اور ان کے مکان اور ان کے مال اور وہ زمین جس پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اللہ نے تمہیں ان کی زمین اور ان کے مکانات اور ان کے مالوں کا وارث بنا دیا اور اس زمین کا بھی جس پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

﴿وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ: اور اللہ نے تمہیں ان کی زمین کا وارث بنا دیا۔﴾ یعنی یہودیوں کو تو سزا ملی اور مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا کہ انہیں بنو قریظہ کی کھیتیوں اور باغات کا، ان کے قلعوں اور مکانات کا، ان کے نقد اَموال، اثاثہ جات اور مویشیوں وغیرہ کا مالک بنا دیا اور مزید یہ احسان فرمایا کہ مسلمانوں کو اس زمین کا بھی وارث بنا دیا جس پر ابھی انہوں نے قدم نہ رکھے تھے۔ اس زمین سے کونسی زمین مراد ہے اس کے بارے میں مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد خیبر کی زمین ہے جو غزوۂ بنو قریظہ کے بعد مسلمانوں کے قبضے میں آئی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مکہ کی زمین ہے۔ تیسرا

(1) .....فتح الباری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب...الخ، ۸/۳۴۹، تحت الحدیث: ۴۱۱۹.

www.dawateislami.net

قول یہ ہے کہ روم وفارس کی زمین مراد ہے، اور چوتھا قول یہ ہے کہ اس سے مراد ہر وہ زمین ہے جو قیامت تک فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آنے والی ہے۔ (1)

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ﴿۲۸﴾ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۲۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے غیب بتانے والے (نبی) اپنی بیبیوں سے فرمادے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بیشک اللہ نے تمہاری نیکی والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے نبی! اپنی بیویوں سے فرمادو: اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ تاکہ میں تمہیں مال دُوں اور تمہیں اچھی طرح چھوڑ دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بیشک اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ: اے نبی! اپنی بیویوں سے فرمادو۔﴾ **شانِ نزول:** سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ازواجِ مُطَہَّرات نے آپ سے دُنْیَوی سامان طلب کئے اور نفقہ میں زیادتی کی درخواست کی، جبکہ یہاں تو دنیا سے بے رغبتی اپنے کمال پر تھی اور دنیا کا سامان اور اس کا جمع کرنا گوارا ہی نہ تھا، اس لئے ان کا یہ مطالبہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قلبِ اطہر پر گراں گزرا اور یہ آیت نازل ہوئی اور ازواجِ مطہرات کو اختیار دیا گیا۔ اس وقت

1 ……روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲۷، ۷/۱۶۱، خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲۷، ۳/۴۹۳، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی 9 اَزواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ تھیں۔ ان میں سے 5 کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا اور وہ یہ ہیں: (1) حضرت عائشہ بنتِ ابی بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا۔ (2) حضرت حفصہ بنتِ فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا۔ (3) حضرت اُمِّ حبیبہ بنتِ ابی سفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا۔ (4) حضرت اُمِّ سلمٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بنتِ اُمیہ۔ (5) حضرت سودہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بنتِ زَمْعَہ۔

اور 4 اَزواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کا تعلق قبیلہ قریش کے علاوہ دیگر قبائل سے تھا، اور وہ یہ ہیں: (1) حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بنتِ جحش اسدیہ۔ (2) حضرت میمونہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بنتِ حارث ہلالیہ۔ (3) حضرت صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بنتِ حُیَیّ بن اخطب خیبریہ۔ (4) حضرت جویریہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بنتِ حارث مصطلقیہ۔

سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے سب سے پہلے حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو یہ آیت سنا کر اختیار دیا اور فرمایا کہ جلدی نہ کرو اور اپنے والدین سے مشورہ کر کے جو رائے ہو اس پر عمل کرو۔ انہوں نے عرض کی: حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے معاملہ میں مشورہ کیسا، میں اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اور دارِ آخرت کو چاہتی ہوں اور باقی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ نے بھی یہی جواب دیا۔[1]

فقہی مسئلہ: جس عورت کو اختیار دیا جائے وہ اگر اپنے شوہر کو اختیار کرے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو اَحناف کے نزدیک ایک بائنہ طلاق واقع ہوتی ہے۔

نوٹ: طلاق سے متعلق مزید مسائل کی معلومات حاصل کرنے کے لئے بہارِ شریعت حصہ 8 کا مطالعہ فرمائیں۔

﴿وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ: اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو۔﴾

معلوم ہوا کہ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اختیار کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو اور قیامت کو اختیار کرنا ہے، جسے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مل گئے اسے خدا اور ساری خدائی مل گئی اور جو حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے دور ہوا وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو گیا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کی نیکیوں کا اجر و ثواب دوسروں سے زیادہ ہے۔

---

1 .....خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲۸، ۲۹، ۳/۴۹۷، ملخصاً۔

www.dawateislami.net

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ﴿۳۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے نبی کی بیبیو جو تم میں صریح حیا کے خلاف کوئی جرأت کرے اس پر اوروں سے دُونا عذاب ہوگا اور یہ اللہ کو آسان ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے نبی کی بیویو! جو تم میں حیا کے خلاف کوئی کھلی جرأت کرے تو اسے دوسروں کے مقابلے میں دُگنا عذاب دیا جائے گا اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

﴿یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ: اے نبی کی بیویو! جو تم میں حیا کے خلاف کوئی کھلی جرأت کرے۔﴾

یہاں آیت میں ”حیا کے خلاف کھلی جرأت“ سے زنا مراد نہیں بلکہ اس سے مراد شوہر کی اطاعت میں کوتاہی کرنا اور اس کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش نہ آنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بیویوں کو بدکاری سے پاک رکھتا ہے اور حیاء کے خلاف کھلی جرأت کرنے پر انہیں دگنا عذاب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جس شخص کی فضیلت زیادہ ہوتی ہے اس سے اگر قصور واقع ہو تو وہ قصور بھی دوسروں کے قصور سے زیادہ سخت قرار دیا جاتا ہے اسی لئے عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے زیادہ قبیح ہوتا ہے اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ تمام جہان کی عورتوں سے زیادہ فضیلت رکھتی ہیں اسی لئے اُن کی ادنیٰ بات سخت گرفت کے قابل ہے۔ (1)

علامہ ابوحیان محمد بن یوسف اندلسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس آیت میں فاحشۂ مُبَیِّنَہ سے مراد گناہِ کبیرہ ہے اور یہ وہم نہ کیا جائے کہ اس سے زنا مراد ہے کیونکہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس سے معصوم ہیں کہ آپ کی ازواجِ مطہرات اس بے حیائی کی مرتکب ہوں۔۔۔۔۔ یہاں فاحشہ سے مراد شوہر کی نافرمانی کرنا اور گھریلو معاملات میں بے اِعتدالی کرنا ہے اور چونکہ ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زیرِ

1 .....مدارك، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۳۰، ص ۹۴۰، خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۳۰، ۳/۴۹۷، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

سایہ اور زیرِ تربیت رہتی ہیں، ان کے سامنے وحی اترتی اور احکام نازل ہوتے ہیں اور ان کا رتبہ اور مقام عام عورتوں سے بلند ہے، اس لئے ان پر گرفت بھی بہت سخت ہے اور اگر بالفرض وہ کوئی کبیرہ گناہ کرلیں تو جس طرح نیک اعمال پر انہیں دگنا اجر دیا جاتا ہے اسی طرح گناہ پر دگنا عذاب بھی ہوگا۔ (1)

علامہ احمد صاوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ازواجِ مطہرات سے خطاب فرمایا ہے تاکہ ان کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے رتبے کی عظمت ظاہر ہو کیونکہ عِتاب اور خطاب میں سختی ان کے بلند رتبے کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ازواجِ مطہرات کو رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے انتہائی زیادہ قرب حاصل ہے اور یہ جنت میں بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اَزواج ہوں گی، تو جتنا انہیں رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے قرب حاصل ہے اتنا ہی انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب حاصل ہوگا۔ اس میں ان لوگوں کا رد ہے جن کا گمان یہ ہے کہ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی محبت، آپ سے قرب اور آپ کے ساتھ تعلق شرک ہے۔ (یعنی قربِ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی باتیں کرتے ہی کئی لوگوں کو شرک کی بو آنا شروع ہوجاتی ہے ان کا یہ اعتقاد باطل ہے۔) (2)

1 .....البحر المحیط، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۳۰، ۷/۲۰۰، ملخصاً.

2 .....صاوی، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۳۰، ۵/۱۶۳۶.

www.dawateislami.net

مآخذ ومراجع

قرآن مجید	کلامِ الٰہی	

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعات
1	کنز الإیمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
2	کنز العرفان	شیخ الحدیث والتفسیر ابو الصالح مفتی محمد قاسم قادری	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

کتب التفسیر وعلوم القرآن

1	تفسیرِ طبری	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری، متوفی ۳۱۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
2	تفسیرِ سمرقندی	ابو اللیث نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی، متوفی ۳۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۳ھ
3	تفسیرِ ثعلبی	ابو اسحاق احمد بن محمد ثعلبی نیسابوری، متوفی ۴۲۷ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ھ
4	تفسیرِ بغوی	امام ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۴ھ
5	احکام القرآن	ابو بکر محمد بن عبد اللہ المعروف بابن عربی، متوفی ۵۴۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
6	تفسیرِ کبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی، متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
7	تفسیرِ قرطبی	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی، متوفی ۶۷۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
8	تفسیرِ بیضاوی	ناصر الدین عبد اللہ بن ابو عمر بن محمد شیرازی بیضاوی، متوفی ۶۸۵ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
9	تفسیرِ مدارک	امام عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی، متوفی ۷۱۰ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
10	تفسیرِ خازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی، متوفی ۷۴۱ھ	مطبعہ میمنیہ، مصر ۱۳۱۷ھ
11	البحرُ المحیط	ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی، متوفی ۷۴۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
12	تفسیر ابن کثیر	ابو فداء اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی شافعی، متوفی ۷۷۴ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
13	تفسیرِ جلالین	امام جلال الدین محلی، متوفی ۸۶۳ھ وامام جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	باب المدینہ کراچی
14	تفسیرِ دُر منثور	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۰۳ھ

www.dawateislami.net

15	تناسق الدرر	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶ھ
16	تفسیرِ ابو سعود	علامہ ابو سعود محمد بن مصطفیٰ عمادی، متوفی ۹۸۲ھ	دار الفکر، بیروت
17	تفسیراتِ احمدیہ	شیخ احمد بن ابی سعید ملا جیون جونپوری، متوفی ۱۱۳۰ھ	پشاور
18	روحُ البیان	شیخ اسماعیل حقی بروسی، متوفی ۱۱۳۷ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۰۵ھ
19	تفسیرِ جمل	علامہ شیخ سلیمان جمل، متوفی ۱۲۰۴ھ	باب المدینہ کراچی
20	تفسیرِ صاوی	احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی، متوفی ۱۲۴۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۱ھ
21	روح المعانی	ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، متوفی ۱۲۷۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
22	خزائن العرفان	صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

کتب الحدیث و متعلقاتہ

1	مسند ابو داؤد طیالسی	سلیمان بن داؤد بن جارود فارسی بصری، متوفی ۲۰۴ھ	دار المعرفہ، بیروت
2	مسندِ امام احمد	امام احمد بن محمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
3	دارمی	امام حافظ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی، متوفی ۲۵۵ھ	دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۷ھ
4	ادب المفرد	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
5	بخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
6	مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم، بیروت ۱۴۱۹ھ
7	ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
8	ابو داؤد	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۱ھ
9	ترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
10	سنن نسائی	امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۶ھ
11	مسند ابی یعلی	امام ابو یعلی احمد بن علی بن مثنی موصلی، متوفی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ

www.dawateislami.net

12	معجم الکبیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ھ
13	معجم الاوسط	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
14	مستدرك	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
15	حلیۃ الاولیاء	حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی شافعی، متوفی ۴۳۰ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
16	سنن الکبری	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ
17	شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
18	شرح السنّۃ	امام ابومحمد حسین بن مسعود بغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ
19	مسند الفردوس	ابومنصور شہردار بن شیرویہ بن شہردار دیلمی، متوفی ۵۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶ھ
20	ابن عساکر	امام ابوقاسم علی بن حسن شافعی، متوفی ۵۷۱ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ
21	مشکاۃ المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ
22	جامع صغیر	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۵ھ
23	کنز العمال	علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ

کتب شروح الحدیث

1	شرح نووی علی المسلم	امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۱ھ
2	فتح الباری	حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۵ھ
3	عمدۃ القاری	امام بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی، متوفی ۸۵۵ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
4	مرقاۃ المفاتیح	علی بن سلطان محمد ہروی قاری حنفی، متوفی ۱۰۱۴ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
5	فیض القدیر	علامہ محمد عبدالرءوف مناوی، متوفی ۱۰۳۱ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
6	التیسیر شرح جامع صغیر	علامہ محمد عبدالرءوف مناوی، متوفی ۱۰۳۱ھ	مکتبۃ الامام الشافعی، ریاض ۱۴۰۸ھ
7	مراۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	مکتبہ اسلامیہ، مرکز الاولیاء لاہور

www.dawateislami.net

كتب الفقه

1	الجوهرة النيرة	امام ابوبکر بن علی حدادی عبادی، متوفی ۸۰۰ھ	باب المدینہ کراچی
2	درّ مختار	علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
3	عالمگیری	علامہ ہمام مولانا شیخ نظام، متوفی ۱۱۶۱ھ و جماعۃ من علماء الہند	دار الفکر، بیروت ۱۴۰۳ھ
4	ردّ المحتار	علامہ محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
5	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
6	بہارِ شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

كتب التصوف

1	الزهد	امام عبد اللہ بن مبارک مروزی، متوفی ۱۸۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
2	الزهد	امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دار الغد الجدید، ۱۴۲۶ھ
3	رسائل ابن ابی الدنیا	حافظ امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد قُرشی، متوفی ۲۸۱ھ	مکتبۃ العصریہ، بیروت ۱۴۲۶ھ
4	الزهد الكبير	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
5	احیاء علوم الدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی شافعی، متوفی ۵۰۵ھ	دار صادر، بیروت ۲۰۰۰ء
6	منهاج العابدين	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی شافعی، متوفی ۵۰۵ھ	مؤسسۃ السیروان، بیروت ۱۴۱۶ھ
7	تنبيه المغترين	عبد الوہاب بن احمد بن علی شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۵ھ

كتب السيرة

1	شمائل ترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
2	الشفا	قاضی ابو الفضل عیاض مالکی، متوفی ۵۴۴ھ	مرکز اہلسنّت برکات رضا، ہند
3	مدارج النبوت	شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	مرکز اہلسنّت برکات رضا، ہند
4	نسیم الریاض	شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خفاجی، متوفی ۱۰۶۹ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ

www.dawateislami.net

5	شرح الزرقانی علی المواهب	محمد بن عبدالباقی بن یوسف زرقانی، متوفی ۱۱۲۲ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
6	شانِ حبیب الرحمٰن	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	نعیمی کتب خانہ، گجرات
7	سیرتِ مصطفیٰ	مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی، متوفی ۱۴۰۶ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

الكتب المتفرقة

1	عیون الحکایات	ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ
2	اسد الغابہ	ابوالحسن علی بن محمد جزری، متوفی ۶۳۰ھ	داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۷ھ
3	روض الریاحین	عبداللہ بن اسعد بن علی یافعی مالکی، متوفی ۷۶۸ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ

www.dawateislami.net

ضِمنی فہرست

عنوان	صفحہ
اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمت	
بارش اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے	37
اللہ تعالیٰ کی نعمت ملنے کو صرف مادی اسباب کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہئے	38
حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں	187
اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مشیت وقدرت	
اشیاء کی طبعی تاثیریں بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہیں	35
اس کائنات کا کامل قدرت رکھنے والا ایک ہی خالق موجود ہے	434
اللہ تعالیٰ کی قدرت وشان	596
اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل وکرم	
اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت کا دن مسلمانوں پر آسان ہوگا	17
اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی اور شانِ کرم	61
نیک اعمال کی جزا ملنا محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے	458
راہِ خدا میں قربانیاں دینے والوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم	594
اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت ورضا	
اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے معاملے میں کسی کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے	124
زکوٰۃ اور صدقات اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے دیئے جائیں	451
اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر اور اس کی تسبیح واستغفار	
اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے فضائل	385
اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور تسبیح بیان کرنے کے فضائل	425
انبیاء وسید الانبیاء عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام	
خیانت اور نبوت جمع نہیں ہوسکتیں	138
حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے استاد نہیں	180
انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ہنسنا تبسم ہی ہوتا ہے	190
علمِ غیب	
غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے سے متعلق اہم کلام	227
اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو بھی غیب کا علم عطا ہوتا ہے	255
حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو وحی نازل ہونے سے پہلے اپنی نبوت کی خبر تھی	336
حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو رومیوں کے غالب آنے کی مدت معلوم تھی	415
آیت "اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ" سے متعلق اہم کلام	521

www.dawateislami.net

عنوان	صفحہ
اسلام و مسلمان	
قیامت کے دن کچھ مسلمانوں کے اعمال بے وقعت کر دیئے جائیں گے	14
اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت کا دن مسلمانوں پر آسان ہوگا	17
آخرت میں مسلمانوں کو ان کے مال اور اولاد سے نفع حاصل ہوگا	110
عزت و ذلت کا معیار دین اور پرہیزگاری ہے	119
ہر مسلمان کو اس کی ایمانی قوت کے حساب سے آزمایا جاتا ہے	342
موجودہ دور میں مسلمانوں کی علمی اور عملی حالت	417
اسلامی معاشرے اور مغربی معاشرے میں خاندانی نظام	
میں اختلاف کی وجہ سے ہونے والا فرق	430
مسلمان بھائی کی آبرو بچانے کی فضیلت	459
دینِ اسلام سے روکنے اور دُور کرنے والوں کے لئے سامانِ عبرت	478
اسلامی تعلیمات و احکام	
اللہ تعالیٰ کی نعمت ملنے کو صرف مادی اسباب کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہئے	38
اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے معاملے میں کسی کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے	124
عورت اپنے شوہر کے آرام اور سکون کا لحاظ رکھے	432

عنوان	صفحہ
زکوٰۃ اور صدقات اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے دیئے جائیں	451
والدین سے متعلق اسلام کی شاندار تعلیمات	492
کسی شخص کو حقیر نہیں جاننا چاہئے	497
فرشتے	
حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کو روح اور امین کہنے کی وجوہات	156
حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے استاد نہیں	180
کافر اور مومن کی روح قبض کرتے وقت حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کی شکل	532
انسان	
انسان کی مرحلہ وار تخلیق کا بیان	428
جنّوں اور انسانوں سے جہنم کو بھر دیا جائے گا	536
کفار	
حکمرانی قائم رکھنے کیلئے فرعون کا طریقہ اور موجودہ دور کے حکمرانوں کا طرزِ عمل	252
موجودہ زمانے کے کفار کو نصیحت	305
قارون کا مختصر تعارف، اس کے خزانوں کا حال اور اس کی رَوِش	319
قارون اور اس کے خزانوں کو زمین میں دھنسائے جانے کا واقعہ	328

www.dawateislami.net

عنوان	صفحہ
کافر والدین کے حقوق سے متعلق 2 شرعی احکام	348
عیسائیوں اور یہودیوں سے دینی اُمور میں بحث کرنے کا اختیار کس کو ہے؟	388
اہلِ کتاب اپنی کتابوں کا مضمون بیان کریں تو سننے والے کو کیا کہنا چاہئے؟	389
غیر مسلموں کے ایک مشہور اعتراض کا جواب	391
حربی کفار کے ساتھ خرید و فروخت سے متعلق ایک مسئلہ	414
یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں اور دیگر کفار کی مخالفت کا حکم	555
نفاق و منافقین	
عقیدے کی کمزوری اور نفاق کا نقصان	578
صرف زبانی دعوے کرنا اور وقت پر ساتھ نہ دینا منافقوں کا کام ہے	583
نظریات و معمولاتِ اہلسنّت	
اولیاءِ کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ سے کرامات ظاہر ہونے کا ثبوت	203
آیت "اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى" سے مُردوں کے نہ سننے پر اِستدلال کرنے والوں کا رَد	236
مُردوں کے سننے کا ثبوت	237
ابو طالب کے ایمان سے متعلق اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی تحقیق	300
قرآنِ کریم	
قرآنِ مجید کی آیات کے ذریعے کی جانے والی نصیحت کیسے سننی چاہئے؟	65
قرآنِ مجید کے بارے میں ایک عقیدہ	157
لوحِ محفوظ اور قرآنِ مجید کے روشن کتاب ہونے میں فرق	250
قرآنِ کریم کی شان	472
تلاوتِ قرآنِ پاک	
قرآنِ مجید دیکھ کر پڑھنے کی فضیلت اور ترغیب	381
تلاوتِ قرآن اور نماز کی پابندی کے فوائد و برکات	384
قرآنِ مجید کی تلاوت سننے سے متعلق دو اَحکام	479
عبادت	
رات میں عبادت کرنے کی ترغیب	51
رات میں عبادت کرنے کے فوائد	52
اپنی راتیں عبادت میں گزارنے والی دو بزرگ خواتین	53
تھوڑی عبادت کرنے والوں کو بھی شب بیداری کا ثواب	53
دنیا و آخرت	
آخرت میں مسلمانوں کو ان کے مال اور اولاد سے نفع حاصل ہوگا	110
آخرت پر دنیا کو ترجیح دینے والا نادان ہے	306
دنیا کا طلبگار اور آخرت کا خواہش مند برابر نہیں	309
دنیا کی مذمت پر مشتمل 3 اَحادیث	404
اعمال	
قیامت کے دن کچھ مسلمانوں کے اعمال بے وقعت	

www.dawateislami.net

عنوان	صفحہ
کردیئے جائیں گے	14
ظاہر و باطن تمام احوال میں نیک اعمال کرنے کی ترغیب	386
ہمارے اعمال کا فائدہ یا نقصان ہمیں ہی ہوگا	456
نیک اعمال کی جزا ملنا محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے	458
بظاہر معمولی سمجھے جانے والے اعمال کا بھی حساب ہوگا	494
آخرت میں اچھی جزا پانے کے لئے ضروری عمل	509
قیامت	
قیامت کے دن کچھ مسلمانوں کے اعمال بے وقعت کردیئے جائیں گے	14
اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت کا دن مسلمانوں پر آسان ہوگا	17
قیامت کے دن پرہیزگار مسلمانوں کی دوستی مسلمان کے کام آئے گی	114
قیامت کے دن نیک بندوں کے ساتھ حشر	351
ندا فرمانے اور قبروں سے زندہ ہوکر نکلنے کی صورت	438
آیت "اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ" سے متعلق اہم کلام	521
قیامت کے دن کی درازی	529
عذابِ الٰہی	
دنیا کا عیش و عشرت اللہ تعالیٰ کا عذاب دور نہیں کرسکتا	163
قریبی رشتہ داروں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے کا حکم	166

عنوان	صفحہ
عذاب یافتہ لوگوں کے انجام سے عبرت و نصیحت حاصل کرنی چاہئے	184
اجڑی بستیاں عبرت کے نشان ہیں	231
قارون اور اس کے خزانوں کو زمین میں دھنسائے جانے کا واقعہ	328
جنت	
جنت کی دعا مانگنا حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے	108
جنّتی بالاخانوں کے اوصاف	399
جنت میں شادمانی کے نغمات کن لوگوں کو سنائے جائیں گے؟	424
جنّتی نعمتوں سے متعلق دو اَحادیث	540
نماز	
نماز بے حیائیوں اور شرعی ممنوعات سے روکتی ہے	382
تلاوتِ قرآن اور نماز کی پابندی کے فوائد و برکات	384
نماز کیلئے یہ پانچ اوقات مقرر فرمائے جانے کی حکمت	426
نمازِ تہجد کے دو فضائل	538
ظِہار	
ظِہار سے متعلق 3 شرعی مسائل	558
بیوی کو ماں، بہن کہنے سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلہ	559
لے پالک بچے کے احکام	
گود لئے ہوئے بچے کے حقیقی باپ کے طور پر اپنا نام	

www.dawateislami.net

عنوان	صفحہ
استعمال کرنے کا شرعی حکم	561
بچہ یا بچی گود لینے سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلہ	562
لواطت وہم جنس پرستی	
عورتوں کے ساتھ بدفعلی کرنے کی وعیدیں	146
لواطت اور ہم جنس پرستی کے نقصانات	149
فطرت سے بغاوت کا نتیجہ	217
غزوات	
غزوۂ احزاب کا مختصر بیان	570
غزوۂ بنو قریظہ کے مختصر احوال	597
متفرق مسائل واحکام	
خوش ہونے اور خوشی منانے سے متعلق 3 شرعی احکام	320
کافر والدین کے حقوق سے متعلق 2 شرعی احکام	348
شرعی احکام کے مقابلے میں کسی کی اطاعت نہیں کی جائے گی	349
حربی کفار کے ساتھ خرید وفروخت سے متعلق ایک مسئلہ	414
گانے کی مختلف صورتیں اور ان کے احکام	476
قرآنِ مجید کی تلاوت سننے سے متعلق دو اَحکام	479
اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے معاملے میں والدین کی اطاعت نہیں	492
مدینہ منورہ کو یثرب کہنے کا شرعی حکم	576
مجتہدین میں اختلاف ہونے کے باوجود وہ گناہگار نہیں	598
واقعات	

عنوان	صفحہ
اپنی راتیں عبادت میں گزارنے والی دو بزرگ خواتین	53
قارون اور اس کے خزانوں کو زمین میں دھنسائے جانے کا واقعہ	328
کافر اور مومن کی روح قبض کرتے وقت حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کی شکل	532
غزوۂ احزاب کا مختصر بیان	570
غزوۂ بنو قریظہ کے مختصر احوال	597
فضائل ومناقب	
حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ	
تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شانِ امانت داری	117
نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے مکانات کی سادگی	131
سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی فصاحت	280
رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حکمت بھرے ارشادات	485
نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو کی جانے والی ندا سے معلوم ہونے والے مسائل	554
رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مالکیت	565
تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ایمان والوں کے سب سے زیادہ قریبی ہیں	565
حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی افضلیت	

www.dawateislami.net

عنوان	صفحہ
کا اظہار	569
حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت	
معاشرے کو امن وامان کا گہوارہ بنانے کا ذریعہ	303
حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت اپنے نفس کی اطاعت پر مُقَدَّم ہے	566
تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیروی اور اطاعت کا حکم	586
صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اور سیرتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیروی	586
حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی کرم نوازی وغریب پروری	
رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مخلوق پر انتہائی کرم نوازی	73
تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی غریب پروری	122
حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت	
چلنے میں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت	500
گفتگو کرنے میں سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت	502

عنوان	صفحہ
صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اور سیرتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیروی	586
حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زندگی ہر ایک کے لئے کامل نمونہ ہے	588
انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام	
جنت کی دعا مانگنا حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے	108
حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مانگی ہوئی دعاؤں کی فضیلت	108
حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر اللہ تعالٰی کی نعمتیں	187
صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن وبزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن	
اپنی راتیں عبادت میں گزارنے والی دو بزرگ خواتین	53
ضروریاتِ زندگی میں صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا زُہد	56
نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے مکانات کی سادگی	131
دربارِ رسالت کے شاعر حضرت حسان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان	173
اولیاءِ کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ سے کرامات ظاہر ہونے کا ثبوت	203
اللہ تعالٰی کے اولیاء کو بھی غیب کا علم عطا ہوتا ہے	255

www.dawateislami.net

عنوان	صفحہ
حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا یقین	413
حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا تعارف	483
حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دو فضائل	483
حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حکمت آمیز کلمات	484
سورتوں کا تعارف	
سورۂ شعراء کا تعارف	70
سورۂ نمل کا تعارف	176
سورۂ قصص کا تعارف	248
سورۂ عنکبوت کا تعارف	339
سورۂ روم کا تعارف	411
سورۂ لقمان کا تعارف	470
سورۂ سجدہ کا تعارف	523
سورۂ احزاب کا تعارف	550
سورتوں اور آیتوں کے فضائل	
سورۂ شعراء کی فضیلت	70
سورۂ روم کی آیت نمبر 17، 18، 19 کی فضیلت	427
سورۂ سجدہ کے فضائل	523
سورتوں کے مضامین	
سورۂ شعراء کے مضامین	70
سورۂ نمل کے مضامین	176
سورۂ قصص کے مضامین	248
سورۂ عنکبوت کے مضامین	339
سورۂ روم کے مضامین	411
سورۂ لقمان کے مضامین	470
سورۂ سجدہ کے مضامین	524
سورۂ احزاب کے مضامین	550
پچھلی سورت کے ساتھ مناسبت	
سورۂ فرقان کے ساتھ مناسبت	72
سورۂ شعراء کے ساتھ مناسبت	177
سورۂ نمل کے ساتھ مناسبت	249
سورۂ قصص کے ساتھ مناسبت	340
سورۂ عنکبوت کے ساتھ مناسبت	412
سورۂ روم کے ساتھ مناسبت	471
سورۂ لقمان کے ساتھ مناسبت	525
آیات سے معلوم ہونے والی باتیں	
آیت "وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا" سے معلوم ہونے والی باتیں	55
آیت "وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ" سے متعلق دو باتیں	390
آیت "فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ" سے متعلق دو باتیں	449
سورۂ لقمان کی آیت نمبر 4 اور 5 سے معلوم ہونے والی باتیں	473
آیات سے معلوم ہونے والے اُمور اور مسائل واَحکام	

www.dawateislami.net

عنوان	صفحہ
آیت "وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ" سے معلوم ہونے والے مسائل	261
آیت "فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا" سے معلوم ہونے والے مسائل	267
آیت "وَاَخِيْ هٰرُوْنُ" سے معلوم ہونے والے مسائل	281
آیت "وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ" سے معلوم ہونے والے مسائل	367
آیت "وَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا" سے معلوم ہونے والے احکام	373
آیت "وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ" سے معلوم ہونے والے مسائل	376
آیت "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ" سے معلوم ہونے والے مسائل	475
آیت "وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ" سے معلوم ہونے والے مسائل	486
آیت "يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ" سے معلوم ہونے والے اہم اُمور	495
نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو کی جانے والی ندا سے معلوم ہونے والے مسائل	554
علم وعلماء	
اللہ تعالیٰ کی معرفت کا بہت بڑا ذریعہ	223
غافلوں اور علم والوں کا حال	328

عنوان	صفحہ
عیسائیوں اور یہودیوں سے دینی اُمور میں بحث کرنے کا اختیار کس کو ہے؟	388
موجودہ دور میں مسلمانوں کی علمی اور عملی حالت	417
علماء اور مفتیانِ کرام سے مسائل پوچھنے والوں کو نصیحت	508
تقویٰ و پرہیزگاری	
قیامت کے دن پرہیزگار مسلمانوں کی دوستی مسلمان کے کام آئے گی	114
عزت وذلت کا معیار دین اور پرہیزگاری ہے	119
والدین	
کافر والدین کے حقوق سے متعلق 2 شرعی احکام	348
ماں کو باپ پر تین درجے فضیلت حاصل ہے	488
ماں کا حق باپ کے حق پر مُقدَّم ہے	489
اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے معاملے میں والدین کی اطاعت نہیں	492
والدین سے متعلق اسلام کی شاندار تعلیمات	492
اولاد	
مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک	66
آخرت میں مسلمانوں کو ان کے مال اور اولاد سے نفع حاصل ہوگا	110
اولاد کی تربیت میں قابلِ لحاظ اُمور	503
مجرم کون؟	543
مال ودولت	

www.dawateislami.net

عنوان	صفحہ
آخرت میں مسلمانوں کو ان کے مال اور اولاد سے نفع حاصل ہوگا	110
قارون کا مختصر تعارف، اس کے خزانوں کا حال اور اس کی رَوِش	319
مال و دولت کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبر کا علاج	321
قارون اور اس کے خزانوں کو زمین میں دھنسائے جانے کا واقعہ	328
زائد مال راہِ خدا میں خرچ کرنے کی فضیلت	539
رزقِ حلال	
مکڑی کے جالے رزق میں تنگی کا سبب ہوتے ہیں	378
رزق کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی ترغیب	400
مصائب و آزمائشیں	
آزمائشیں مقبول بندوں کے درجات کی بلندی کا سبب ہیں	23
ہر مسلمان کو اس کی ایمانی قوت کے حساب سے آزمایا جاتا ہے	342
مصیبتوں پر صبر کرنے کی ترغیب	343
مصائب و آلام میں ایمان پر ثابت قدم رہنے کی ترغیب	353
مصیبت کے وقت مخلص مومن اور کافر کا حال	406
پریشانیوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہونے کا سبب	453
صبر و شکر و توکل	
توکل کا معنیٰ	168
علم والوں کو شکر کرنے کی ترغیب	185
مصیبتوں پر صبر کرنے کی ترغیب	343
رزق کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی ترغیب	400
صبر کا ثمرہ اور اس کی فضیلت	545
حکمت	
رومیوں کے غالب آنے کی مدت مبہم رکھنے کی حکمت	415
نماز کیلئے یہ پانچ اوقات مقرر فرمائے جانے کی حکمت	426
حکمت کی تعریف	484
حضرت لُقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حکمت آمیز کلمات	484
رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حکمت بھرے ارشادات	485
عبرت و نصیحت	
قرآنِ مجید کی آیات کے ذریعے کی جانے والی نصیحت کیسے سننی چاہئے؟	65
مسلمان بھائیوں کو بدنام کرنے والوں کے لئے عبرت انگیز دو اَحادیث	89
غمی خوشی کی ناجائز رسموں میں مبتلا لوگوں کو نصیحت	104
نصیحت قبول کرنا مسلمان کا اور نہ ماننا کافر کا کام ہے	133
غلط شاعری کرنے والوں اور سننے، پڑھنے والوں کو نصیحت	171
عذاب یافتہ لوگوں کے انجام سے عبرت و نصیحت حاصل کرنی چاہئے	184
اجڑی بستیاں عبرت کے نشان ہیں	231

www.dawateislami.net

عنوان	صفحہ
موجودہ زمانے کے کفار کو نصیحت	305
نیوتا اور تحفہ دینے والوں کے لئے نصیحت	450
گناہگار مسلمانوں کے لئے نصیحت	466
دینِ اسلام سے روکنے اور دُور کرنے والوں کے لئے سامانِ عبرت	478
حضرت لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اپنے بیٹے کو نصیحتیں	487
علماء اور مفتیانِ کرام سے مسائل پوچھنے والوں کو نصیحت	508
گناہ وتوبہ	
بڑے بڑے تین گناہ	59
برائیوں کو نیکیوں سے بدل دینے کا معنی	61
گناہوں سے سچی توبہ کرنے کی ترغیب	62
گناہ چھوڑنے اور دل کو باطنی امراض سے پاک رکھنے کی ترغیب	233
لوگوں کو گمراہی اور بدعملی کی دعوت دینے والوں کا انجام	287
گناہ کرنے میں لوگوں کی بجائے اللہ تعالٰی سے ڈرنا چاہئے	304
دوسروں کو گمراہ اور گناہوں میں مبتلا کرنے کا انجام	356
بدعقیدگی اور گناہوں کا بنیادی سبب	420
گناہگار مسلمانوں کے لئے نصیحت	466
گناہ کے تین درجے	468
جھوٹ وحسد	
جھوٹی گواہی دینے کی مذمت پر 4 اَحادیث	64
رَشک اور حَسَد کا شرعی حکم	327

عنوان	صفحہ
اللہ تعالٰی پر جھوٹ باندھنے کی مختلف صورتیں	408
غرور وتکبر	
تکبر میں مبتلا ہونے کا ایک سبب	320
مال ودولت کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبر کا علاج	321
تکبر کرنے اور فساد پھیلانے سے بچیں	332
فخر اور اختیال میں فرق	497
اکڑ کر چلنے کی مذمت	499
خود پسندی وبدشگونی	
خود پسندی کی مذمت اور اللہ تعالٰی کی طرف فضل کو منسوب کرنے کی ترغیب	204
بدشگونی لینے کی مذمت	211
بدشگونی کا بہترین علاج	212
خود پسندی کی حقیقت اور اس کی مذمت	324
گانے باجے	
"لَهْوَ الْحَدِیْثِ" کی وضاحت	474
گانے بجانے کی مذمت	475
گانے کی مختلف صورتیں اور ان کے احکام	476
شعروشاعری	
غلط شاعری کرنے والوں اور سننے، پڑھنے والوں کو نصیحت	171
دربارِ رسالت کے شاعر حضرت حسان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان	173
اشعار فی نفسہ بُرے نہیں	173

www.dawateislami.net

عنوان	صفحہ
گفتگو کرنا	
جاہلانہ گفتگو کرنے والے سے سلوک	50
ضرورت سے زیادہ بلند آواز سے گفتگو کرنے اور زیادہ باتیں کرنے کی مذمت	501
گفتگو کرنے میں سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت	502
بات چیت کرنے کی سنتیں اور آداب	502
چلنا	
سکون اور وقار کے ساتھ چلنے کی ترغیب	50
اکڑ کر چلنے کی مذمت	499
آہستہ چلنے کی فضیلت اور بہت تیز چلنے کی مذمت	500
چلنے کی سنتیں اور آداب	501
دعا	
دعا مانگنے کا ایک ادب	107
جنت کی دعا مانگنا حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے	108
حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مانگی ہوئی دعاؤں کی فضیلت	108
مجبور ولاچار کی دعا	224
متفرقات	
بری صحبت اور دوستی سے بچنے کی ترغیب	19
اچھی صحبت اور دوستی اختیار کرنے کی ترغیب	21
عقل خواہشات سے کیسے مغلوب ہو کر چھپ جاتی ہے؟	32
اسراف اور تنگی کرنے سے کیا مراد ہے؟	56
دوسروں کو تنگ کرنے کے سلسلے میں لوگوں کی رَوِش	129
عربی زبان کی فضیلت	158
حق بات قبول کرنے میں ایک رکاوٹ	160
زبانی جہاد سے متعلق دو اَحادیث	175
”دَآبَّۃُ الْاَرْض“ کا تعارف	240
دُگنا اجر پانے والے لوگ	298
پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت سمجھیں	323

www.dawateislami.net

چار مفید چیزوں پر مشتمل لفظی ترجمہ

لفظ بہ لفظ ترجمہ | مکمل بامحاورہ ترجمہ | مختصر حواشی | آیات کے عنوانات

معرفۃ القرآن علی کنز العرفان

جلد دوم
پارہ 6 تا 10

www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

تلاوتِ قرآن کا حکم اور قرآنِ مجید کے تقاضے

حضرت عبیدہ مُلَیْکِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے قرآن والو! قرآن کو تکیہ نہ بناؤ (یعنی قرآنِ مجید سے غافل اور بے فکر نہ ہو جاؤ) اور دن رات اس کی ایسے تلاوت کرو جیسے تلاوت کا حق ہے اور اسے پھیلاؤ، اسے خوش آوازی سے پڑھو، اس کے معنی میں غور و فکر کرو تاکہ تمہیں کامیابی نصیب ہو اور اس کا ثواب (دنیا میں) جلدی نہ مانگو کہ اس کا ثواب بہت ہے (جو آخرت میں ملے گا)۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن، باب آداب التلاوۃ ودروس القرآن، الفصل الثالث، ۱/۴۱۳، الحدیث: ۲۲۱۰)

ISBN 978-969-631-644-2
0126306

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Call Center: +92 313 11 39 278
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net

DAWAT-E-ISLAMI
Download on the App Store
GET IT ON Google Play